تذکرہ قادریہ مجددیہ غفوریہ

احوال العارفین

یعنی

قطب الاولیاء، غازیِ اسلام حضرت اخوند عبد الغفور صاحب سوات قدس سرہٗ (۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء)
اُن کے مشائخ عظام اور خلفاء کرام کا ایمان افروز تذکرہ،
ڈیڑھ سو سے زائد بزرگانِ دین کے حالات و کمالات کا مجموعہ

مؤلفہ

جناب حافظ غلام فرید صاحب

نذیر سنز پبلشرز

۴۰ اے، اردو بازار ○ لاہور

اشاعت اوّل : اگست ۱۹۷۹ء

نام کتاب : احوال العارفین
مصنّف : حافظ غلام فرید
ناشر : نذیر حسین
نذیر سنز پبلشرز - ۴۰ اے اردو بازار لاہور
مطبع : منظور پرنٹنگ پریس لاہور
قیمت : ۳۹/۰۰

ا

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

برادرانِ اسلام کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ باوجود اپنی کم علمی کے مجھے یہ شوق پیدا ہوا کہ اپنے حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ اور اُن کے مشائخ قادریہ، نقش بندیہ، چشتیہ صابریہ نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ اور قلندریہ اور شطاریہ وغیرہ سلاسل پر کچھ لکھوں۔ سو الحمد للہ تھوڑا تھوڑا تلاش کرتے کرتے بہت کچھ جمع ہو گیا۔ اوّل سلسلہ چشتیہ صابریہ نظامیہ مختصراً لکھا، پھر سلسلہ قادریہ مجددیہ کو ایک کتابی شکل میں جمع کیا۔ جس کو جناب مکرم حضرت صوفی سید انور حسین صاحب نفیس رقم مدظلہ، نے کمال محبت وشفقت اور نوازش سے لے لیا کہ ہم انشاء اللہ اس کی کتابت اور طباعت کا انتظام فرمائیں گے، چونکہ یہ سلسلہ بہت طویل وعریض تھا۔ اس لیے مناسب خیال کیا گیا کہ سلسلۂ قادریہ مجددیہ کی صرف ایک مقتدر شاخ غفوریہ رحیمیہ کا انتخاب کر لیا جائے۔ چنانچہ اسے "احوال العارفین" کے نام سے مرتب کر دیا ہے۔

خانقاہ عالیہ رائپور مختلف سلاسل طریقت کا مجمع اور مرکز ہے۔ ہمارے شیخ الشیخ قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہٗ اوّلاً شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۰۲ھ) کے مرید وخلیفہ تھے۔ جن کا تعلق بیعت وخلافت مجاہد اسلام شیخ المشائخ حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات سے تھا۔ ثانیاً انہیں مجدد العصر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ (م ۱۳۲۳ھ) سے بھی جملہ سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت کا مجد وشرف حاصل تھا۔

حضرت اخوند صاحب سوات قدس سرہٗ برصغیر پاک وہند کے جلیل القدر مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہ افغانستان اور ایران تک پھیلا ہوا ہے۔

پیشِ نظر کتاب تذکرہ "احوال العارفین" اسی سلسلۂ عالیہ کے حالات و کمالات پر مشتمل

اِن حضرات و مشائخ کرام کے حالات جمع کرنے میں مجھ ایسے ہیچمدان، ہیچمیرز اور دنیاوی اور مالی لحاظ سے نانِ شبینہ کے محتاج اور وسائل سے بالکل تہی دست ہونے کے باوجود میں اوپر ایک دیوانگی سی سوار تھی، جس نے ہر وقت اسی ٹوہ میں لگائے رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک کرشمہ ہے کہ ایسے عاجز سے اتنا بڑا کام لے لیا ہے جو علماء کی مجالس کے آداب سے بھی بے بہرہ تھا۔

اس سلسلہ میں حالات جمع کرنے اور تلاش کرنے میں مجھے ملک کے کونے کونے کے سفر پیش آئے مثلاً کراچی، لاہور، خانیوال ملتان، مظفر گڑھ، کوٹ ادو، میانوالی، خانقاہ سراجیہ کندیاں، دریاخان، بھکر، اوکاڑہ، حضرو، لائل پور، راول پنڈی، تورڈھیر ضلع مردان، بیکی، پرموئی پلوٹل سخاکوٹ، مالاکنڈ ایجنسی، بٹ خیلہ، اللہ ڈھنڈ ڈھیری، سوات، سیدو شریف، پشاور، ماشو گگر، حضرت حاجی گل صاحب لنڈی کوتل، شنکیل، عمرزئی تحصیل چارسدہ وغیرہ وغیرہ مقامات کے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر سفر کیے۔ جن کی تفصیل بہت لمبی ہے

ہم نے تو یہ صرف اپنے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہ کے سلاسل کے تعلق کی بناء پر یہ ساری کوششیں کیں۔ ورنہ اس سے پہلے بہت سے تذکرے مثلاً تذکرہ علمائے و مشائخ سرحد اور تذکرہ صوفیائے سرحد، روحانی رابطہ جیسی مشہور مؤرخین اور مصنفین کی کتابیں اور تذکرے موجود ہیں۔ جن کی علمیت اور افادیت محقق ہونے کے علاوہ شہرۂ آفاق تھی۔ مگر چونکہ اُن دواوین میں ہمارے شیخ کے متوسلین احباب کی راہنمائی پوری طرح نہ ہو سکتی تھی اس لئے یہ ریزہ چینی مختلف مقامات سے کرنا پڑی۔ اور بحمداللہ وہ گوہر مقصود صفحات آئندہ میں ایک بیش بہا ذخیرہ کے طور پر مرتب ہوا، جو ہماری قلبی پیاس کے بجھانے میں آبِ حیات اور طلب حقیقی کے حصول کے لئے خضرِ راہ کا کام دے گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ۔

حقیر غلام فرید

جھاوریاں، ضلع سرگودھا

احوال العارفین

فہرست

دیباچہ: نفیس الحسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ اوّل

بابِ دوم

باب سوم

باب چہارم

دیباچہ
سید نفیس الحسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہٗ

مجاہد و غازی شیخ طریقت

م ۱۲۰۹ھ — ۱۲۹۵ھ

قطب العارفین غازیٔ اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء میں ہوئی۔ آپ تیرھویں صدی ہجری کے رجالِ عظیم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ایک صاحبِ فیض و تاثیر شیخ خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک صاحبِ شمشیر و عَلَم مجاہدِ اسلام بھی تھے۔ آپ کی حیاتِ مبارک جہاد بالسیف، اور جہاد بالنفس کا عظیم الشان مرقع تھی۔ علامہ جمال الدین افغانی نے اپنی تصنیف، "البیان فی تاریخ الافغان" میں لکھا ہے کہ

"اخوند صاحب سوات کا شمار عالمِ اسلام کی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا تھا۔ آپ کے فتوے مستند ہوا کرتے تھے۔ آپ کا شمار ان عظیم انسانوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق کہا گیا ہے ؎ ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما
آپ صرف گوشہ نشین زاہد ہی نہیں تھے بلکہ انیسویں صدی کے عظیم حریت پسند، مجاہد، صاحبِ بصیرت، سیاستدان، عالمِ اسلام کے نامور عالم اور مجدّدِ دین اور میدانِ جہاد میں غازیوں کے ایک سرفروش رہنما بھی تھے۔"

تاریخ سوات، محمد آصف خان ص ۱۰۱، ۱۰۲

آپ امیر المؤمنین، امام المجاہدین، مجدّدِ اسلام حضرت سید احمد شہید (ش ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے معاصرین میں سے تھے۔ ابتداء میں اُن کے بعض خفیہ جنگی مشوروں میں بھی شریک رہے۔ حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد ان کی جماعت مجاہدین کے شانہ بشانہ فرنگی فوج

سے برسرِ پیکار رہے اور میدان کارزار میں اس کے دانت کھٹے کر دیتے۔ جنگ امبیلہ ۱۲۶۳ھ میں آپ کے کارہائے نمایاں تاریخِ حریّت کا سنہری باب ہیں۔

حضرت اخوند صاحب، حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیری کے خلیفہ اعظم تھے۔ جنہوں نے ۱۲۳۸ھ میں سکھوں کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں جامِ شہادت نوش کیا تھا لہٰذا ذوقِ جہاد و سرفروشی مرشدِ عالیمقام ہی سے پایا تھا۔ بعد میں حضرت سید احمد شہید کی صحبت بابرکت میسر آئی تو وہ سونے پر سہاگے کا کام کر گئی۔

حضرت خواجہ محمد شعیب کی شہادت کے بعد آپ نے دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں "بیکی" میں سکونت اختیار فرمائی۔ جو قلعہ ہنڈ کے پاس واقع تھا۔ مسلسل بارہ سال تک آپ وہاں زہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ اسی زمانے میں حضرت سیّد احمد شہید کا ورودِ مسعود اس علاقے میں ہوا۔ حضرت اخوند صاحب بھی ان کے کمالاتِ عرفانی سے متاثر ہو کر ان کے دامنِ صحبت سے وابستہ ہوئے حتیٰ کہ خاصانِ بارگاہ میں شامل ہو گئے۔ اور جہاد کے خفیہ مشوروں میں شریک ہونے لگے۔ خادے خاں رئیسِ ہنڈ بھی جو حضرت اخوند صاحب سے عقیدت رکھتا تھا، حضرت سیّد احمد شہید کی خدمت میں مخلصاً حاضر ہونے لگا۔ جب حضرت سیّد احمد شہید نے سکھوں کے قلعہ اٹک پر حملے کا خفیہ پروگرام بنایا، تو حضرت اخوند صاحب کو بھی یہ راز معلوم تھا۔ انہوں نے خانِ ہنڈ کو حضرت سید صاحب کا مخلص سمجھتے ہوئے یہ راز بتا دیا، لیکن خان ہنڈ بدطینت آدمی تھا، اس نے لالچ میں آکر سکھوں کو قبل از وقت خبردار کر دیا۔ اٹک کے جو مسلمان شہر اور قلعے کو مجاہدین کے حوالے کر دینے کی تیاریوں میں شریک تھے۔ انہیں خوفناک سزائیں جھیلنی پڑیں اور پنجاب پر کامیاب اقدام کی سکیم ابتدائی مراحل ہی میں ناکام ہو گئی۔ حضرت اخوند صاحب خادے خاں کی غداری سے ایسے بددل ہوئے کہ "بیکی" کی سکونت ترک فرما دی اور کسی دوسرے مقام پر چلے گئے اور ایک عرصہ تک گوشہ نشین رہے۔

۱۲۵۵ھ میں حضرت اخوند صاحب نے امیر دوست محمد خان والیٔ کابل کے شانہ بشانہ شیخان کے مقام پر سکھوں کے خلاف جہاد میں حصّہ لیا۔ اس جہاد کے بعد آپ وادیٔ سوات میں رونق افروز ہوئے اور موضع سپل بانڈی میں قیام فرمایا۔

۱۸۴۵ء میں سیل بانڈی کو چھوڑ کر آپ نے سیدو میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سیدو شریف میں مقیم ہونے کے بعد آپ کی شہرت صوبہ سرحد اور افغانستان کے حدود اور سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر ایران، عراق اور شام تک پہنچ گئی۔ دور دراز کے قبائلی علاقوں سے اب ہر قبیلے کے لوگ جوق در جوق سیدو شریف میں آنے لگے۔ نہایت قلیل عرصہ میں آپ نے سوات کو جہل اور بدعت کی آلائشوں سے پاک کر دیا۔ اخلاقی اصلاح کا سلسلہ سوات میں شروع ہو گیا۔

تاریخ سوات صہ ۷۹

تجدید دین اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ اخوند صاحب استبداد کے اس عالمگیر سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی غافل نہیں تھے — جو انگریزی حکومت کے روپ میں سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے اب آزاد قبائلی علاقے کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پشاور پر بھی قبضہ کر لیا، تو حضرت اخوند صاحب کو سوات اور ملحقہ علاقوں کے بچاؤ کی فکر دامن گیر ہو گئی۔ آزادی اور تہذیب کے تحفظ کی خاطر آپ نے ایک مضبوط شرعی حکومت قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں۔ چنانچہ مسلسل جد و جہد کے بعد آپ نے سوات اور بونیر کے عمائدین کا ایک اجلاس سیدو شریف میں طلب فرمایا۔ اس اجلاس میں دیر اور باجوڑ کے سرکردہ افراد بھی موجود تھے۔ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"آپ لوگوں کو آنے والے خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ شرعی حکومت کا قیام ایک وقتی ضرورت ہی نہیں، بلکہ یہ تو ایک قومی اور مذہبی فریضہ بھی ہے۔ برٹش اقتدار کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم منظم اور متحد ہو جائیں۔ ہمیں اپنے خانگی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونا چاہیئے اور دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی دیوار بنا چاہیئے۔ ان اغراض و مقاصد کے لیے ہمارے پاس شرعی حکومت سے عمدہ ذریعہ اور کوئی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم متحد ہو کر اپنا تحفظ کر سکیں۔

یاد رکھو! اگر اس موقعے پر آپ لوگوں نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر تباہی مقدر ہو چکی ہے اور اس سیاہ دیو کا لقمہ بننے سے پھر ہم بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے

اعمال اور کردار کو بالکل اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیئے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہے۔"
آپ کی تقریر ایسی مؤثر اور کارگر ثابت ہوئی کہ یوسف زئی خوانین اور عمائدین فوراً شرعی حکومت کے قائم کرنے کے لیے متفق ہو گئے۔

امیر شریعت کے انتخاب کا مسئلہ پیچیدہ تھا۔ ان لوگوں نے اخوند صاحب سوات کو خود یہ منصب سنبھالنے کو کہا، لیکن آپ نے فرمایا کہ عزیزو، میری جدوجہد اس مطلب کے لیے نہیں کہ میں خود امیر بن جاؤں، چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے ضلع ہزارہ کے موضع ستھانہ کے سیّد اکبر شاہ صاحب کا نام پیش کیا۔ سیّد اکبر شاہ سے بھی یہ لوگ واقف تھے۔ ان کی قابلیت اور خاندانی تقدس مسلّمہ تھی۔ سیّد اکبر شاہ مشہور صوفی بزرگ سیّد علی ترمذی مشہور پیر بابا کی نسل سے تھے۔ نیز ان کے دادا سیّد زمان شاہ بھی اپنے وقت کے مشہور صوفی اور عابد تھے۔ خاندانی خصوصیات کے علاوہ ان کی شخصیت بھی قبائل میں جانی پہچانی تھی۔ سیّد اکبر شاہ کافی عرصہ حضرت سیّد احمد بریلوی کے معتمد خصوصی رہ چکے تھے لہٰذا ایک مدبر سیاستدان بھی تھے، چنانچہ سید اکبر شاہ کو ہی امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ صاحب سوات نے خود سب سے اول سیّد اکبر شاہ کی بیعت کی۔ موضع غالیگی کو دار الخلافہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح حضرت صاحب سوات کی جدوجہد سے سوات کی پہلی شرعی حکومت قائم ہو گئی۔

افسوس کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے صرف ایک سال پہلے ۱۸۵۶ء میں سیّد اکبر شاہ صاحب کی وفات پر سوات کی شرعی حکومت ختم ہو گئی۔ ایک انگریز مصنّف سر ہربرٹ ایڈورڈ لکھتا ہے:

"اگر سوات کی شرعی حکومت اور مجاہدین قبائل کا سربراہ سیّد اکبر شاہ زندہ ہوتا، تو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔" (تاریخ سوات ص ۸۰ تا ۸۲)

جنگِ امبیلہ

ستھانہ حضرت سید احمد شہید اور ان کے مجاہدین کا اہم مرکز تھا اور ساداتِ ستھانہ مجاہدین سے وابستہ تھے۔ انگریز، مجاہدین کے مراکز پنجتار، ستھانہ اور منگل تھانے کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے۔ جب ساداتِ ستھانہ اور اتمان زئیوں میں اختلاف پیدا ہوا اور سادات کے سرکردہ سیّد عمر شاہ شہید ہوتے تو سادات نے ملکا کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہ مقام ستھانہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ مجاہدین بھی ملکا

کو محفوظ مقام سمجھ کر وہاں پہنچ گئے۔ مولانا عبداللہ امیرالمجاہدین تھے۔ سید عمر شاہ کے بعد ان کے بھتیجے سید مبارک شاہ سادات ستھانہ کے قائد قرار پاتے۔ عثمان زئیوں نے انگریزی حکومت کو حالات سے باخبر کر دیا۔ انگریزوں نے مجاہدین و سادات کے اس مرکز کو تاخت و تاراج کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ادھر سادات اور مجاہدین نے بھی مل کر مدافعت کا پورا پورا انتظام کیا اور جہاد کا اعلانِ عام کر دیا۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص۵۵۵ بحوالہ کتاب یوسف زئی ص۴۲۵)

۱۸۶۳ء میں جب ضلع مردان کے جنوبی علاقوں میں انگریزی فوج نے نقل و حرکت شروع کی تو امیرالمجاہدین مولانا عبداللہ صاحب نے ضلع مردان کے سرکردہ خوانین کو خط لکھ کر اس خطرے سے خبردار کیا۔ اسی سلسلے میں ایک خط حضرت اخوند صاحب سوات کی خدمت میں بھی بھیجا گیا جس میں آپ کی بزرگانہ عظمت اور دینداری کا تذکرہ کرتے ہوتے لکھا گیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔ فرنگی جنگ کے ارادے سے فوج کے ساتھ ہماری طرف آ رہے ہیں، ان کا ارادہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا ہے۔ دربند، تربیلا اور امب میں ان کے لشکر موجود ہیں۔ بہت سے خوانین اور رؤسا فرنگیوں کے ساتھ اپنے اخلاص کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کی حمایت و رفاقت نہ صرف آپ پر بلکہ تمام کلمہ گویوں اور دینِ حق کے خیرخواہوں پر فرض ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر شاہزادہ مبارک شاہ کی حمایت کریں۔ دین کی عزت کا پاس مومنوں کے لیے زیبا ہے۔ خدا کی بارگاہ سے اس نیکی کی جزا ملے گی۔ اگر مسلمان دین کی عزت کا پاس نہ کریں گے، تو دشمنوں کے ہاتھ سے سخت تکلیفیں اٹھائیں گے۔"

حضرت اخوند صاحب نے یہ مضمون پڑھ کر فرمایا۔ "اس وقت بے شک مذہبی جنگ درپیش ہے۔ شہزادہ مبارک شاہ مومنوں کا سردار ہے۔ امارت اس کی مسلّم ہے اور سادات پہلے ہی سے سرداری کے منصب پر فائز چلے آتے ہیں۔"

(سرگزشت مجاہدین ص۳۲۵، ۳۲۶)

۱۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء (۱۲۸۰ھ) کو جنگ امبیلہ کا آغاز ہوا۔ جنرل چیمبرلین انگریزی نوجوں کا سپہ سالار تھا۔ مجاہدین بڑی جانبازی، شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے۔ مجاہدین اور انگریزی فوجوں میں دس بارہ معرکے بڑے زور کے ہوتے۔ حضرت اخوند صاحب کو اس جنگ کی اطلاع خط کے ذریعے سے پہلے ہی دی جا چکی تھی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں جہاد

کا اعلانِ عام کر دیا اور اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ ہر شخص ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدانِ جنگ پہنچ جائے۔ اخوند صاحب نے سیدو شریف سے روانہ ہو کر منگورہ میں قیام کیا اور وہاں نمازِ جمعہ کے بعد ایک خطبہ دیتے ہوئے جہاد کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور اسی خطبے میں اعلان کیا گیا، کہ اگر انگریز اس علاقے پر قابض ہو گئے، تو میں اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کر جاؤں گا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص۵۵۷)

انگریزوں کو سب سے بڑھ کر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں اخوند صاحب سوات مجاہدین کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ بونیر، سوات یا دوسرے خطوں اور میدانی علاقے میں ان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا۔ اخوند صاحب ہمہ گیر قبائلی ہیجان کو دیکھ کر خاموش نہ بیٹھ سکتے تھے چنانچہ وہ بھی موقع پر پہنچ گئے اور ان کی وجہ سے قبائلی جوش و خروش میں مزید تندی اور تیزی پیدا ہو گئی۔ (سرگزشت مجاہدین ص۳۳)

مجاہدین اور انگریزی فوجوں کے درمیان تین معرکے ہو چکے تھے، کہ حضرت اخوند صاحب نے ۲۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو چار ہزار پیادہ سرفروش غازیوں اور ایک سو بیس سواروں کے دستے کے ساتھ محاذِ جنگ امبیلہ پہنچ کر وہاں کی مسجد میں قیام فرمایا۔ امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب اور شہزادہ مبارک شاہ صاحب نے آپ سے مسجد میں ملاقات کی۔ جماعت مجاہدین کے عقائد کے بارے میں انگریزوں اور ان کے بدنہاد حامیوں نے پورے علاقے میں چونکہ بہت گمراہ کن پروپیگنڈا کر رکھا تھا، اس لیے امیر المجاہدین مولانا عبداللہ نے اخوند صاحب سے ملاقات کرتے ہی نہایت دل فگاری سے عرض کیا، کہ سب سے پہلے آپ میرے عقائد سن لیجئے، تاکہ میرے مذہب کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔ ان کے عقائد سن لینے کے بعد اخوند صاحب نے فرمایا کہ "اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو اپنا فرزند سمجھتا ہوں اور ہر وقت آپ کا خیر خواہ ہوں۔ پھر محبّت سے گلے لگا کر فرمایا کہ آج میرے اور آپ کے ناموس پر حملہ ہوا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم مل کر انگریزوں سے لڑیں۔" (تذکرہ صوفیائے سرحد ص۵۵۸)

انگریزوں نے مجاہدین کے عزم و استقلال کو دیکھ کر محسوس کر لیا، کہ مجاہدین سے توپ و تفنگ سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انہوں نے مکاری، فریب اور پھوٹ ڈالنے کے حربوں

سے کام لینا شروع کیا۔ انھوں نے باجوڑ، دیر اور بُنیر کے خوانین کو خرید لیا، ان کے قبائلیوں نے ہمت ہار دی اور واپس جانے لگے۔ اسی اثنا میں انگریز کمشنر نے ایک خط میں حضرت اخوند صاحب کو بھی لکھا کہ "آپ کیوں ناحق لوگوں کو قتل کرا رہے ہیں۔ برطانیہ کی طاقت بہت بڑی ہے۔ یہ لوگ ان کے نئے آلاتِ حرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ درویش ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ گوشہ نشینی اختیار فرمائیں۔ ہم تو صرف مجاہدین کو ملک سے نکالنا چاہتے ہیں۔"

حضرت اخوند صاحب نے کمشنر کو جواب میں لکھا، کہ "بے شک آپ قوی ہیں، لیکن آپ سے بھی زیادہ ایک قوی اور منصف ہستی موجود ہے جس نے اصحابِ فیل کو ابابیلوں سے تباہ کرایا، فرعون کو غرق کیا، نمرود کو مچھر سے ہلاک کرایا۔ بلاشُبہ میں فقیر ہوں۔ آپ کیوں بار بار فقیروں پر چڑھائی کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل آپ کی حکومت کے شان کے خلاف ہے۔"

(تذکرۂ صوفیائے سرحد ص۵۵)

۲۳, دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزی فوج اور مجاہدین کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہوا، لیکن باجوڑ، دیر اور بونیر کے خوانین کی بے وفائی سے انگریزوں کو تقویت حاصل ہو گئی اور وہ شکست فاش سے بچ گئے۔ اس جنگ میں بظاہر ان کا پلّہ بھاری نظر آ رہا تھا۔ انگریزوں نے کئی بار حضرت اخوند صاحب کو ہتھیار ڈالنے کے پیغام بھیجے، لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا۔ فرمایا: "ہم خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہیں، لہٰذا شہید ہو جائیں گے۔ ہمارے لیے شہادت سے زیادہ کوئی سعادت ہی نہیں ہے۔ ہم ملک گیری یا دنیاوی مفاد کے لیے نہیں لڑتے۔ اپنے وطن کی حفاظت اور فطری حقِ آزادی کے تحفظ کے لیے لڑنا تو ہمارا فرض ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

ند صاحب ایک چٹان پر مورچہ بناتے ہوتے اس میں تشریف فرما تھے۔ امبیلہ کے محاذ پر ہندوستانی مجاہدین اور چند عقیدت مند صاحب سوات کے گرد حلقہ باندھے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں لڑ رہے تھے۔ اس معرکے میں جانباز مجاہدین انجام سے بے نیاز ہو کر پوری بے جگری اور مردانگی سے برٹش فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ قبائلی پٹھانوں نے بے سروسامانی کے عالم میں گوریلا جنگ کے وہ معرکے دکھائے کہ انگریزوں کا فاتحانہ غرور خاک میں مل گیا۔ پہلے حملے میں برطانوی فوج کو جو تربیت یافتہ تھی اور ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس تھی، ایسی منہ کی کھانی پڑی کہ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، "آگے بڑھنا ناممکن تھا اور پیچھے ہٹنا شکست

سے بدتر۔" (تاریخ سوات ، محمد آصف خان صـ۳۸ تا ۹۳ مخلصا)

مجاہدین اگرچہ دشمن کے مقابلے پر بہت تھوڑے سے تھے؛ تاہم وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کیطرح استوار کھڑے تھے۔ انگریزی فوجیں نمودار ہوئیں تو مجاہدین نے پہلے ایک باڑ ماری، پھر ہر طرف سے توپیں اور بندوقیں آگ اگلنے لگیں۔ پورا میدان دھوئیں سے تیرہ و تار ہو گیا۔ مجاہدین نے تلواریں علم کیں اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ان کی مثال وہی تھی جیسے پروانے شمع پر گرتے ہیں۔ بہرحال مجاہدین نے راہِ حق میں اس طرح جانیں دیں، کہ اخوند صاحب سوات کوتل پہ بیٹھے اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور بے قراری سے اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ ہر ایک سے کہتے، کہ جاؤ اور ان بہادروں کی امداد کرو۔ کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ؎

الٰہی بدہ فتح اسلام را ــــــــ بکن غرق خصم بد انجام را

مجاہدین سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مجاہدین نے اپنے خونِ حیات سے امبیلہ کے میدان میں جو نقش مرتسم کیا وہ زمانے کی گردش سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا اور انشاءاللہ تا قیامت محفوظ رہے گا۔"

(سرگزشت مجاہدین: غلام رسول مہر صـ۳۱۷ تا ۳۴۷)

(بحوالہ غزائے بونیر قلمی" از مولانا عبدالحق آروی صـ۱۳۸ تا ۱۴۲)

اس جنگ میں تین ہزار مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ ناقابلِ تسخیر صورتحال دیکھ کر ۲۷ر دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزوں نے مجبوراً صلح کی درخواست پیش کی جسے اخوند صاحب نے مصلحت وقت کے تحت اس شرط پر قبول کر لیا کہ انگریزی فوج فوراً واپس چلی جاتے۔

حضرت اخوند صاحب کے مجاہدانہ استقلال اور سرفروشی کے مضبوط عزائم نے بالآخر انگریزی فوج کو سوات اور بونیر کی سرحدوں سے نامراد واپس چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ امبیلہ کی اس لڑائی کے بعد انگریزوں کو پھر کبھی یہ ہمت نہ ہوئی، کہ سوات اور بونیر کی تسخیر کے لیے فوج کشی کریں۔ مؤلف تاریخ سوات لکھتے ہیں:

"اگرچہ انگریزی فوج نامراد واپس ہوئی، لیکن بونیر والوں کی غداری کی وجہ سے صاحب سوات ان سے کچھ افسردہ خاطر ہو گئے تھے اور فرمایا کرتے تھے، کہ اگر بونیر والے غداری نہ کرتے تو انگریزوں کا انجام کچھ اور ہوتا۔" (صـ۹۱)

حضرت اخوند صاحب سوات کی حیاتِ مبارکہ پر امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید اور ان کی جماعتِ مجاہدین کے جذبۂ جہاد اور ذوقِ عمل کی گہری چھاپ نظر آتی ہے، بلکہ بہت ہی مشابہت و مماثلت پائی جاتی ہے۔ مؤلف تاریخ سوات نے صاحب سوات کی زندگی کے جو پانچ مقاصد بیان کیے ہیں ان سے اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ وہ پانچ مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

(۱) تجدید دینِ اسلام اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح۔

(۲) جمل بدعات اور باطل رسومات کا انسداد

(۳) سوات اور بونیر کے لیے حکومتِ الٰہیہ کا قیام

(۴) سوات اور بونیر کو انگریزی سیلاب سے بچانا۔

(۵) صوبہ سرحد کو انگریزی تسلّط سے آزاد کرانا۔

اس میں شک نہیں، کہ آپ زندگی کے مذکورہ اوّل چار مقاصد میں کامیاب بھی ہوئے۔ متأخر الذکر کی تکمیل کے لیے تیاریوں میں مصروف ہی تھے، کہ دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور اگر زندگی وفا کرتی، تو آپ امیر شیر علی خاں (والیٔ کابل) سے مل کر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے والے تھے۔ (صـــ ۹۸)

سات محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو چوراسی سال کے شب و روز گزار کر زہد و شجاعت کا یہ آفتاب عالمتاب غروب ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کرام بھی جذبۂ جہاد سے سرشار رہے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کیے رکھا۔ مولانا نجم الدین ھڈے ملّا (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) اور مولانا عبدالوہاب صاحب پیر مانکی شریف (م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) اس سلسلے میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت ھڈے ملّا اپنے مرشد گرامی کے وصال کے بعد ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۱ء تک تقریباً پچیس سال تک ان تمام لڑائیوں میں شریک رہے، جو انگریزوں اور قبائلی مسلمانوں کے درمیان ہوئیں۔ پیر مانکی صاحب حضرت اخوند صاحب کے ہمراہ جنگ امبیلہ میں شریک تھے۔ حضرت ھڈے ملّا کے خلفاء میں حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) کا نام نامی بہت ممتاز ہے حاجی صاحب ترنگزئی نے بھی جہاد کی روایت کو قائم رکھا اور عمر بھر انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے اور ایک مجاہدِ اسلام کی زندگی بسر کی۔

برِّصغیر کی مشہور تحریک ریشمی رومال کے بھی آپ سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔ امیرِ تحریک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے باقاعدہ آپ کا رابطہ اور راز و نیاز تھا۔
حاجی صاحب ترنگزئی اور ملا سنڈاکی دونوں حضرت شیخ الہند کی تحریک کے سرگرم رکن تھے

حضرت شیخ الہند کے زمانۂ اسارتِ مالٹا میں تحریک ریشمی رومال کے قائد و امیر قطب ربانی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء) کے مرشد اوّل حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری بھی حضرت اخوند صاحب سوات کے خلفاء عظام میں سے تھے۔

راقم سطور کے برادرِ دینی جناب حافظ غلام فرید صاحب قادری زید عرفانہٗ ساکن جھاوریاں ضلع سرگودھا قابلِ مبارکباد ہیں، کہ انھوں نے حضرت صاحب سوات کے مشائخ عظام و خلفاء کرام کے حالات و کمالات پر پیشِ نظر کتاب "احوال العارفین" لکھی ہے۔ انہوں نے مدّت کی ایک تشنگی کو سیراب کیا ہے۔ بلاشبہ اس سے پیشتر اس موضوع پر ایسی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں۔

حافظ صاحب سیدھے سادے آدمی ہیں۔ کوئی اہلِ زبان ادیب نہیں، انہوں نے نہایت سادگی سے بزرگوں کے حالات تحریر کیے ہیں۔ اہل علم و ادب کو انشاء پردازی سے صرفِ نظر کرکے ان کی اس پُرخلوص خدمت کی قدر کرنی چاہیئے۔

حافظ صاحب نے تحقیق و جستجو میں بڑی محنت و مشقت اٹھائی ہے۔ خط و کتابت کے ذریعے دور دور سے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ جگہ جگہ جاکر خود حالات معلوم کیے۔ دشوار گذار راستوں پر سفر کیے۔ اس طرح انہوں نے عمرِ عزیز کا ایک خاصا حصہ اس کام میں صرف کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔ وہ تاریکی میں ڈوبی ہوئی بے شمار شخصیتوں کو روشنی میں لے آتے ہیں۔ انشاء اللہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے ان کا یہ کارنامہ مشعلِ راہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

نفیس الحسینی
جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ
۵ اگست ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشائخ قادریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا ونبینا ومولانا وہادینا وشفیعنا ومرشدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واھل بیتہ وصحبہ وبارک وسلم۔

ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول ۵۳ھ عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء

وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء

حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	ولادت ۵۷۳ء، وفات ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ۶۳۴ء مزار مبارک روضہ اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں
حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ	ولادت غالباً ۵۸۲ء وصال یکم محرم ۲۴ھ ۶۴۴ء مزار مبارک روضۂ اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں
حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	ولادت ۵۸۲ء وفات بروز جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ ۶۵۶ء مزار جنت البقیع میں ہے
حضرت سیدنا امیر المومنین وامام المتقین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ولادت غالباً ۱۳ رجب ۳۰ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شہادت بروز ہفتہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ - ۲۷ جولائی ۶۶۱ء
حضرت شیخ امام حسن بصریؒ	ولادت ذی الحجہ ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء وصال یکم رجب ۱۱۰ھ ۷۲۶ء
حضرت شیخ حبیب عجمیؒ	وصال ۳ ربیع الاول ۱۵۶ھ
حضرت شیخ داؤد طائیؒ	وصال ۲۸ ربیع الاول ۱۶۵ھ

حضرت شیخ معروف کرخیؒ	وصال ۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ
حضرت شیخ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہم	ولادت سنہ ۱۵۰ھ مطابق سنہ ۷۶۲ء وفات ۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ ، سنہ ۸۶۷ء
حضرت شیخ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی	ولادت سنہ ۲۰۸ھ یا سنہ ۲۱۰ھ وصال ۶ یا ۲۷ رجب سنہ ۲۹۸ھ
حضرت شیخ ابوبکر شبلی بغدادی	ولادت سنہ ۲۴۶ھ مطابق سنہ ۸۲۱ء وصال شب ہفتہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۳۴ھ۔ مزار بغداد میں ہے
حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث تمیمی بغدادی	ولادت سنہ ۲۶۱ھ مطابق سنہ ۸۵۸ء مزار بغداد میں ہے۔
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی بغدادی	ولادت باسعادت سنہ ۳۱۱ھ مطابق سنہ ۸۹۸ء وصال ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۴۱۰ھ۔ مزار بغداد شریف
حضرت شیخ ابوالفرح علاؤالدین محمد یوسف طرطوسی اندلسی	وصال یکم محرم سنہ ۴۴۷ھ مطابق سنہ ۹۵۱ء مزار طرطوس مضافات اندلس
حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی الہنکاری	ولادت سنہ ۴۰۹ھ مطابق سنہ ۱۰۱۸ھ وصال یکم محرم سنہ ۴۸۶ھ مطابق سنہ ۱۰۹۳ء مزار ہنکار میں ہے۔
حضرت شیخ ابی سعید مبارک بن علی بغدادی	وصال سنہ ۵۱۳ھ مزار بغداد
حضرت شیخ امام طریقت ابی محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی	ولادت یکم رمضان سنہ ۴۷۰ھ بروز دوشنبہ وفات ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ بعمر ۹۰ سال شب دوشنبہ
حضرت سید عبدالرزاق جیلانی بغدادی قدس سرہم	ولادت بوقت شب ۱۸ ذی قعد سنہ ۵۲۸ھ مطابق سنہ ۱۱۳۳ء وصال ۶ شوال سنہ ۶۰۳ھ مطابق سنہ ۱۲۰۶ء

حضرت شیخ سید شرف الدین قتال بغدادی مدنی	ولادت ۲۱ رمضان سنہ ۵۳۰ھ وفات ۱۶ شعبان سنہ ۶۱۱ھ
حضرت شیخ سید عبدالوہاب یمبوعی	ولادت ۱۴ ربیع الاول سنہ ۵۵۷ھ وفات بروز پنجشنبہ ۱۸ شعبان سنہ ۶۵۹ھ
حضرت شیخ سید بہاؤالدین کامل قندھاری	ولادت ۱۷ رمضان سنہ ۶۲۷ھ وفات ۱۸ رمضان سنہ ۷۰۲ھ ـ مزار بمبئی ہندوستان
حضرت شیخ سید عقیل کوکانی	ولادت چہارشنبہ ۱۴ شعبان سنہ ۶۸۹ھ وفات ۱۶ رمضان سنہ ۷۴۲ھ بروز پنجشنبہ
حضرت شیخ شمس الدین صحرائی قندھاری	ولادت ۱۷ رمضان سنہ ۶۹۹ھ وفات بروز سہ شنبہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۷۹۹ھ
حضرت سید ابوالحسن علی	ولادت ۱۹ رمضان سنہ ۷۶۹ھ وفات سنہ ۸۴۱ھ
حضرت شیخ سید گدا رحمٰن بن حضرت سید ابی الحسن کشمیری اول	ولادت ۱۱ رجب دوشنبہ سنہ ۸۱۲ھ وفات بروز جمعرات بوقت بعد عصر ۱۴ جمادی الاول سنہ ۸۹۸ھ
حضرت شیخ شمس الدین عارف طبرستانی	ولادت بروز بدھ بوقت دوپہر ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۸۲۴ھ وصال بروز شنبہ بوقت ظہر ۲ صفر سنہ ۹۶۴ھ
حضرت شیخ گدا رحمٰن ثانی حسری	ولادت بروز جمعہ ۳ رمضان سنہ ۸۲۹ھ وصال بروز یکشنبہ ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۹۷۷ھ
حضرت شیخ سید فضیل قادری ٹھٹھری	ولادت بروز بدھ ۱۴ صفر سنہ ۸۵۱ھ وصال بروز شنبہ بوقت ظہر ۱۷ محرم سنہ ۹۸۹ھ
حضرت شیخ شاہ کمال کیتھلی قدس سرہم	ولادت ۷ شوال سنہ ۸۳۵ھ وصال ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۹۸۱ھ ـ مزار کیتھل ضلع کرنال ہے

حضرت شیخ شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہم	ولادت ۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء وصال ۱۰۲۳ھ ۔ مزار کیتھل ضلع کرنال میں ہے ۔
حضرت شیخ شیخ احمد فاروقی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ	ولادت شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ۲۶ جون ۱۵۶۴ء وصال بروز سہ شنبہ ۲۸ صفر بوقت چاشت ۱۰۳۴ھ

حضرت شیخ سید آدم بنوری کاظمی مدنی
حضرت شیخ حبیب پشاوری
حضرت شیخ شاہ شاہ باز پشاوری
حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگری پشاوری
حضرت شیخ حافظ محمد صدیق لبشونی بنیری
حضرت شیخ حافظ محمد یحییٰ اسرائیلی سدڑابی
حضرت شیخ شاہ محمد شعیب توردھیر مردانی
حضرت شیخ حافظ عبدالغفور صاحب سواتی
حضرت شیخ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری
حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس اللہ سرہم

آگے درج ذیل حضرات کا مختصر تذکرہ مطالعہ فرمائیے ۔

حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے پانچ خلفاء ہمارے اس سلسلہ کے مشائخ میں سے ہیں اس لیے اُن کا تذکرہ کیا ہے ۔ اور ساتھ ہی ساتھ اُن کے خلفاء کا تذکرہ ہے ۔ جو ہمارے مشائخ اُن سے تعلق رکھتے ہیں اُن مشائخ میں ایک شیخ طریقت حضرت شیخ الاسلام حافظ قاری شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ ہیں ۔ جو ان پانچ خلفاء کے خلیفوں سے فیض یاب ہوئے ہیں اس کے علاوہ دو اور قادری سلسلوں سے منسلک تھے ۔ اس لیے ہم نے ان تمام مشائخ کا تذکرہ کرکے آپ کا تذکرہ کیا ہے ۔ اس کے بعد حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب لبشوانڑی قدس سرہٗ کا تذکرہ کیا ہے ۔ اور اُس کے بعد، بعد کے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے ۔ سیدو شریف کی خانقاہ کے بعد سہارنپور، پھر رائے پور کی خانقاہوں کا تذکرہ ہے ۔ اس کے بعد حضرت شیخ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ کے خلفا اور اُن کے خلفاء کے خلفاء کا تذکرہ ہے ۔ اس کے بعد حضرت اخون مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سیدوی سواتی قدس سرہٗ کے دوسرے خلفاء اور سلسلوں کا تذکرہ ہے ۔ فقط واللہ اعلم

شیخ المشائخ سیدنا حضرت

مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

آپ کے والد صاحب حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی قدس سرہٗ بڑے عالم و فاضل بڑے متقی و پرہیزگار اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے سلسلہ نسب یہ ہے: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بن حضرت شیخ عبدالاحد بن زین العابدین بن عبدالحی بن شیخ محمد بن حبیب اللہ بن حضرت شیخ رفیع الدین سرہندی بانی قلعہ سرہندی بن نصیر الدین چشتی بن سلیمان بن یوسف ثانی بن اسحاق بن عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن یوسف اوّل بن حضرت شیخ شہاب الدین علی الم بر فرخ شاہ کابلی بن نصیر الدین اوّل بن محمود بن سلیمان ابن مسعود مکی و بغدادی بن عبداللہ واعظ الاصغر بن عبداللہ واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق اوّل بن حضرت شیخ ابراہیم تابعی بن شیخ ناصر تابعی بن حضرت سیدنا عبداللہ صحابی بن حضرت سیدنا امیر المومنین و امام المتقین و قاتل المشرکین خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان حضرات میں حضرت شیخ سلیمان عرف امان بن مسعود رحمۃ اللہ علیہما حضرت شیخ سر[illegible] خلیفہ حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کے فیض یافتہ تھے۔ اور حضرت شیخ شہاب

علی الملقب بہ فرخ شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ توران، بدخشاں اور خراساں علاقوں کی بہت وسیع سلطنت کے مالک تھے۔ آخر میں ترکِ سلطنت کر کے طریقۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور کمال کو پہنچے۔ درہ فرخ شاہ آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شیخ احمد بن یوسف اوّل رحمۃ اللہ علیہما اپنے خاندانی سلسلہ چشتیہ کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ ان کے دو فرزند تھے ایک حضرت شیخ عبد اللہ جو اپنے والد بزرگوار کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور ان کے دوسرے فرزند حضرت شیخ جمال الدین سلیمان بہ شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہما کے والد بزرگوار تھے۔ جو سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۲ھ مطابق ۱۲۰۵ء کے عہد حکومت میں وارد ہندوستان ہوئے۔

حضرت شیخ رفیع الدین بن حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہما سلسلہ سہروردیہ چشتیہ کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری اُچوی قدس سرہٗ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور بانیٔ قلعہ سرہند۔

حضرت شیخ عبد الاحد قدس سرہٗ المولد ۹۲۷ھ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ زین العابدین قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ سہروردیہ اور قادریہ۔ نقشبندیہ میں مجاز طریقت تھے۔ آپ کے مشائخ میں حضرت شیخ رکن الدین محمد فرزند حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہما متوفی ۱۲ شوال ۹۷۳ یا ۹۷۴ھ مطابق ۱۵۶۵۔۶۶ء۔ حضرت شیخ جلال الدین فاروقی چشتی صابری تھانیسری قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ ابو البرکات شاہ کمال کیتھلی قادری قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ سید علی قوام الدین چشتی نظامی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ بہاؤ الدین جونپوری متوفی ۹۰۵ھ جیسے حضرات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ غرض کہ جامع علوم ظاہری و باطنی اور جامع علوم شریعت و طریقت تھے انہوں نے بعمر اسّی سال ۲۷ رجادی الآخر ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۹ یا ۱۶۱۰ء

میں وصال فرمایا۔

حضرت شیخ امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ'

ولادت باسعادت شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ کے ہاں بمقام سرہند شریف سابق ریاست پٹیالہ میں ہوئی۔

آپ نے حفظ کلام اللہ اور اکثر علوم متداولہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیے۔ والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ مولانا کمال الدین کشمیری ثم سیالکوٹی سے معقولات کی بعض کتابیں عضدی وغیرہ پڑھیں۔ حضرت شیخ مولانا محمد یعقوب صوفی کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ قدس سرہما سے حدیث کی بعض کتابیں پڑھیں غرض کہ ان جیسے اکابر علماً ومشائخ سے استفادہ کیا اور تفسیر واحدی و دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی اور مصنفات بخاری ومشکوٰۃ المصابیح وشمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی قصیدہ بردہ کی اجازت وغیرہ عالم ربانی حضرت مولانا قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ غرض کہ آپ سترہ ۱۷ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور حضرت والد بزرگوار کی زندگی میں درس وتدریس اور تالیف وتصنیف میں مصروف ہوگئے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت والد بزرگوار سے بیعت ہوکر سلوک وطریقت کی منازل طے کیں۔ انہی ایام میں آپ نے ردّ شیعہ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ اس کے بعد آپ اکبر آباد کے علماً وفضلاً اور مشائخ کبار سے ملاقات اور ان کی زیارت کے شوق میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ وہیں قیام فرمایا خصوصاً حضرت شیخ سلیم چشتی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب حال خلیفہ بھی آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور ابوالفضل اور فیضی جیسے مشہور اُمراء سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ انھوں نے حضرت شیخ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ کہے تو آپ نے بڑی بے باکی سے روکا۔

ایک دفعہ ابوالفضل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی اعتراض کیا تو آپ نے قرآن وحدیث کے حوالوں سے اس کو لاجواب فرمایا اور اُس کے اِس نامعقول اعتراض سے

ایسے ناراض ہوئے کہ اس کی مجلس سے اٹھ آئے اور ہمیشہ کے لیے اس کی ملاقات ترک فرما دی۔ اس عرصہ میں والد بزرگوار بھی تشریف لے گئے کہ ان کو زیادہ عرصہ گزرنے سے تشویش پیدا ہوئی۔ اس کے بعد وطن واپس ہوئے۔ تھانیسر سے گزرتے ہوئے تھانیسر کے حاکم شیخ سلطان نے اپنی لڑکی آپ کے عقد میں پیش کر دی۔ اس کے بعد وطن تشریف لائے اور حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے علومِ باطنی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ نے وصال سے پہلے سب فرزندوں کے سامنے اور موروثی آبائی سلسلہ سہروردیہ کی خلافت عنایت فرمائی۔ اس کے بعد سلسلہ چشتیہ صابریہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ اور کبرویہ اور مداریہ سلاسل جو حضرت شیخ رکن الدین محمد بن حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہما سے حاصل کیے تھے اور سلسلہ قادریہ کمالیہ کی خلافت جو حضرت شیخ [illegible] شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہٗ سے ملی تھی سب کی اجازت آپ کو عنایت فرمائی۔ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) رسالہ مبدأ و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو نسبتِ فردیت اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے ملی اور ان کو ایک صاحبِ جذبِ قوی مشہور بخوارقِ عظیمہ بزرگ سے یعنی حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قادری قدس سرہٗ سے اور عبادات نافلہ کی توفیق اور خصوصاً نماز نفل کا ادا کرنا والد بزرگوار کی مدد سے نصیب ہوا۔ اور ان کو اپنے سلسلہ چشتیہ کے پیر سے یعنی حضرت شیخ رکن الدین محمد بن حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ سے۔ آپ کو حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے براہ راست بھی نسبتِ طریقت تھی کہ بچپن میں آپ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تھے والد بزرگوار رحمۃ اللہ نے آپ کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر کیا جو وہاں قیام فرما تھے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ دیر تک چوستے رہے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا لیجئے صاحبزادے نے طریقہ قادریہ کی ساری نعمت زبان کے راستہ ابھی سے حاصل کر لی اور جب کبھی سرہند تشریف لاتے بڑی عنایت و شفقت فرماتے اور بشاراتِ عظیمہ بیان فرماتے تھے۔

والد ماجد کے وصال کے بعد حج کے ارادے سے دوسرے سال ۱۰۱۸ھ/۱۶۱۱ء میں روانہ ہوئے۔ اثناء سفر میں جب دہلی پہنچے تو وہاں حضرت مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے دوستوں میں سے تھے ان کے فرمانے سے حضرت شیخ خواجہ باقی باللہ محمد بن قاضی عبدالسلام قریشی خلجی سمرقندی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور آپ کا قصد و ارادہ دریافت فرمایا۔ آپ نے سفر حج کا عزم عرض کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگرچہ تم مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہو، لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے۔ آپ نے حسب الارشاد ایک ہفتہ حاضری کا ارادہ اختیار فرمایا۔ ابھی دو روز نہ گزرے تھے بیعت کے لیے عرض کیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو داخل سلسلہ نقشبندیہ فرمایا اور خلوت میں توجہ فرمائی۔ تھوڑے عرصہ میں آپ درجۂ کمال و تکمیل کو پہنچ گئے اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور طالبانِ حق کی ایک جماعت سپرد فرمادی کہ ان کی تربیت آپ کے سپرد رہے۔ آپ وطن پہنچ کر حسب الارشاد طالبانِ حق کی تربیت میں مشغول ہوگئے اور تھوڑے عرصے میں اپنے فیوضات و برکات سے مالا مال فرمادیا۔ آپ کچھ مدت کے بعد پھر دہلی حضرت خواجہ بیرنگ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے کچھ مدت حاضر رہ کر واپس وطن ہوئے پھر تیسری بار حاضر خدمت ہوتے، حضرت خواجہ نے قلعہ فیروزی سے پیدل چل کر دروازہ کابلی پر آپ کا استقبال فرمایا اور بڑے اعزاز سے آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے سامنے اپنے اصحاب کا سر حلقہ بنایا اور خود حلقہ میں مریدوں کی طرح تشریف فرما ہوئے اور ہر طرح کا ادب بجا لائے اور تمام مریدین اور خلفاء کو آپ کے سپرد فرمایا بلکہ اپنے فرزندوں حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ کلاں اور حضرت خواجہ عبیداللہ عرف خواجہ خرد قدس سرہما کو بھی آپ کے سپرد فرمایا حالانکہ وہ ابھی بچے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا۔ میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے سامنے گم ہو جاتے ہیں۔ کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال ان

کی مثل ہوتے ہیں، آپ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں اور فرمایا کہ آج آسمان کے نیچے صوفیہ کرام میں سے آپ جیسا کوئی نہیں اور فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کامل تابعین و مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے بعد اخص الخواص میں سے گنتی کے چند بزرگ آپ جیسے نظر آتے ہیں۔

انہی دنوں میں جب حضرت شیخ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میرے مخدوم حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے مجھے حکم دیا کہ تم ہندوستان جاؤ تاکہ یہ سلسلہ شریف تمہارے ذریعہ وہاں جاری ہو جائے میں نے اپنے تئیں اس خدمت کے لائق نہ سمجھ کر معذرت کر دی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا استخارہ کرو میں نے استخارہ میں دیکھا ایک طوطی شاخ پر بیٹھا ہے، میرے دل میں آیا کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لیے اس سفر میں بہت سعادت ہے۔ اتنے میں طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا میں اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دے رہا ہوں، اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی، حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے، ہندوستان میں تمہارے دامن برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا۔ اس سے ایک جہاں روشن ہو جائے گا اور تم بھی اس سے بہرہ ور ہوں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ تمہاری طرف تھا۔ مبشرات کا سلسلہ بہت طویل ہے۔

بروز جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ کو آپ کو خلعتِ تجدید زیب تن کرایا گیا اور بروز دوشنبہ (سوموار) ۲۷ رمضان ۱۰۱۰ھ کو آپ کو خلعت قیومیت عطا ہوا اور ۱۰۱۱ھ میں قیومیت کے دوسرے سال حضرت شیخ سید شاہ سکندر قادری کیتھلی قدس سرہٗ نے حضرت غوث الاعظمؒ کا وہ خرقہ جو اس سلسلہ مبارکہ میں امانت در امانت چلا آرہا تھا آپ کو عنایت فرمایا، حضرت شیخ سید شاہ کمال قادری گیلانی قدس سرہٗ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ یہ خرقہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو عنایت کیا جائے۔

ایک اور سلسلہ بھی آپ کا مختصر ہے جو حضرت شیخ عبدالرحمٰن بدخشانی کابلی المعروف رمزی قدس سرہٗ سے حاصل ہے اور نسبت مصافحہ بھی حاصل ہے وہ صرف چار واسطوں سے اور ایک دوسری

روایت سے پانچ یا چھ واسطے ہیں۔ لہذا حضرت شیخ عبدالرحمٰن بدخشانی کابلی المعروف حاجی رمزی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ حافظ سلطان اوبہی قدس سرہٗ جن کی عمر مبارک ایک سو دس سال تھی۔ یہ خلیفہ حضرت شیخ محمود اشعری قدس سرہٗ کے یہ خلیفہ حضرت شیخ سعید قدس سرہٗ کے یہ خلیفہ حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق خلیفہ حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ویسے تو آپ نے درس وتدریس اور تصانیف کے ذریعہ تبلیغ واشاعت کا کام شروع فرمادیا تھا اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اس کو اور بڑھایا اور وسیع تر فرمایا۔ قرب وجوار اور دور دراز ملکوں میں ارشاد وتلقین کا کام فرمایا اور اپنے خلفا حضرات کو ہر علاقہ میں روانہ فرمایا۔ آپ کے کمالات عالیہ کی برکت اور انوار صحبت کے فیض سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بہت تھوڑے عرصے میں ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں پھیلنے لگا۔ آپ نے زیادہ تر امراء سلطنت کی اصلاح میں کوشش فرمائی تاکہ ان کی اصلاح کی وجہ سے اسلامی طرز عمل اور زیادہ پھیلے اور جلدی اثر پذیر ہو چنانچہ وقت کا بادشاہ اکبر بددین ہوگیا تھا اور بہت بددینی کی چیزوں کو رواج دیتا تھا۔ اسلامی اعمال اور شعائر کو جبراً بند کرادیا تھا اور برہمنوں، عیسائیوں اور یہودیوں اور بددین لوگوں کے اعمال کو رواج دینے لگا اور اس کو دین الٰہی کا نام دیا اور جبراً لوگوں سے سجدہ کراتا۔ گویا یہ بڑا پُرفتن زمانہ تھا آپ کو اس زمانہ میں بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ امراء سلطنت میں شیعوں کا خاصا زور تھا وہ بھی آپ کی جان کے دشمن ہوگئے تھے۔ ان حالات میں خلفا کے ذریعہ اور مکتوبات کے ذریعہ بہت بڑے وسیع پیمانہ پر اشاعت وتبلیغ کا کام فرمایا اور جب اکبر کے مرنے کے بعد جہانگیر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا تو مخالفین نے اور خاص کر شیعوں نے آپ کی بڑی مخالفت کی۔ اس وقت تقریباً آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی۔ آپ نے بھی تبلیغ واشاعت کا کام دوبالا فرمادیا۔ آپ اس وقت سیاست اور حکومت میں شریک ہو کر کوئی عہدہ لے سکتے تھے۔ مگر آپ نے سیاست اور حکومت سے الگ رہ کر کام سرانجام دیا۔ جہانگیر کے دربار کا شاید ہی کوئی ممتاز رکن ہوگا جس کے نام آپ کے خطوط نہ ہوں۔ خان اعظم خان خان جہان۔ خان خاناں۔ مرزا داراب خاں۔ قلیج خان۔ خواجہ جہان۔ لالہ بیگ۔ سید فرید صاحب نواب

وغیرہ وغیرہ، امراء جہانگیری کو خطوط کے ذریعہ اسلام کی طرف متوجہ فرمایا لیکن حاسدین نے بھی کوئی کسر نہ
اٹھا رکھی اور پوری کوشش سے بادشاہ کو ابھارا تا آنکہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ گوالیار میں قید کر دیا
گیا اس سے ایک یہ فائدہ ہوا کہ بادشاہ سے رو برو بات کرنے کا موقع ملا اور حاسدین اور چغل خوروں
کے پردے فاش ہوئے آخر مجبور ہو کر بادشاہ کو قید سے رہا کرنا پڑا اور بادشاہ کو آپ کی صحبت فیض
اثر سے اسلام نصیب ہوا اور رافضیوں اور لامذہبوں کو شکست فاش ہوئی اور علما اور صوفیا کی بھی اصلاح
ہوئی آپ کے مکتوبات بادشاہوں اور درباریوں اور امراء وحکام علاقہ اور علما وصوفیا سب کے لیے مفید
ہیں اور سب کے لیے ایک رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد۔ اشراق، چاشت
زوال۔ بعد مغرب کے نوافل۔ شروع شروع میں ان نوافل میں سورہ یٰسین پڑھتے تھے جس کی تعداد اسّی
تک پہنچ جاتی تھی سنت عصر وعشا اور صبح وشام کی دعائیں۔ سونے اور جاگنے کی دعائیں وغیرہ کا ایسا
التزام تھا کہ جیسے کسی سے طبعی فعل بے قصد اور بے ارادہ صادر ہو جائے۔ تہجد کے لیے نصف شب سے
اٹھنے کا معمول تھا اور ہر دو رکعت کے بعد توبہ استغفار اور درود شریف اور دعاؤں کے بعد مراقبہ
فرماتے اور فجر کی نماز تک قائم رہتا اور فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے اور اشراق تک
اپنے اصحاب کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھتے۔ تلاوت کلام اللہ کا بھی معمول تھا۔ غرض کہ تمام کے تمام شریعت
مطہرہ کے تابع اعمال تھے اور اسی کی اشاعت فرماتے رہے۔ اخلاق وعادات، صبر وشکر رضا وتسلیم
حسب حال ہر ایک کی تعظیم۔ لوگوں پر شفقت، صلہ رحمی اور باب حقوق کی رعایت۔ مریضوں کی عیادت
سلام میں سبقت، کلام میں نرمی، غرض کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر تھی۔

آپ نے ۲۸ صفر بروز سہ شنبہ بوقت چاشت ۱۰۳۴ھ کو بعمر ۶۳ سال وصال فرمایا۔

مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔ لدھیانہ سے انبالہ جانے والی ریلوے لائن پر سرہند شریف
کا اسٹیشن آتا ہے۔

اولاد امجاد (۱) حضرت شیخ خواجہ محمد صادق قدس سرہ فرزند اکبر متوفی بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول
۱۰۲۵ھ/۱۰ دسمبر ۱۶۱۶یا ۱۶۱۷ء (۲) حضرت شیخ خواجہ محمد سعید المعروف بخازن رحمت قدس سرہ وفات

22266

۲۷ رجادی الثانی ۱۰۷۰ھ/ ۵۹ یا ۱۶۶۰ء (۳) حضرت شیخ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی قیوم ثانی قدس سرہٗ وفات بروز ہفتہ بوقت دوپہر ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بعمر ۲ سال مطابق ۶۹ یا ۶۸ ۱۶ء (۴) حضرت خواجہ محمد فرخ مجددی قدس سرہٗ نے بعمر ۱۱ سال .... وفات پائی (۵) حضرت شیخ خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ نے بعمر ۸ سال وفات پائی ..... (۶) حضرت شیخ خواجہ محمد اشرف مجددی قدس سرہٗ نے بعمر دو سال وفات پائی (۷) حضرت شیخ شاہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ المعروف شاہ چیو قدس سرہٗ وفات ۲ رجادی الثانی ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۶ء کو پائی۔ تین بیٹیاں ۱۔ حضرت مخدومہ رقیہ شیر خوارگی کے زمانہ میں فوت ہوگئیں ۲۔ حضرت مخدومہ ام کلثوم مرحومہ بعمر ۴ سال فوت ہوئیں۔ ۳۔ حضرت مخدومہ خدیجہ زماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہن

خلفاء کرام میں تمام صاحبزادگان اور مندرجہ ذیل حضرات قابل تحریر ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ میر محمد نعمان کشمی قدس سرہٗ متوفی ۱۸ رصفر ۱۰۵۸ھ

۲۔ حضرت شیخ مولانا محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ ———— مکتوبات کی آخری جلد آپ ہی نے جمع فرمائی تھی ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۲۹ء میں۔

۳۔ حضرت شیخ خواجہ یار محمد بدخشی قدس سرہٗ جامع مکتوبات دفتر اول ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۶ء میں۔

حضرت شیخ خواجہ عبدالحی صاحب قدس سرہٗ " " دوم ۱۶۱۹ء میں متوفی ۱۰۷۰ھ

۴۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ متوفی ۱۰۴۰ھ

۵۔ حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرہٗ " " ۱۳۔ " " محمد صالح کولابی " ۱۰۳۸ھ

۷۔ " " " نور محمد پٹنی " ۱۴۔ " " محمد صدیق کشمی "

۸۔ " " " حمید بنگالی " ۱۵۔ " " یار محمد قدیم طالقانی "

۹۔ " " طاہر بدخشی " ۱۶۔ " " " قاسم علی "

۱۰۔ " " مزمل پوربی متوفی ۱۰۲۶ھ ۱۷۔ " " حسن " "

۱۱۔ " " مولانا یوسف سمرقندی " ۱۸۔ " " مولانا عبدالہادی فاروقی بدایونی قدس سرہٗ

۱۲۔ " " مولانا احمد برکی " ۱۰۲۶ھ متوفی ۱۰۴۱ھ

۱۹۔ " " یوسف برکی قدس سرہ

۲۰۔ " " سید محب اللہ مانکپوری "

۲۱۔ " " حاجی خضر افغان " ۱۰۳۵ھ

۲۲۔ حضرت شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی قدس سرہ (ضلع کیمبل پور پنجاب)

۲۳۔ " مولانا امان اللہ لاہوری قدس سرہ

۲۴۔ " " عبدالواحد لاہوری

۲۵۔ " " مولانا امان اللہ فقہی "

۲۶۔ " " محمد حری "

۲۷۔ " " داود سالکی "

۲۸۔ " " سلیم بنوری "

۲۹۔ " " نور محمد بہاری

۳۰۔ " " حامد بہاری "

۳۱۔ " " صوفی قربان قدیم

۳۲۔ " " مولانا محمد صادق کابلی "

۳۳۔ " " محمد ہاشم خادم "

۳۴۔ " " زین العابدین تبریزی "

ثم المکی الشامی

۳۵۔ " " مولانا غازی گجراتی "

۳۶۔ " " صوفی قربان جدید ارگنجی "

۳۷۔ حضرت شیخ سید باقر سارنگپوری قدس سرہ

۳۸۔ " " عبدالعزیز نحوی مغربی "

۳۹۔ " " احمد استنبولی حنفی نقشبندیہ "

۴۰۔ " " مولانا فرخ حسین "

۴۱۔ " " مولانا صغیر احمد رومی حنفی "

۴۲۔ " " بدرالدین سرہندی "

مصنف حضرات القدس

۴۳۔ " " حمید احمد آبادی "

۴۴۔ " " حاجی حسین برکی "

۴۵۔ " " عبدالرحیم "

۴۶۔ " " مولانا عبدالمؤمن لاہور "

۴۷۔ " " عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی

۴۸۔ " " نور محمد تبتی "

۴۹۔ " " مرشد میرزمان بیگ "

۵۰۔ " " سید حسین مانکپوری "

۵۱۔ " " خواجہ محمد صدیق کشمی ہلوی "

۵۲۔ " " مولانا عبدالقادر اناپالکی "

۵۳۔ " " محمد مری "

۵۴۔ " " خضر بہلول پوری "

۵۵۔ " " مولانا عبدالغفور سمرقندی "

۵۶ ، " الحاج محمد فرنگی "		۶۵ ، " سید آدم کاظمی بنوری "	
۵۷ حضرت شیخ علی محقق مالکی مدنی قدس سرہٗ		سرگروہ سلسلہ ہذا	
۵۸ ، " علی طبری شافعی مکی "		۶۶ ، " سید بدرالدین حسین قادری بغدادی "	
۵۹ ، " عثمان یمنی شافعی "		از اجداد حضرت سید شاہ محمد	
۶۰ ، " سید مبارک بخاری "		غوث قادری گیلانی لاہوری	
۶۱ ، " مولانا حسن بخاری "		قدس سرہم	
۶۲ ، " قاضی تولک بخاری "			
۶۳ ، " عیسیٰ محدث مغربی "			
۶۴ ، " محمد مدنی "			

یہ چند اسمائے گرامی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلفائے عظام کے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی خدا معلوم کس قدر ہوں گے جن کے حالات تو کیا اسمائے مبارک بھی معلوم نہیں ۔ جو زاویۂ فقر اور گوشۂ گمنامی میں زندگی بسر کرتے ہوں گے اور ان سے اکثر خادمان آستان عالی بھی واقف و آگاہ نہیں تھے۔ جس مجسمہ روحانیت و پیکر ہدایت اور رگ فاروقی رکھنے والے بزرگ نے ہندوستان، افغانستان بلخ و بخارا عرب و افریقہ غرض کہ عالم اسلامی کے بلا مبالغہ لاکھوں نفوس کو اپنی بے پناہ جد وجہد سے کلمہ حق اور ذکر و فکر خدا کا سبق پڑھایا تھا اور اکبر بادشاہ کی بے دین حکومت جس نے اسلام کو ختم کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی اس کے دور کے بعد اور جہانگیر جیسے متکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں دعوت و ارشاد کا کام ایسی ترتیب سے فرمایا کہ عوام و حکومت کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

آپ کے خلفاء کرام میں حضرت سید آدم بنوری حسینی و کاظمی قدس سرہٗ متوفی ۱۳ ر شوال ۱۰۵۳ھ کا مقام بہت بلند ہے۔ وہی ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ غفوریہ کے سرخیل اور مورث اعلیٰ ہیں۔ اب ان کے مختصر حالات اور ان کے سلسلے کی مختلف شاخوں کا ذکر تحریر کیا جاتا ہے۔

حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ

ولادت باسعادت کی سن و تاریخ سے نامعلوم ہے۔ حضرت سید اسمٰعیل بن سید بہوہ ابن سید یوسف بن سید یعقوب رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں قصبہ مودہ ریاست پٹیالہ میں ہوئی۔ ریاست پٹیالہ ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے۔ آپ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ متوفی ماہ صفر ۲۰۳ھ کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور نانی ... دادیاں افغان قوم سے تھیں۔ اس لئے عوام میں افغان مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ اپنی تصنیف کردہ کتاب نکات الاسرار میں خود تحریر فرماتے ہیں[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد میگوید فقیر حقیر بندہ آل محمدی اضعف بنی آدم، آدم بن اسمٰعیل بن بہود بن حاجی یوسف بن یعقوب بن دولت بن حسین بن اقبیل بن سعدی بن قلندر بن حسین بن داؤد بن سہل بن عبد الغفور المشہور بہ کپور شتوانی بن منسور المشہور بہ بمسو آنکہ اولاد او در منقلب بہ مشوانی شد ابن ظفر کہ در عوام مشہور ظفر است اصل نام ظفر الدین محمد[2] بن سید احمد ابن سید محمد بن سید جعفر بن سید ابدال المشہور بہ سید بدل بن سید نور بن سید نبی بن سید راجا بن سید نور الدین سید عاجز بن سید علاؤ الدین بن سید مسعود بن سید حمزہ بن سید علی ابن سید اسماعیل بن سید ابراہیم بن سید امام موسیٰ کاظم (ابراہیم الاصغر برادر خورد امام علی رضا)

آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید امام امیر المومنین حسین بن حضرت امیر المومنین علی و الفاطمہ سید اولاد سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و تبعہ وسلم و بارک ایں رسالہ است مسمی نکات الاسرار۔

---

[1] نکات الاسرار در علم تصوف مصنفہ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ زمانہ تالیف ۱۰۳۵ھ نمبر سلسلہ کتب نمبر ۲۸۹ نسخہ قلمی از جناب قاضی سید عبد الحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ

[2] ظفر الدین محمد مسکن تغض جو نیشاپور کے ایک شہر کا نام ہے۔

آپ کی ولادت سے

پہلے آپ کے والد ماجد حضرت سید اسمٰعیل رحمتہ اللہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ مبارک پھیر کر کوئی چیز نکال کر عنائیت فرمائی اور فرمایا کہ کھا لو اسی شب استقرار حمل ہوا اور اسی عطیہ مبارک سے آپ کا وجود باجود، عالم وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی کئی ایک بشارات ملیں۔ آپ کے والد بزرگوار غزنی ملک افغانستان سے پنجاب تشریف لائے لاہور سے قصبہ مودہ قیام فرمایا جہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی پھر اس کے بعد قصبہ بنور میں قیام فرما ہوئے۔ یاد رہے کہ قصبہ بنور اور چھتہ ساتھ ساتھ آباد ہیں جو ریاست کے مشہور قصبوں سے ہیں۔ اسٹیشن راجپورہ پڑتا ہے۔ بنور، سرہند شریف سے کوئی تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ روضہ قیومیہ کی روائیت سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا اسم گرامی آدم خان تجویز کیا گیا۔ آپ کو ابتداء میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جوانی میں شاہی لشکر میں ملازم ہو گئے۔ اسی سلسلے میں ایک کفار کے گاؤں پر لشکر کشی کی گئی۔ فتح کے بعد آپ ایک مندر میں تشریف لے گئے تاکہ بت اور پوجا پاٹ مشرکانہ اشیاء کو ختم کیا جائے۔ وہاں ایک پجاری پوجا میں مصروف تھا آپ نے فرمایا کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کر دوں گا۔ لیکن وہ جان سے بے پروا ہو کر اسی طرح پوجا میں مشغول رہا۔ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ لیکن اس کے اس استقلال کا آپ پر بڑا اثر ہوا کہ یہ پوجاری اتنا مستقل مزاج ہے کہ اپنی جان کی پروا نہیں۔ لیکن ہم اسلام کے دعویدار اپنے مالک سے کتنے غافل اسی وقت سب کچھ ترک فرما کر طلب حق میں سرگردان ہو گئے اور پیر و مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور بہت سے باخدا بزرگوں سے فیض یاب ہوئے۔ لیکن طلب حق بڑھتی ہی گئی۔ اسی سلسلے میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ تمہارا فیض حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے پاس ہے۔ ان دنوں لاہور میں حضرت شیخ حاجی خضر روغانی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ۔ قیام فرما تھے آپ بڑے شوق سے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھوڑی مدت میں مقامات عالیہ تک پہنچ گئے۔ ایک دفعہ حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں اپنے حالات عرض کئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے۔ اب تم کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ حضرت مجدد قدس سرہ ان دنوں اجمیر شریف شاہی لشکر کے ہمراہ قیام فرما تھے وہیں ۱۰۳۱ھ ۱۶۲۲ء میں حاضر ہو کر بقایا سلوک حضرت مجدد الف ثانی

قدس سرہ کی خدمت میں سطے فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ اجمیر میں ہی مجھے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق پڑھایا اور بشارت حقیقت قرآنی نصیب ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن اور علوم ظاہری و باطنی علم لدنی اور روح القدس کے ذریعہ عنایت فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت مجدد قدس سرہ نے آپ کو بہت تحائف دے کر مخدوم زادوں کے لیے سرہند روانہ فرمایا۔ اور دریا خان شاہی لشکر کے امراء میں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اُس نے حفاظت کے لیے سو سوار ہمراہ کر دیئے۔ اس ہمراہی میں وہ سوار آپ سے بہت متاثر ہوئے اور اس ذریعہ سے دریا خان بھی آپ کا معتقد ہوا۔ جب حضرت مجدد قدس سرہ لشکر شاہی سے واپس سرہند شریف ہوئے۔ تو سرہند شریف میں قیومیت کے تینتیسویں سال ۱۰۳۳ھ میں آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ نے اپنے کو اس کے قابل نہ سمجھتے ہوئے دعوت و ارشاد کی طرف کوئی خاص توجہ نہ فرمائی اور پھر حضرت مجدد قدس سرہ نے تاکیداً حکم فرمایا کہ آپ اپنے کو اس کے قابل سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کو ہر صورت کرنا پڑے گا۔ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مزار مبارک پر دو سال حاضر رہے اور بقایا کمالات کی تکمیل فرمائی۔ آپ حضرات صاحبزادہ گان کو حضرت مجدد قدس سرہ کی جگہ تسلیم فرماتے تھے اور حضرت مجدد قدس سرہ کی خدمت میں جن اداب و تعظیم سے حاضر ہوتے اسی طرح حضرات مخدوم زادگان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مریدین مرشدین حضرات سے فرماتے کہ میں ان پڑھ ہوں۔ مخدوم زادوں سے استفادہ کرو جو علوم ظاہرہ اور باطنی کے زیور سے آراستہ ہیں جو مجھ سے ہر طرح افضل و برتر ہیں جو مجھ سے شرم محسوس کرتا ہے۔ میں خود اس کی سفارش کروں گا۔

آپ اتباع سنت اور دافع بدعت اور استقامت شریعت و طریقت میں بہت مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے بلند درجات اور مقامات عنایت فرمائے۔ خلیفۃ الزمان اور قطب الاقطاب اور قطب ارشاد جیسے القاب سے مشرف فرمایا۔ آپ کی خانقاہ عالیجاہ سے ہزار ہا طالبان حق کمالات ولایت سے مشرف ہوئے ایک ہزار سے زائد طالبان طریقت کا مجمع حاضر رہتا تھا۔ لنگران کے دو وقت کھانے کا انتظام کرتا تھا۔ آخر میں یہ اجتماع دس ہزار تک بڑھ گیا تھا۔ ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ لانگری نے عرض کیا کہ سخت قحط پڑ گیا ہے۔ دنیا ایک ایک دانہ کے لیے ترس رہی ہے۔ تو آپ نے غلہ دان میں

قدر سے غلہ ڈالا اور فرمایا ان کی طرف دیکھنا مت بلکہ سوراخ سے بقدرِ ضرورت نکالتے رہنا۔ لنگری نے ایسا ہی کیا چھ ماہ تک وہی غلہ لنگر میں کافی رہا۔ حالانکہ ہزارہا آدمی کھانے والے ہوتے۔ جب غلہ ارزاں ہوا تو دیکھا۔ تو اسی قدر غلہ موجود تھا۔ آپ کی توجہ ایسی کیمیا اثر تھی کہ جس کی طرف توجہ فرماتے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ صاحب تصرف اور کرامات اور صاحب کشف تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ قادریہ۔ سہروردیہ۔ چشتیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ اور دوسرے سلاسل میں تعلیم اور اجازت پائی تھی۔ اور ہر سلسلہ میں تعلیم فرماتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عنایت فرمائی۔ آخر میں مقبولیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حاسدین نے شاہ جہان بادشاہ کو عرض کیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں افغانوں کا اس قدر مجمع ہے کہ جو کسی وقت آپ کے خلاف فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سعد اللہ خان مرحوم متوفی ۱۰۶۶ھ ۱۶۵۵ء اور حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ متوفی ۱۰۶۸ھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا تاکہ تحقیق حال کریں۔ آپ اس وقت مراقبہ میں مصروف تھے۔ کافی وقت وہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ بہت [illegible] کے بعد جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں حاضر ہوئے۔ لیکن آپ نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہ فرمائی یہ بات ان دونوں کو بہت سخت گراں گذری۔ وزیر سعد اللہ خان نے عرض کیا کہ میں تو اہل دنیا سے ہوں مستحقِ تعظیم نہیں ہوں، لیکن مولانا عبد الحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم ہیں، ان کی تعظیم ضروری تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ العلماء امناء الذین مالم یخالطوا الملوك فاذا خالطوهم فهم اللصوص یعنی علماء دین کے امین ہیں جب تک بادشاہوں سے میل ملاقات سے دور رہیں۔ جب بادشاہوں کی خدمت میں حاضری دیں تو وہ دین کے چور ہیں پھر انہوں نے آپ کا نسب نامہ دریافت کیا آپ نے فرمایا میں سید ہوں مگر چونکہ ہماری مائیں افغان قوم سے تھیں اس لیے عوام میں افغان مشہور ہو گیا ہوں پھر عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ علم لدنی رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا جی ہاں الحمد للہ علی ذالك سعد اللہ خان نے بادشاہ کے حضور عرض کیا کہ شیخ ایک جاہل عامی آدمی ہے۔ قوم کا افغان ہے مگر سید کہلاتا ہے افا[illegible] آپ کے بہت معتقد ہیں۔ اس بات کا خوف ہے کہ حضور کے خلاف کوئی فتنہ نہ

کھڑا کردیں۔ اور شاہزادہ دارا شکوہ متوفی ۱۰۶۹ھ بھی آپ کا سخت مخالف تھا۔ اس نے بھی بادشاہ کو ابھارا بادشاہ سخت پریشان ہوا حکم بھیجا کہ آپ حج پر تشریف لے جائیں۔ آپ پہلے سے حج کا ارادہ فرما رہے تھے فوراً لاہور سے روانہ ہوئے ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء میں بمعہ اہل و عیال۔ اول سرہند شریف مزار مقدس پر حاضر ہوئے۔ اور مخدوم زادوں کی زیارت سے مشرف ہو کر دکن سے ہوتے ہوئے سورت پہنچے۔ وہاں کا حاکم آپ کا مرید تھا اس سے فرمایا جلد سے جلد ہمیں جہاز پر سوار کرادے یہی تمہاری خدمت ہے جب آپ کا جہاز روانہ ہوگیا۔ تو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ آپ کو روک لیا جائے اور بڑی منت سماجت سے واپس کیا جائے۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری بادشاہی کا زوال آپ کے ملک سے نکل جانے کے ساتھ ہے۔ حاکم نے عذر کیا کہ بادشاہ کا حکم آپ کے روانگی کے بعد ملا ہے۔ اس کے بعد جلدی ہی بادشاہ قید کر لیا گیا۔

۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ء میں ——— آپ مکہ معظمہ و مکرمہ میں حاضر ہوئے اور حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور کچھ دن حاضر رہ کر واپسی وطن کے لیے الوداعی اور اجازت کے لیے حاضر ہوئے تو مزار اقدس سے دو دست مبارک ظاہر ہوئے۔ آپ بہزار شوق مصافحہ سے اور بوسہ سے مشرف ہوئے اور ارشاد ہوا کہ یَا وَلَدِیْ اَنْتَ فِیْ جِوَارِیْ اور نیز فرمایا یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ تو آپ نے واپسی کا ارادہ ترک فرما دیا۔ اور وہیں ہمیشہ کا قیام فرما لیا اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عنایت فرمائی اور سلسلہ کو وسعت ہوئی اور بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ پرہیزگاری اور تقویٰ پر ثابت قدم اور صاحب کرامات و تصرفات تھے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کا اور آپ کے خلفاء کا دستور العمل تھا۔ آپ کے مرید ایک لاکھ اور خلفاء کی تعداد سو تک بتائی جاتی ہے دوسری روایت میں مریدین کی تعداد چار لاکھ اور خلفاء کی تعداد ہزار تک آتی ہے۔ آپ ہر ایک سے یکساں سلوک فرماتے تھے اور آپ کے سامنے اعلیٰ ادنیٰ اور چھوٹا بڑا سب برابر تھے۔ آپ کی مجلس میں امیر ذلیل ہوتے تھے۔ آپ نے ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ میں ۲۴ دسمبر ۱۶۴۳ء میں وصال

فرمایا جنت البقیع میں دفن ہوئے مزار حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہے۔

اولاد :- آپ کے تین فرزند ہوئے (۱) حضرت مخدومی شیخ محمد رحمۃ اللہ جو وطن ہی میں قیام فرما رہے (۲) حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۰۴۵ھ سنور میں ہوئی (۳) صاحبزادہ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ سب سے چھوٹے تھے ولادت ۱۰۵۲ھ میں بمقام گوالیار سفر حرمین میں ہوئی آخر الذکر دونوں بھائی ہمراہ سفر حرمین شریفین میں ساتھ رہے۔ **واللہ اعلم۔**

آپ کی اولاد میں آج بھی حضرت مولانا سیّد محمد ایوب بنوری مہتمم دار العلوم سرحد پشاور اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف صاحب بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ نیوٹاون کراچی اور حضرت سیّد محمد صدیق صاحب بنوری آشنغر لواڑگی لنڈی کوتل جیسے بزرگ موجود ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ایک سو سے ہزار تک کتابوں میں آئی ہے جن میں مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت سیّد میر علم اللہ حسنی الحسینی قدس سرہ متوفی ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۵ء دائرہ شاہ علم اللہ۔ ضلع رائے بریلی (یوپی)

۲۔ حضرت سیّد محمد بن حضرت سید شاہ علم اللہ قدس سرہ۔ دائرہ شاہ علم اللہ

۳۔ حضرت شیخ سلطان قدس سرہ

۴۔ حضرت شیخ محمد عمر 〃

۵۔ حضرت شیخ اللہ داد افغان 〃

۶۔ حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی۔ قدس سرہ متوفی ۱۰۹۹ھ ۱۶۸۷ء مزار مبارک شہر کوہاٹ میں ہے

۷۔ حضرت شیخ حاجی یار محمد پایین کابلی 〃 کابل ملک افغانستان۔

۸۔ حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری 〃 متوفی ۱۱۰۸ھ مزار شریف مزنگ لاہور میں ہے

۹۔ حضرت شیخ حاجی حافظ سعد اللہ وزیر آبادی 〃 متوفی ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۰۲ھ

۱۰۔	حضرت شیخ حافظ امیر علی	قدس سرہٗ	
۱۱۔	حضرت شیخ علی بن حضرت شیخ اخوند درویزہ	″	
۱۲۔	حضرت شیخ فتح محمد	″	
۱۳۔	حضرت شیخ عثمان شاہجہان پوری	″	
۱۴۔	حضرت شیخ حاجی شریف۔	″	
۱۵۔	حضرت شیخ بایزید اللہ گو دہلوی	″	متوفی ۹ جمادی الاول ۱۰۹۵ھ
۱۶۔	حضرت شیخ خواجہ محمد امین بدخشانی	″	مصنف نتائج الحرمین
۱۷۔	حضرت شیخ حافظ قاری سید عبداللہ بارہوی اکبرآبادی	″	مزار آگرہ اکبرآباد عام گورستان میں
۱۸۔	حضرت شیخ یحییٰ صاحب	″	
۱۹۔	حضرت شیخ سید عبدالرحمن بارہوی	″	متوفی ۱۰۹۵ھ
۲۰۔	حضرت شیخ سید خواجہ احمد بن سید اسحاق بن حضرت سید محمد معظم قدس سرہم راے بریلی (یوپی) متوفی ۱۰۸۸ھ		
۲۱۔	حضرت شیخ عبدالخالق حضوری	قدس سرہ	متوفی ۱۰۸۶ھ مزار مزنگ لاہور
۲۲۔	حضرت شیخ حامد لاہوری متوفی ۱۰۵۴ھ	″	مزار لاہور میں ہے
۲۳۔	حضرت شیخ خواجہ نور محمد پشاوری	″	″ ۱۰۵۹ھ مزار مضافات پشاور میں ہے
۲۴۔	حضرت شیخ ابوالفتح مودھوی	قدس سرہ	مزار ۱۰۶۶ھ مزار قصبہ مودہ (پٹیالہ)
۲۵۔	حضرت شیخ خواجہ محمد صاحب سلطانپوری	″	″ ۱۰۷۵ھ ″ سلطان پور میں ہے۔
۲۶۔	حضرت شیخ خواجہ محمد انبالوی	″	″ ۱۰۸۳ھ ″ انبالہ شہر (پنجاب)
۲۷۔	حضرت شیخ خواجہ محمد شریف شاہ آبادی	″	″ ۱۰۸۳ھ ″ شاہ آباد ضلع کرنال
۲۸۔	حضرت شیخ خواجہ داؤد مشکواتی کشمیری	″	″ ۱۰۹۷ھ ″ شہر کشمیر محلہ گنڈپورہ
۲۹۔	حضرت شیخ میرزا حیات بیگ کبروی کشمیری	″	متوفی ۱۱۲۰ھ
۳۰۔	حضرت شیخ شاہ حبیب پشاوری	″	سرگروہ سلسلہ ھٰذا

۳۱۔ حضرت شیخ فرید الدین بن شیخ پنجو بابا پشاور " آپ کو سید لعل شاہ مصنف "سوانح حاجی بہادر کوہاٹی" نے بھی خلیفہ لکھا ہے۔ ان جیسے سینکڑوں بزرگ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

۳۲۔ حضرت شیخ قاضی محمد ہاشم انبالوی "

آپ کے حالات روضہ قیومیہ۔ علمائے ہند کی شاندار ماضی۔ مجدد الف ثانی نمبر الفرقان لکھنؤ مکتوب حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رح ۔ وغیرہ وغیرہ سے نقل کیے ہیں۔ آپ کی تالیفات نکات الاسرار (۲) خلاصۃ المعارف ہر دو قلمی۔

حضرت سید آدم بنوری کی ایک دوسری کتاب خلاصۃ المعارف و اسرار العقاید یہ کتاب آپ نے ۱۰۲۷ھ میں تالیف کی ہے۔ آپ کی تیسری تالیف کا نام ہے صلوٰۃ مُلہمہ اس کی شرح جو حضرت میاں محمد عمر ابن محمد ابراہیم چمکنی پشاوری قدس سرہٗ نے لکھی ہے۔ اس کا نام ہے "شرح صلوٰۃ ملہمہ" اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید چشتی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

آباؤ اجداد آپ کے اجداد میں جناب سید ابراہیم المعروف سلطان ارغش بن جلال الدین بن محمد حسن بن اسحاق بن احمد بن محمود بن اسعد بن علی بن ہرمز بن مروان بن قراین محمد طاہر المقلب تارن بن ناصر الدین بن علاؤ الدین بن قطب الدین بن داؤد بن سلطان کبیر بن شمس الدین بن احمد بن سید علی رفائی بن حسن بن محمد بن سید جواد بن حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہم اجمعین خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے [۱]

سید ابراہیم کے والد بزرگوار سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ملک عرب سے وارد ہندوستان ہوئے اور سنبھل ضلع مراد آباد میں آباد ہوتے اور آپ علاقہ باندے کے حکمران تھے۔

سلطان سید شمس الدین عبداللہ بن سلطان ارغش سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہما والد بزرگوار کے جانشین ہوتے اور ان کے فرزند سید عبدالمالک الملقب مصحف خان مرحوم سلطان سکندر لودھی

---

[۱] روحانی رابطہ صب مصنفہ جناب سید قاضی عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

اور اُن کے صاحبزادے حضرت سید سلطان غازی بابا برہان الدین قدس سرہٗ، شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس چشتی صابری، نظامی، قادری، سہروردی، نقشبندی، گنگوہی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ جب سلطان ابراہیم لودھی مرحوم نے پانی پت کے میدان میں شکست کھائی تو حضرت سید غازی بابا قدس سرہٗ براستہ چھچھ۔ ہزارہ بمقام ترکی قریب گجوخان بانڈہ۔ علاقہ مندنڑ یوسف زئی میں قیام فرمایا۔ حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صالح محمد معروف بہ دیوانہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ سے عقد کیا۔ جن کے بطن سے شیخ المشائخ حضرت شیخ سید عبدالوہاب المعروف بنجو بابا قدس سرہٗ ۹۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ موضع الکائے قریب گجوخان بانڈہ ضلع مردان میں بزمانہ سرداری ملک گجوخان مندنڑ مرحوم اس کے بعد آپ کے والد بزرگوار اکبر بادشاہ متوفی ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء کے زمانہ میں دریائے کابل عبور کرکے پشاور آگئے اور پھر موضع جوہا گجر میں سکونت فرمائی۔ اس موضع کے بہت سے لوگ اُن کے ہاتھ پر بیعت ہوئے[۱]

موضع جوہا گجر کے ایک بہت بڑے عالم "قاضی صاحب مرحوم" کی خدمت میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مزید تحصیل علوم کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے اور روہیل کھنڈ کے علاقہ میں موضع نوسلجانی وغیرہ میں تحصیل علوم کرتے رہے تکمیل کے بعد واپس وطن تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے والد بزرگوار موضع شاہ ڈھنڈ جو پشاور بالاحصار میں سکونت پذیر تھے۔ وہیں حضرت سلطان برہان الدین غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ مزار مبارک قلعہ بالاحصار کے نیچے وائرلیس گراؤنڈ میں ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ ماجدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ جو کچھ میراث ملی سب خیرات فرما دی اور توکل علی اللہ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور اصلاح و تبلیغ، رشد و ہدایت میں ہمہ وقت معروف رہنے لگے[۲]

---

[۱] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ و تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۰۹

[۲] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ و تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۰۹

۹۹۰ھ میں آپ وہاں سے اکبر پورہ مستقل قیام فرما ہوئے۔ اور وہاں درس وتدریس اور اصلاح و تبلیغ۔ رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانہ میں اکبر پورہ کے چالیس محلے تھے۔ ہر محلہ میں ایک بیٹھک تھی جس میں لوگ بھنگ اور چرس پی کر گانے بجانے میں مصروف رہتے اور خدا سے غافل رہتے۔ اتنے بڑے گاؤں میں ایک بھی قابل ذکر مسجد نہ تھی۔ آپ نے مسجد کھجور والی کی بنیاد رکھی اور نماز جمعہ کا اہتمام فرمایا اور ارکانِ خمسہ اسلام یعنی کلمہ، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ سے عوام میں واقفیت کرانے کی کوشش فرمائی۔ اسی لیے مخالفین نے خاص طور پر پیر تاریک کے خلیفہ سرمست کے مریدین نے آپ کو پنجو بابا بطور استہزاء کہنا شروع کیا جس سے یہ لقب مشہور ہو گیا۔[۱]

۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں اتفاق سے حضرت شیخ میر ابوالفتح قبچاچی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ جلال الدین فاروقی تھانیسری قدس سرہما پشاور تشریف لائے۔ وہاں سے اکبر پورہ تشریف لاتے۔ اخوند پنجو بابا قدس سرہ حضرت میر ابو الفتحؒ سے بیعت ہوئے۔ بہت سی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔

شب و روز عبادت و ریاضت، ذکر و فکر۔ مجاہدہ، مراقبہ، درس و تدریس میں رات دن گذارتے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ آخر میں آپ صبح کی نماز کے بعد چاشت کی نماز تک ذکر میں مصروف رہتے۔ دوپہر تک حبس دم اور دیگر وظائف ادا فرماتے۔ نماز ظہر کے بعد قیلولہ فرماتے اس کے بعد طلباء کو اسباق پڑھاتے۔ عصر سے مغرب تک یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ نماز مغرب کے بعد درس قرآن حکیم فرماتے۔ عشاء کے بعد اوراد و وظائف اور مراقبات میں مشغول ہو جاتے۔ گویا تمام اوقات یادِ الٰہی اطاعتِ خدا جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گذارتے آخر میں آپ پر جذب، سکر اور محویت کا بہت غلبہ ہو گیا تھا۔

---

[۱] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اصفحہ ۱۶ و تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۰۲

آپ نے بایزید انصاری پیر تاریک اور اُن کے مریدین اور پیر دلی نجلی اور پیر طیب بریچی۔ جیسے آزاد خیال لوگوں کے حلقوں میں اصلاحی و تبلیغی کام بہت فرمایا، جس سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں گمراہوں کو راہ راست پر لگایا۔

غرض کہ آپ صاحبِ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ، توکل و تفرید اور صاحبِ کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ صاحبِ درس و تدریس و صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

وصال آپ نے عہدِ شاہجہان مرحوم میں ۹۵ سال کی عمر میں ۱۰۴۰ھ مطابق سنہ ۱۶۳۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اکبر پورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جی۔ ٹی روڈ پر واقع ہے۔

اولاد (۱) حضرت شیخ عثمان میاں (۲) حضرت شیخ سلیمان میاں (۳) حضرت شیخ لقمان میاں (۴) فریدالدین میاں قدس سرہم۔ اول الذکر تینوں حضرات کی اولاد عثمان خیل سلمان خیل، لقمان خیل اور میاں گان کے نام سے مشہور ہے، گجرات، حمزہ کوٹ، دینہ اسماعیلیہ، جھکنی، ماشو، خوش مقام، اتمان زئی میں آباد ہے [۱]

حضرت شیخ فریدالدین اکبرپوری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت : حضرت شیخ سید عبدالوہاب عرف اخون پنجو بابا قدس سرہٗ کے ہاں ہوئی۔ آپ سادات رضوی کے چشم و چراغ تھے۔ شجرہ نسب آپ کے والد ماجد کے حالات میں گذر چکا ہے۔ آپ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ تعلیم ظاہری و باطنی کی اپنے والد بزرگوار سے تکمیل کی۔ دورانِ تعلیم یا فراغت کے بعد والد بزرگوار سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران عجیب و غریب احوال وارد

---

[۱] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۴ و صوفیائے سرحد صفحہ ۲۱۰ تا صفحہ ۲۲۴

ہوتے جو تحریر میں نہیں آسکتے تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوتے ۱۰۴۰ھ میں آپ کے والد بزرگوار وصال فرما گئے۔ بعدہٗ آپ کی طبیعت میں سلوک و معرفت کے حصول کی طلب کا جذبہ اور غالب ہوا۔ ہر وقت اسی میں مستغرق رہتے تھے کہ افسوس میں سلوک و تصوف و معرفت کو مکمل نہ کرسکا اور ناقص رہا۔

اسی دوران ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا ہے کہ سرہند شریف کے بازار میں مست پڑے ہوتے ہیں اور لوگ آپ پر گرے پڑے ہیں آپ نے تعبیر یہ سمجھی کہ میرا نصیبہ اسی بستی میں ہے۔ ایسے ہی آپ نے خواب میں والد بزرگوار کی زیارت کی۔ وہ فرما رہے ہیں کہ تو کیوں پریشان ہے کہ میں ناقص رہ گیا ہوں اور تربیت نہیں ہوئی۔ عرض کیا کہ میری راہِ سلوک میں تربیت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے نامکمل ہوں۔ والد محترم نے فرمایا تو کامل ہو جائے گا۔ پریشان نہ ہو۔

اسی دوران حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے مریدین و متوسلین سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سنے۔ طبیعت اُن کی طرف متوجہ ہوئی، آپ نے استخارہ کیا۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا مبارک ہے۔

دوسرے ہی روز روانہ ہوتے۔ دورانِ سفر عجیب و غریب حالات پیش آئے اور شہر رہتاس میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آخر سرہند پہنچے۔ بزرگان سرہند کی زیارت سے مشرف ہو کر بنور روانہ ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دل کا مدعا عرض کیا[1] حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے مرشد ارشد حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد کی خدمت میں حاضر ہو کر دل کا مدعا پاؤ۔ جب زیادہ اصرار دیکھا تو اپنے ایک خلیفہ شیخ ابوالفتح کو فرمایا ان کو استخارہ بتادو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں نے استخارہ کیا ہے اور حضرت کی زیارت کی ہے۔ آپ نے مجھے خلعت پہنا دی ہے۔

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷ بحوالہ نتائج الحرمین ورق ۱۷۲

دوسرے دن نمازِ اشراق کے بعد خلوت میں طلب فرماکر، طریقہ نقشبندیہ کا ذکر تلقین فرمایا۔ اسی دوران حضرت قدس سرہٗ کی توجہ اور تلقین ذکر سے ایسے ایسے حالات وارد ہوئے کہ جن کے بتانے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا۔ آپ نے توجہات کاملہ کی بدولت صرف چالیس دن میں سلوک کے منازل طے کرا کے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خود فرماتے تھے کہ آپ کے طفیل چالیس روز میں۔ شہود و حضور اور سلطان ذکر جیسے احوال پیش آئے۔ حیران ہوگیا کہ چالیس سال میں دوسری جگہ یہ میسر نہ ہوتے۔

ایک دفعہ عرض کیا کہ راہِ سلوک مجھے تدریجاً طے کرایا جائے۔ فرمایا تیرا کلام تدریج سے گذر چکا ہے۔ آپ نے زندگی نہایت زہد و ریاضت میں گذاری۔ خود فرماتے تھے کہ راہِ سلوک کے طے کرنے میں۔ ذوق خواب اور کھانا بھول گیا تھا۔ تمام رات اور دن مراقبہ میں گذرتا تھا۔ چالیس روز کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا گیا۔ [1]

وطن اکبر پورہ پہنچ کر ارشاد و تلقین میں مصروف ہوگئے۔ آپ کے برادران اور حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر قدس سرہٗ پہلے آپ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوتے تھے۔ اور بعدہٗ آپ کے واسطہ سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے [2]

حضرت شیخ محمد امین صاحب بدخشی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ مناقب آدمیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ فرید دلد شیخ بنجو پشاوری قدس سرہما از اکابر خلفائے صاحب الاحوال۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے تھے۔ توجہ بہت قوی رکھتے تھے۔ طالبوں کو آپ کی صحبت سے بڑی تاثیر حاصل ہوتی تھی۔ وطن آپ کا اکبر پور مضافات

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۲۸

[2] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد صفحہ ۱۲۶-۱۲۸ بحوالہ نتائج الحرمین صفحہ ۱۰۳

پشاور تھا۔ آپ کے والد بزرگوار سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور شیخ تھے۔ افغان آپ کے بہت عقیدت مند تھے۔ خصوصاً خانوادہ ملک محب خان و آزاد خاں رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کے مخلصین سے تھے۔ آپ سے اور آپ کے مریدین سے بہت سے افغان سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہوتے اور حضورِ قلب اور کمالِ باطنی تک پہنچے ہوتے تھے [۱]

اور آپ کے بھائی اور خویش واقارب صاحب صلاح و آثار بزرگ تھے۔ خصوصاً حضرت عثمان، حضرت شیخ لقمان، حضرت شیخ عبدالسلام۔ حضرت شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات آپ کے واسطہ سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ نہایت اخلاص سے ہر قسم کی خدمات سرانجام دیں اور سلوک کے منازل طے کیے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوتے ہر ایک علم و عمل میں کامل ہوتے۔ [۲]

غرض کہ آپ بحسب وصیت حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ جو طالب مولیٰ آتے جو نعمت آپ کو ملی ہے اسے دینے سے دریغ نہ کرنا۔ آپ اپنے گاؤں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ ہزار ہا لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو کر کامیاب و کامران ہوتے۔

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت فرمائی۔ اور حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کی حاضری کے لیے روانہ ہوتے۔ تو آپ بھی اجازت لے کر ہم سفر ہوتے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل اور مدینہ منورہ کی زیارت اور روضہ اطہر کی حاضری نصیب ہوئی اور لاکھوں نعمتوں سے مالا مال ہوتے۔ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ نے ایک سال کی حاضری کے بعد ۱۰۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ سال بھر وہیں حاضر رہے۔ اور بشارات و برکات خوب حاصل کیے اور ۱۰۵۴ھ میں واپس وطن تشریف لاتے اور پھر اسی سال اجمیر شریف تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ تالاب تیل کے کنارے پر اور

---

[۱] مناقب آدمیہ قلمی از صفحہ ۱۷۲ تصنیف حضرت شیخ محمد امین صاحب کی بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

[۲] مناقب آدمیہ قلمی صفحہ ۱۷۳ و ۱۷۴

ایک سبزہ نستان کر دیا گیا۔ جہاں آثار ولایت اور قبولیت ظاہر ہے۔

خلفاء

آپ کے خلفاء کی تعداد بے شمار ہے۔ جن میں خاص طور پر حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ جیسے مشائخ قابل ذکر ہیں۔ جن کو آپ کے واسطہ سے اور بلا واسطہ۔ براہِ راست، حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ سے نسبت نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ حاصل ہے اور بہت مشہور ہے۔ ہر دو حضرات کے خلفاء میں شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ شہباز پشاوری قدس سرہٗ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگردی پشاوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کے خلفاء میں حضرت شیخ مانون یوسف زئی قدس سرہٗ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ محمد نعیم ننگرہاری افغانی قدس سرہٗ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ شاہ محمد سدومی قدس سرہٗ اور ان کے اور حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگردی قدس سرہٗ۔ ہر دو کے خلفاء میں شیخ المشائخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بیشاوُنی بنیری قدس سرہٗ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جن سے ہمارے مشائخ کے سلاسل منسلک ہوتے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت بروز دوشنبہ قبل از نماز مغرب ۱۶ رجب ۹۸۹ھ بمطابق ۱۵۸۱ء بعہد سلطان جلال الدین اکبر میں حضرت سید سلطان میر سرور شاہ بن حضرت سید سلطان میر محمود اکبر رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اکبر آباد (آگرہ) میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار سادات حسینی کے خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ حضرت سید سلطان میر محمد سرور شاہ بن اکبر بن سلطان میر النشاد بن سبحان شاہ بن سید محمد زبیر بن سید کمال بن سید جمال بن سید ابی فضل بن سید سراج الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید عبدالرحمٰن ابن سید محمد عمران بن سید محمد شعبان بن سید محمد زاہد بن سید امیر احمد بن سید عبدالعزیز بن سید محمد ابراہیم بن سید السادات امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین [1]

ابتدائی تعلیم و تکمیل علوم رسمیہ مختلف اساتذہ سے کی، عشقِ حقیقی بچپن ہی سے آپ کے دل میں موجزن تھا تکمیل علوم کے بعد اور بڑھا حضرت میر محمد کلاں بلک زئی قدس سرہ کے ذریعہ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ متوفی، شوال ۱۰۵۳ھ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے[۱،۲] حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا تو صاحب سعادت معلوم ہوتا ہے کون ہے۔ حضرت میر محمد کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور اس کا نام عبداللہ ہے اور یہ حضور کی زیارت کی بے حد تمنا رکھتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہادر ہے اور تو اس بہادر کی رفاقت اور حمایت میں آیا ہے۔ اور یہ شیر ہے اور جو کچھ میرے سینہ میں علوم ظاہری و باطنی ہیں یہ اپنی خداداد استعداد کے پنجے سے کھینچ کرلے جائے گا اور یہ ہمارے خلفاء میں سے ہے۔ اس کے بعد حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ نے اُٹھ کر آپ کو سینے سے لگایا اور دعا فرمائی۔ الٰہی! اس ہمارے فرزند کو منزلِ مقصود تک پہنچا اور اس بہادر کو درجات و مقامات اور معانی و اسرار کی دولت کے حصول سے غنی فرما اور بیعت سے مشرف فرمایا اور اسباقِ طریقت ارشاد فرمائے آپ گیارہ سال تک حاضر خدمت رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی باطنی صلاحیتوں کو دیکھ کر آپ کی تربیت باطنی پر خصوصی توجہ فرمائی اور اپنی مجلس مبارک میں جو کچھ حقائق و معارف بیان فرماتے، اُس کے مخاطب خصوصی اور روئے سخن آپ ہی ہوتے۔

یہاں تک کہ آپ منزلِ مقصود پر پہنچ کر مظہر تجلیات ذوالجلال ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے

دوسری روایات میں آتا ہے کہ آپ اور حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہما پہلے حضرت شیخ فرید بن حضرت سید عبدالوہاب اخوند پنجو بابا قدس سرہما کے مرید تھے اور بعد میں انہی کی وساطت سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے[۱]

---

[۱] [۲] تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۶۸ [۱] مناقب آدمیہ قلمی مصنفہ حضرت مولانا

بہرحال آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور اویسی طور پر حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی دہلوی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۱۲ھ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۳۴ھ سے فیض یاب ہوئے۔

۱۰۵۳ھ میں آپ نے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی رفاقت میں حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفھما کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد آپ کوہاٹ تشریف لائے۔ جہاں آپ نے رشد و ہدایت کی شمع روشن فرمائی۔ جہاں لاکھوں انسانوں اصلاح و تزکیہ روح سے فیض یاب ہوئے اور کوہاٹ کے گرد و نواح اور اطراف و اکناف کے لوگ اس شمع معرفت کے گرداگرد پروانہ دار جمع ہونے لگے آپ کے فیوض و برکات سے یہ سارا علاقہ منور ہو گیا۔

جب اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ میں وارد حسن ابدال ضلع کیمبل پور ہوا تو بعض حاسدین نے آپ کے خلاف بادشاہ کو اکسایا۔ بادشاہ نے آپ کو طلب فرمایا۔ آپ کوہاٹ سے پشاور تشریف لائے اور حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ کی خانقاہ میں قیام فرما ہوئے اور دیگر مشائخ آپ کی زیارت اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے[1]

اس کے بعد حسن ابدال وارد ہوئے۔ حاسدین نے جو الزام آپ پر عائد کیے تھے آپ نے اس کی تردید فرمائی۔ بادشاہ اور امراء اور علماء آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کوہاٹ کی بجائے دار السلطنت لاہور میں سکونت اختیار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوہاٹ میرے آباؤ اجداد کا وطن ہے۔ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ ویسے بھی مجھے دوسری جگہ رہنا پسند نہیں ہے۔ پھر بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے کسی صاحبزادے کو لاہور میں اصلاح و رشد کے لیے مقرر فرمائیں۔ فرمایا میں اپنے منجھلے لڑکے حاجی محمد عمر کو مقرر کرتا ہوں بادشاہ نے آپ کو نہایت تعظیم و توقیر سے رخصت کیا۔

---

[1] مآثر عالمگیر اردو ترجمہ صفحہ ۹۰ بحوالہ رسالہ برہان دہلی

اور موضع جھنڈڑ جو جنڈالہ شیر خان افغان کے نام سے مشہور تھا ایک سو چھبیس جریب اور چھ کنال پختہ اراضی (دو قلبہ شاہی) اور بہت سی زمین پیش کی۔

آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تقریباً چھیالیس ۴۶ سال دعوت وارشاد میں مصروف رہ کر، ذکر واذکار کی مجالس کو رونق بخشی۔ تقریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار نو سو تیئس مرید ین کی تعداد تھی جس میں ساٹھ ہزار نو سو تیئس خلفاء کی تعداد تھی سلہ

یہ چند سطور بطور تعارف عرض کی گئی ہیں ورنہ آپ کے حالات کئی جلدوں میں بھی مشکل سے آسکتے ہیں آپ بروز جمعہ بوقت صبح صادق ۲ ماہ رجب ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء میں موضع ٹڈا خیل میں واصل الی اللہ ہوئے۔ دوسرے روز جنازہ کوہاٹ لایا گیا۔ مزار کوہاٹ شہر کی جنوب کی طرف ہے۔

اولاد آپ کے پانچ فرزند تھے (۱) حضرت شیخ سید محمد یوسف (۲) حضرت شیخ سید محمد قاسم (۳) حضرت شیخ حاجی سید محمد عمر (۴) حضرت شیخ سید محمد عثمان (۵) حضرت شیخ سید محمد یعقوب قدس سرہم۔

خلفاء آپ کے خلفاء کی تعداد تذکروں میں کثیر لکھی گئی ہے۔ جن میں درج ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت شیخ حبیب پشاوری
(۲) حضرت شیخ شاہ شاہ باز پشاوری
(۳) حضرت شیخ اخوند محمد نعیم کاموی ننگر ہاری افغانستان
(۴) حضرت شیخ شاہ ولی اللہ صدیقی ننگر ہاری افغانستان
(۵) حضرت شیخ نیک محمد خٹک موضع درویش خیل علاقہ خٹک قبیلہ بارک
(۶) حضرت شیخ مالون یوسف زئی تہکال بالا پشاور عزیب آباد
(۷) حضرت شیخ شاہ دلاور
(۸) حضرت شیخ محمد یعقوب
(۹) حضرت شیخ حبیب مندوری
(۱۰) حضرت شیخ قلوب دلوانہ

سلہ حضرت مولانا نور محمد صاحب مدقق لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر

(۱۱) حضرت شیخ محمد قاسم ہشتنگری
(۱۲) حضرت شیخ عارف باقر
(۱۳) حضرت شیخ بابا کمال شاہو
(۱۴) حضرت شیخ اخوند صالح خوشابی موضع پنی کوہاٹ
(۱۵) حضرت شیخ صوفی اللہ داد
(۱۶) حضرت شیخ عبدالرحیم شیوکی
(۱۷) حضرت شیخ حافظ نعمت اللہ
(۱۸) حضرت شیخ جنگی خان قوم دولت خیل کوہاٹ
(۱۹) حضرت شیخ عثمانی کوہاٹی
(۲۰) حضرت شیخ مولانا محمد باقر قدس اللہ تعالیٰ سرہم
(۲۱) حضرت شیخ اخوند میاں داد
(۲۲) حضرت شیخ محمد یعقوب بلخی
(۲۳) حضرت شیخ حاجی سلیمان ارمڑ
(۲۴) حضرت شیخ محمد ایاز قندھاری
(۲۵) حضرت شیخ محمد فاضل ہراتی
(۲۶) حضرت شیخ عبدالحمید ہراتی
(۲۷) حضرت شیخ گگڑ دیوانہ خوست وال
(۲۸) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

قدس اللہ تعالیٰ سرہم جیسے ہزاروں کی تعداد میں فیض یاب ہوئے، لیکن ہمارے مشائخ کا سلسلہ طریقت حضرت شیخ مالکوان یوسف زئی قدس سرہٗ کے ذریعہ آپ سے منسلک ہوتا ہے۔

حضرت سید عبداللہ واسطی بارہوی قدس سرہٗ

آپ سادات زیدی واسطی بارہوی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید ابوالفرح واسطی بن سید ابی عبداللہ الحسین بن سید محمد الاکبر بن محمد عمر الاعلیٰ بن حضرت سید یحییٰ محدث بن حضرت سید حسین ذوالدمعہ بن حضرت سید زید الشہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعہد سلطنت اموی۔

حضرت سید ابوالفرح واسط ملک عراق سے ہندوستان تشریف لائے۔ ابتداءً پٹیالہ پنجاب میں آباد ہوئے۔ وہاں سے موضع جانسٹھ ضلع مظفر نگر دوآبہ میں منتقل ہوئے۔ بہر حال حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بچپن ہی میں والدین داغ مفارقت دے گئے تھے اس یتیمی اور مسکینی کے زمانہ میں خدا طلبی کا جذبہ قلب میں موجزن ہوا۔ اولیاء اللہ کی تلاش میں وطن کو خیر باد فرمایا۔ پنجاب کے جنگل کی ایک مسجد میں ایک باخدا قاری صاحب کی خدمت میں حفظ

قرآن مجید باتجوید کیا نیز نیکی و تقویٰ اور ترک دنیا اور تجرید و تفرید کے آداب اور نفس و شیطان کے شر سے بچنے کے طور طریقے بھی سیکھے۔ اس کے بعد حضرت سید محمد ادریس گیلانی قادری قدس سرہ کی خدمت میں ساماَنہ مضافات پٹیالہ حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اندر ہی سے فرمایا۔ فقیر بہت ہیں کہیں اور جگہ جائیں میرے پاس وہ شخص رہ سکتا ہے جو مردہ ہو اس کو کھانے پینے اور پہننے کی فکر نہ ہو۔ لوگوں سے میل ملاقات سے کنارہ کش ہو اور ضروری حاجت کے علاوہ میرے دروازہ سے نہ ہلے۔ آپ نے سب شرطیں منظور فرمالیں۔ یہ زمانہ ۷۰ یا ۱۰۲۴ھ سے کافی پہلے کا ہے۔ ایک عرصہ تک حاضر خدمت رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے فرمائے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۵۲ ۱۱ھ میں حرمین الشریفین روانہ ہوئے تو آپ کو یہیں رہنے کو فرمایا۔ اس کے بعد آپ محلہ کشک زور دہلی میں قیام فرمارہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے۔ آپ نے غالباً ۱۱۰۷ھ ۱۶۹۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اکبر آباد کے عام قبرستان میں ہے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلوی قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو طریقہ نقشبندیہ، مجددیہ کے کئی بزرگوں سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت خواجہ عبداللہ خرد خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہما اور اپنے والد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے دوسرے خلفا۔ حضرت خواجہ حسام الدین م ۱۰۴۰ھ اور حضرت شیخ اللہ داد قدس سرہما وغیرہ سے اور حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی بخاریؒ اور سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کے شیخ طریقت خواجہ ابوالقاسم اکبر آبادی خلیفہ حضرت خواجہ ولی محمد خلیفہ حضرت شیخ سید امیر ابوالعلاء قدس سرہم اور حضرت شیخ نعمت اللہ انصاری م ۱۰۶۰ھ خلیفہ حضرت باقی باللہ قدس سرہما اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت سید عظمت اللہ بن حضرت سید بدالدین بن حضرت سید جلال الدین ترمذی خلیفہ حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز شکر بار قدس سرہم جیسے اکابر مشائخ سے مجاز طریقت تھے۔ غرضیکہ تمام سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ سہروردیہ چشتیہ شطاریہ کبرویہ قلندریہ مداریہ وغیرہ میں مجاز طریقت تھے حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ نے بروز بدھ ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ بعمر ۷۷ سال وصال فرمایا۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ مانون المعروف ماموں یوسف زئی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۰۲۸ھ میں رات پنجشنبہ وقت نماز تہجد ۱۲ شوال دہلی میں ہوئی
بعہد سلطان جہانگیر تیموری مرحوم آپ کے مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم غوری رحمۃ اللہ علیہ
تھے۔ غور سمت شمالی افغانستان میں[1] سلسلہ ہندوکش کے ایک ذیلی شاخ کوہِ سیاہ
کے میدانوں اور ذیلی دروں سے عبارت ہے۔ یہ تقریباً چار سو میل کا طویل علاقہ بلاد
غورات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مشہور مجاہد سلطان شہاب الدین غوری اسی علاقہ
کے تھے اور حضرت ابراہیم غوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی علاقہ کے تھے اُن کے نسب
میں اختلاف ہے۔ ایک روایت سے حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد
سے مانا جاتا ہے[2]

اور دوسری روایت سے حضرت نا سیدنا امام اسماعیل بن حضرت سید السادات امام
جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے فرزند حضرت محمد مکتوم المعروف محمد قائمینی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد
سے ثابت ہوتے ہیں۔[3]

بہرحال ان بزرگ کے تین فرزند تھے۔ خلیل، داؤد، محمود۔ خلیل بن ابراہیم غوری
رحمۃ اللہ علیہما کے ایک لڑکے کا نام اسحاق تھا اور اُس کے لڑکے کا نام عمر بن اسحاق تھا۔
اور عمر کے تین لڑکے تھے۔ عباس بن عمر۔ یعقوب بن عمر۔ یوسف بن عمر۔[4]
یعقوب بن عمر کے ایک لڑکے کا نام شیخ محمود مکی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو حضرت شیخ زکریا سہروردی
ملتانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ ۶۸۸ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کے فرزند یوسف بن

---

[1] ، [2] ، [3] ، [4] روحانی رابطہ صفحہ ۶۳۴ از قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہٗ سے ماخوذ۔
از قاضی صاحب موصوف

حضرت شیخ محمود کی رحمۃ اللہ علیہا تھے۔ جس کی اولاد و نسل یوسف زئی کہلاتی ہے حضرت شیخ مالون قدس سرہ کے آباؤ اجداد تھکال بالا میں آباد تھے[1] اور متی زئی خلیل مشہور تھے۔

بہر حال حضرت شیخ مالون یوسف زئی قدس سرہ[2] اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

تعلیم دہلی، سہارنپور میں تحصیل کی اور بروز سہ شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو حضرت سید بہادر کوہاٹی قدس سرہ سے بمقام آمبر دنوے کلی میں بیعت ہوئے[3] اور سلسلہ طریقت نقشبندیہ قادریہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے قیام منڈ موضع شاہ منصور علاقہ یوسف زئی تحصیل صوابی میں خانقاہ اور مدرسہ قائم فرمایا[4]۔ آپ شیخ وقت اور سلسلہ ہذا کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت صاحب اوصاف و اخلاق حمیدہ اور تصوف و سلوک کے امام۔ اپنے معمولات و اوراد وظائف کے پابند۔ صاحب ارشاد و تلقین۔ آپ ملک کے مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے اور جلال آباد افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ کہ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب علوی قدس سرہ بروز دو شنبہ ۱۹ محرم ۱۰۶۹ھ کو بیعت ہوئے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ غرض کہ آپ شیخ طریقت و حقیقت اور صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے۔

اپنے وطن تشریف لے گئے تھے کہ بروز جمعہ ۱۲ شوال ۱۰۹۹ھ میں وصال فرمایا مزار تھکال بالا کے گورستان میں ہے۔ محلہ غریب آباد۔ یونیورسٹی سے مشرق کی طرف حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیری قدس سرہ مراۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ مالون یوسف زئی و قبر مبارک الشان در تہکال است و تہکال دیہے است از دیہہ ہائے پشاور رحمۃ اللہ علیہم۔ یہ راقم سطور ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ میں مزار پر حاضر ہوا تھا۔

خلفاء شیخ المشائخ حضرت مولانا اخوند محمد نعیم صاحب کاموی ننگرہاری قدس سرہ جو آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

---

[1] [2] [3] از روحانی رابطہ از جناب سید عبدالحلیم صاحب اثر مدظلہ [4] روحانی رابطہ ص ۲۲۴

شیخ المشائخ حضرت مولانا اخوند محمد نعیم صاحب کاموی ننگرہاروی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب ۱۰۲۹ھ موضع کلیم پور میں بوقت سحر ہوئی آپ خاندانی طور پر سادات علوی اولاد حضرت سیدنا محمد حنفیہ بن حضرت سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ہیں۔

آپ نے علوم ظاہری (علوم مروجہ) فارسی، عربی، صرف، نحو، منطق اور فقہ، حدیث و تفسیر مختلف علاقہ کے اساتذہ سے تحصیل کیا۔ غالباً کابل، جلال آباد اور پشاور کے علماء کرام سے، اس کے بعد تزکیہ نفس و دل و روح اور معرفت حق کے حصول کی تلاش میں سرگرداں رہے اسی جستجو میں حضرت حاجی سید عبداللہ بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسجد مہابت خان پشاور شہر میں بعد نماز جمعہ بیعت کے لیے عرض کیا۔ تو فرمایا یہ وقت بیعت کے لیے مناسب نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اشراق کے وقت خلوت میں فقیر کے پاس آنا۔

غرض کہ آپ اشراق کے وقت خلوت میں بیعت سے مشرف ہوئے اور تین سال کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خلافت و اجازت سے بروز پنجشنبہ ۱۲ جمادی الثانی کو مشرف ہوئے حضرت سید حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کا وصال ۶ رجب ۱۰۹۹ھ میں ہوا۔ اور آئینہ تصوف کی روایت کی رو سے اس سے پہلے حضرت شیخ مولانا شیخ مامون یوسفزئی مہمنزئی خلیل قدس سرہٗ بمقام جلال آباد افغانستان تشریف لے گئے۔ تو بروز دوشنبہ ۱۹ محرم ۱۰۶۹ھ میں اُن سے خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔ [1]

---

[1] بروایت تذکرہ صوفیائے سرحد حضرت شیخ ماموں قدس سرہٗ کی خدمت میں شاہ منصور حاضر ہوکر اکتساب فیض کیا تھا صفحہ ۵۸۱۔ روحانی رابطہ صـ۶۳۴ و صـ۶۸۱

اور ۱۱۰۵ھ میں حضرت شیخ سعدی ملجاری لاہوری قدس سرہٗ متوفی ۱۱۰۸ھ سے پشاور میں استفادہ فرمایا اور جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلال آباد پہنچے۔ تو ۱۲ جمادی الثانی بروز پنجشنبہ کو وہاں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

بہرحال آپ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں سے پیشوائے طریقت اور رہنمائے حقیقت تھے۔

حضرت شیخ محمد شعیب صاحب تورڈھیری قدس سرہٗ اول نسبت تحریر فرماتے ہیں

ایشاں را (حضرت حافظ محمد صدیق صاحب قدس سرہٗ) اجازت طریقہ از سہ جانب رسیدہ

اول یکے از حضرت شیخ جنید پشاوری قدس اللہ سرہٗ العزیز واو از محمد نعیم کامہ (قدس سرہٗ) وکامہ دیہے است از دہ ہائے ننگرہار واو از شیخ مانوں یوسفزائے وقبر مبارک ایشاں در تہکال (بالا) است وتہکال دیہے است از دہ ہائے پشاور واو از حضرت شیخ بہادر کوہاٹی واو از حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس اللہ اسرارہم

محمد صدیق صاحب پشاوری قدس سرہٗ نے تین جانب سے اجازت طریقہ پائی تھی۔ اول شیخ حضرت جنید پشاوری قدس سرہٗ سے انہوں نے حضرت شیخ محمد نعیم کاموی سے موضع کامہ از دیہات ننگرہار سے ہے انہوں نے حضرت شیخ مانون یوسف زئی سے قبر مبارک انکی تہکال بالا میں ہے۔ جس کو غریب آباد کہتے ہیں انہوں نے حضرت سید عبداللہ بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ سے انہوں نے حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت پایا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری متوفی ۱۱۵۲ھ

۱۱۴۳ھ میں آپ کی خدمت میں موضع کامہ جسے محمود کامہ کے نام سے پکارا جاتا ہے حاضر ہوئے

اور توضیح و تلویح پڑھی تھی [1] غرض کہ آپ نے موضع کامہ مضافات جلال آباد صوبہ ننگرہار، افغانستان میں خانقاہ قائم فرمائی جو جلال آباد سے شمال مشرق کی طرف دریائے کنٹر ہے اور جلال آباد کے بالمقابل دریائے کنٹر کے مشرقی کنارے موضع کامہ آباد ہے وہاں علوم ظاہری و باطنی کا مرکز کھولا۔ اور ذکر و اذکار، ارشاد و تلقین اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع فرمایا اور درس و تدریس واعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو فیض یاب فرمایا۔

آپ صاحب عبادت اور ریاضت و مجاہدہ۔ ذاکر و شاغل اور صاحب مراقبہ اور صاحب کشف اور کرامات و کمالات بزرگ تھے۔ اور صاحب شریعت و طریقت و حقیقت تھے۔

حضرت سید شاہ محمد غوث گیلانی و لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اسرار حقیقت میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخوند محمد نعیم (رحمۃ اللہ علیہ) افغانستان کے پرگنہ جلال آباد کے ایک موضع محمود کامہ میں رہتے تھے [2]۔ ظاہری و باطنی علوم میں دست گاہ کامل رکھتے تھے، سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔

غرض کہ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے آپ مشائخ کبار سے ہیں صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ذکر و اذکار، شغل و مراقبہ اور صاحب توکل تارک الدنیا اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔

آپ نے سنہ ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں وصال فرمایا [3] مزار مبارک موضع کامہ علاقہ پاپین [4] مضافات جلال آباد صوبہ ننگرہار افغانستان میں ہے

---

[1] اسرار الطریقت صفحہ ۴۶ [2] ایضاً

[3] آئینہ تصوف صفحہ نمبر ۱۶۹

[4] پاپین ایک وسیع علاقہ کا نام ہے جو سمت مشرقی افغانستان صوبہ ننگرہار میں ہے۔ از روحانی رابطہ

خلفاء حضرت شیخ شاہ محمد سدوحی نقشبندی قدس سرہٗ۔
(۲) حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ۔
(۳) حضرت شیخ حامد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ از اولیائے پشاور مؤلفہ حضرت سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہٗ

نوٹ:۔ یاد رہے کہ کامہ ایک قدیمی تاریخی قوم کا نام ہے۔ جو اسی قوم کے نام پر موضع کا نام کامہ یا محمود کامہ ہے اب اس قوم کے لوگ کافرستان مشرقی افغانستان میں آباد ہیں۔ از قاضی عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

حضرت شیخ سید شاہ محمدؒ سُدومی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۴ ذی الحجہ بروز اتوار ۱۰۹۳ھ کو بمقام کنڈر کلے علاقہ سدوم ضلع مردان میں ہوئی جناب سید بہائی خان بن حضرت سید علی المعروف آلو خان رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں جو سید احمد الملقب مشوان ابن سید محمد حسینی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے اُن کا بقایا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت سید محمد حسینی سرحدی ابن سید غفار بن سید عمر بن سید جعفر المعروف قاف بن سید قائم و قائم بن سید رجال بن حضرت سید امام اسماعیل بن حضرت سید السادات امام جعفر رضی اللہ عنہم۔

بعض افغانی مورخین نے حضرت سید محمد صاحبؒ کو برصغیر کے مشہور چشتی بزرگ حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگوی سمجھ رکھا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ بعض قبائلی شوانی، شیرانی وغیرہ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ سید محمد صاحبؒ یقیناً ایک دوسرے بزرگ ہیں ان کے نام کے ساتھ غلط فہمی سے گیسو دراز کا لاحقہ بڑھا دیا گیا ہے۔ "اخبار الاولیاء" میں جو افغان بزرگوں کا ایک قدیم تذکرہ ہے صراحت کے ساتھ اس غلط فہمی کو دور کر دیا گیا ہے۔ "اخبار الاولیاء" کا مؤلف عبداللہ خویشگی قصوری عہد عالمگیری کا تذکرہ نگار ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

آنکہ در بعضے نسخ تواریخ افغانی سید محمد گیسو دراز نوشتہ از سہو ناسخ است کہ از، مشارکت اسمی مشارکت مسماتی فہمیدہ لقب گیسو دراز راکہ یکی از خلفائے ارشد حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی است بریں سید محمد افزودہ است۔

(اخبار الاولیاء قلمی ص ۲۳۰)

آپ کے جدامجد حضرت سید علی خان رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰۰ھ میں پیشین بلوچستان سے پشاور تشریف لائے اور وہاں سے موضع طورو تحصیل وضلع مردان تشریف لائے۔ ملک حسن خان مشہور قبائلی سردار کی استدعا سے ملک حسن خان مرحوم کا مزار موضع طورو، شہامت پور سے جنوب کی طرف ڈھیری بانڈے میں ہے۔ اور حسن نیکہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ حضرت سید علیؒ ساٹھ سال زندہ رہنے کے بعد مقام ملنگ ضلع مردان میں ۱۰۶۰ھ میں شہید ہوئے۔ مزار جمال گڑھی میں ہے۔ شنکڑئی بابا کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت سید بہائی خان مرحوم کنڈر کلے میں منتقل ہو کر آباد ہوئے۔ جو موضع رستم سے شمال کی طرف ہے۔ وہیں حضرت سید شاہ محمد سدوی قدس سرہٗ کی ولادت ہوئی آپ کے والد بزرگوار سید بہائی خان مرحوم کی کنڈر کلے میں وفات ہوئی وہیں اُن کا مزار ہے۔ دوسری روایت میں آپ کی ولادت قلات صوبہ بلوچستان میں ہوئی۔ واللہ اعلم

بہر حال سُدم ایک وسیع علاقہ ہے۔ جس میں بہت سے مواضعات شامل ہیں۔ موضع رستم سے شمال مشرقی جانب موضع الی لنڈی واقع ہے جہاں حضرت سید علی غواص ترمذی قدس سرہٗ متوفی ۹۹۱ھ المعروف پیر بابا قدس سرہٗ کی بیٹھنے کی جگہ ہے۔ جس کو لوگوں نے اب تک بابرکت سمجھ کر محفوظ کر رکھا ہے اس کو بھی سدم کہتے ہیں۔

آپ کے اسم گرامی کے ساتھ سُدنی یا سدومی سدم علاقہ کی نسبت سے لکھا گیا ہے ابتدائی تعلیم علاقہ کے علماء کرام سے حاصل کی۔ اور علاقہ سمہ کے مختلف اساتذہ کرام سے اور پشاور اور مضافات پشاور میں بھی مزید تعلیم کے لیے حاضر ہوئے۔

اس کے بعد موضع کامہ (محمود کامہ) علاقہ پاپین مضافات جلال آباد صوبہ ننگرہار مشرقی افغانستان میں شیخ المشائخ حضرت مولینا محمد نعیم صاحب نقشبندی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور علوم شریعت و طریقت کی تحصیل کی۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ شاہ محمد غوث بن حضرت سید حسن قادری پشاوری قدس سرہما آپ کے ہمسفر رہے تھے۔

اور بروز سہ شنبہ ۱۷ صفر ۱۱۱۵ھ کو حضرت شیخ مولانا محمد نعیم صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اور جب اسباق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مکمل ہو گئے تو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ واپس وطن پہنچ کر جامع مسجد کنڈر کلی میں علوم شریعت و طریقت کی درس گاہ شروع فرمائی جو بعد میں عظیم الشان روحانی و اخلاقی تربیت گاہ کی حیثیت اختیار کر گئی۔ وادی پشاور کے روحانی پیشواؤں اور عالموں نے اور ہزاروں حضرات نے فیض حاصل کیا۔ آپ اخوند (اخون یعنی علامہ اور متبحر عالم و فاضل بزرگ تھے۔ عالم باعمل۔ صوفی باصفا مشائخ سے تھے۔ اور صاحب صدق و صفا اور صاحب شریعت و طریقت۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ بزرگ تھے۔

آپ نے حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ چمکنی پشاوری سے بھی استفادہ فرمایا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ جو حضرت سر الاعظم شیخ یحیی اٹکی خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہما کے ۱۱۵۱ھ میں اور حضرت شیخ سعد اللہ پشاوری قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے جو حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ کے پیر بھائی تھے گویا آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ قدس سرہم کی نسبت کے مجمع البحرین تھے اور تمام زندگی اسی میں صرف فرما دی۔ آپ نے بہت سے اسفار اور دورے فرمائے اعلائے کلمۃ الحق اشاعت اسلام اور تبلیغ و ارشاد و تلقین ذکر و اذکار کی محفلیں قائم فرمائیں اور ایک دورے ہی میں حضرت مولانا اخوند حافظ محمد صدیق صاحب لشونزئی قدس سرہٗ اور حضرت اخوند عبدالکریم قدس سرہٗ نے غزنی افغانستان میں بوقت ۹ صفر ۱۱۵۹ھ خلافت و اجازت پائی جب کہ آپ اسلامی ملکوں کے دورے اور سیاحت میں تھے اور اس دورے کے ایک یا دو سال بعد ۱۱۶۱ھ یا ۱۱۶۰ھ میں واپس کنڈر کلے پہنچے تھے۔

لہ از قاضی عبدالحلیم صاحب اثر افغانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۹۱ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک غازہ باندے میں ہے جو رستم کلے کے شمال کی طرف واقع ہے، وادی سمہ کے شمال مشرقی گوشہ میں غالباً تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔

آپ کی اولاد کافی ہوئی موضع رستم اور تور ارسک میں آباد ہوئی۔ رستم والے صوبہ بہار ہندوستان چلے گئے تھے اور موضع تور ارسک بونیر ریاست والوں میں سے کراچی میں آباد ہیں اور موضع کندڑ کلے آپ کی پدری جائیداد پر میین خیلو قابض ہیں۔

آپ کے خلفاء (۱) حضرت شیخ اخوند حافظ محمد صدیق صاحب قدس سرہٗ ساکن بشنوڈنی جن کے سلسلہ میں عمرزائی۔ تورڈھیر۔ سید و شریف سوات۔ مالاکنڈ ایجنسی مردان ضلع مردان بہار ہندوستان۔ ڈھڈیاں ضلع شاہ پور پنجاب۔ اعوان ضلع گجرات حضرو۔ چھچھ ضلع کیمبل پور پنجاب۔ پشاور۔ کابل افغانستان۔ غرض کہ دور دور ممالک میں خانقاہیں قائم ہوئیں۔

(۲) حضرت شیخ اخوند عبدالکریم قدس سرہٗ کے خلفاء میں حضرت میاں غلام شاہ رام پوری قدس سرہٗ اُن کے خلیفہ محمد امیر اخندزادہ قدس سرہٗ اُن کے خلیفہ حضرت شیخ محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہندوستان میں سلسلہ جاری ہے۔

آپ کی اولاد میں سید عرفان و سید شاہ عالم کامل ولی اللہ تھے مزار مبارک موضع اعظم نگر تحصیل پورنیا صوبہ بہار و سید خاتم اللہ نقشبندی پیر طریقت و عالم و فاضل کراچی میں قیام فرما ہیں۔

حضرت شیخ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت بروز بدھ بوقت عشاء ۱۶ شوال ۹۷۷ھ میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ تعلیم علوم مروجہ وزیر آباد اور لاہور اور پاک و ہند کے مختلف اساتذہ سے حاصل کی[1] اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں بنور ریاست پٹیالہ میں حاضر ہو کر بروز سوموار بعد نماز ظہر ۱۴ صفر ۱۰۳۴ھ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق حاصل کیے، اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ محاسبہ اور مراقبہ میں کافی عرصہ مشغول رہے آپ ہمیشہ بنور پیدل حاضر ہوا کرتے تھے اور ایک جماعت آپ کے ہمراہ حاضر ہوتی۔ جب سلسلہ عالیہ کے اسباق مکمل ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے علوم ظاہری و باطنی سے اور اسرار طریقت و حقیقت سے لوگوں کو فیض یاب فرمانا شروع کیا[2] جب حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ، حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما، کی حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ بھی ہمرکاب رہے اور غالباً ۱۰۵۲ھ میں واپس وطن ہوئے راستہ میں عراق، عجم، ایران و خراسان، افغانستان سرحد کے دورے فرماتے ہوئے ۱۰۸۲ھ میں وزیر آباد پہنچے اور ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور درس و تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول و مصروف ہو گئے۔ آپ صاحب توکل و تجرید و تفرید اور صاحب کشف و کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ آپ نے بروز جمعرات ۱۹ ذی الحجہ ۱۱۰۲ھ کو بعمر ۱۲۵ سال میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہے آپ کے

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۹ و جلد دوم صفحہ ۱۸ بحوالہ روحانی رابطہ صفحہ ۶۳۸

[2] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۱۸ و جلد دوم صفحہ ۴۳۹ بحوالہ روحانی رابطہ از جناب قاضی سید عبد الحلیم صاحب اثر مدظلہٗ

بعد اس سلسلہ عالیہ میں آپ کے سجادہ نشین حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہٗ ہوئے[۱]

خلفاء
(۱) حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہٗ
(۲) حضرت شیخ احمد نختی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۱۸ھ مزار مبارک موضع نختی خرقی علاقہ داؤدزئی تحصیل و ضلع پشاور بر لب چارسدہ والی سڑک اُن کے خلفاء میں حضرت شیخ میاں گل اخوند شیخ سعادت احمد بن شیخ نعیم احمد قدس سرہما تھے۔ اُن کا وصال ۱۱۴۵ھ میں ہوا۔ اُن کا مزار پیر و مرشد کے پہلو میں موضع نختی خرقی میں ہے المعروف نختی اخوناں اُن کے خلفاء میں حضرت شیخ مولینا اخون گدا قدس سرہٗ تھے اُن کا مزار موضع بالوزئی (نوی کلی دریائے شاہ عالم کے کنارے علاقہ داؤدزئی میں مرجع خاص و عام ہے[۲]

شیخ المشائخ حضرت میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت گیارہ ذلیقعد ۹۹۹ھ میں ہوئی[۳] بروایت بروز دوشنبہ سرہند میں ہوئی۔ علوی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اور سید میاں عبدالحی صاحب سندھی بن عبدالقدوس بن سید جمال اللہ بن سید عبدالکریم بلہڑی قدس سرہٗ اور سندھ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ عبداللطیف بھٹائی قدس سرہٗ کے والد بزرگوار تھے واللہ اعلم لیکن یہ روایت تحقیق طلب ہے[۴]

---

[۱] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۶ و جلد دوم بحوالہ روحانی رابطہ از جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر

[۲] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد دوم صفحہ ۱۸ بحوالہ روحانی رابطہ صفحہ ۶۳۹

[۳] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۱۸، [۴] روحانی رابطہ صفحہ ۶۷۱

بہرحال آپ شیخ المشائخ حضرت حاجی حافظ سعداللہ وزیرآبادی قدس سرہٗ سے بروز بدھ ۱۶ شوال ۱۱۴۹ھ میں بیعت ہوئے اور کبار خلفاء میں سے شمار ہوئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ کی خانقاہ قائم فرمائی۔ ذکر و اذکار، دعوت و ارشاد میں مشغول رہ کر اشاعت و ترویج و توسیع سلسلہ میں ہمہ وقت مصروف رہتے، اپنے پیرو مرشد کے وصال کے بعد قریباً ۱۸ سال تک علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم و تربیت سے ہزارہا لوگوں کو مستفیض فرمایا۔

آپ نے بعمر ۱۱۸ سال بروز یکشنبہ ۱۳ شوال ۱۱۷۷ھ میں وصال فرمایا مزار شریف حیدرآباد سندھ یا مضافات میں ہے [۱] ایک روائت سے کوٹڑی میں مزار ہے۔

خلفاء آپ کے خلفاء میں شیخ المشائخ شیخ الاسلام حافظ و قاری حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ

بچپن سے آپ کی پیشانی سے آثار ولایت تاباں و ہویدا تھے۔ قریباً آٹھ سال کی عمر مبارک میں ایک روز گاؤں کے باہر ایک کنویں پر وضو کر رہے تھے۔ اتفاقاً حضرت شیخ حاجی حافظ سعداللہ وزیرآبادی قدس سرہٗ ہو کر جاتے ہوئے ادھر سے گذر رہے تھے دیکھا کہ ایک بچہ بڑی احتیاط سے وضو کر رہا ہے۔ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس عمر میں یہ لڑکا کس احتیاط سے وضو کر رہا ہے۔

آپ نے ان کے ساتھیوں سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں ان کا کیا نام ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ حضرت شیخ حاجی حافظ سعداللہ وزیرآبادی ہیں اور حضرت شیخ سید آدم

---

[۱] روحانی رابطہ صفحہ ۶۸۰ و الانوار الاصفیا صفحہ ۲۹۶

بنوری قدس سرہٗ کی خدمت میں بنوڑ جا رہے ہیں ۔

معاً آپ کے دل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور بڑی احتیاط سے قافلہ کے پیچھے روانہ ہوئے ۔ قافلہ والوں کی نظروں سے بچ بچا کر اور بھوکا پیاسا رہ کر بنوڑ پہنچے ۔ سب قافلہ والوں کے بعد میں حاضر ہوتے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ لڑکا بھی ہمارے ساتھ آیا ہے ۔ اور اس کے حالات عجیب و غریب ہیں ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نہ کہو کہ یہ لڑکا تمہارے ساتھ آیا ہے بلکہ یہ کہو کہ ہم اس لڑکے کے ساتھ آتے ہیں یہ لڑکا تو ازل ہی سے سعادت مند ہے ۔ پھر آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "میاں صاحبزادے! تمہارا کیا نام ہے ؟" آپ نے عرض کیا۔ سعدی! فرمایا جہاں کہیں بھی رہو اور جہاں کہیں بھی جاؤ تم سعدی ہو۔ دنیا میں بھی سعدی اور آخرت میں بھی سعدی ہو۔ پھر بڑی شفقت سے اپنے اہل خانہ میں ساتھ لے گئے ۔ اور اہلیہ سے فرمایا کہ یہ بچہ جو بچپن ہی سے ولی کامل ہے ۔ اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنی فرزندی میں داخل فرما لیا ہے ہم نے بھی اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے ۔ اور یہ بہت خوبیوں کا مالک ہے ۔

اس کے بعد آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت سے مشرف فرما کر خدمت خاص پر مامور فرمایا ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ ہی میں جوان ہوئے ۔ اور طریقت کی تکمیل کی ۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا ۔

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کی طرف ہجرت فرمائی ۔ اور ان کی روانگی کے بعد آپ کے رفیق سفر جناب منصور بدخشانی سابق از امراء شاہی اور اب آپ کے پیر بھائی بھی تھے ۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ شریف سے مشرف ہوئے ۔ جب حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کا ۱۰۵۳ھ میں وصال ہوا ۔ اس کے بعد وطن واپس تشریف لائے اور لاہور میں مسند ارشاد کو زینت

بخشی۔ جن طالبین حق نے آپ سے سلوک و معرفت کے منازل طے کیئے اُن کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میرے مریدین کی تعداد آسمان کے ستاروں کی طرح حد شمار سے باہر ہے۔

آپ مجیب الدعوات تھے۔ جو فرماتے تھے وہ خدا کے فضل وکرم سے ایسا ہی ہو جاتا تھا دافع آسیب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ بہت سے جلیل القدر خلفاء میں آپ کے چاروں فرزند خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ (۱) حضرت خواجہ محمد سلیم صاحب (۲) حضرت خواجہ محمد غنی صاحب (۳) حضرت خواجہ محمد یوسف صاحب (۴) حضرت خواجہ محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور آپ کے بعد حضرت شیخ ابو اسمٰعیل محمد یحییٰ صاحب عرف حضرت جی صاحب اٹک قدس سرہٗ اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

وصال آپ نے بروز بدھ ۳ ربیع الاول ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک محلہ عزیز مزنگ لاہور میں ہے۔

آپ کے حالات، علماء ہند کی شاندار ماضی تصنیف حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۶۲۷ و ۶۵۳ سے درج کیے گئے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب المعروف حضرت جی صاحب اٹک قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء میں جناب پیر داد صاحب مرحوم کے ہاں ہوئی۔ جو چغتائی (مغل) خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ سمرقند، بخارا ملک ماوراء النہر سے تشریف لائے تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد یحییٰ، کنیت ابو اسماعیل اور لقب سر الاعظم تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ میں شیخ المشائخ حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری قدس سرہٗ سے مجاز طریقت تھے۔ آپ ہمیشہ اٹک سے لاہور پیدل حاضر ہوتے۔ راستہ میں

۱۴ دن لگ جاتے تھے [1]

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں آپ کا خاص مقام تھا۔ اور بڑی قدر و منزلت تھی، جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۵ھ مطابق ۱۶۹۰ء میں پشاور تشریف لائے۔ تو اپنے تمام مریدین، متوسلین و مخلصین سے فرمایا کہ اب وہ شیخ یحییٰ صاحب کی صحبت اختیار کر کے فیض سے مشرف ہوں۔ آپ کو ذکرِ قلبی اور حبس دم میں بڑی مہارت تھی۔ ساری رات میں دو یا تین بار سانس لیتے تھے۔

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی قدس سرہٗ بن حضرت شیخ سید شاہ حسن قادری گیلانی پشاوری قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت مہربانی فرمائی۔ اُن کی صحبت میں ذکرِ قلبی غالب ہوا حبسِ دم کا طریقہ اور بعض دیگر مقامات جو کہ حبس دم کے لیے ضروری ہیں حاصل ہوتے۔ نیز آپ نے طریقۂ عُلیہ نقشبندیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ [2]

آپ افرادِ زمانہ میں سے ایک فرد تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بہت ترویج و اشاعت فرمائی۔ انتہائی متبع سنت تھے۔ خوش خلق، متواضع، منکسر المزاج اور سخی تھے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ جاتا۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ کوئی لمحہ بھی یادِ الٰہی سے غفلت میں نہ گذارتے خدا کے سوا کسی کی طرف دھیان نہ فرماتے۔ شغلِ حق کے سوا ان کو فرصت ہی نہ تھی کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتے [3]

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۶۲ و خزینۃ الاسرار قلمی نسخہ صفحہ ۱۰۵ در ملکیت پشتو ٹولنہ (کابل) تصنیف حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چمکنی قدس سرہٗ

[2] غوث نامہ یعنی اسرار طریقت از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اصفحہ ۶۴، ۶۵

[3] غوث نامہ یعنی اسرار طریقت۔ از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد صفحہ ۶۴-۶۵

آپ کی نظر میں شاہ و گدا ایک تھے۔ آپ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا اور سینکڑوں افراد سیر ہو کر کھاتے تھے، ہر ضرورت مند کی حاجت پوری فرماتے۔ قدم قدم پر آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا۔ آپ کی مجلس میں بات کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی۔ رعب اور وقار کے سامنے دب جاتے۔ جو حاضر مجلس ہوتا۔ خدا ہی کی طرف متوجہ رہتا۔ آپ ہمیشہ سادہ لباس اور سادہ کھانا استعمال فرماتے ہمیشہ زمین پر بغیر تکیہ کے آرام فرماتے تھے۔

آپ کے خاص مرید و خلیفہ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چمکنی قدس سرہٗ آپ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

قطب ہفت اقلیم شیخ رہنما — شیخ یحییٰ بندۂ خاصِ خدا
مخزنِ لطف و عنایتِ خدا — غوث اعظم خواجۂ ہر دو سرا

غرض کہ آپ نے تقریباً ۲۳ سال اپنے شیخ کے وصال کے بعد تک، زہد و تقویٰ ورع عرفان تصوف و سلوک کی تعلیم و تربیت میں گذار کر، شب پنجشنبہ صبح صادق سے پہلے بتاریخ ۸ ماہ ذی قعدہ ۱۱۳۲ھ مطابق ۲۱ تحویل آفتاب برج سنبلہ میں تھا۔ وصال فرمایا۔

تاریخ وصال ؎

شیخ یحییٰ کہ قطب غوث زمان — می شدی از درش لباماں رفت
بود کان معارف و توحید — آہ دردا کہ کوہ عرفان رفت[1]

۱۱۳۲ھ

مزار مبارک شہر اٹک تحصیل و ضلع کیمبل پور میں دریائے اٹک کے کنارے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

اولاد — (۱) حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب
(۲) حضرت شیخ محمد عیسیٰ صاحب قدس سرہما تھے۔

---

[1] سر الاسرار و خزینۃ الاسرار قلمی صفحہ ۵۱۰

خلفاء (۱) حضرت شیخ سید شاہ محمد معصوم شاہجہان پوری پشاوری قدس سرہٗ
(۲) حضرت شیخ جلید پشاوری قدس سرہٗ
(۳) حضرت شیخ محمد عمر صاحب چمکنی پشاوری قدس سرہٗ
(۴) حضرت شیخ سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی لاہوری قدس سرہٗ جیسے سینکڑوں حضرات صاحب طریقت ہوتے [1]

اول الذکر دونوں حضرات سلاسل طریقت قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، چشتیہ، سہروردیہ کے مشائخ طریقت سے ہیں اور ہمارے بزرگ بواسطہ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بیشاوُنی بنیر قدس سرہٗ ان حضرات سے نسبت طریقت رکھتے ہیں اور ان کے حالات اگلے صفحات میں آرہے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ جلیب پشاوری قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز بدھ ۱۱ محرم ۹۸۷ھ مطابق ۱۵۷۹ء بمقام سربند ضلع پشاور میں حضرت شیخ حافظ سعداللہ صاحب شہید دائی خان خیبرہ علاقہ روسی ترکستان کے ہاں ہوئی۔ اصل نام محمد امین تھا۔ پیرومرشد کے دربار سے شیخ جلیب لقب ملا جو اسم گرامی کی جگہ پر مشہور ہوگیا۔ آپ کے دوسرے بھائی حضرت ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہ تھے [2] آپ نے تحصیل علوم ظاہری میں حفظ کلام اللہ کے بعد فارسی، عربی، صرف و نحو، معقول و منقول، فلسفہ و منطق، فقہ و حدیث اور تفسیر تک علوم مروجہ کی تحصیل فرمائی۔

تقریباً اکتالیس ۴۱ سال کی عمر میں ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں حضرت شیخ فریدالدین فرزند

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ جلد ا سرحد صفحہ ۶۶ و تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۴۴

[2] از جناب مرزا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجاوران مزار مبارک حضرت شیخ قدس سرہٗ

ارجمند شیخ المشائخ حضرت شیخ سید عبدالوہاب المعروف اخون پنجو بابا قدس سرہٗ متوفی ۱۰۴۰ھ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ جب حضرت شیخ فرید اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ مجددیہ میں منسلک ہوئے۔

دوسرے مسترشدین کے ہمراہ آپ کو بھی حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ تقریباً ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ نے ہجرت حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کی طرف ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں کی تو آپ بھی ہمسفر ہوئے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت اور مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اس سال حضرت قدس سرہٗ نے دوبارہ اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے وصال ۱۰۵۳ھ کے بعد بھی آپ تقریباً سات سال حاضر حرمین الشریفین رہے۔ حضرت شیخ فرید پشاوری قدس سرہٗ آپ کے پہلے مرشد ۱۰۵۴ھ میں واپس وطن ہوئے اور تقریباً ۱۰۶۱ھ میں آپ واپس وطن ہوئے اور موضع کاکشال میں خانقاہ قائم فرمائی جہاں دعوت و ارشاد و تلقین اور اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ پرانی کاکشال میں آپ کی مسجد آج بھی موجود ہے جو دروازہ سرچاہ سے متصل جانب جنوب ہے۔

چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ مزید تعلیم باطنی کے لیے حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب ذکر و اذکار، شغل و مراقبہ تھے اللہ تعالیٰ نے اطمینان قلب اور استقامت دین اور نسبت قویہ اور کشف و کرامات اور تصرفات سے بھی آپ کو نوازا تھا۔

لہ مناقب آدمیہ قلمی صفحہ ۱۷۳ از حاجی محمد امین صاحب بدخشی رحمۃ اللہ علیہ و روحانی رابطہ صفحہ ۶۳۲

حضرت سید لعل شاہ صاحب کوہاٹی مدظلہٗ۔ حضرت شیخ سید حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کی سوانح میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ۔ میدان معرفت میں اپنے زمانہ کے شہسوار گذرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں شیخ کامل کے نام سے مشہور تھے[1]۔ حضرت شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ اور دوسرے پیر بھائیوں سے گہرے تعلقات تھے اور آپس میں پیار و محبت سے ملتے جلتے تھے۔

آپ نے ۱۰۵۳ھ سے ۱۰۹۳ھ تک تقریباً چالیس سال تک مسند مشیخت کو زینت بخشتے ہوتے بے شمار لوگوں کو فیض یاب فرماکر آپ نے رات سوموار بوقت عشاء ۱۲ صفر ۱۰۹۳ھ میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال "شیخ ما کمل بود" سے برآمد ہوتی ہے مزار مبارک پشاور شہر کے گورستان میں ہے سرچاہ دروازہ پرانی کاکشال سے سیدھا راستہ جاتا ہے آپ کا مزار بہت مشہور ہے ساتھ ہی بہت بڑی مسجد اور پہلے زمانہ میں بڑی وسیع خانقاہ تھی۔ جس کے کھنڈرات اور صدر دروازہ پرانی یاد تازہ کرا رہا ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر لوح پر تاریخِ وصال منظوم ہے ؎

حضرت شیخ ما حبیب اللہ رح	آنکہ تحقیق فرد کامل بود
بد واز خلفائے دی حضرت منوریؒ	ز اولیاءِ زمانہ افضل بود
نقشبندی، قادری طریق عالی او	قدوۃ الواصلین موصل بود
چوں زحق ارجعی شنید ندا،	ربِ لبیک گفتہ راحل بود
سالِ تاریخ وصال از ہجرت،	گفتہ "ام" شیخ ما کمل بود

۱۰۹۳ھجری

آپ کے بعد آپ کے خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ باز پشاوری قدس سرہٗ مسند نشین ہوئے۔

---

[1] سوانح حضرت شیخ سید حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ

اولاد صرف ایک صاحبزادی حضرت بی بی خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا تھیں جو اپنے چچازاد بھائی شیخ محمد مراد صاحب بن حضرت شیخ ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہما کے نکاح میں آئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔ آپ کے بھتیجے حضرت حافظ عبدالرحمٰن بن حضرت ملاں حبیب رحمۃ اللہ علیہما کی اولاد کافی ہے جن میں جناب مرزا عبدالغفور صاحب بن مرزا محمد حی شہید بن ملا عبدالغفار بن ملاں عبدالخالق بن ملا عبدالسلام بن حافظ عبدالصمد بن حضرت حافظ عبدالرحمان بن ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ جن کی اولاد میں جناب سعداللہ جان صاحب بن مرزا عبدالغفور صاحب مسجد شیخ حبیب کے متصل پرانی کاکشال بیرون سرد چاہ دروازہ پشاور میں رہتے ہیں [1]

⁂ — ⁂ — ⁂

شیخ المشائخ حضرت حافظ شاہ شہباز مہمند قادری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء موضع آدی زئی متنی میں مضافات ضلع پشاور میں ہوئی۔ آپ مشہور مہمند قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ جن کے نام سے آج بھی بہت سا علاقہ پشاور سے آگے آباد ہے۔ تحصیل علم ابتدا میں اپنے گاؤں آدی زئی میں شروع کی۔ بعدہٗ حضرت مولانا سید حسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دھونی سرہ کوہاٹ میں حاصل کی۔ ان کا مزار جنگل خیل شہر کوہاٹ میں ہے حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے وصال کے زمانہ میں آپ کی عمر تقریباً ۱۸ سال کی تھی۔

آپ حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ سے بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ۔ ذکر و اذکار سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں مصروف رہ کر سلوک و طریقت کے منازل طے کئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو سب مریدین سے آپ محبوب تھے۔ کافی عرصہ

---

[1] شجرہ مرتب مرزا عبدالغفور صاحب مرحوم خادم درگاہ۔

حاضر خدمت رہے۔ اور اخلاص سے ہر قسم کی خدمت کرتے رہے اور ان کی تربیت سے روحانی فیض پایا اور حقیقت کی کائنات کے بلند مقام تک پہنچ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرما کر دعوت و ارشاد کی اجازت فرمائی[1]۔ حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ آپ خود بھی حضرت شیخ حاجی سید بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اس محبوب ترین مرید کو بھی ہمراہ لے جاتے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا کہ حضرت شیخ نے اپنا خط دے کر حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ بہر حال آپ کو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ سے فیض ملا اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے[2]۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ پہلے حضرت حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خرقہ خلافت اور اجازت سے مشرف ہو چکے تھے[3] پھر حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے دعوت و ارشاد اور سلسلہ ھٰذا کی اشاعت و تبلیغ و اصلاح میں مشغول رہے آپ نے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور ذکر و اذکار اور شغل مراقبہ کی پابندی کا درس دیتے تھے۔

پشاور اور مضافات پشاور میں آپ کی خانقاہ نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ کئی ایک گم کردہ راہ ہدایت آپ کے فیض صحبت سے راہ سلوک و تصوف، طریقت و حقیقت پر گامزن ہوتے۔

آپ وقت کے قطب الاقطاب اور قطب الارشاد تھے۔

آپ کا وصال ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۳ء میں ہوا مزار مبارک اپنے شیخ و مرشد حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ کے پاؤں میں[4] مشرق کی جانب ہے یعنی سرد چاہ دروازہ سے باہر حضرت

---

[1] مناقب بہادر کوہاٹی قلمی تصنیف حضرت درویش محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
[2] نتائج الحرمین جلد سوم موسوم بہ مناقب آدمیہ از حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب بدخشی مکی رح
[3] مناقب حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ قلمی تالیف محمد درویش ترین لاہوری رح
[4] تحفۃ الاولیاء صفحہ ۴۸ طبع لاہور

سید حسن قادری گیلانی قدس سرہ کے مزار مبارک سے اُٹے وزیر باغ کے مغربی گوشہ میں ہے۔

اولاد دو فرزند ہوئے (۱) حضرت شیخ عبدالرحمان عرف رحمان (۲) حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہما۔ دونوں کی کافی اولاد ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں عرفان اللہ خان و افتخار اللہ خاں و کرامت اللہ خان پسران جناب محمد رفیق بن شیخ محمد عظیم بن شیخ سعداللہ بن شیخ طرہ باز بن شیخ عاشور و محمد سلیمان بن حضرت شیخ رحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہم

اور حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں جناب شیخ فتح اللہ خاں بن عبادت اللہ بن شیخ عمر بن شیخ حلیم بن حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم ہوتے۔

خلفاء (۱) شیخ المشائخ حضرت حافظ شاہ مومن گگروی قدس سرہٗ شیخ سلسلہ ھٰذی (۲) حضرت شیخ حافظ قاری جنید پشاوری قدس سرہٗ ان جیسے سینکڑوں حضرات مجاز و منسلک طریقت تھے۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ اخون شاہ محمد مومن گگروی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت بروز سوموار بوقت سحری ۱۱ یا ۱۲ رجب ۵ــ۱۱۰۰ھ میں قندھار ملک افغانستان میں حضرت سید میر محمد یعقوب صاحب بن حضرت سید میر اللہ داد بن حضرت سید غلام حسن بابا ولی قندھاری بن حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہم۔ رضوی سادات کے چشم و چراغ تھے۔

خاندانی روایات کے مطابق آپ حضرت سید حسن ولی قندھاری قدس سرہٗ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے ایک بھائی کا مزار اتمان زئی یا ترنگ زئی میں ہے۔ تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد عشق حقیقی کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ مولانا شہباز قلندر

لہ حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب و صاحبزادہ حبیب گل صاحب ساکنان ماشوگگر

قادری، نقشبندی، چشتی خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہما سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے بمقام دھنوئی بروز ہفتہ بوقت زوال ۱۴ شوال ۱۳۱۱ھ میں بعمر ۱۹-۲۰ سال، دو سال کے بعد ۱۳۱۳ھ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔

اس کے بعد شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ شہباز پشاوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ تصوف و سلوک کی تکمیل کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور اویسی طور پر شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے سلسلہ قادریہ میں فیض یاب ہوئے[1]

اور بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد ملتانی قادری قدس سرہٗ سے بھی مجاز طریقت تھے[2]

حضرت شیخ مولانا محمد شعیب صاحب تورڈھیر قدس سرہٗ اپنی سند طریقت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد صدیق بلیشاڈنی (قدس سرہٗ) و او از شیخ شاہ محمد مومن گگی و گگری دیہہ است از دیہائے پشاور و او از شیخ شہباز پشاوری (قدس سرہم سے اجازت یافتہ تھے[3]

غرض کہ آپ کامل و مکمل اولیاء کرام و صوفیائے عظام و مشائخ طریقت سے تھے۔ دور دور سے ذاکرین و طالبین حاضر ہوکر ذکر و اذکار، مراقبہ و شغل اور سلوک و تصوف قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آپ کتاب و سنت کے تابعدار اور پیران طریقت کے اصولوں اور قواعد و ضوابط کے سخت پابند تھے، صاحب عبادت و ریاضت، مجاہدہ تھے اور صاحب توکل و رضا اور اور تجرد و تفرد تھے۔

---

[1]، [2] رابطہ بر دھانی صفحہ ۵۴، از جناب مولانا قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ

[3] از مراۃ الاولیاء فارسی قلمی صفحہ ۹۷

صاحب کشف وکرامات اور تصرفات بزرگ تھے۔ جو آج تک زبانِ زد خلائق ہیں بلکہ مزار مبارک سے کرامات کا صدور ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

ساری عمر ریاضت ومجاہدہ اور سلسلہ کی اشاعت وترویج میں گذاری۔ جب آپ کے شیخ حضرت شیخ شہباز سفر قندھار سے واپس آتے تو آپ بھی ان کے ہمراہ پشاور پہنچے۔ اور پشاور سے جنوب مغربی سمت موضع بڈھ بیر جو پشاور سے (چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے برلب سڑک پولیس چوکی سے کچا راستہ ہے آگے چار) پانچ فرلانگ پر ماشو گگر ہے۔ جہاں مرکز رشد وہدایت قائم فرمایا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کی خدمت میں ہزارہا لوگ آکر فیض حاصل کرکے سینکڑوں مساکین وغربا، آپ کے لنگر سے روٹی کھاتے۔ ننگوں کو کپڑا ملتا۔ مسافر زادِ رہ حاصل کرتے۔

آپ دیہات میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے۔ لوگوں کو اتباع قرآن وسنت کا راستہ بتاتے۔ روزانہ بیسیوں ختنے کرواتے غرض کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا شعار تھا۔ جب آپ مریدین وطالبین کو توجہ دیتے۔ تو اڑتے ہوئے پرندے بھی پھڑپھڑا کر نیچے آگرتے تھے۔

آپ کی مسجد اور مسجد میں آپ کے زمانہ کا بڑھ کا درخت ابھی تک بدستور موجود ہے۔ آپ قطب الاقطاب اور قطب الارشاد جیسے بلند واعلیٰ وارفع مراتب پر فائز المرام ہوئے۔ آپ نے بروز سہ شنبہ ۱۶ رشعبان ۱۱۸۷ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک ماشو گگر گاؤں کی مغربی جانب، پہاڑی نالہ کے پار جنوب مغرب میں بہت بڑا گورستان ہے اس کے مغربی جانب۔ چار، پانچ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چار دیواری میں مزار ہے، مغربی جانب برآمدہ ہے اور مشرق کی طرف ایک مسجد ہے۔

اولاد

خاندانی روایت کے مطابق حضرت غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء آپ کا خاص معتقد تھا انہوں نے اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دی تھی اور بہت زر و مال اور زیورات، سونے اور چاندی کے اور کنیزیں اور کافی جائداد دے دی تاکہ میری بچی دنیاوی معاشی سے متفکر نہ رہے۔

آپ چونکہ تارک الدنیا تھے اس لیے تین دن گھر تشریف نہ لے گئے۔ تیسرے روز اہلیہ محترمہ نے کنیز بھیج کر عرض کیا کہ آپ تین دن سے گھر نہیں آئے۔ کچھ ناراضگی ہے اور کوئی میرا قصور ہے۔ فرمایا۔ تیرے والد نے تجھے بہت سامال و دولت دیا ہے مجھے اس سے بہت وحشت ہے وہ خدا کے نام پہ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، بے کسوں پر تقسیم کردے تب ہی گھر آسکتا ہوں۔

اس نیک بخت بی بی نے سب کچھ خدا کے نام پر تقسیم کر دیا تب آپ گھر تشریف لے گئے اس نیک بخت بی بی سے ایک فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے دو فرزند صاحب اولاد ہوئے۔ (۱) حضرت صاحبزادہ محمد امین صاحب اور حضرت صاحبزادہ عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔

از حضرت الحاج صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب مدظلہٗ فرزند ارجمند صاحبزادہ محمد عمران صاحب ابن عطا محمد بن محمد نعیم بن شیخ المشائخ حضرت اخون شاہ محمد مومن قدس سرہم، آپ کے خاندان میں آج تک اسلامی حمیت دینداری و پرہیز گاری برابر چلی آرہی ہے صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب علم و عمل بزرگ چلے آرہے ہیں۔

جب انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں سرحدی علاقوں پر ظلم و تعدی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا اسی زمانہ میں بندوبست کے سلسلہ میں انگریز تحصیلدار نے اس وقت کے موجودہ بزرگوں کو طلب کیا انہوں نے پٹواری کو فرمایا کہ ہم انگریز۔ دشمن اسلام کے پاس نہیں جاسکتے اور اس ظالم کا منہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

پٹواری نے انگریز تحصیلدار کو یہ سب کچھ سنا دیا۔ انگریز تحصیلدار غصہ میں آگیا۔ اور سب زمین مزارعین میں تقسیم کردی۔ جو زمین خود کاشت تھی وہ باقی رہ گئی۔ لیکن ان حضرات کی للٰہیت اور تقویٰ کا ایسا اثر ہے کہ اب بھی نوجوان طبقہ میں کوئی ایسا نہیں جو یہ کہے کہ ہمارے بڑوں نے غلط کیا ہے۔ از جناب صاحبزادہ حبیب گل مدظلہٗ بن وحید گل بن عبدالواحد بن عبدالرحمٰن بن محمد اشرف بن محمد امین بن محمد نعیم بن حضرت شیخ المشائخ حضرت اخون شاہ محمد مومنؒ قدس اللہ سرہم

واللہ المستعان

شیخ المشائخ خواجہ حضرت حافظ محمد صدیق صاحب بشونارڑی قدس سرہ

ولادت باسعادت شب دوشنبہ ۷ محرم الحرام بوقت نماز تہجد سنہ ۱۰۹۵ھ بمقام گجرات متصل بخشالی ضلع مردان میں ہوئی[1]۔ ابتدائی تعلیم پشاور اور سوات کے علمائے کرام سے حاصل کی۔ آپ کے والدین گجرات سے بشونی بنیر وارد ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا۔ اور علوم مروجہ میں کمال حاصل کیا[2] آپ ایک واسطہ سے حضرت شیخ میاں وڈا صاحب سہروردی لاہوری کے شاگرد تھے سنہ ۱۱۲۹ھ میں ماشوگگر مضافات پشاور میں حضرت شیخ حافظ شاہ محمد مومن قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار، مراقبہ و شغل میں مصروف ہو گئے" سلسلہ عالیہ "قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اور اس کے علاوہ چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوتے[3]۔

دوسری نسبت حضرت شیخ محمد شاہ سعدی[4] قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ محمد نعیم کاموی ننگرہاری قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ مانون تہکلی قدس سرہٗ سے فیض یافتہ تھے۔ سنہ ۱۱۷۹ھ میں حاصل کی[5]

تیسری نسبت آپ کو حضرت شیخ حافظ جنید پشاوری قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ احمد ملتانی

---

[1] ازاولیائے پشاور قلمی مصنفہ جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی [2] ایضاً

[3] مراۃ الاولیاء صفحہ ۷۹ قلمی مصنفہ حضرت شیخ شاہ محمد شعیب صاحب تورڈھیری قدس سرہٗ

[4] شجرہ طریقت حضرت شیخ تورڈھیری قدس سرہٗ از حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ ساکن سنگا کورٹ

[5] ازاولیائے پشاور قلمی مرتبہ جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہٗ سے سلسلہ قادریہ، شاہ دولیہ میں حاصل کی۔ ۱۱۵۹ھ میں[1] چوتھی نسبت نقشبندیہ، مجددیہ حضرت شیخ حافظ جنید پشاوری قدس سرہٗ نے حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب حیدر آباد سندھی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۱۷ھ خلیفہ حضرت شیخ حاجی سعداللہ وزیر آبادی قدس سرہٗ متوفی ۱۹ ذی الحجہ ۱۱۰۲ھ سے حاصل کی۔[2]

پانچویں نسبت نقشبندیہ مجددیہ حضرت شیخ حافظ جنید پشاوری قدس سرہٗ کو حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف حضرت جی صاحب اٹک قدس سرہٗ متوفی ۱۱۳۱ھ خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ متوفی ۱۱۰۸ھ سے حاصل کی جو خلیفہ تھے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے یہ نسبت بھی آپ کو حاصل تھی۔[3]

چھٹی نسبت قادریہ جو حضرت شیخ حافظ جنید پشاوری قدس سرہٗ کو حضرت سید محمد معصوم شاہ قادری قدس سرہٗ سے حاصل تھی وہ بھی آپ نے حاصل کی۔ ساتویں نسبت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی طور پر حاصل ہوئی۔

غرض کہ آپ مجمع البحار تھے۔ اور بہت سے سلسلوں کی فیض یافتہ ایک کامل و مکمل ہستی تھی اور آپ اپنے وقت میں سلاسل عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ اور قلندریہ مجددیہ کے قطب الاقطاب اور قطب الارشاد تھے۔ اور صاحب دعوت و ارشاد وتلقین اور صاحب اصلاح و تزکیہ تھے آپ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق صحیح تصوف و سلوک، طریقت و حقیقت کی اشاعت میں تن، من، دھن کی بازی لگادی۔

---

[1] اذ اولیائے پشاور قلمی مرتبہ جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

[2] شجرۂ طریقت قادریہ شاہ دولیہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ

[3] اذ اولیائے پشاور قلمی ایضاً

آپ خود بھی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت پابند تھے اور مریدین ومتعلقین اور عام لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تھے اور پیران طریقت کے ارشادات اور ذکر واذکار مراقبہ اور شغل کے سخت پابند تھے۔

آپ نے اپنے وطن موضع بشاڈنی علاقہ بنیر بجوار حضرت پیر بابا قدس سرہٗ ریاست سوات کے دور۔ دراز پہاڑوں میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں لاکھوں انسانوں نے دل کا علاج پایا۔

آپ نے ۷ شعبان بروز پنجشنبہ بعد نماز خفتن (عشاء) وصال فرمایا[1]۔ دوسری روایت سے ۱۷ صفر ۱۱۸۹ھ سے سن وصال معلوم ہوتا ہے[2]۔ بعمر ۱۰۸ سال[3] مزار مبارک موضع بیشاڈنی جس کو بشواڑ "بچاڈنی" بچاونڑی بھی کہتے ہیں۔ علاقہ بنیر ریاست سوات میں حضرت سید علی غواص ترمذی المعروف پیر بابا قدس سرہٗ کے مزار مبارک سے آگے میل ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے (منگورہ روڈ بری کرتے بیس جاتی ہیں) قریباً دو یا ڈھائی روپے کرایہ ہے۔

آپ کے بعد اس سلسلہ کے سجادہ نشین حضرت شیخ مولانا حافظ محمد صاحب عمرزئی قدس سرہٗ ہوئے۔ دوسرے خلفاء

(۱) حضرت مولانا اخون حافظ محمد صاحب قدس سرہٗ عمرزئی چارسدہ پشاور

(۲) حضرت شیخ اخون حافظ صاحب والپورائی قدس سرہٗ۔ دالپورائی علاقہ غوربند کوہستان یا سوات

(۳) حضرت شیخ حافظ رحمت اللہ صاحب قدس سرہٗ[4]

---

[1] از مراۃ الاولیاء حضرت شیخ نور ڈھیری قدس سرہٗ صفحہ ۹۷

[2] از علماء ومشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا محمد امیر شاہ صاحب پشاوری مدظلہ صفحہ ۵۹-۶۰

[3] بروز بدھ بوقت عصر ۱۱۹۸ھ از اولیائے پشاور قلمی بحوالہ آئینہ تصوف

[4] روحانی رابطہ

(۴) حضرت شیخ مروت یا سروت قدس سرہٗ ۔ ان کے خلفاء میں حضرت حافظ مجید الدین صاحب میواتی، دہلوی قدس سرہٗ [1] ہوئے ہیں ۔

(۵) حضرت شیخ مولانا اخون حافظ شاہ صاحب قدس سرہٗ موضع چرچوڑ علاقہ بازئی ضلع مردان کے رہنے والے ۔ حافظ کامل اور شاعر پشتو کے تھے ۔ ۱۱۷۹ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں حضرت مجاہد احمد شاہ ابدالی درانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہاد میں شامل ہوئے اسی میں شہید ہوئے تالیف میں تیرہیر شاعراں جس میں حضرت شیخ حافظ محمد صاحب عمرزئی قدس سرہٗ کا بھی تذکرہ کیا ہے ۔ اُن کے خلفاء میں حضرت مولانا میاں حافظ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع چانغلے علاقہ سدرم ضلع مردان کے رہنے والے تھے ۔

اور آپ کے دوسرے پیر و مرشد حضرت حافظ محمد صدیق صاحب اخوند پھلوار قدس سرہٗ تھے ۔ اُن کے خلفاء میں اور آپ کے پیر بھائی (۱) حضرت سید حافظ معظم رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان ساکن طورو ضلع مردان (۲) حضرت مولانا شیر محمد صاحب فاروقی دوقربی بازار احمد خان بنوں متوفی ۱۲۱۲ھ جیسے بزرگ تھے [2] ۔

حضرت اخوند حافظ صاحب والپورائی قدس سرہٗ ۔ ساکن والپورائی علاقہ غوربند کوہستان ریاست سوات کے رہنے والے بزرگ تھے اُن کے خلفاء میں حضرت حافظ عبد المقتدر صاحب والپورائی قدس سرہٗ جو حضرت حافظ اخوند محمد صدیق صاحب پھلواری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مجاز طریقت تھے ۔

---

[1] جناب مشتاق احمد ندیم برنی حال کراچی

[2] روحانی رابطہ اور اولیائے پشاور قلمی

شیخ المشائخ حضرت مولینا اخون حافظ محمد صاحب عمرزئی قدس سرہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۱۵۵ھ ۔ جناب گرامی قدر دوراخان بنی اسرائیلی سڑابنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع کلہ ڈھیر متصل عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی آپ خاندانی طور پر بنی اسرائیلی، سڑابنی کی شاخ محمدزئی سے تعلق رکھتے تھے[1]۔

تاریخ افغان کے مصنف جناب محمد شفیع صاحب مرادآبادی نے ایک شخصیت محمدزئی بن محمد بن خرشبون (خرشبن) جو خیرالدین کا بگڑا ہوا نام ہے ۔ وہ سڑابن ابن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رضی اللہ عنہ کی اولاد سے لکھا ہے اور ان کے دوسرے بھائی عمرزئی کا نام بھی لکھا ہے[2]

ایک دوسری روایت تحریر کی ہے کہ محمدزئی کاسنی بن خرشبن کے فرزند تھے ۔ جن کی اولاد میں شنواری ۔ زیرانی ۔ الوزائی ۔ کرتن وغیرہ خاندان ہوئے ۔ بہرحال آپ محمدزئی قبیلہ کے چشم وچراغ تھے ۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حفظ کلام اللہ، غالباً حضرت سید عبداللہ بان تیکہ یا ان کے چچازاد بھائی حضرت حافظ سید معظم شاہ صاحب گیلانی یا حضرت حافظ سید نجم الدین گیلانی ماندوری کے بھائی حضرت سید رکن عالم گیلانی وماندوری رحمۃ اللہ علیہم سے حفظ کلام اللہ اور علم تجوید القرآن کریم کا شرف تلمذ حاصل کیا تھا[3]

اور دیگر اساتذہ کرام کے علاوہ اس زمانہ کے مشہور ومعروف عالم باعمل اور مجاہد و غازی حضرت مولانا رفیع القدر صاحب المعروف حافظ گل بن حضرت مولانا اخون محمد رفیق

---

[1] حضرت صاحب زادہ احمد جان صاحب مدظلہٗ عرف باباجی صاحب مدظلہٗ ۔ عمرزئی ۔ تم بلوٹل سخاکوٹ از نواسگان [2] تاریخ افغان ص ۵۸

[3] از جناب سید فیروزالدین صاحب ماندوری رحمۃ اللہ علیہ

سرہٗ بنی قندہاری کابلی رحمۃ اللہ علیہما سے تحصیل علوم تورڈھیر تحصیل صوابی میں کی جن
کے فرزند آپ کے خلیفہ وجانشین ہوئے۔

بیعت وسلوک

اور تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد اس زمانہ کے نامور شیخ طریقت حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بیشاوٗنی بنیری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری اور فیوضات باطنی میں بیعت ہو کر اسباقِ سلسلہٗ طریقت حاصل کیے۔

آپ ذکر واذکار اوراد و وظائف سلسلہ عالیہ، قادریہ ونقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہوگئے، عبادت وریاضت ومجاہدہ میں ہمہ وقت بڑی ہمت اور قوت سے مصروف رہنے لگے۔ جب تصوف وسلوک د طریقت قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ کے منازل طے کرلیے تو حضرت حافظ محمد صدیق صاحب لشبونی قدس سرہٗ نے تمام سلاسل مثلاً قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ، چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، شطاریہ وقلندریہ میں مجاز طریقت فرما کر سلسلہ کی اشاعت وتبلیغ اور اللہ کی یاد کی تعلیم دینے کے لیے حکم فرمایا۔ آپ نے کلہ ڈھیر متصل عمرزئی خانقاہ قائم فرمائی۔ جس میں دعوت وارشاد اور تبلیغ واصلاح اور تصوف وسلوک۔ تزکیہ قلب وروح کا علاج اور دکھی دلوں کو تسکین نصیب ہوتی اور بے قرار قلب کو اطمینان نصیب ہوتا تھا۔ پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں دور ہوتی تھیں۔

کئی ایک گم کردہ راہ ہدایت۔ راہِ ہدایت سے مالا مال ہوئے۔ غرض کہ آپ وقت کے شیخ طریقت اور رہنمائے طریقت اور پیشوائے حقیقت تھے۔ عالم وفاضل، عالم باعمل صاحب تقویٰ وطہارت، صاحب کشف وکرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔ آپ محض اللہ کے لیے درس حفظ وناظرہ قرآن مجید اور درسِ قرآن واحادیث دیتے تھے آپ کا تجوید پر بڑا عبور تھا اور علم فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم فقہ وتجوید میں صاحب تصانیف تھے۔ جن میں دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔

(۱) شرح ابیات مستخلص الحقائق فی شرح ابیات کنز الدقائق - اس کتاب میں جابجا مسئلہ کی وضاحت کے لیے عربی اشعار درج ہیں - اور ان اشعار کی شرح کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان عربی اشعار کا ترجمہ پشتو کے اشعار میں کیا ہے - یہ شرح بمعہ حاشیہ حضرت مولینا عین اللہ لمغانی نے طبع کرائی ہے۔

(۲) رسالہ تجوید - حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چمکنی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۹۰ھ جو نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے صاحب طریقت بزرگ تھے - جو مرید حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ متوفی ۱۱۰۸ھ کے تھے اور اجازت و خلافت اُن کے خلیفہ حضرت جی صاحب اٹک شیخ ابو اسمٰعیل محمد یحییٰ صاحب قدس سرہٗ متوفی ۱۱۳۱ھ سے پائی تھی - حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم تجوید میں ایک رسالۃ التجوید لکھا جس میں اُنھوں نے نون قطنی کی نفی تحریر فرمائی -

آپ بھی اس فن میں کامل تھے - جواب میں نون قطنی کا اثبات تحریر فرمایا اور خوب دلائل پیش کیے - اس دوران حضرت میاں صاحب چمکنی قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا اور اُن کے ایک مرید حضرت حافظ مرغزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب لکھا - پھر آپ نے اُس کا جواب الجواب لکھا پھر اس کے جواب میں حضرت مرغزی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ جواب لکھا مگر اس دوران آپ کا وصال ہو گیا - تو اس کے جواب میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بن مہرجان، خلیفہ حضرت کلنور رحمۃ اللہ علیہما ساکن عمرزئی نے جواب لکھا مگر اس اثناء میں حضرت حافظ مرغزی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۱۷ھ میں وصال فرمایا - تو یہ علمی سلسلہ ختم ہو گیا - آپ کے تجوید کے یہ دونوں رسالے اب نایاب ہیں - آپ فارسی اور پشتو کے شاعر بھی تھے -

حضرت شیخ مولینا محمد شعیب صاحب تورڈھیر قدس سرہٗ آپ کے فضائل و مناقب تحریر فرماتے ہیں - "ایں فقیر و حقیر خاکپائے کبیر و صغیر - عاصی و جانی محمد شعیب عفر اللہ دست بر دامن گنج انوار و مخزن و اسرار - پیشوائے شریعت و رہنمائے طریقت و حقیقت و مخزن و معرفت بحر عرفان و حافظ قرآن - حضرت محمد بنی اسرائیلی سرابی قدس اللہ سرہٗ در بر و اللہ مضجعہٗ۔ در ذ

خدمت میں حاضر رہ کر اُن کے جوتوں کے صدقے جو کچھ پایا۔ پایا۔[1]

عرض کہ عالم و فاضل۔ عالم باعمل۔ شیخ طریقت بزرگ تھے۔ صاحب کشف وکرامات و تصرفات مشائخ سے تھے۔

وصال آپ نے رات جمعرات بوقت عشار ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک قبرستان موضع گگہ ڈیر میں ہے۔ جو عمر زئی سے شمال کی طرف تنگی کو جانے والی سڑک سے مغرب کی جانب واقع ہے۔ مزار مبارک سے متصل مغرب کی جانب مسجد ہے۔ جہاں نماز باجماعت اور نماز جمعہ کا انتظام ہے۔ یہ زمانہ سلطان تیمور شاہ پسر سلطان غازی احمد شاہ صاحب ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت کا تھا۔

اولاد آپ کی صاحبزادیاں تھیں جن کی اولاد وہاں آباد ہے۔ جن کا تذکرہ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ کی اولاد میں ہے۔

آپ کی ایک خادمہ تھیں۔ بڑی عابدہ وزاہدہ۔ مستجاب الدعوات۔ جو لوگ دعا کے لیے حاضر ہوتے۔ اُن کو ان بی بی صاحبہ کی طرف متوجہ فرماتے۔ وہ مستجاب الدعوات مشہور ہوگئیں۔ جب اُن کی وفات ہوگئی۔ تو بی بی صاحبہ کا مزار مشہور ہوگیا۔ اب وہاں ہر جمعہ کو اجتماع ہو جاتا ہے۔

آپ کے پڑوس میں تین اور بزرگوں کے مزار مشہور ہیں۔ ایک حضرت شیخ رسول سواتی قدس سرہٗ خلیفہ نمبوڑے بابا۔ بندے بابا قدس سرہٗ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بن مہر جان خلیفہ حضرت کلنور رحمۃ اللہ علیہما۔ جو غالباً آپ سے بھی مجاز طریقت تھے۔ اور حضرت اخوند خلیل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ محمد شعیب صاحب ساکن تورڈھیر قدس سرہٗ۔ علوم ظاہری و باطنی۔ شریعت و طریقت میں سچے وارث ہوئے۔

آپ کا یہ گاؤں عمر زئی۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کا آباد ہے۔ بعہد اشلوک بادشاہ

---

[1] مرآۃ الاولیاء صفحہ ۹۷

اور یہ ہشت نگر کے علاقہ میں آباد ہے اور کلہ ڈیر ایک وادی ہے بڑی سرسبز۔ غلہ بہت اُگاتا تھا۔ مقامی لوگ غلہ ڈیر کے نام سے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ وہاں لڑائی ہوئی۔ جس میں بہت قتل و غارت ہوئی۔ یعنی گلے کاٹے گئے۔ تب سے اس کا کلہ ڈیر نام مشہور ہو گیا۔ یہ عمرزئی کے شمال مغربی حصے کا نام ہے۔

واللہ المستعان

شیخ المشائخ حضرت مولانا اخون شیخ شاہ محمد شعیب تورڈھیر قدس سرہٗ

آپ کے آباؤ اجداد

آپ کے جدامجد مجاہد اعظم حضرت مولانا اخون محمد رفیق صاحب قندہاری کابلی بن علی بن ادول (ابدل۔عبدل) بن ترین یا تارین بن شرخبون (شرجبن) شرف الدین ابن سڑہ بن بن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہم و رضی اللہ عنہ، بنی اسرائیلی بزمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے[1] اس لیے آپ درانی خاندان کی شاخ علی زئی سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہٗ کی اولاد سے حضرت صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہٗ المعروف باباجی صاحب ساکن عمرزئی حال ساکن پوٹل سخاکوٹ نے حضرت شیخ اخون غازی محمد رفیق صاحب قدس سرہٗ شجرہ نسب مرتب اور طبع کرایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ شجرہ نسب سوات کے علاقہ سے ملا ہے جو غالباً اسی سال پہلے کا لکھا ہوا ہے سن ۱۳۰۰ھ کا اور یہی شجرہ نسب حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ۔ ابن حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالنذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن تورڈھیری کے خاندانی کاغذات میں موجود ہے اور یہی شجرہ نسب حضرت مولانا ولی النبی صاحب عرف باجا صاحب کے خاندانی کاغذات میں موجود ہے۔ جو موضع بکی ڈاک خانہ تورڈھیر تحصیل صوابی میں قیام فرما ہیں۔ اور ان کے جدامجد کے بھائی حضرت صاحبزادہ محمد انور بن حضرت صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا لکھا ہوا ہے۔ یہ تینوں شجرے ایک ہی جیسے ہیں اور اس میں ترین یا تارین بن شرخبون نہیں لکھا لیکن

---

[1] از تاریخ افغاناں تصنیف محمد شفیع صاحب مرحوم مراد آبادی صفحہ ۵۸ بحوالہ خلاصۃ الانساب صفحہ ۶۶ ۔ ایضاً تاریخ افغاناں حصہ دوم صفحہ ۵۷۔۵۸

اس میں اودل (ابدل یا عبدل) بن شیر جون اور اُن کے دوسرے بھائیوں کے نام شیر لون اور شیر جون لکھے ہیں۔ اس لیے ہم نے تاریخ افغان اور ضمیمہ تاریخ افغان کو ترجیح دی ہے

آپ اخون غازی بابا قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے مشہور و معروف ہوئے آپ اور اپنے چھ صاحبزادوں کے ہمراہ ۷۴ھ یا ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۰ء یا ۱۷۶۱ء میں حضرت غازی احمد شاہ صاحب درانی وابدالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء کے

ہمراہ بغرض جہاد ہندوستان وارد ہوئے۔ اس سے پہلے ۱۱۵۰ھ میں نادر شاہ حملہ کر چکا تھا[۱]

سرہند ریاست پٹیالہ سے گذرتے ہوئے پانی پت ضلع کرنال میں تاریخی جنگ لڑی گئی جس سے مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی حضرت غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ شعبان ۱۱۷۵ھ میں شالامار باغ دہلی میں برضا و خوشی سلطنت کا سربراہ شاہ عالم اور وزیر شجاع الدولہ کو اور امیر الامراء نجیب الدولہ کو مقرر فرمایا اور دیگر امور سلطنت اور ملک کے دوسرے انتظام مجاہدین کے سپرد کر کے خود واپس قندھار ہوئے[۲]

حضرت مولانا غازی اخون محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادے موضع کونڈہ تحصیل صوابی ضلع مردان۔ مقامی لوگ اس علاقہ کو رواہ یوسف زئی بولتے تھے مقیم ہوئے۔ جہاں آپ کا سکونتی مکان آج بھی موجود ہے۔

---

[۱] صوفیائے سرحد بحوالہ از لوائے معارکہ تعلیقات ص۳ صفحہ ۷۹ تا ۸۸

[۲] دس۳ رسالہ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر صفحہ ۱۸۱۔ از جناب حضرت مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہٗ موضع بیکی مضافات تور ڈھیری تحصیل صوابی۔ حواشی تاریخ رحمت خانی تصنیف میاں محمد معظم شاہ ص۱۱۶

اور آپ کی بیویوں کے مزارات موضع انبار تحصیل صوابی کے عام گورستان میں "مزارات بی بی صاحبہ" کے نام سے موجود ہیں۔ ان مزارات کی مرمت حضرت حاجی عمرزئی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی تھی جو دو واسطوں سے حضرت مولانا شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ سے منسلک تھے۔ آپ نے امارت و سرداری کو چھوڑ کر فقر و تجرید کی راہ اختیار فرمائی اور بعدہٗ آپ بغرض جہاد کافرستان علاقہ پیچ سمت مشرقی افغانستان میں تشریف لے گئے اور کفار سے جہاد کرتے ہوئے بروز جمعرات ۶ رجب شہید ہوئے۔ مزار مبارک موضع بانڑ لوگی علاقہ پیچ سمت مشرقی افغانستان سمت شمالی کنارہ دریائے کنڑ، دریائے پیچ کا جہاں درمیانی فاصلہ چار فرلانگ ہے۔ وہاں درہ پیچ میں ایک بڑے گورستان میں ہے اور غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

نکاح و اولاد

پہلا نکاح قندھار میں کیا تھا جس سے تین فرزند ہوئے۔ (۱) حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ محمد نسیم (۳) حضرت صاحبزادہ محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہم۔ دوسرا نکاح صوابی ضلع مردان میں کیا۔ جن سے چار صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت مجاہد رفیع القدر، عرف حافظ گل بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موضع کونڈہ تحصیل صوابی میں قیام فرمایا۔ (۳) حضرت صاحبزادہ محمد نجیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع بازار (۴) حضرت صاحبزادہ عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع بازار تحصیل صوابی[2]

حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے مواضعات باجا بام خیل کے درمیان موضع حاجی خیل میں قیام فرمایا۔ آپ کی اولاد موضع حاجی خیل اور موضع بیکی تحصیل صوابی میں آباد ہے

---

[1] حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ ساکن تورڈھیر

[2] شجرۂ نسب مرتب حضرت باباجی صاحب مدظلہٗ بلوٹل سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی

(۱) حضرت مولانا حبیب النبی مدظلہٗ (۲) حضرت صاحبزادہ مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہ (۳) حضرت مولانا مطیع النبی صاحب مدظلہٗ موجود ہیں جو باچگان کے نام سے مشہور ہیں ان کے اجداد میں حضرت صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب بن حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما کا نکاح شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے تین فرزند (۱) حضرت صاحبزادہ محمد شفا (۲) حضرت صاحبزادہ غلام سرور (۳) حضرت صاحبزادہ محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہم ہوئے۔ یہ تینوں بھائی حضرت اخوند حافظ عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہٗ سے منسلک تھے۔ اور خلفاء میں سے تھے۔ اور اولاد باچگان کے نام سے مشہور ہے[1] آپ حضرات حضرت اخون صاحب سوات کی خدمت میں گھی اور غلہ اور مالی امداد بھیجا کرتے تھے۔

حضرت بحر عرفان حافظ القرآن مجاہد اعظم مولانا مولوی رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حافظ گل بابا اور گڈائی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے موضع تور ڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان میں قیام فرمایا۔ مقامی لوگ اس علاقہ کو بھی یوسف زئی بولتے ہیں۔ آپ بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ جہاد میں مصروف رہے جب مجاہد فی سبیل اللہ سلطان احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ جہاد سے فارغ ہو کر وطن واپس ہوا۔ تو آپ اس علاقہ میں درس و تدریس، واعظ و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ عبادت و ریاضت میں بہت بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ علاقہ کے لوگوں کے علاوہ دور دور سے لوگ حاضر ہو کر علم و فضل اور علم و عمل اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے اعمال سے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ دن رات اسی میں محو رہتے۔

ہشت نگر کے مشہور شیخ اور پیر طریقت حضرت شیخ حافظ محمد صاحب قدس سرہٗ۔

---

[1] از حضرت مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہٗ موضع بیکی تحصیل صوابی۔

ساکن عمرزئی۔ تحصیل چارسدہ۔ آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے ہم عصر بزرگ آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چمکنی قدس سرہٗ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ آپ کے ہاں تشریف لاتے۔

آپ صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ "ہزار مسائل قلمی" جو فقہ کی کتاب ہے۔ افغانی زبان میں۔ آج بھی حضرت مولانا محمد عبدالباقی صاحب مدظلہٗ، فرزند ارجمند صاحبزادہ عبدالمجید بن حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب بن حضرت شیخ صاحبزادہ قاضی فضل اللہ بن حضرت مولانا محمد زبیر صاحب قدس سرہم کے پاس تور ڈھیری میں ہے، آپ نے تور ڈھیری میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار مبارک ہے۔ حضرت حافظ گل بابا اور گڑائی شاہ باباؒ کے نام سے مشہور ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہٗ کی حضرت مولانا رفیع القدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع کونڑہ تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہوئی۔ بچپن سے ہی آثار نیکی عیاں تھے۔ ایک بار آپ کے والد بزرگوار آپ کو اپنے ساتھ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب نقشبندی، چمکنی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت، وعنایت سے سر پر ہاتھ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا۔ آئندہ چل کر یہ بچہ بہت بڑا آدمی ہوگا۔

حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب نقشبندی چمکنی قدس سرہٗ۔ ایک بار حضرت اخون مولانا حافظ رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا صاحبزادہ محمد شعیب کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کہیں بچوں میں کھیل رہا ہوگا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بچوں کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں وہ کھیل رہے تھے۔ آپکے والد بھی ساتھ تھے جا کر دیکھا تو دوسرے لڑکوں سے الگ آپ چادر بچھائے درود شریف پڑھ رہے

تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں اور اسی زمانہ سے درود شریف کا پڑھنا کا معمول ہو گیا۔ اور اتنا لگاؤ ہوا کہ عشق کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد پوری کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے شروع کی۔ حفظ کلام اللہ اور کتب فارسی صرف و نحو۔ اصول و معقول و منقول۔ فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ آپکو والد صاحبؒ نے مزید تحصیل علوم کیلئے اپنے شاگرد حضرت شیخ حافظ محمد صاحب قادری قدس سرہٗ کی خدمت میں موضع عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں حاضر کیا۔ علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوئے اور اسی زمانہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔ کہ جب جاذبِ حقیقی کی طلب نے آپ کو بے قرار کر دیا۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمایا کہ عمرزئی حافظ جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کرو۔ چنانچہ آپ عمرزئی حضرت حافظ جی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کی مشغولیت کی وجہ سے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔

آپ کی طبیعت جلالی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی توجہ و التفات نہیں فرمائی واپسی کا ارادہ کر لیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس ارادہ سے مطلع ہو گئے۔ فرمایا جنہوں نے آپ کو یہاں بھیجا ہے۔ انہوں نے مجھے بھی حکم فرمایا ہے۔ آپ گھبرا کیوں گئے ہیں۔ اب کیا تھا وہیں کے ہو رہے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق حاصل کیے اور ذکر و اذکار عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ جب منازل سلوک طے ہو گئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

وطن واپس آکر ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ و مراقبہ کے ساتھ ساتھ

درس و تدریس ۔ وعظ و نصیحت ۔ ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے ۔ اور دور دراز علاقوں سے طالبانِ حق اور طالبان علم جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور جا بجا مدارس اور درس و تدریس کے مراکز قائم فرمائے ۔ غرض کہ عالم باعمل ، صاحب اخلاق ، صاحبِ عبادت و ریاضت و مجاہدہ ، متبع سنت ، صاحب ارشاد و تلقین اور واعظ ۔ مفتی جیسے اہم امور میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے ۔ آپ عالمِ باعمل صاحب عبادت و ریاضت ، متبع سنت واعظ میں اتباع شریعت پر خاص طور پر زور دیتے تھے ۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے ۔ چنانچہ سلسلہ قادریہ ، نقشبندیہ ، چشتیہ ، سہروردیہ مجددیہ کے مشائخ طریقت کے تذکرہ اور تصوف و سلوک پر ایک مبسوط کتاب فارسی زبان میں تصنیف فرمائی ۔ جس کا نام مراۃ الاولیا ۔ ہے ۔ جس کا قلمی نسخہ حضرت مولانا میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موضع طورو تحصیل و ضلع مردان کے پاس تھا جو ۱۳۰۱ھ میں اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے ۔ اور دوسرا قلمی نسخہ حضرت مولانا صاحبزادہ خادم الدین صاحب مدظلہ کے پاس تورڈھیر میں ہے ۔

چنانچہ آپ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۹۷ پر تحریر فرماتے ہیں ۔

این فقیر حقیر خاکپائے کبیر و صغیر ، عاصی و جانی محمد شعیب غفر اللہ تعالیٰ دست بر دامن گنج انوار و مخزن و اسرار پیشوائے شریعت و رہنمائے حقیقت و مخزن معرفت ۔ بحر عرفان و حافظ قرآن حضرت محمد بنی اسرائیلی سرّاہی قدس اللہ و برد اللہ مضجعہ ، زدہ و خدمت کفش مبارک آں صاحب کردہ ۔ و با جازت و و سلسلہ عالیہ یکے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ ، صدیقیہ و دیگر مشترکہ قادریہ ، جنیدیہ عالیہ مشرف شدہ و وفات ایشان (حافظ محمد رح) ، در ماہ ربیع الثانی شب پنجشنبہ بست و ششم (۲۶) ماہ مذکورہ وقت نماز خفتن سال ہزار و دو صد و شش ۱۲۰۶ھ بود و قبر مبارک ایشان در کلہ ڈھیر است (موضع عمرزئی)

سلہ مراۃ الاولیا ، صفحات ۲۸۰ ۔ سائز ۲۲x۱۸/۴ ہر ایک صفحہ پر انیس سطریں ہیں ۔ یہ نسخہ ۱۳۰۱ھ میں اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے ۔ سلہ صفحہ ۹۷ پر

کے سمت شمال مغربی کے بڑا حصہ کا نام کلہ ڈھیر ہے) و آں موضع از توابع عمرزئی و عمرزائی دیہہ است از دہ ہائے ہشتنگر و ایشاں (یعنی حافظ محمدؒ) از محمد صدیق بیشاڑئی و بیشادنی دہ است از دہ ہائے یوسفزئی و وفات ایشاں ہفتم ماہ شعبان شب پنجشنبہ بعد از نماز خفتن و قبر مبارک ایشاں نیز در آنجا است و ایشاں را اجازت طریقہ از سہ جانب رسیدہ۔

(۱) یکے از حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ العزیز و او از محمد نعیم کامہ و کامہ دیہے است از دہ ہائے ننگرہار و او از شیخ مالزن یوسفزائے (متی زئی خلیل) و قبر مبارک ایشاں در تہہ کال است و تہکال دیہے است از دہ ہائے پشاور و او از شیخ (حاجی عبداللہ) بہادر کوہاٹی قدس اللہ سرہٗ و او از شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ و او از شیخ احمد کابلی قدس اللہ سرہٗ و قبر مبارک ایشاں در سرہند است (پنجاب)

(۲) و شیخ جنید (قدس اللہ سرہٗ) از شیخ محمد مومن گگری ـــــ و گگری دیہی است از دہ ہائے پشاور و قبر مبارک ایشاں نیز در آنجا است و او از شیخ شہباز قدس اللہ سرہٗ و او از شیخ جلیب صاحب قدس اللہ سرہٗ کہ قبر ہر دو در پیشاور اند و او از شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا عبدالوہاب المعروف اخوند پنجو بابا علیہ الرحمۃ) کہ قبر مبارک ایشاں در اجمیر است بجوار (حضرت) خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ و او از سید السادات سید آدم بنوری است رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت حافظ محمد صدیق بیشادنی قدس سرہٗ براہ راست از شیخ محمد مومن قدس سرہٗ اجازت است۔ و شیخ محمد مومن گگری از شیخ شاہ شہباز پشاوری۔ و او از شیخ جیب پشاوری (قدس سرہم مجاز است)

اور اس کتاب کے صفحہ ۱۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں کہ حضرت شیخ علو دینوری قدس سرہٗ را بعض شجرات مشایخ چشت نوشتہ اند۔ آنست کہ شیخ علو دینوری و ممشاد علو دینوری یکے است و شیخ ممشاد علو دینوری میتوانید اما نفحات الانس و بعض

کتب چنیں، مفہوم میشود کہ شیخ علو دینوری این غیر از ممشاد دینوری است ۔ و شیخ ممشاد علو دینوری نیز اجازہ در دو جانب میشود یکے از سید الطائفہ قدس سرہٗ و دیگر از خواجہ ھبیرہ بصری قدس سرہٗ از ارشاد طالبین صفحہ ۱۱۴ اور اس کتاب کی دوسری نقل حضرت صاحبزادہ مولانا خادم الدین صاحب فاضل دیوبند و سہارنپور مدظلہٗ کے پاس تور ڈھیر میں ہے ۔ اس کے آخری صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر گہ نظر بدیں سوداگند محمد شعیب ابن رفیع القدر یعنی حافظ گل بن محمد رفیق غفر اللہ تعالیٰ مدعا نیک یاد کند واللہ تعالیٰ بدیدار خود شاد کند[1]

غرض کہ آپ کی ذات بابرکات جامع علوم ظاہری و باطنی تھی ۔ کسی وقت عبادت و ریاضت ، ذکر و اذکار میں مصروف ہیں ۔ تو دوسری طرف درس و تدریس کے مشاغل میں مشغول ہیں ۔ تیسری طرف جہاد فی سبیل اللہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ ہمیشہ سکھوں سے جہاد میں مصروف رہتے تھے ۔

ایسے ہی ایک معرکہ میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ عرف دکنیر بابا رحمۃ اللہ علیہ بمقام اٹک در راہ پنجاب سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے سنہ ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۵ء میں مزار اٹک میں ہے ۔

آخری جہاد اور شہادت

اس کے بعد دوست محمد خان نے پچاس ہزار کی ہنڈی اور گھوڑے سکھ دربار کو دے کر پشاور کو واپس اور آزاد کرایا ۔

اور جب محمد عظیم خان نے سنہ ۱۲۳۸ھ ، ۱۸۲۳ء میں جہاد کا اعلان کیا ۔ جس میں یوسف زئی

---

[1] نقل کرنے والے بزرگ تحریر فرماتے ہیں ۔ تمت ھٰذہٖ رسالۃ المسمّٰی بالرسالۃ العنبر مراۃ الاولیاء فی المسجد مولانا صدرالدین صاحب زادہ رحمۃ اللہ علیہ تورڈھیری بدست خت فقیر حقیر خاکپائے کبیر و صغیر و عاصی و جانی عفی اللہ تعالیٰ عنہ میر احمد برحمتک یا ارحم الراحمین

قبائل، سوات، بنیر، آفریدی اور خٹک کے مجاہدین اور پیرزادے اور مشائخ عظام اور علماء و فضلاء نے جہاد میں شرکت فرمائی۔ اسی میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ میدانِ جنگ نوشہرہ کے قریب تھا۔ مجاہدین کے ہمراہ عبدالصمد خان اور پیرزادہ سید محمد اکبر شاہ ترمذی جو حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ بنیر کی اولاد سے تھے۔ علماء و مشائخ نے دریا کے بائیں جانب اور محمد عظیم خان اور دوست محمد خان دریا کے دائیں جانب سے حملہ آور ہوئے، سکھوں کی جانب سے رنجیت سنگھ خود۔ سردار پھولا سنگھ اکالی۔ سردار کھڑک سنگھ۔ جنرل لارڈ۔ جنرل وینٹورا مقابلہ پر تھے۔ بڑا سخت مقابلہ ہوا۔ تمام دن خون آشام جنگ ہوتی رہی۔ جس میں مجاہدین بڑی بے جگری سے لڑتے رہے حالانکہ کئی مجاہدوں اور لڑکوں کے پاس صرف چھریاں تھیں۔ ہزاروں سکھ مقتول ہوئے۔ پھولا سنگھ اکالی سے آپ کی دست بدست لڑائی ہوئی جس میں پھولا سنگھ فی النار ہوا۔ اس معرکہ میں تین ہزار بروایت دس ہزار مجاہدین نے شہادت پائی۔

اسی لڑائی میں آپ شدید زخمی ہوئے تین دن کے بعد ۱۶ رجب ۱۲۳۸ھ، ۱۷ مارچ ۱۸۲۳ء کو شہادت ہوئی۔ تاریخ وصال = چراغ اجل (۱۲۳۸ھ) اور دیگر تاریخ وصال ،،چشمۂ فیض،، سے ۱۲۳۸ھ برآمد ہوتی ہے۔

آپ نے وصال سے پہلے اپنے بھتیجے اور خلیفہ حضرت قاضی فضل اللہ کو وصیت فرمائی کہ غسل میرے نانا کے گھر دینا اور نماز جنازہ شاہ منصورہ کے میدان میں پڑھنا۔

حضرت صاحبزادہ مولانا خادم الدین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سکھوں کے مظالم سے تنگ آکر موضع جنگلی علاقہ خواہ خیل جو صوابی سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہجرت فرمائی۔ وہیں مراقبہ میں کشفِ جہاد ہوا تھا اور تمام دن ایک وادی میں گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو دوڑاتے رہے اور اشارے سے ڈھال اور تلوار چلاتے رہے جب شام کو آپ کو گھوڑے سے اتارا گیا۔ تو تمام جسم خون آلود اور زخموں سے چور۔ چور ہو گیا تھا اور تین دن کے بعد وصال سے پہلے حضرت مولانا اخون عبدالغفور قدس سرہٗ

کو سینے پر لٹا کر نسبت منتقل فرمائی اور وصال فرما گئے۔ آپ کا مزار مبارک موضع تور ڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔

آپ اپنے شیخ اور پیر و مرشد کے بعد تقریباً ۳۲ سال تک درس و تدریس اور احیائے علوم اور طالبانِ حق کی تعلیم و تربیت اور دعوتِ ارشاد و تلقین میں مشغول رہ کر مسند نشین رہے آپ کے بعد اس سلسلہ عالیہ میں آپ کے خلیفہ اکبر حضرت اخوند مولانا حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ عرف سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اور درس و تدریس اور جہاد میں مصروف رہے۔

اولاد

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت شیخ صاحبزادہ سعدالدین عرف دکنیر بابا رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ شہید ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۵ء سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ عالم و فاضل، صاحبِ عبادت و ریاضت اور صاحبِ اجازت و خلافت، مزار ایک چار دیواری میں ہے۔ موضع جابہ ضلع کیمبل پور کے قریب ایک فرلانگ پر۔ دریائے اٹک کے پل سے پیدل راستہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ان کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت صاحبزادہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ جد امجد رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ نورالحق صاحب قطب الزمان رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ وصال "طلوعِ آفتاب" ہے۔ ماہ رجب بوقت عصر مزار اوڈیگرام سوات میں ہے۔

۱۲۸۰ھ

وقتِ عصر، تاریخ وصال "طلوعِ آفتاب" سے برآمد ہوتی ہے۔

۱۲۸۰ھ

(۳) حضرت صاحبزادہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لاولد فوت ہوئے خلیفہ جد امجد (۴) حضرت صاحبزادہ زین العارفین رحمۃ اللہ علیہ ساکن تور ڈھیر۔ چاروں حضرات اپنے جد امجد قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ اُن کی اولاد۔ تور ڈھیر۔ عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور اوڈیگرام ریاست سوات، قاضی آباد، قاسم بخشالی تحصیل صوابی میں آباد ہے۔

(۲) حضرت صاحبزادہ صدرالدین جو پرانی فارسی میں سدرالدین لکھا جاتا ہے، رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ والد بزرگوار آپ کے نام پر ایک مسجد آج تک مشہور ہے۔ ان کی اولاد قاضی آباد میں آباد ہے اُن کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) صاحبزادہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ - ہر دو حضرات کی اولاد اب تک کوئی دس بیس گھر قاضی آباد میں آباد ہیں۔

خلفاء شیخ المشائخ الحاج الحافظ مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ، عرف سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ سوات شریف

اور آپ کے ہر دو صاحبزادے اور پوتے خلفاء میں شامل ہیں۔

لیکن آج کل خدمت مزار آپ کے بھائی کی اولاد کرتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبدالقادر بن صاحبزادہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخون صاحب عرف سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو تور ڈھیر بھیجا کہ حضرت شیخ پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی خدمت کرو۔ اس لیے اب اُن کی اولاد خدمت گارِ مزار مبارک ہے۔

دوسری روائت :- جب انگریز کے عہد میں بندوبست موضع ہوا۔ اس زمانہ میں آپ کی حقیقی اولاد دوسرے گاؤں میں چلی گئی تھی۔ آپ کے بھتیجے کی اولاد سے حضرت صاحبزادہ عبدالقادر و حضرت صاحبزادہ لطف اللہ و حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن صاحبان رحمۃ اللہ علیہم، صاحبِ علم وفضل اور صاحب درس وتدریس۔ بہت مشہور تھے لوگوں کے کہنے پر مزار اور جائداد اُن کے نام انگریز نے لکھ دی [۱]

حضرت صاحبزادہ بدرالدین بن حضرت شیخ سعدالدین عرف دکنیر بابا رحمۃ اللہ

---

[۱] حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ ساکن تور ڈھیر

علیہ ۔ آپ عمرزئی تشریف لے گئے تھے ۔ آپ جدامجد قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں
حضرت شیخ حافظ محمد صاحب عمرزئی قدس سرہٗ کی صاحبزادیوں میں سے کسی صاحبزادی
سے عقد ہوا ۔ اُن کے چار صاحبزادے تھے ۔ (۱) صاحبزادہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ
لاولد (۲) حضرت صاحبزادہ آفتاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اُن کے ہی ایک فرزند ہوئے حضرت
صاحبزادہ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ اُن کے دو صاحبزادے ہیں ، حضرت صاحبزادہ احمد جان
عرف باباجی صاحب مدظلہٗ ان ہی کی نوازشات سے یہ سب مسودہ دستیاب ہوا
بڑے عبادت گذار سخی نرم دل ۔ خوش اخلاق بزرگ ہیں ۔ آپ کے تین فرزند ہیں صاحبزادہ
اسعد جان (۲) صاحبزادہ احمد جان (۳) صاحبزادہ خالد جان سلمہٗ اللہ تعالیٰ

(۲) صاحبزادہ محمد جان (متوفی ۳۰ رشعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۰ رنومبر ۱۹۶۸ء) بن صاحبزادہ
فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے ہیں ۔

(۱) صاحبزادہ رشیدالدین صاحب (۲) صاحبزادہ رفیع الدین صاحب عمرزئی
میں رہتے ہیں ۔

حضرت صاحبزادہ احمد جان مدظلہٗ کو بادشاہ صاحب سوات نے اپنی ذاتی جدی
زمین عنایت فرمائی ہے ۔ اب وہاں موضع بلوٹل سخاکوٹ بازار مالاکنڈ ایجنسی میں آٹھ سال
سے قیام فرما ہیں اور سخاکوٹ میں صاحبزادہ مارکیٹ برلب سڑک ہے ۔

(۳) حضرت صاحبزادہ مفتاح الدین رحمۃ اللہ علیہ جن کی اولاد عمرزئی شریف میں ہے
جن میں صاحبزادہ خادم جان (۲) صاحبزادہ سلطان جان (۴) حضرت صاحبزادہ معین الدین
رحمۃ اللہ علیہ آخرالذکر لاولد تھے ۔

حضرت شیخ زین العابدین بن صدرالدین قدس سرہٗ اپنے جدامجد سے ماذون
تھے ۔ آپ چوکی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں ۔ آپ کے تین صاحبزادے
تھے ۔ (۱) صاحبزادہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مقیم قاضی آباد (۲) صاحبزادہ عبدالخالق رحمۃ

اللہ علیہ (۳) صاحبزادہ دوست احمد رحمۃ اللہ ساکن قاضی آباد

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ زین العابدین بن حضرت صاحبزادہ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خلفاء میں دونوں صاحب زادے اور چھ پوتے جن کا مختصر سا تذکرہ پہلے صفحات میں گذر چکا ہے۔

(۷) حضرت شیخ قاضی فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار تورڈھیر خلیفہ حضرت شیخ صاحب تورڈھیر قدس سرہٗ۔ آپ حضرت صاحبزادہ محمد زبیر بن حضرت مولانا حافظ رفیع القدر قدس سرہٗ کے فرزند ہیں۔ آپ کی اولاد میں علم وعمل کی دولت آج تک جاری ہے۔

(۸) حضرت شیخ قاضی صاحب جنڈر لوقو رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ صاحب تورڈھیر قدس سرہٗ۔ (۹) حضرت شیخ مولانا قاضی صفی الدین صاحبؒ۔ (۱۰) حضرت مولانا شاکر اللہ صاحب افغانی قدس سرہٗ متوفی ۱۲۱۷ھ مزار لاہور۔ (۱۱) حضرت مولانا قاسم بابا قدس سرہٗ مزار یار حسین تحصیل صوابی میں ہے [۱]

جیسے مشائخ عظام و صوفیائے کرام آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

آپ کے حالات حضرت صاحبزادہ احمد جان بن حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ ساکن عمرزئی حال ساکن موضع بلوٹل سخاکوٹ بازار مالاکنڈ ایجنسی نے عنایت فرمائے۔

اور حضرت صاحبزادہ مولانا خادم الدین مدظلہٗ بن صلاح الدین بن زین العارفین رحمۃ اللہ علیہما ساکن تورڈھیر فاضل دیوبند و سہارنپور مدظلہٗ۔

اور صوفیائے سرحد مصنفہ جناب اعجاز الحق قدوسی مدظلہٗ صفحہ ۲۶۱۔ بحوالہ سلسلہ اولیائے سرحد نمبر ۲ سے نقل کئے گئے ہیں اور تاریخی حالات سیرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف از غلام رسول مہر مرحوم سے نقل کئے ہیں۔

---

[۱] ص۱۰۱ علماء از علماء و مشائخ سرحد از حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب گیلانی مدظلہٗ

آپ کی تعریف و مناقب میں اشعار بزبانِ پشتو آپ کے نواسہ جناب ابوالاسعد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ہر بہار کے لیے خزاں ہے مگر اس بہار کے لیے خزاں نہیں، اگر تم بلبل ہو تو آ جاؤ۔ گلاب کے سرخ پھولوں کا باغ یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو کہ بہت اچھا سلسلہ کلام ہے، پتنگ جیسے شمع کے اُوپر اپنے پَر جلاتے ہیں اسی طرح اللہ کے ذکر کے اُوپر فدا ہونا چاہیے۔

میں نے بہت سے ولی دیکھے ہیں مگر سب کے تاجدار یہی ہیں۔ آپ پھولوں کے ملیار ہیں۔ پھول آپ ہی تقسیم فرما رہے ہیں۔

اگر جنت کے باغ کے بلبل اور سبز طوطے کوئی دیکھنا چاہتا ہے۔ تو صبح و شام ان طوطوں کی پکار آپ ہی ہیں۔

پتنگ کی شان یہ ہے کہ تمام رات شمع کے اُوپر اپنے پَر جلاتا رہے۔ تُو اور میں تُو جو گذرے ہیں اُن عاشقوں کی رفتار آپ ہی ہیں۔

اللہ کی محبت میں جو دل مجروح ہوئے ہیں۔ اُن دلوں کے لیے رحم اور آرام کی جگہ آپ ہی ہیں۔ اگر کوئی عاشق ہو اور اللہ تک پہنچ چکا ہو۔ کہ دوڑ کے آ دیں دیکھ لیا وہ پہنچنے والے آپ ہی ہیں۔

صاحبِ سوات رحمۃ اللہ علیہ اور کرلوغی رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے غوث جو نظر آ رہے ہیں۔ اُن سب نے اس دربار سے فیض حاصل کیا ہے آج سب کے مزاروں پر شانِ غوثی جو چمک رہی ہے۔ ہر خاص و عام کو جو فیض پہنچ رہا ہے۔ ان فیضوں کا مزار آپ ہی ہیں۔

اور دوسرے اولیاء اور غوث جو ہیں اُن کے خادموں کے خادم ہیں سب غوثوں ولیوں کے شہنشاہ اور تاجدار آپ ہی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد شعیب کا لقب شیخ ہے اور تمام دنیا میں مشہور ہے جن کا ٹھکانہ ملاڈیرے میں ہے وہ عزت و تعظیم کے حقدار آپ ہی ہیں تمام دنیا میں جو ابوالاسعد کی عزت کی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور شعر لکھنے والے آپ ہی کے ہیں۔

ترجمہ اشعار پشتو مترجم جناب صوفی محمد یعقوب صاحب از شجرۂ طریقت از حضرت صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہٗ ساکن عمرزئی حال پلوٹل سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی

نوٹ: - نورڈھیری کو جانیوالا راستہ اٹک خیرآباد سے آگے اور اکوڑہ خٹک سے پہلے جہانگیرہ قصبہ اور اسکے اڈہ سے بسیں ٹوپی، صوابی جانے والی عام ملتی ہیں۔ صرف پانچ چھ میل مشرق کی طرف ہے۔

شیخ المشائخ الحاج الحافظ مجاہد اعظم حضرت مولانا عبد الغفور صاحب

قادری نقشبندی چشتی سہروردی مجددی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۷ محرم ۱۲۱۱ھ ۱۷۹۶ء کو جناب عبد الواحد خان المعروف رادت خان صافی مرحوم کے ہاں موضع جابری وادی سوات میں ہوئی[1]۔

دوسری روایت میں ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء[2] میں اور جائے ولادت ضلع مردان اور مہمند وں کے قبیلہ صافی میں[3] ہوئی۔

تیسری روایت ولادت ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء موضع جبڑی علاقہ شامیزئے بر سوات تحصیل مٹہ[4] میں ہوئی۔

چوتھی روایت۔ ولادت موضع چپرڑی نوی کلی وادی سوات میں[5] ہوئی۔

بہرحال آپ کی ولادت ایک غیر معروف خاندان میں ہوئی جو مہمند صافی یا صفی محمد قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ بچپن ہی سے حصول علم کی طرف مائل تھے اور زہد و تقویٰ کی طرف راغب تھے۔ حفظ قرآن آٹھ سال کی عمر میں مالاکنڈ ایجنسی میں کیا[6]

---

[1] بروایت حضرت مولانا شمس الحق صاحب مدظلہ افغانی [2] مقامات محمود از صوفی معشوق حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ [3] علمائے مشائخ سرحد حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ [4] تاریخ سوات مصنفہ محمد آصف خان۔ زیر سرپرستی بانی ریاست سوات وصوفیائے سرحد از جناب اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۵۵۱ [5] اولیائے سرحد از قاضی سید عبد الحلیم صاحب اثر افغانی [6] کنتر جوئی حضرت مولانا عبید اللہ میاں گل رحمۃ اللہ علیہ بھی اساتذہ کرام میں سے ہیں۔

ابتدائی تعلیم موضع بڑنگولہ تحصیل چکدرہ مالاکنڈ ایجنسی میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے
ع گجر گڑھی ضلع مردان میں اس دور کے مشہور عالم حضرت مولانا سید عبدالحکیم بخاری ابن
ن سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما خلیفہ حضرت شیخ محمد عمر صاحب چمکنی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ
ی ۱۱۹۰ھ ۱۷۷٦ء) کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کی - پھر کچھ عرصہ آپ موضع چمکنی پشاور
حصیل علوم کرتے رہے - پھر پشاور شہر میں حضرت حافظ محمد عظیم صاحب عرف گنج والے متوفی
علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو مسجد کلاں گنج کے مدرس و خطیب تھے - تقریباً چار سال
رہ کر فراغت حاصل کی - اُن کے علاوہ حضرت مولانا حافظ سید محمد سعید بن سید یوسف
ضرت سید محمد یونس المقلب نور محمد گیلانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہم تحصیل علوم کرتے رہے اس کچھ مدت
زیارت کاکا صاحب میں حاضر ہو کر حضرت میاں محمد نعیم صاحب کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ کی
ت میں رہ کر تحصیل علوم کرتے رہے یہاں آپ کے ہم سبق حضرت مولانا اخندزادہ محمد مسعود
ی رحمۃ اللہ علیہ رہے تھے اور اس کے علاوہ حضرت مولانا اخندزادہ محمد نقشبندی
اللہ علیہ سے علم فقہ و اصول شاشی پڑھی ہمراہ حضرت مولانا عبدالکریم خلیل صاحب رحمۃ
علیہ اور حضرت محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار نری اوبہ مالاکنڈ ایجنسی میں ہے -
بق رہے اور ہر دو تور ڈھیری تحصیل صوابی میں بھی ہم سبق رہے اور حضرت مولانا عبیداللہ
ں گل رحمۃ اللہ علیہ ساکن کشتر خوئی بھی اساتذہ کرام میں سے ہیں اور حضرت شیخ میاں رامباز
ضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب اٹکی قدس سرہٗ
بھی تحصیل علوم کرتے رہے اُن کا مزار موضع پڑانگ کندی سدو خیل تحصیل چارسدہ
ں ہے -
ابتدا ہی سے عشقِ حقیقی قلب میں موجزن تھا۔ تلاش مرشد میں حضرت جی صاحب یکہ توت والے رحمۃ

- روحانی رابطہ صفحہ ۱۹٦

اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۲ھ یعنی حضرت اقدس میاں غلام محمد صاحب الملقب فضل احمد صاحب معصومی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں محلہ فضل حق پشاور میں حاضر ہوئے آٹھویں ملاقات کا موقع ملا۔ حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا فیض فقر میرے پاس نہیں مگر استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھتے رہا کرو حضرت مولانا شاہ محمد شعیب صاحب قادری، نقشبندی، مجددی، چشتی، سہروردی، کبروی، مداری قدس سرہٗ متوفی ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۳ء کی خدمت میں تورڈھیر تحصیل صوابی میں جاؤ۔

اس کے بعد آپ تورڈھیر حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور علوم باطنی کے علوم ظاہری کی بھی تحصیل کرتے رہے۔ یہ ۱۲۳۱ھ کا واقعہ ہے[1] اس وقت عمر مبارک یا ۱۲ سال کی ہوگی۔ یوں تو آپ بچپن سے ہی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت کی طرف مائل تھے۔ خورد سالگی میں یہ کیفیت تھی کہ جس گائے یا بکری کا دودھ خود پیتے اس کی پکڑ کر چرایا کرتے تھے تاکہ بیگانوں کی زراعت میں چرنے نہ پائے۔

آپ ذکر و اذکار عبادت و ریاضت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور ہر قسم کی خدمت انجام دیتے اور کہتے ہیں کہ آپ کے سر کے اگلے حصہ کے بال اُڑ گئے تھے۔ یعنی سر لکڑیاں اور پانی کے مٹکے اور دیگر وزن اٹھانے سے[2]

قریباً آٹھ سال حاضر خدمت رہے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر شفقت تھی۔ چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجاہد کبیر تھے۔ آئے دن سکھوں کے مقابلہ اور بے دین لوگوں کے مقابلہ میں جہاد میں برسرپیکار رہتے تھے۔ آپ بھی حاضر رہتے۔ سواری اور لڑائی کے طریقے سیکھے۔ آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۳ء میں سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے اور آخری وقت میں آپ کو خاص طور پر یاد فرما کر سینہ پر لٹا کر لقاد نسبت

---

[1] از حضرت مولانا حافظ سید محمد سعید صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
[2] بروایت حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ ساکن تورڈھیر

[illegible]رمائی اور ہر چہار سلاسل میں خلافت سے مشرف فرمایا اس زمانہ میں آپ نے چلہ شروع فرمایا
[illegible]ضع بیکی جو تورڈھیر سے چار میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف دریائے سندھ بنزدا باسین
[illegible]کے ایک غار میں قریباً ۱۲ سال گوشہ نشین رہے اور غذا شوخا جس کو پنجاب والے سماق
[illegible]سواق کہتے ہیں - اسکی ایک روٹی استعمال فرماتے تھے[1] اسی گوشہ نشینی کے زمانہ میں حضرت سید احمد
[illegible]ہید بریلوی قدس سرہٗ شہید ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء بغرض جہاد تشریف لائے۔
[illegible]تھے۔ غالباً جمادی الاول ۱۲۴۲ھ دسمبر ۱۸۲۶ء میں۔ تو آپ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے
[illegible]ساتھ شامل رہے۔ پہلا معرکہ سکھوں سے پنجرہ کے مقام میں ہوا۔ اس میں شامل ہوئے اور
[illegible]۱۲۴[illegible]ھ مطابق ۱۸۲۹ء یا ۱۸۲۸ء[2] میں آپ یوسف زئی علاقہ میں موضع نمل دریائے سندھ کے
[illegible]کنارے اقامت فرما ہوئے اور مجاہدے اور چلے شروع فرمائے اور درس و تدریس اور
[illegible]رشاد و تلقین جاری فرمایا اور ساتھ ہی وہاں ایک ہرات کے مشہور عالم حضرت مولانا سید
[illegible]غلام رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ فرماتے رہے۔

اور کچھ عرصہ کے بعد زیارت غلاماں پتہ حذر زئی میں قیام فرما رہے۔ ہر مقامات پر
بڑی مقبولیت ہوئی۔

جب حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو سلطان بارک زئی کی طرف
سے نقصان پہنچا اور ہزاروں مجاہدین کو دھوکہ سے شہید کر دیا گیا۔ تو حضرت سید صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پنجتار تحصیل صوابی ضلع مردان سے ہجرت ثانی فرما کر آخری قیام گاہ بالاکوٹ
ضلع ہزارہ تشریف لے گئے معہ مجاہدین شہید ہوئے۔

اس کے بعد جب امیر کابل دوست محمد خان نے سکھوں کے خلاف اعلان جنگ ۱۲۵۱ھ
یا ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۵ء میں کیا جو تھکال اور جمرود (موجودہ اسلامیہ کالج[3]) کے مقام پر جنگ

---

[1] از تاریخ سوات محمد آصف خان۔ [2] ایضاً۔ [3] از دیوان عبدالعظیم خان (بقیہ آگے)

لڑی گئی تو آپ موضع سلیم خان سے بہت سے غازی اور صوفی اور شاگردوں کے ہمراہ
خیبر میں شامل ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ یہ جنگ پشاور سے ۹ میل کے فاصلہ
موضع میر آشو خان میں ہوئی۔

لیکن امیر دوست محمد خان اور اس کے فوجی حسبِ عادت جنگ کی تاب نہ لا کر شکست
کھا گئے اور مجاہدین بڑی تعداد میں شہید ہوئے۔ جو عذابِ الٰہی حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
بے وفائی کرنے کی وجہ سے اُن لوگوں پر مسلط ہوا تھا۔ وہ بدستور رہا۔ مزید سکھوں کے مظالم
گرفتار ہے۔ آپ جو بیس سال باہر رہنے کے بعد اپنے وطن چیڑائی واپس تشریف لائے۔
ابتداء آپ نے موضع ملوچ تحصیل کبل ضلع سیدو کی ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے
دنوں بعد آپ موضع رنگ [illegible] ل الاکنڈ ایجنسی تشریف لے گئے اور کچھ دن باجوڑ کے علاقہ
میں رہ کر موضع اوڈیگرام جو سیدو شریف سے مغرب کی طرف ۳ میل کے فاصلہ پر سوات
علاقہ میں ہے حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متصل قیام فرمایا۔ اور کچھ عرصہ
تشریف لے گئے[1]۔ پھر کچھ عرصہ کوہ رانی میں بمقام گل درہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ نے موضع
سپل بانڈی میں قبیلہ اکوزئی میں عقد فرمایا۔

اسی طرح آپ سے۔ نورد قبائلی علاقوں میں مہمند۔ خیبر۔ کرم۔ وزیرستان اور افغانستان
میں بھی قیام فرما رہے۔

اس کے بعد ۱۲۶۱ھ یا ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء میں سیدو کے مقام پر قیام فرمایا۔ جہاں حفظ
دارالعلوم۔ مجاہدین کا مرکز اور اسلحہ کا کارخانہ اور طالبانِ حق کو ارشاد و تلقین کی تعلیم
دی جاتی تھی۔

بقیہ۔ رانی زئی بحوالہ اولیاء پشاور از مولانا قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

[1] مرغزار سیدو شریف سے جنوب کی طرف ۲ میل پر جہاں آج کل بادشاہ کے بنگلے ہیں

۱۸ فروری ۱۸۴۶ء بروایت ۱۸۴۹ء میں سکھ حکومت کا خاتمہ ہوا لیکن جو مغرب کی طرف سے انگریز بیاریوں کی شکل میں عذاب ہندوستان پر آیا اس کی لپیٹ میں صوبہ سرحد بھی آگیا جس کی بڑی وجہ دین سے بے رغبتی اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف تھا۔ اس کی بدولت بے اتفاقی اور نفاق کا عذاب مسلط ہوگیا ۔ اہل سرحد نے سکھ اور انگریز کی ذلتوں اور بے عزتیوں کو برداشت کیا لیکن حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت اور حضرت اخوند عبدالغفور قدس سرہ صاحب تذکرہ اور ان جیسے بزرگوں کا جن کا مقصد صرف دین اور اسلام کی ترقی مقصود تھی، ان کا ساتھ نہ دیا بہت تھوڑے اور غریب لوگوں نے ساتھ دیا۔

بہر حال آپ نے سیدو شریف میں ارشاد وتلقین اور اصلاح و تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس۔ تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا۔

جو شخص آپ سے بیعت کی استدعا کرتا۔ اس سے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور بدعات و رسومات بد سے بچنے کا عہد لیتے اور اس کے ساتھ یہ عہد بھی لیتے کہ انگریز دشمن اسلام کی نوکری و ملازمت نہیں کرنی۔ اگرچہ بھوک سے اور تنگدستی کی وجہ سے موت آجائے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص بیعت ہونے کے بعد نوکری کر لیتا تو اس کو خانقاہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی جب انگریزوں نے پشاور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا تو اسلام دشمنی اور ہوس ملک گیری کے سبب آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔

حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ نے اسلام کی عزت اور مسلمانوں کو غلامی سے بچنے کے لیے پھر دعوت دی اور تنظیم شروع فرمائی۔ علما و مشائخ پیرزادوں اور خانوں اور سرداروں اور رئیسوں کو جمع فرما کر اس آنے والے خطرے کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ حضرت سید علی غواص ترمذی عرف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حضرت سید اکبر شاہ صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو امیر بنالو ان کی زیر قیادت دشمن اسلام سے مقابلہ کرو۔

حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ستھانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت سید

احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدین کا اُن ہی کے پاس مرکز تھا۔

مجاہدین کے اوّل امیر شیخ ولی محمد پھیلتی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اُن کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین منگلوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اُن کے بعد حضرت مولانا اولاد علی عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب حضرت مولانا نصیر الدین صاحب حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نواسہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہما ۱۲۵۰ھ میں مجاہدین کے مرکز میں پہنچے تو امیر مقرر ہوئے۔ چھ سال امیر رہ کر ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں وصال فرمایا۔

اُن کے بعد حضرت مولانا سید عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر ہوئے اور مولوی عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر مجاہدین ہوئے۔

غرض کہ اُن ہی دِنوں حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امیر مقرر کیا گیا۔ اور حضرت اخوند مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہٗ، صاحب تذکرہ کو شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔ تمام مقدمات اور تنازعات اور جھگڑوں کو حسبِ ضرورت شریعت کے مطابق فیصلے فرماتے تھے۔ اس کا پہلا دارالسلطنت موضع غالیگی مقرر ہوا۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نظامِ حکومت چلنے لگا اور رسومات بد اور بدعات مٹنے لگی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل ہونے لگا۔ تقریباً سات سال تک بڑی پُر امن حکومت قائم رہی حالانکہ انگریزوں نے ہر قسم کی چالیں چلیں کہ اسلامی حکومت ختم ہو جائے اور اتحاد و نظم و ضبط بکھر جائے اور اپنی خود غرضیاں بروئے کار لائی جائیں۔

حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے[۱] ۱۲۷۴ھ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء میں وصال فرمایا۔ وصال سے آپ کو سخت پریشانی ہوئی ایک تو اس اتحاد و نظم کے بکھرنے کا خطرہ اور دوسرے ہندوستان میں جنگ آزادی شروع ہو چکی تھی۔ جو آخر ناکام ہو گئی۔ اس کا بہت بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے

---

[۱] تاریخ مخزن پنجاب جلد ۲ صفحہ ۵۱۵

پھر تنظیم ملت کی کوشش فرمائی۔ لوگوں نے آپ کو بادشاہ و امیر بننے کے لیے مجبور کیا لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد، مجاہدین نے ان کے فرزند سید مبارک شاہ صاحب کو امیر منتخب کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

لوگوں نے اب دوبارہ حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کی امارت اور سرپرستی میں کام کرنا چاہا لیکن حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ نے امارت کا بار گراں اٹھانا منظور نہ فرمایا۔

ادھر سادات ستھانہ اور اتمان زیوں میں اختلاف پیدا کیا گیا اور ان کو آپس میں لڑا دیا گیا۔ جس میں سید عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے جو سادات کے سربراہ تھے اور انگریز نے منصوبہ بنایا کہ مجاہدین کے مراکز بختار۔ ستھانہ۔ منگل تھانے کو تباہ کر دیا جائے۔ سادات ستھانہ نے سید عمر شاہ کے شہید ہونے کے بعد ملکا کو محفوظ مقام سمجھ کر مرکز بنالیا جو ستھانہ سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ امیر مجاہدین مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی جماعت کو لے کر ستھانہ پہنچ گئے۔

انگریزوں نے اتمان زائیوں اور موزہ خان امان زئی۔ ٹوپی اور منسی کے رؤسا بھی اپنے ساتھ ملا لیے اور ملکا پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

مجاہدین و سادات نے اپنے بچاؤ کا پورا پورا انتظام کیا اور حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کو شمولیت کے لیے عرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں جہاد کا اعلان فرمایا اور معتقدین طالبین کو حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدان جنگ میں پہنچ جائے۔

آپ نے نماز جمعہ منگورہ میں ادا کی اور لوگوں کو دعوتِ جہاد فرمائی اور فضائل بیان فرمائے اور فرمایا کہ اگر انگریز اس علاقہ پر قابض ہو گئے تو میں یہاں سے ہجرت کر جاؤں گا۔ غرض کہ آپ امبیلہ پہنچے جہاں میدانِ جنگ تھا۔ وہاں انگریز کمشنر کا خط آپ کو ملا

جس میں اُس نے لکھا کہ انگریز اس وقت بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں آپ لوگوں کو کیوں بے فائدہ قتل کراتے ہیں۔ مجاہدین انگریز کے نئے سامانِ جنگ کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں آپ بزرگ ہیں گوشہ نشینی اختیار فرمائیں ہم تو صرف مجاہدین کو ملکا سے نکالنے آئے ہیں جو آپ کے بھی مخالف ہے۔

آپ نے جواباً تحریر فرمایا۔ واقعی انگریز بڑی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن ان سے بھی بڑی طاقت اور منصف ہستی موجود ہے۔ جس نے ابرا کو ابابیلوں سے اور فرعون جیسی طاقت کو دریا میں غرق فرمایا اور نمرود جیسے خدائی دعویٰ کرنے والے کو مچھر جیسی حقیر چیز سے ہلاک کرایا۔ بے شک میں درویش و فقیر ہوں لیکن آپ کیوں بار بار درویشوں اور فقیروں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

یہ جنگ ۱۲۸۰ھ ۱۸ یا ۲۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء میں شروع ہوئی۔ مسٹر چیمبرلین سابق وزیر اعظم برطانیہ سپہ سالار تھا۔ مجاہدین اور انگریزوں میں کئی معرکے ہوئے۔ اس جنگ میں خان سعادت خان ریاست دیر سے اور حضرت مولانا اخندزادہ محمد عزیز خان نقشبندی والد ماجد حضرت صاحب نسیم احمد رحمۃ اللہ علیہما جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ شہید ۱۱۹۵ھ کے سلسلہ سے منسلک تھے اس سلسلہ کے دوسرے بزرگ حضرت غازی عمرہ خان۔ نیکہ خان۔ فیض خان رحمۃ اللہ علیہم نقشبندی بھی شامل ہوئے۔

بہر حال آپ اور آپ کی جماعت مل کر مجاہدین کے شانہ بشانہ انگریز سے بڑی بہادری و جوانمردی سے لڑتے رہے اس وقت آپ پر عجیب حالت طاری تھی۔ بے قرار و بیتاب ہو کر مقابلہ کرتے اور مجاہدین کو ترغیب دیتے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا فرماتے۔

الٰہی بہ فتح اسلام را　　　　بکن غرق خصم بدانجام را

انگریز آپ کے عزم و استقلال سے مرعوب ہو رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا۔ کہ مجاہدین ہماری توپ و تفنگ اور نئے سامان حرب سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔ اتنے سامان

کے باوجود ہم اُن سے مقابلہ نہیں کر سکتے تو دوسرا حربہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کا استعمال کیا۔ بنیر اور دیر۔ باجوڑ کے خوانین نے غداری کی۔ اِن علاقوں کے قبائلی افسردہ ہو کر واپس ہونے لگے۔ اس کے باوجود آپ جواں ہمتی اور استقلال سے لڑتے رہے۔ جس سے انگریز کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے آپ نے سید مبارک شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر تورنزئی علاقہ یوسف زئی تحصیل چارسدہ۔ قریب اتمان زئی۔ انگریزوں سے مصروفِ جنگ رہے تھے جس میں سید عمر شاہ شہید ہوئے تھے۔

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب قدس سرہٗ ساکن آوان شریف گجرات خلیفہ حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ اپنی تیسری حاضری بیان کرتے ہیں کہ میں ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ مئی ۱۸۶۷ء کو حاضرِ خدمت ہوا۔ دیکھا کہ

غازی و مجاہد۔ طالبانِ حق۔ طالب علم۔ صوفی جمع تھے۔ ہتھیار اور روپیہ تقسیم ہو رہا تھا کہ ضروریاتِ جنگ پوری کی جا رہی تھیں۔ آپ کی مسجد میں اٹھارہ ۱۸، انیس ۱۹ کارخانے قائم تھے۔ جہاں ہتھیار بن رہے تھے۔ آپ جہاد کی تیاریوں میں اتنے مصروف تھے کہ قدم بوسی بہت دشوار اور مشکل تھی۔ ایک بار بڑی مشکل سے قدم بوسی نصیب ہوئی۔ اب دوسری قدم بوسی جہاد کے اہتمام اور مصروفیات کی وجہ سے زیادہ مشکل نظر آئی ایک روز بہت کوشش سے آپ کی آرام گاہ میں شرف یاب ہوا۔ آٹھ دس روز حاضری کے بعد اجازت لی۔ تیسرا سبق اسم ذات کا مراقبہ تعلیم فرمایا۔

ایسے ہی حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب چھوہروی ہزاروی قدس سرہٗ کے حالات میں آتا ہے کہ آپ کے ہاں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ کئی کئی روز تک ملاقات کی نوبت نہ آ سکتی تھی۔ غرض کہ آپ ہر وقت قال اللہ و قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کی ذاتِ بابرکات عظیم المرتبت، عالم و فاضل، صوفی۔ درویش اور ایک بلند پایہ

سیاست دان۔ جذبہ حریت سے سرشار اور ملت اسلامیہ کے سچے خدمت گزار تھے۔

انگریز آپ اور ہر سچے مسلمان اور خیر خواہ کے درمیان آئے دن سازشیں اور اختلافات پیدا کرنے کی کوشش میں سرگرداں تھا۔ ہر اس شخص جو آزادی پسند اور انگریز کی غلامی سے بچنے کے لیے کوشاں رہتا۔ انگریز ان تمام آزادی پسند حضرات پر گہری نظر رکھتا تھا۔ ان کو خریدنے اور مال اور ریاستوں کے رئیس بنانے اور علماء وصلحاء کو اختلافی مسائل میں الجھانے اور فروعی مسائل میں اختلاف پیدا کرنا انگریز کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ایسے ہی صوفیاء و مشائخ میں سلوک و طریقت کے مسائل میں اختلاف پیدا کر کے اپنی ملکی ہوس اور مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی مہارت تھی۔

ایسے ہی آپ اور حضرت سید امیر شاہ عرف کوٹھا ملا رحمۃ اللہ علیہ تحریک مجاہدین کے مشہور رہنما کے درمیان سازش کر کے اختلاف کھڑا کر دیا یہ فروعی مسائل سے اختلاف پیدا کیا گیا۔ کئی بار آپ نے معذرت فرمائی کہ میرا ان اختلافات سے کوئی تعلق نہیں۔ آخر ایک دفعہ حضرت ملا کوٹھہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء میں منگورہ پہنچے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ بھی منگورہ تشریف لائے۔ لوگوں کے مجمع اور ہجوم کی وجہ سے بات چیت نہ ہو سکی۔ دوسرے روز آپ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر بن حضرت صاحبزادہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہما جو آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادہ کے لڑکے تھے، بھیجا اور فرمایا کہ حضرت سے مجمع عام سے عرض کر دو کہ ہم دونوں کے درمیان وہی بات ہے جو میں نے موضع پنجبار اور موضع محب میں عرض کی تھی۔ اس کے بعد رشتہ اخوت کی بنا پر میں نے آپ کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا اور اگر کوئی منافق ہمارے اور آپ کے درمیان کچھ کہتا ہے۔ تو میں اُس سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے معارضے اور مقابلے کی طاقت نہیں۔ میں وہی شخص ہوں کہ اپنے ہاتھ سے گھاس کاٹ کر اور خاشاک بیچ کر گزر اوقات پوری کرتا اور کپڑے خرید کر پہنا کرتا تھا۔ آپ کا سوات میں تشریف لانا ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ جیسا کوئی بت کو سجدہ کرے اگر آپ مجھے بلانا چاہیں تو میں رسی گلے میں ڈال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔

یہ گذارشات آپ کی سُن کر حضرت ملاں کوٹار حمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور دعائیں فرمائیں۔ غرض کہ یہ آپ کی اسلام دوستی اور مسلمانوں کی عزت اور ان کو انگریز کی غلامی سے بچانے اور اپنی بے نفسی کی یہ ادنیٰ مثال ہے آپ عالم باعمل۔ حلیم الطبع اور ہر وقت اور ہر حال میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ شریعت کے مطابق قوم وریاست کے جھگڑوں کے فیصلہ فرماتے یا علمار کرام سے کرواتے آپ کے مریدین میں ہزاروں علماء وصلحا ر وصوفیار ومشائخ تھے اور ہندوستان، سرحد۔ افغانستان۔ سندھ۔ بلوچستان۔ ایران وعراق، عرب وعجم میں لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔

تقریباً ساڑھے چار سو یا کچھ کم وبیش خلفار کرام تھے جو صاحب علم وعمل اور صاحب جہاد بالسیف وبہادر تھے اکثر انگریز کے خلاف تمام عمر جہاد میں مصروف رہے۔

آپ کا لنگر عام تھا ہر ایک کو باقاعدہ روٹی سالن ملتا تھا۔ کوئی تفریق یا امتیاز نہ تھا اکثر لنگر میں دال پکتی تھی۔ فرماتے تھے یہ مجاہدہ کے لیے ہے ورنہ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی کمی نہیں۔ طالب علموں کو مزید کپڑا اور نقدی بھی عنایت فرماتے تھے سادات کرام کی بڑی قدر ومنزلت فرماتے تھے۔ نادار اور یتیم وغریب لڑکیوں کی اپنی گرہ سے شادی کرواتے۔ کوئی حاجت مند حاضر ہوتا تو دین ودنیا کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتا آپ وقت کے مشاہیر، مشائخ واولیار اللہ میں سے تھے۔ کشف کرامات بے حد وبے شمار ہیں۔ احاطہ تحریر میں لانے مشکل ہے۔ حضرت اقدس حاجی عبدالرحیم شاہ صاحب سرساوی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ باتیں محسوس فرما لیتے تھے۔ حتیٰ کہ میں ایک دفعہ آپ کا سر مبارک دبا رہا تھا اور سر مبارک بہت نرم تھا اور

دبانے سے مجھے خطرہ ہو جاتا کہ کہیں پھٹ نہ جائے ۔ تو آپ نے فوراً فرمایا کہ بے فکری سے دباتے رہو نہیں پھٹتا ۔[1]

حضرت شیخ دین محمد المعروف شیخ صاحب شکر پورہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ فرماتے تھے کہ میرے مرشد ارشد حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ آپ سے عرض کیا گیا کہ "غوث" کی کیا شناخت ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کوٹھے کی چھت میں جو لکڑیاں چڑھی ہیں ۔ اگر غوث فرما دے کہ کہ ایک لکڑی سونے کی اور ایک چاندی کی ہے تو ایسے ہی ہو جاتی ہے ۔ ہم نے جب چھت کی طرف دیکھا تو ایک لکڑی سونے کی اور ایک چاندی کی تھی ۔ مگر فوراً فرمایا کہ اگر فرما دے کہ یہ لکڑیاں ہی ہیں تو وہ لکڑیاں ہی ہوتی ہیں ۔ جب ہم نے دیکھا تو لکڑیاں ہی تھیں تو ہم سمجھ گئے کہ آنجناب مقام غوثیت پر فائز ہیں ۔

آپ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مداح اور مناقب بیان فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا کہ ہم نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ سے ایک کوئلہ لائے ہیں جس کو ہوا دے کر روشن کیا ہے اور تمام دنیا پر آگ لگا دی ہے ۔ ایسے کوئلے اس آستانہ پر لاتعداد موجود تھے ۔[2]

آپ کو وقت کے مشائخ کرام اور علماء و صوفیا نے کئی القاب سے یاد فرمایا ہے مثلاً امام المجاہدین ۔ شیخ الاسلام والمسلمین ۔ اخوند صاحب ۔ اخون صاحب سوات سیدو بابا قدس سرہ

---

[1] از ارشادات حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری بروایت اعلیحضرت رائے پور قدس سرہما از حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہ ،

[2] حضرت صاحبزادہ احمد جان مدظلہ ،

یاد رہے کہ اخوند یہ تورانی لفظ ہے اور بہت بڑے متبحر عالم اور علامہ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ آخری حرف دال کو گرا دیا گیا۔ تو اخوند سے اخون بن گیا۔ آپ نے تقریباً ۷۰ سال مسند ارشاد و تلقین اور دعوت اصلاح و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہ کر قریباً ۸۶ سال یا ۸۴ سال عمر مبارک پا کر سات محرم الحرام ۱۲۹۵ھ ۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء بروز جمعہ بوقت صبح کو وصال فرمایا مزار مبارک سیدو شریف میں ہے جو ریاست سوات کا صدر مقام تھا۔ کسی نے پشتو میں تاریخ وصال کہی۔

پہ اتلسم د محرم	ورح جمعے وخت صبحدم
یغفرہ سن دودِ ماتم	صاحب چہ پریښود دا مکام

۱۲۹۵ھ

اولاد آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) حضرت صاحبزادہ میاں گل عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخون صاحب سوات قدس سرہ کے جانشین ہوئے۔ اور کچھ عرصہ حکومت وامارت پر فائز رہے اور انگریز کے خلاف جہاد میں شرکت کرتے رہے۔

اور ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۷ء میں ایک جہاد میں بعمر ۴۳ سال حضرت اخون صاحب قدس سرہ کے صرف دس سال بعد جام شہادت نوش فرمایا۔ مرحوم بڑے خوبیوں کے مالک تھے اُن کے دو فرزند تھے

(۱) جناب میاں عبدالرزاق سید بادشاہ مرحوم متوفی ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۴ء

(۲) جناب عبدالواحد امیر بادشاہ مرحوم متوفی ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء

(۲) **حضرت میاں گل عبدالخالق عرف خان گل صاحب** رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۵ء میں ہوئی۔ اپنے والد ماجد کی تربیت و پرورش میں تعلیم و تکمیل کی اور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت بیک رانئے رحمۃ اللہ علیہ سے منازل سلوک طے کئے۔ درویش منش اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت عمر ۱۹ سال تھی۔ وصال بعمر ۲۵ سال ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

دو صاحبزادے ہوئے (۱) جناب صاحبزادہ میاں گل عبدالودود المعروف دیوانہ میاں گل رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء میں ہوئی۔ اپنے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے قریباً چار سال بعد ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر ہی میں پائی ۲۴ ماہ ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۷ء میں ریاست سوات کی بنیاد رکھی ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۸ء میں نواب دیر نے حملہ کیا جس میں آپ کے بھائی جناب عبدالمنان المعروف شہزادہ شیریں میاں گل مرحوم کام آئے۔ لیکن نواب دیر کو شکست ہوئی۔ آپ کی حکومت مدین سے لنڈا کے مالاکنڈ ایجنسی تک کی خوشگوار وادی میں جو سیدو شریف اور منگورہ جانے والی سڑک پر ہے اور سوات اور اس کے متعلقات یعنی وادیٔ سوات۔ وادیٔ کانا۔ غوربند۔ کوہستان۔ بونیر کے تمام خطوں پر مشتمل علاقہ پر حکومت قائم کی جس کا دارالخلافہ سیدو شریف ہے۔ جہاں آپ نے دارالعلوم حقانیہ بھی قائم فرمایا جس سے دور دور کے لوگ علم و فضل سے فیض یاب ہوئے۔ جس نے بعد میں یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر لی اور لوگوں کی اصلاح اور شہری حقوق کے لیے منصفانہ شریعت کے قانون قائم کیے جس میں چوری و زنا جیسی معیوب بداخلاقی چیزوں پر پابندی لگائی۔ نماز روزہ کی پابندی جو خلاف ورزی کرتا اس کو جرمانہ کی سزا دی جاتی اور اس بات پر بھی پابندی تھی کہ کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد میں اسکو بچتہ کرتا اگر راستہ چلتے گاؤں یا شہر آتا تو اس کو بھی جرمانہ کی سزا دی جاتی اور بداخلاقی اور رسم و رواج پر پابندی عائد تھی کسی مسافر کی کوئی چیز یا رقم گم ہو جاتی جس جگہ سے گم ہوتی اس کے ارد گرد کے لوگوں سے وصول کی جاتی اور ہزار یا پانچسو روپیہ جرمانہ کیا جاتا جس گاؤں میں یہ واقعہ پیش آتا تو اس گاؤں کے لوگوں سے ایسا ہی برتاؤ کیا جاتا از حضرت صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ تورہ ڈھیر

بہر حال اس ریاست کی اکثر آبادی یوسف زئی خانوں کی ہے۔ آپ نے محرم ۱۳۶۹ء دسمبر ۱۹۴۹ء میں زمام حکومت اپنے فرزند جناب میاں گل عبدالحق جہاں زیب صاحب کے سپرد فرما کر خود گوشہ نشین ہو گئے آخر بعمر ۹۰ سال بروز جمعہ ۹ شعبان ۱۳۹۱ھ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء

کو وفات پائی

آپ کے فرزند میاں گل عبدالحق جہاں زیب صاحب نے آپ کے اصولوں اور قانونوں کی پابندی کی اور جہاں زیب کالج کی بنیاد رکھی۔

آخر صدر پاکستان جنرل یحییٰ خان نے ۱۹۷۰ء میں اس ریاست کو پاکستان میں مدغم کرکے انگریزی قانون جاری کیا جبکہ تمام عہد حکومت میں انگریز ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا

خلفاء آپ کے خلفاء کی تعداد چار پانچ سو سے زائد ہے لیکن بڑی کوششوں کے باوجود مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی ملتے ہیں

(۱) حضرت شیخ الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری افغانی سرسادی ثم سہارنپوری قدس سرہٗ

(۲) حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۳۰۸ھ مزار گورستان ڈھڈیاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا پنجاب میں ہے

(۳) حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڈے ملاں صاحب قدس سرہ ضلع جلال آباد علاقہ مشرقی افغانستان

(۴) حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف قدس سرہٗ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

(۵) " " قاضی سلطان محمود صاحب قادری قدس سرہٗ آوان شریف ضلع گجرات پنجاب

(۶) " " الحاج ولی اللہ صاحب عرف تیرہ ملاں صاحب قدس سرہٗ مزار شریف ماموں زئی اور گزئی تیرہ

(۷) " " میاں فضل الٰہی صاحب المعروف مشر میاں صاحب حضرو قدس سرہٗ ضلع کیمبل پور

(۸) " " شیخ لالہ صاحب قدس سرہٗ دلیسہ کامل پور ساکن دمان پور علاقہ چھچھ

(۹) " " میاں ولی محمد صاحب پشتو ن شاعر[1] " " " " علاقہ چھچھ ضلع اٹک

(۱۰) " " فیض محمد صاحب المعروف اخونزادہ مٹھی ... لوگرام صاحبزادہ صاحب قدس سرہٗ افغانستان

---

[1] مصنف منظوم جنگ امبیلہ وجہاد غیر قلمی

(۱۲) حضرت مولانا محمد مسعود صاحب قدس سرہٗ ساکن موضع نرئی ادبہ مالاکنڈ ایجنسی

(۱۳) حضرت مولانا ارباب عبدالرحیم رحمۃ اللہ چچہ دلد عبدالکریم صاحب قدس سرہٗ موضع پڑانگ کنڈی سدی خیل تحصیل چارسدہ

(۱۴) " " قاضی راز محمد صاحب قدس سرہٗ موضع جلالہ سابق ضلع پشاور

(۱۵) " " رحیم الدین صاحب قدس سرہٗ موضع نڑہ چینہ یا سیرد " "

(۱۶) " " عبدالرحیم صاحب مہمند قدس سرہٗ موضع بہادر کلی ضلع پشاور

(۱۷) " " نور محمد صاحب ولد سید نور قدس سرہٗ موضع تیرادی " "

(۱۸) " " قاضی نصراللہ جان قدس سرہٗ عالم و فاضل شہر پشاور

(۱۹) " " مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ ضلع پشاور

(۲۰) " " گل بابا صاحب احسن الدین صاحب قدس سرہٗ بمقام رجڑ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

(۲۱) " " شیخ عبدالحق صاحب عکنہ شیخ محمدی قدس سرہٗ ضلع پشاور

(۲۲) " " شیخ محمدی کلی قدس سرہٗ ضلع پشاور

(۲۳) " " صاحب منگوری قدس سرہٗ ضلع سوات

(۲۴) " " خلیل الرحمٰن صاحب المعروف شاہ بابا صاحب یا شادہ بابا قدس سرہٗ ریاست دیر قریہ ریگانی کوٹ

(۲۵) " " پالام ملاں صاحب قدس سرہٗ ریاست دیر۔

(۲۶) " " تیملگرہ ملاں صاحب قدس سرہٗ " " آجکل حضرت صاحبزادہ میاں گل صاحب ہیں

(۲۷) " " پچیرے ملاں صاحب قدس سرہٗ " " یا سوات بالا[۲]

(۲۸) قدس سرہٗ تحصیل صوابی ضلع مردان

(۲۹) " " حمیداللہ صاحب عرف اسوٹا بابا صاحب قدس سرہٗ تحصیل صوابی ضلع مردان

(۳۰) " " احمد علی صاحب کابلی قدس سرہٗ طورو مزار تور ڈھیر بجوار داواپیر

---

[۱] آپ اپنے پیر و مرشد کے ہم سبق رہے تھے [۲] از قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ (سوات بالا)

(۳۱) حضرت مولانا گل احمد صاحب قدس سرہٗ

(۳۲) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ موضع امان کوٹ تحصیل صوابی عالم فاضل

(۳۳) " " قاضی عبدالرحیم یوسف زئی قدس سرہٗ موضع قرلی تحصیل صوابی عالم عابد زاہد

(۳۴) " " اخوند فقیر صاحب قدس سرہٗ گرڈھی عثمانی خیل مالاکنڈ ایجنسی

(۳۵) " " صاحب کندیا عالم منطقی قدس سرہٗ - آپ نے شرح مسلم تحریر فرمائی

(۳۶) " " فضل احمد صاحب ہنڈی قدس سرہٗ سکنہ ہنڈ صوابی اُن کے فرزند مولانا لطف اللہ علی گرڈھی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(۳۷) حضرت مولانا امیر خان ابن محمد خان قدس سرہٗ موضع ولیسھ علاقہ چھچ ضلع کیمبل پور

(۳۸) " " محمد صاحب سُنڈی قدس سرہٗ کالوخان تحصیل صوابی ضلع مردان

(۳۹) " " شیخ جانا صاحب قدس سرہٗ

(۴۰) " " عبدالمطلب صاحب قدس سرہٗ کرنٹا تحصیل صوابی

(۴۱) " " اخوند حبیب اللہ صاحب قدس سرہٗ موضع جھریخ علاقہ دوآبہ

(۴۲) " " شاہ فضل اللہ صاحب قدس سرہٗ الہ آباد۔ مزار دکن میں ہے [۱]

(۴۳) " " حاجی محمد ابراہیم صاحب قدس سرہٗ موضع بیدمنی علاقہ مہمند پاکستان

(۴۴) " " ملاں محسود صاحب قدس سرہٗ جنوبی وزیرستان گدی نشین خواجہ صاحب شہزادہ وزیرستان

(۴۵) حضرت مولانا ابوبکر صاحب عرف پاسنی ملاں صاحب قدس سرہٗ لنگر کے ناظم خاص

(۴۶) " " فقیر شاہ صاحب فقہی عالم قدس سرہٗ دیرلوئی موضع معیار ضلع مردان طورو سے جانب جنوب ۴ میل کے فاصلہ پر

---

[۱] از قاضی حبیب الحق صاحب ساکن پرمولی [۲] از مولانا ولی النبی صاحب بیگی مدظلہٗ

(۴۷) حضرت مولانا اتکڑی ملاں صاحب قدس سرہٗ تیراہ یا افغانستان

(۴۸) " " دشپری ملاں صاحب قدس سرہٗ علاقہ تیراہ

(۴۹) " " عبدالرحیم صاحب قادری افغانی قدس سرہٗ متوفی ۲ ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ مزار دہلی

(۵۰) " " بیک مانے صاحب قدس سرہٗ

(۵۱) " " حافظ صاحب قدس سرہٗ رحجعیہ ضلع ہزارہ

(۵۲) " " پیر فقیر اللہ صاحب المعروف فقیر بکوٹی قدس سرہٗ مزار بکوٹ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

(۵۳) " " سعد اللہ خان کوہتی المعروف سرتور فقیر قدس سرہٗ (ننگے سر والا)۔ آپ ملا مستان کے نام سے بھی مشہور تھے۔ والد کا اسم گرامی حمید اللہ تھا۔ موضع ریگا بونیر کے رہنے والے تھے مالاکنڈ ایجنسی کے محاذ جنگ میں انگریزوں سے خوب جہاد کیا اور دیگر محاذوں میں بھی شامل رہتے۔

(۵۴) حضرت مولانا چنیر ملاں صاحب قدس سرہٗ علاقہ تیراہ

(۵۵) " " لکڑے ملاں صاحب " علاقہ محسود وزیرستان

(۵۶) " " فقیر صاحب درہ عبدالمجید قدس سرہٗ بن میاں گل صاحب ادرمیانہ تحصیل نوشہرہ

(۵۷) " " حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ [1]

(۵۸) حضرت سید حافظ سعد اللہ و حافظ سید حفیظ اللہ[۵۹] مصنف تذکرہ غفوریہ و سید[۶۰] محمد معظم شاہ خامیؒ پسر حضرت مولانا حافظ محمد سعید گیلانی بن سید محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہما جو کہ آپ کے استاذ زادہ تھے، اُن سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے شاید خلفاء میں تھے۔

اور سید[۶۱] محمد اکبر ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا[۶۲] حمید گل رحمۃ اللہ علیہ تونکڑی علاقہ پکھلی اور سید[۶۳] احمد گل مشوانی تھیکری ضلع ہزارہ جیسے مصنفین حضرات منسلک تھے اُنہوں نے جنگ امبیلہ پر لکھا ہے [2]

---

[1] تواریخ رحمت خانی صہ ۵۵۲ [2] ثبت الاسانید فی روایۃ المسانید صہ ۳۹ از تصنیف حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

[2] اولیائے پشاور جناب قاضی عبدالحلیم صاحب اثر افغانی روحانی رابطہ

(۶۵) حضرت مولانا مولوی مزمل شاہ صاحب بن مولانا مولوی فدا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن صریخ تحصیل چارسدہ

(۶۶) حضرت مولانا مولوی قاضی سمیع الحق صاحب گڑدی بن حضرت قاضی محمد غلام رحمۃ اللہ علیہما ساکن موضع گڑدی علاقہ اکبر پورہ تھانہ پٹن تحصیل نوشہرہ

(۶۷) حضرت مولانا مولوی قاضی غلام محمد صاحب بن مولوی محبوب صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن عمر زئی تحصیل چارسدہ

(۶۸) حضرت مولانا مولوی عبدالقدیم صاحب بن حضرت مولانا مولوی قاری عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما ساکن موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ

(۶۹) حضرت مولانا مولوی سر سید باچہ بن سید اورنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہما موضع میاں ڈھیری[۱]

(۷۰) " " " سید سرور شاہ صاحب قدس سرہٗ موضع میاں ڈھیری[۲] - تحصیل صوابی ضلع مردان مزار افغانستان میں ہے ۔

(۷۱) حضرت مولانا مولوی مرید محی الدین بن حافظ سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہما ، محلہ ڈاگی نوشہرہ خاص ضلع پشاور

(۷۲) حضرت مولانا مولوی احمد بابا بن حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہما ساکن یار حسین تحصیل صوابی

(۷۳) " " " قاضی عبدالمجید ولد حضرت قاضی صفی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما مزار موضع پرمولی تحصیل صوابی ضلع مردان ، آجکل حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ ہیں ،

(۷۴) حضرت شیخ چترال ملاں صاحب مزار مبارک قاشقار - چترال کے جنوب میں ۲ میل کے فاصلہ پر دونوں بھائی تھے ۔ دونوں خلفا میں سے تھے

(۷۶) حضرت شیخ کندیا ملاں صاحب - بڑے عالم زاہد ساکن کنارہ دریا سندھ ریاست کوہستان سوات

---

[۱] نمبر ۶۵ اور نمبر ۶۰ تا نمبر ۶۷ از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ص از یوسف تاریخ وفات صفحہ ۲۷۲

[۲] نمبر ۶۸ سے تا نمبر ۷۷ از روایت حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ

(۷۷) حضرت شیخ قاضی صاحب کلاں موضع اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ

(۷۸) " " " صاحب کنڑ علاقہ کابل

(۷۹) " " صاحب زادہ صاحب عبدالقادر صاحب توڑ ڈھیر۔ مادہ تاریخ وفات

بَشَرٌ دَبَّةٌ یعنی جَنَّۃٌ
۱۳۸۲ھ

(۸۰) حضرت شیخ صاحبزادہ لطف اللہ صاحب توز ڈھیر

(۸۱) " " " عبدالرحمٰن متوفی ۲۲ جمادی ۱۳۰۶ھ صاحب توز ڈھیر

تینوں حضرت قاضی فضل اللہ صاحب قدس سرہ کے صاحبزادے عالم تھے۔ فاضل صاحب درس وتدریس تھے۔ والد بزرگوار سے اجازت سوات صاحب قدس سرہ سے پائی۔ رحمۃ اللہ علیہم

(۸۲) " " " بابا صاحب اتمان زئی اُن کے پوتے اسمٰعیل صاحب انزاپیل بڑے عالم فاضل تھے

(۸۳) " مولانا سید پیر صاحب ترنگزئی بڑے بھائی حاجی ترنگزئی صاحب

(۸۴) " میاں محمد وسیم کاکاخیل سوات قدس سرہٗ

(۸۵) " مولانا عبداللہ جان صاحب علاقہ بنوں قدس سرہٗ [1]

(۸۶) " " قبلہ سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ۔ مزار نوشہرہ ضلع پشاور۔ اُن کی اولاد میں حضرت بادشاہ صاحب امیرجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز سہ شنبہ ۲/۴ ۲۲ھ

اُن جیسے سینکڑوں حضرات خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ واللہ المستعان

---

[1] ازحضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ پرمولی تحصیل صوابی

شیخ المشائخ حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب سرساوی سہارنپوری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۲۱۴ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں ہوئی۔ آپ افغان خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں افغانستان یا صوبہ سرحد سے وہاں موضع سرساوہ تحصیل و ضلع سہارنپور میں آباد ہوئے تھے جو دریائے جمنا کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ابتدائی حالات پردۂ اخفاء میں ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد و شیخ حضرت اقدس شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہٗ آپ کے حالات و کمالات بڑے ولولہ انگیز اور بڑے رفیع سُناتے تھے۔

ان ارشادات گرامی کی مدد سے اکثر و بیشتر مختصر سا تذکرہ اور تعارف مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ایک دفعہ نماز عصر کے بعد حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد بن سید محمود علی صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہما حضرت سید شاہ عبد العزیز صاحب دباغ مغربی قدس سرہٗ کے ملفوظات تبریزا بریز سنا رہے تھے اس میں غوث اور قطب کے اوصاف آئے کہ اللہ تعالیٰ غوث و قطب کو تمام علوم لدنی طور پر عنایت فرما دیتے ہیں۔ حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) یہ صحیح ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "بالکل صحیح ہے کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت الحاج شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہٗ) بالکل ان پڑھ تھے حتیٰ کہ ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو سب علوم ازبر ہو گئے۔ ابتداء میں آپ نے روزگاری کی وجہ سے انگریز کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے اور اسی سلسلہ میں سرحدی علاقہ میں تھے۔ ایک دفعہ آپ کے

---

[1] ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ، غلام فرید

[2] حضرت مولانا حافظ عبد الوحید صاحب مدظلہٗ

دوسرے ساتھیوں نے کہا۔ آسبے! سیدو شریف ایک بزرگ رہتے ہیں۔ اُن کی زیارت کر آئیں۔ آپ جب حاضر خدمت ہوئے۔ تو دل وجان سے قربان ہو گئے اور بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت مولانا حافظ اخون عبد الغفور صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا جو مجھ سے بیعت ہونا چاہتا ہے۔ میں اس سے یہ عہد لیتا ہوں کہ انگریز ہمارا اور ہمارے دین اسلام اور ملک کا دشمن ہے اس کی ملازمت نہیں کرنی جس کو یہ عہد منظور ہو وہ میرے سے بیعت ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں اور اگر بالفرض بیعت کے بعد ملازم ہو جائے۔ تو میرا اُس کا کوئی تعلق نہیں وہ میرا ایسا ہی دشمن ہے جیسا انگریز[1]

آپ نے یہ شرط قبول کر لی اور بیعت ہو گئے اور نوکری ترک کر کے واپس وطن چلے آئے اس کے کچھ عرصہ بعد بے روزگاری اور تنگی معاش سے تنگ آ کر دوبارہ ملازم ہو گئے اور ملازم ہونے کے بعد یاد آیا کہ میں نے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عہد کیا تھا کہ انگریز کی ملازمت نہیں کروں گا۔ جوں ہی یہ عہد یاد آیا وہاں سے بھاگے بھاگے سیدو شریف حاضر ہوئے حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جا اب تو ہمارے کام کا نہیں رہا۔ آپ پندرہ روز تک خانقاہ کے باہر روتے رہے۔ پندرہ روز کے بعد آپ کا اخلاص اور سچی توبہ اور طلب حق کو دیکھ کر حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ نے بلوا کر دوبارہ اسی شرط عہد پر بیعت فرمایا۔ اب آپ وہیں کے ہو رہے[2]

ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔ کہ آپ انگریزی فوج کے لنگر اور باورچی خانہ کے ملازم تھے اور جب انگریزوں نے حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ پر چڑھائی کی اور انگریزی فوجیوں کی گولیاں مس اور فعل ہو کر راستہ میں رہ جاتی تھیں اور حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ مجاہدین کو لے کر

---

[1] حضرت مولانا حافظ عبد الوحید صاحب مدظلہٗ

[2] حضرت مولانا عبد الوحید صاحب بروایت حضرت اقدس شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہٗ

پہاڑ پر سے جواب دے رہے تھے۔ اور مجاہدین کی گولیاں کام کر رہی تھیں اور انگریز اور ان کے فوجیوں کو مردار کر رہی تھیں آپ اس کرامت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اس کے بعد انگریزوں کو چھوڑ کر حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے [۱]

بہر حال آپ بیعت کے بعد وہیں کے ہو رہے۔ وہاں سیدو شریف میں آپ ایک غار میں روزانہ معمولات پورے کیا کرتے تھے۔ ایک روز ذکر کر رہے تھے کہ اس غار کے اوپر اس چٹان پر شیر ببر آکر بولنے لگا اس کی آواز اور گرج اتنی سخت اور ہیبت ناک تھی کہ سامنے کے پہاڑ کی چوٹی سے پتھر گرنے لگے آپ بڑے اطمینان سے اور بے فکری سے ذکر میں محو رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ذرا سا سکون میں فرق آیا۔ جیسے کوئی آدمی خلوت میں آجاتا ہے یا جیسے مکھی آکر بیٹھے اور آدمی اس کو اڑا دے پھر اسی قوت سے ذکر شروع کر دیا [۲]

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت میاں صاحب (حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم) قدس سرہٗ جب اپنے شیخ کے پاس ٹھہرے ہوئے ذکر کرتے تھے تو اس قدر جہر سے ذکر کرتے تھے کہ تین میل تک ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی۔ [۳]

جب سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوف کی تمام منازل طے ہو گئیں تو حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ نے سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ، مجددیہ اور دیگر سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

---

[۱] جناب حاجی ممتاز حسین صاحب سہارنپوری ثم نجیب آبادی

[۲] و [۳] ارشادات حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ۔ و حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پور قدس سرہٗ و حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ

حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ نے ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء میں سید و شریف خانقاہ اور مدرسہ او
مجاہدین کا مرکز قائم فرمایا اور ۱۲۶۶ھ ۱۸۴۹ء کے قریب انگریزوں نے سکھوں کے علاقوں مثلاً پنجاب
اور سرحد پر قبضہ کیا اور اس کے بعد ہی فوراً انگریز آگے مسلمان حکومت افغانستان پر قبضہ کرنا
چاہتا تھا لیکن آپ اور آپ کے مجاہدین اور حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
مجاہدین اور آزاد قبائل آگے دیوار کی مانند کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے انگریز ہر صورت اس
دیوار کو آگے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

اسی زمانہ میں یا اس کے بعد میں وہاں سید و شریف حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم سہارنپو
قدس سرہٗ حاضر ہوئے تھے کیونکہ آپ غالباً مجاز طریقت ہونے کے بعد ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء میں
جنگ آزادیٔ ہند کے مجاہدین میں شامل تھے اور دادِ شجاعت دیا تھا[1]

بہر حال آپ نے سرساوا ضلع سہارنپور کی بجائے۔ شہر سہارنپور میں خانقاہ قائم ک
جو محلہ سبزی منڈی میں واقع تھی جس کو آج کل پرشیو پری منڈی کہتے ہیں آپ محلہ کی مسج
بیلداراں میں نماز با جماعت پڑھا کرتے تھے اور نمازِ جمعہ جامع مسجد میں ادا فرما
تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ اور بوجہ عنایت فرما کر علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرما
تھا اور ہمہ وقت ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ، شغل و مراقبہ میں مصروف رہتے۔ آپ
نفی اثبات قریباً پانصد سے، چالیس ہزار، ساٹھ ستر ہزار اور لاکھ[2] تک روزمرہ کرتے رہے اور
اسم ذات روزمرہ ساٹھ ستر ہزار تک[3] علاوہ دوسرے اشتغال کے آپ کا معمول رہا اور روز

---

[1] رئیس الاحرار مصنفہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لدھیانوی ثم دہلوی مدظلہٗ
[2] حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہٗ تعلیمات رحیمیہ صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ بعض
بعض حضرات نے ایک لاکھ مرتبہ روزمرہ ورد کیا ہے۔ میرے احباب میں سے بھی بعض بعض چالیس
ہزار اور ساٹھ ہزار کے پڑھنے والے ہیں[3] رہنمائے طریقت مصنفہ حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہٗ

دو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ معذوری کے زمانہ میں بھی ناغہ نہیں فرمایا۔

کثرتِ مجاہدہ اور عبادت و ریاضت کی وجہ سے آپ کے دونوں پاؤں مبارک میں فیل پا ہوگیا تھا جس سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوگیا تھا اس کے باوجود ان معمولات میں فرق نہیں آیا۔ ایک دفعہ خادم کھڑا کر دیتے تھے۔ آپ نماز اور نماز نوافل شروع فرما دیتے تھے۔ ذوق و شوق و محبت الٰہی میں ایسے مست ہو جاتے تھے کہ پھر اُٹھنے بیٹھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

اور بڑے قوی النسبت اور صاحب تصرف اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ ان کمالات کا احاطہ کئی ضخیم جلدوں میں بھی دشوار ہے اور نادر الوجود بزرگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ہزاروں خزانے اس ایک ہستی میں ودیعت فرما دیئے تھے اور علم لدنی عنایت فرمایا تھا[1]

آپ کی خانقاہ ۱۲۸۶ھ سے پہلے بہت ترقی کر چکی تھی اور بڑے بڑے عالم و فاضل حضرات تصوف اور سلوک میں کامیاب ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہو چکے تھے۔

چنانچہ حضرت اقدس مولانا و مخدومنا مولوی محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہٗ ۱۲۸۶ھ سے پہلے اور حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہٗ اواخر ذیقعد ۱۲۹۱ھ کو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے گویا آپ کے پیر و مرشد قدس سرہٗ کی حیات ہی میں تصوف و سلوک، طریقت و حقیقت میں کامیاب ہو چکے تھے۔

حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ان القاب سے یاد فرماتے تھے حضرت پیر و مرشد بمعنٰی حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ[2] اور حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے تھے۔ عارف باللہ حق آگاہ مقبول بارگاہ قطب الوقت مرشد نا و ہادینا حضرت حاجی عبدالرحیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو (اللہ تعالیٰ نے) شمع ہدایت کر کے ہم ظلمت زدوں کے لیے رہنما بنایا ہے

---

[1] تعلیمات رحیمیہ صفحہ ۵۸ [2] تعلیمات رحیمیہ صفحہ ۵۹

اور حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ
تحریر فرماتے ہیں قطب زمان، غوث دوران مجدد وقت حضرت پیر و مرشد برحق جناب حاجی عبدالرحیم
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مولوی شاہ عبداللہ صاحب کرنالوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر
فرماتے ہیں کہ حضرت رفیع الشان، قطب الوقت، غوث دوران، والی علماء وارث انبیاء. زبدۃ عرفا
ہادی سالکان، مجمع البرکات مستجاب الدعوات، مرجع خلائق، کاشف الحقائق، صاحب عرفان، ماوٰی
ملجا و حاجتمندان، رہبر طریقت، واقف منبع فیض عمیم حضرت مرشدی و مولائی حاجی عبدالرحیم شاہ
اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان وافاض الوارہ علی قلوب اتباعہ فی کل ساعۃ وآن ۔ غرض ہے کہ ان
جید علماء آپ کے مدح خواں ہیں ۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ
اللہ علیہ جب برکات ذکر بیان فرماتے تو آپ کے اکثر کشف بیان فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا
کہ آپ کی خدمت میں ایک خادم حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت سو روپے قرض ہو گئے ہیں
آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرا خادم حاضر ہوا ۔ انہوں نے بھی عرض کیا کہ حضرت سو روپے
قرض ہو گئے ہیں ۔ فرمایا بیٹھ جاؤ ۔ اتنے میں مہاراجہ جموں کی طرف سے ایک وفد حاضر ہوا اور مہاراجہ
کی طرف سے دعوت دی کہ راجہ بیمار ہے ، راجہ صاحب نے جموں تشریف لانے کے لیے عرض
کی ہے اور دعا کی درخواست کی ہے ۔ آپ نے فرمایا میری یہ چار شرطیں ہیں۔ (۱) راجہ مسلمان ہو
جائے (۲) جو مسجدیں گرائی گئی ہیں اُن کی از سرِ نو مرمت کرائی جائے (۳) اذان کی اجازت دے
دی جائے (۴) ذبیحہ گاؤ کی اجازت دی جائے اگر راجہ مان لے تو میں جموں راجہ کے پاس
پہنچوں گا اور دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ راجہ کو شفا بخشیں گے ۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد راجہ
کو یہی بیماری ہو گی اس سے مرے گا ۔ ورنہ تو یہ میرے آدمی ساتھ لے جاؤ یہ دعا وغیرہ کریں
گے ۔ چنانچہ ان دونوں مقروض حضرات کو لے کر وفد روانہ ہوا ابھی چند قدم ہی پہ تھا کہ آپ

م نورالدین بھیروی کو واپس بلوایا اور فرمایا کہ تمہارا نام نور دین ہے ۔ عرض کیا ۔ جی ہاں ۔ فرمایا
یں لوح محفوظ پر دیکھ رہا ہوں کہ قادیاں میں ایک غلام احمد پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ کے بعد
ے دعویٰ کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں گے نہ رکھے جائیں گے تم اس کے مصاحب لکھے ہوئے
۔ حکیم صاحب نے استعجاب (تعجب کیا) کا اظہار کیا ۔ تو فرمایا تم میں اُلجھنے کی عادت اور
طرہ کا شوق ہے یہی عادت تم کو وہاں لے جائے گی اگر بچنا چاہتا ہے تو ابھی وقت ہے اس
ے اس پر غور نہ کیا ۔ وفد راجہ کے پاس پہنچا آپ کی شرطیں راجہ جموں کو پہنچائی گئیں راجہ نے
سے معذرت کی کہ یہ میرے بس سے باہر ہے ۔ آپ کے خادموں کو سو سو روپیہ دے
واپس کر دیا ۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا قرض ادا ہو جائے گا ۔ آپ کا
ے اور مخلص مرید حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضرت کچھ قرض ہو گیا ہے فرمایا ۔ ڈیرہ
ن چلا جا ۔ وہ ڈیرہ دون پہنچا اور ایک پیر بھائی کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک مجذوب آیا
ے لگا تجھے حضرت میاں صاحب نے بھیجا ہے ۔ اس نے عرض کی جی ہاں ۔ مجذوب صاحب
ے فرمایا تمہاری گوسالہ دعوت ہے اس نے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے فرمایا کوئی
نہیں اس کا انتظام ہو جائے گا ۔ تھوڑی دیر کے بعد سپاہی آئے انہوں نے کہا ۔ تمہاری
سالہ دعوت ہے اس نے کہا ۔ میرے پاس سواری نہیں ہے وہ سپاہی سواری بھی لائے
ہمراہ گوسالہ لے گئے ۔ وہاں اتنے ہی روپے ملے جتنا کہ قرض تھا اور وہ سپاہی ڈیرہ
سے واپس پہنچا گئے ۔ پھر وہی مجذوب آیا اور فرمانے لگا ۔ قرض ادا ہو جائے گا ۔ دیکھ یہ تیرا
بھائی تجھے نہیں مانتا ۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا ۔
رض ادا ہو جائے گا ۔ عرض کی ۔ جی ہاں ! آپ کے ایک مخلص مرید حضرت میاں جی نوازش علی
ۃ اللہ علیہ ۔ بچپن سے حاضر خدمت تھے اور اکثر گھر کا سودا سلف خرید لاتے ایک روز مائی
حب نے چار آنے دے کر فرمایا ایک آنہ کی فلاں چیز خرید لاؤ ۔ میاں جی کا بچپن تھا ایک
نہ کی وہ چیز خریدی اور ایک آنہ کا میوہ خریدا کچھ کھایا اور کچھ جیب میں ڈال لیا جب

مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہما نے بقایا مانگا دو آنے واپس کئے اور حساب میں پانچ آنے پور
کرتے تھے آپ گھر میں نفل پڑھ رہے تھے فرمایا چھوڑ دو بچہ ہے ایک آنہ کا میوہ لیا ہے
کھایا ہے اور کچھ جیب میں ہے۔

حضرت میاں جی نوازش علی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ سحری کے وقت خادم نے
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وضو کے لیئے پانی لانے گھر بھیجا۔ میاں جی دروازہ پر کھڑ
کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آگ سی چلی جارہی ہے۔ پانی لاکر حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا
ایسے ایسے آگ چلی جارہی تھی۔ فرمایا آگ نہیں جادو تھا فلاں مسجد کے ملاں جی نے کیا
اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت بخشی ہے کہ میں واپس بلا سکتا ہوں۔ خادم نے
عرض کیا کہ حضرت اِس کو ضرور واپس بلاؤ۔ وہ بے چارہ بے گناہ جل جائے گا۔ آپ
انگلی سے اشارہ فرمایا ایک ہانڈی حاضر ہوئی جس میں ایک بُت تھا۔ اُس کو سوئیاں لگی تھ
آپ نے فرمایا تو کون ہے اُس نے عرض کیا میں جادو ہوں۔ فرمایا کہاں جارہا تھا۔ عرض
فلاں شخص کے پاس۔ فرمایا کس نے بھیجا ہے۔ عرض کیا۔ فلاں مسجد کے ملاں جی نے۔ فر
اُس کا کہا مانے گا یا میرا عرض کیا آپ کا۔ فرمایا واپس جاؤ وہ واپس گیا اور اس ملاں جی ک
جلا دیا۔ اُس کا صبح جنازہ لوگوں نے دیکھا۔ ایک دفعہ مجلس مبارک میں ایک حدیث شریف
پہ بحث شروع ہوئی ایک مولوی صاحب فرماتے یہ حدیث نہیں اور دوسرے فرماتے
حدیث مشکوٰۃ شریف میں یا بخاری شریف میں ہے آپ نے فرمایا۔ کتاب لاؤ۔ آپ آنکھوں
معذور تھے۔ لیکن جوں ہی کتاب کھولی اور حدیث شریف پہ انگلی رکھ دی۔

ایک دفعہ آپ کے ایک مخلص مرید آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے گھر سے روا
ہوئے راستہ میں ایک عرب صاحب رو رہے تھے انہوں نے وجہ دریافت کی۔ عرب صاحب
نے فرمایا۔ ڈپٹی کمشنر سہارنپور نے مجھے کسی شبہ کی بنا پہ ضلع بند کر دیا ہے۔ اس واسطے کہ
فرمادُں کے ہاں بار بار جانا پڑتا ہے اور اس بار بار کے جانے کی وجہ سے لوگ اتنی خدمت

ہیں کرتے کہ جس سے گذران ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی میرے لائق کوئی کارِ خدمت ہو تو
فرمائیں۔ عرب صاحب نے فرمایا میرے ایک دوست بمبئی کے بہت بڑے سیٹھ اور امیر بہت اثر و
رسوخ والے ہیں ان کو میری اس تکلیف کی اگر خبر ملے تو انشاء اللہ وہ ضرور میری رہائی کی
کوشش کرے گا، وہ وہیں سے بمبئی روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچ کر اس سیٹھ کو عرب صاحب کا
پیغام پہنچایا۔ اس سیٹھ نے اس وقت وائسرائے ہند کو تار دیا اور عرب صاحب کی پابندی اٹھانے
کے لیے ضمانت اور صفائی دی۔ وائسرائے ہند نے اسی وقت ڈپٹی کمشنر سہارنپور کو عرب صاحب
سے پابندی اٹھانے کا تار دیا۔ چنانچہ عرب صاحب آزاد ہو کر سیدھے بمبئی پہنچے اور ان بزرگ
کی خدمت کے لیے اس سیٹھ سے سفارش کی۔ اس سیٹھ نے کہا، سرِ دست اس وقت میرے
پاس ساٹھ روپے ہیں یہ بھی حاضر ہیں اور صبح میرا جہاز عرب شریف جا رہا ہے۔ اس پر سوار ہو
جائیے اور زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفہما سے بھی مشرف ہو لیے انہوں نے رات
کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک مینار پر کھڑا ہوں اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ
میں ڈنڈا لیے سخت ناراض ہو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ ارے بھگوڑے بغیر اجازت
کہاں پھر رہا ہے واپس آجا ورنہ ڈنڈے سے ماروں گا وہ بے چارے رات ہی کو وہاں سے
بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی طرح راستہ میں کئی دفعہ یہ خواب دیکھا اور راستہ میں ایک بٹی گڑ کی
خریدلی۔ اس زمانہ میں پانچ سیر کے ڈلے گڑ کے ہوتے تھے جس کو بٹی کہتے تھے۔ شام کے بعد
حاضر خدمت ہوئے جوں ہی دروازہ پر دستک دی آپ نفل پڑھ رہے تھے۔ پیرانی صاحبہ کو
فرمایا۔ دروازہ کھولو ایک بھاگا ہوا آیا ہے اور ایک بٹی گڑ کی بھی لایا ہے (اس واقعہ میں آپ
کا تصرف اور کشف واضح ہوتا ہے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے یہ برکات
ظاہر ہیں)۔ ایسے ہی حضرت شیخ مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہٗ اپنی خود نوشت احوال
و کیفیات سلوک میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں اپنے حالات اور کیفیات
لکھا کرتا ہوں تو آپ نے احتیاط کی نصیحت فرمائی اور فرمایا جو راز کی باتیں اس مجموعہ میں تم

نے لکھ دی ہیں وہ بغیر اجازت کسی پر ظاہر نہ کرنا اور کوئی بات خلاف واقعہ نہ تحریر کرو
تم نے کچھ خلاف واقعہ لکھ دیا تو قیامت کے دن میں بری الذمہ ہوں گا اور اس کا وبال تم
پڑے گا۔ "پیران نمی پرند مریداں می پرانند" یعنی پیر نہیں اڑتے مگر مرید اُن کو اڑاتے ہیں
کا معاملہ جو مریدین اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں آپ اس کو ان کے لیے سخت بلا
کا موجب سمجھتے تھے۔

آپ نے عصر اور مغرب کا درمیانی وقت طالبین حضرات کی نصیحت و تربیت کے
خاص کر فرما رکھا تھا اور خاص خاص اصحاب مثل حضرت مخدومنا مولوی محمد امیر باز خان
اور حضرت میاں جی علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے طالبین خدمت بابرکت میں حاضر
سے مستفیض ہوتے تھے اور آپ کے کلام نصیحت التیام سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ
امر بالمعروف (نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا) اور اتباع
شریعت کی تاکید کے اور کوئی کلام نہیں فرماتے تھے اگر کسی کا ظاہر خلاف شریعت دیکھتے
تو پہلے اس کو کلمۂ خیر اور تالیف قلوب کے ساتھ منع فرماتے تھے اگر باز آگیا تو فبہا، ورنہ
سے اور جھڑک کر روکتے تھے۔ اگر پھر بھی وہی حال رہا تو مجلس سے اٹھا دیتے تھے کہ ا
سے یا تو وہ تائب ہو جاتا یا دوبارہ آکر اوقات میں حارج نہ ہوتا۔

اور بہت سے مدعی مشائخ جو اس شعر کے مصداق ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

اور اس حدیث کے مصداق ہیں "سیکون فی امتی دجالون کذابون الحدیث اور آیہ کر
لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" ایسے لوگ جب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے تھے تو خ
کرہاً تائب ہو جاتے تھے۔ عوام کی تو کوئی انتہا نہیں۔ جو آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو
ایک دفعہ ایک شخص درویشی کے لباس میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر
کہنے لگا۔ تمہارے کتنے خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ واحد۔ صمد۔ لم یزل۔ بے چون د

ہے۔ کہنے لگا میں تو تم کو درویش سمجھتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ تم دنیادار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا مسلک کیا ہے اُس نے کہا کہ میرے خدا چار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ میرا ایک خدا تیرے چار خداؤں پر کیسے غالب آتا ہے اور فوراً ہی اُس کی گردن پکڑ کر اور نیچے ڈال کر دو تین مکے حرارتِ اسلامی کے جوش کے ساتھ پوری قوت سے مارے۔ اُس درویش نے واویلا اور چیخنا شروع کر دیا اور کہنے لگا "بے شک تمہارا ایک خدا میرے چاروں خداؤں پر غالب آگیا۔ اب میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ توحید کے سوا کبھی تین یا چار خدا کے لفظ بھی زبان پر نہ لاؤں گا اس کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

ایک اور شخص جس کو لوگ عالم، عامل، شاہ صاحب پیرجی اور قلندر صاحب وغیرہ القاب سے پکارتے تھے۔ اُس نے اعمال سفلیہ کر کے چند شعبدے حاصل کر لئے تھے۔ یعنی کسی کو تر و تازہ کھجوریں اور بغیر موسم کے تازہ الائچی کے گچھے دیتا تھا۔ اور کسی کی حاجت کاغذ پر لکھ کر کنوئیں میں ڈلوا دیتا اُس کا جواب لکھا ہوا آجاتا تھا اور کہتا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے یہ جواب دیا ہے اور کبھی دور پڑی ہوئی تسبیح کو کہتا تھا کہ آجا تو وہ تسبیح تمام حاضرین کو آتی ہوئی نظر آتی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے چند شعبدات سے لوگوں پر اثر ڈال کر گرویدہ بنا لیتا تھا اور مرید کرتا تھا۔ ایک دن آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو ایسا پکڑا کہ سب کچھ بھول گیا۔ کچھ یاد نہ رہا اور بجز توبہ کرنے کے اُس کو چارہ کار نظر نہ آیا۔ خدا معلوم بعد میں اس توبہ پر قائم رہا یا نہ رہا۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے وہاں تسبیح کیوں نہیں ہلائی۔ کہنے لگا واللہ باللہ کچھ بھی یاد نہ رہا سب کچھ بھول گیا۔

۱۹ جمادی الاول سنہ؁ کے بعد جب میں حاضر خدمت ہوا تو دریافت حال کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ خدا سے وصل ہو جائے تو یہ غیر ممکن ہے۔ کہاں وہ ذات پاک

ازلی ابدی سرمدی بے کیف و کم بیچوں و بے چگوں مجرد۔ صمد۔ لم یلد ولم یولد اور کہاں ہم ناپاک، حادث معدوم الاول، منتہی الآخرۃ محتاج و کم وکیف، ملوث نفس ومادہ، حضرت سید نا موسیٰ علیہ السلام پر ادنیٰ تجلی سے گذرا۔ جو کچھ گذرا بس وصل یہی ہے کہ باوجود اس علم کے دنیا میں وصل نہ ہوگا۔ اور عالم آخرت تک صبر کرنا ہوگا۔ قصد کامل اور عزم واثق کے ساتھ ہر دم اپنے کو محبوب حقیقی کی طلب میں فنا کرتا رہے اور غیر سے بالکل کٹ جائے تاکہ ارحم الراحمین اس خستہ دل پر رحمت کی نظر فرماوے اور اپنے انوار میں غرق کر دے [1]

یہ ملفوظات وارشادات حضرت شیخ مولانا شاہ عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہٗ متوفی ۲۱ شوال ۱۳۴۲ھ ۱۵ مئی ۱۹۲۴ء نے خود نوشت رسالہ میں تحریر فرمائے اور حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے "رہنمائے طریقت" کے نام سے ترتیب دیا ہے اور زیر نگرانی طبع کرایا ہے نقل کیے ہیں۔

غرض کہ آپ اکابر اولیائے وقت سے تھے اور باوجود کشف وکرامات اور صاحب تصرف اور علو مرتبت ہونے کے مزاج مبارک میں بہت تواضع اور مسکنت تھی۔ خود فرماتے تھے کہ جب میں بازار سے گذرتا ہوں اور لوگ سلام کہتے ہیں تو گھڑوں پانی پڑجاتا ہے۔ ندامت میں ڈوب جاتا ہوں اور حضرت شیخ مولانا شاہ عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہٗ "تعلیمات رحیمیہ" صفحہ ۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرشد المعظم حضرت میاں صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ بدرجہ غایت متبع سنت اور محترز از بدعت تھے کسی عرس ومحفل رقص وسرود وشعر خوانی میں شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے خادمان کو اتباع شرع کی تقید فرماتے تھے اور بدعات سے منع فرماتے تھے۔ [2]

آپ کا وصال بھی عجیب طریقہ سے ہوا ایک دن گھر سے خوش دامن صاحبہ نے آواز دی

---

[1] رہنمائے طریقت صفحہ ۹۹ [2] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

میاں صاحب رقیہ (چھوٹی بچی) روٹھی ہوئی ہے اُس کو مناؤ۔ فرمایا کیسی رقیہ اور کس کی رقیہ۔ ہم نے
روٹھے کو منالیا یہ فرماکر ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) پڑھا اور کروٹ لی اور سفر آخرت پر روانہ ہوگئے آپ کا وصال خاندانی روایت
کے بموجب بعمر ۸۹ سال کو ہوا۔ بروز دوشنبہ وقت شب ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء میں
آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت شیخ مولانا مخدومنا محمد امیر باز خان
قدس سرہٗ خلیفہ اول ہوئے مزار مبارک انبالہ سرساوا روڈ پر ریل کے پھاٹک سے تقریباً چار
فرلانگ پر بائیں جانب واقع ہے۔ جہاں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ
اللہ علیہ کے بزرگوں کے بھی مزارات ہیں اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے، حضرت
مولانا علاؤالدین تحریر فرماتے ہیں ؎

شاہ عبدالرحیم حکمت قدس (۱۳۰۳ ہجری)	حاج حرمین لامکان مشتاق (۱۳۰۳ ہجری)
روز دوشنبہ وقت دودہ سبل (۱۳۰۳ ہجری)	اوج او واگرفت حدس براق (۱۳۰۳ ہجری)

آپ کی اولاد میں لڑکیاں ہی تھیں جن کے حالات تاحال تحریر میسر نہیں ہوئے ایک
بچی صاحبزادی رقیہ بی وصال کے وقت موجود تھیں۔

آپ کے خلفاء

(۱) حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ سجادہ نشین سہارنپور
(۲) حضرت شیخ مولانا مولوی شاہ عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہٗ
(۳) حضرت شیخ مولانا شاہ ابوالحسن صاحب سابق مہتمم جامع مسجد سہارنپور قدس سرہٗ
(۴) 〃 〃 〃 〃 عبدالرحیم صاحب رائے پوری 〃
(۵) 〃 〃 〃 عبدالخالق صاحب قدس سرہٗ ساکن کھم ضلع رہتک
(۶) 〃 〃 〃 قاری عبدالکریم صاحب نصیرپور رانجھا ضلع سرگودھا قدس سرہٗ تحصیل بھلوال
(۷) 〃 〃 〃 نور محمد صاحب لدھیانوی قدس سرہٗ مصنف قاعدہ نورانی
(۸) 〃 〃 〃 قاری فیض محمد صاحب قدس سرہٗ مصطفےٰ آبادی

(۹) حضرت شیخ مولانا فتح محمد صاحب قدس سرہٗ مصطفےٰ آبادی

(۱۰) حضرت شیخ الحاج منشی سعادت مند صاحب شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کرنال

(۱۱) حضرت شیخ خلیفہ کرم کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دیوبند

(۱۲) " پیرجی نوازش علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بہٹ ضلع سہارنپور

(۱۳) حضرت مولانا مولوی محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) حضرت مولانا مولوی علاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جیسے حضرات ہزاروں کی تعداد میں منسلک تھے اور خانقاہ سہارنپور سے خانقاہ خانقاہ کرنال اور خانقاہ نصیر پور رانجھہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آپ کی ایک صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا مولوی فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ سے ہوا جن کے صاحبزادے حضرت الحاج الحافظ فیض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

اُن کے دو صاحبزادے ہیں (۱) حضرت حافظ ارشاد احمد صاحب مدظلہٗ جو ۱۹۴۷ء میں سرگودہا پاکستان آ گئے تھے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ آج کل مکہ مکرمہ زادھم اللہ تعالیٰ شرفاً میں قیام فرما ہیں۔ پوسٹ بکس نمبر ۷۴۲

(۲) حضرت الحاج حافظ اعجاز احمد صاحب مدظلہٗ پرشیو بری منڈی سہارنپور شہر میں قیام فرما ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حصّہ دوم

(باب دوم)

سلسلۂ عالیہ قادریّہ مجدّدیّہ

خانقاہِ گلزارِ رحیمی

رائپور

ضلع سہارنپور (یوپی)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب الحاج الحافظ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب

قادری، نقشبندی، چشتی، صابری، مجددی قدس سرہ

آپ کے آباؤ اجداد

آپ کے اجداد میں ایک بزرگ چوہدری نگاہی خان راجپوت ر
گمتھلہ تحصیل تھانیسر ضلع کرنال مشرقی پنجاب کے رہنے وا
علاقہ کے بہت بڑے زمیندار اور دور دور تک مشہور شخصیت کے مالک تھے۔ وقت کے
ہیں بہت اثر و رسوخ تھا۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ان کے اسمائے گرامی دریافت طلب
ان میں سے ایک موضع کریڑا خورد تحصیل جگادھری ضلع انبالہ جو تگھری سے شمال کی طرف
جدی جائداد تھی اُس کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے منتقل ہو گئے۔ اُن کی اولاد میں چوہد
علی خان ہوئے۔ اُن کے حصہ میں موضع تگھری تحصیل جگادھری ضلع انبالہ کی جدی جائداد
میں آئی وہ اُس کی نگرانی اور دیکھ بھال اور نظام کاشت کاری سنبھالنے کے لیے وہیں مس
سکونت پذیر ہو گئے۔ رئیس تگھری اور بہت بڑے زمیندار اور علاقہ کے سردار ہوتے ہوئے شر
محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند اور اسلام کے سچے بہی خواہ اور اپنی اصلاح کے خوا
بزرگ تھے۔ تصوف و سلوک اصلاح نفس کی خاطر حضرت شیخ شاہ غلام علی نقشبندی، چ
مجددی قدس سرہ متوفی ۱۲۴۰ھ خلیفہ ارشد حضرت شیخ میرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ متو
۱۱۹۵ھ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے کیے اور خلافت واج
سے مشرف ہوئے آپ ہمیشہ دہلی پیدل حاضر خدمت ہوتے اور جمعہ کی نماز ہر حال میں حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی میں ادا فرماتے تھے۔ [۱]

۱؎ خلفاء و مجاز حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۱۵ مصنفہ حضرت مولانا محمد صاحب
(بقیہ آگے)

ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ایک بوڑھا نائی بھی دہلی حاضر ہوا۔ خانقاہ شریف میں فاقہ تھا حضرت چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو ایک دوقی دی اور فرمایا بازار سے کچھ کھالینا ہمارے حضرت کے ہاں تو فاقہ ہے اُس نے کہا ہم بھی فاقہ کریں گے۔ ایک دن تو خیر بیٹھ گیا۔ اگلے روز بھوک کی شکایت کی۔ حضرت چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوقی دے کر فرمایا چپکے سے جا کر بازار سے کچھ کھالینا۔ دروازے پر ایک درویش ملا۔ دریافت کیا کہاں جا رہے ہو۔ کہا کچھ کھاؤں گا انہوں نے فرمایا "میاں تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم بھی درویشوں کے ساتھ ہی رہو جب سب کھائیں گے تم بھی کھا لینا۔ بے چارہ شرمندہ ہو کر واپس آ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے سب ذاکرین کو بلا کر دعا فرمائی۔ یا اللہ ہم بھوکے ہیں تو ان درویشوں کے صدقہ ہمیں کھانا دے اتنے میں ایک شہزادے کی طرف سے تھال میں اشرفیاں آئیں۔ اس لیے فوری طور سے پکی ہوئی دیگیں بازار سے منگوالیں جو اشرفیاں بچ گئیں وہ ان شاہی پیادوں کو عنایت فرمائیں [1]

حضرت مولانا محمد صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ ۲۱ جنوری ۱۹۷۰ء تحریر فرمایا ہے کہ دیگیں آئی تھیں اور کچھ روپے بھی تھال میں آئے تھے۔ وہ روپے اُن شاہی پیادوں کو عنایت فرمائے تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی کامرانیاں عنایت فرمائی تھیں۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے (۱) چوہدری اشرف علی خان (۲) چوہدری امداد علی خان (۳) چوہدری عنایت علی خان سب صاحبِ اولاد ہوئے۔ حضرت چوہدری اشرف علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب (۲) چوہدری عبدالکریم صاحب (۳) چوہدری عبدالغفور خان صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔

(بقیہ) قدس سرہ (ملفوظات قسط نمبرا دارالعلوم صفحہ ۱۸ از حضرت مولانا محمد صاحب الوری قدس سرہ

[1] از حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ (ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

ص مرتب حضرت مولانا محمد صاحب الوری قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت

ولادت باسعادت

غالباً ۱۲۷۰ یا ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۳ یا ۱۸۵۴ء میں جناب چوہدری اشرف علی خان صاحب بن حضرت چوہدری رحمت علی خان رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں موضع تگھری میں ہوئی واضح ہو کہ موضع تگھری شہر انبالہ سے جانب مشرق ہے اور شہر جگادھری تقریباً ساٹھ میل جانب جنوب ہے اور شہر سہارنپور سے جانب مغرب ۲۰ میل کے فاصلہ پہ اور اپنے پیر و مرشد کے اصل وطن سرسادہ سے ۸ یا ۹ میل کے فاصلہ پہ جانب مغرب تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۱۷ھ سفر ہجرت میں جناب چوہدری اشرف علی خان کے گھر تگھری میں ٹھہرے تھے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے تگھری سے گذرے تو وہ بھی آپ کے گھر تشریف لائے تھے دونوں حضرات نے آپ کو پیار دیا تھا [illegible] پر ہاتھ مبارک پھیرتے ہوئے دعائیں دیں اس وقت آپ قریباً تین سال کے تھے۔ آپ نے حفظ کلام اللہ کے بعد ابتدائی تعلیم شروع کی۔ جب حضرت مولانا شاہ محمد صاحب بن حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہما نے ۱۲۸۰ یا ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں مدرسہ عربیہ اللہ والا قائم فرمایا تھا یہ بزرگ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کی وجہ سے پٹنہ صوبہ بہار میں روپوش رہے تھے۔ [۵]

آپ لدھیانہ حاضر ہو کر حضرت مولانا شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحصیل علوم میں

---

[۱] حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ [۲] تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۵۵ [۳] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۶۲ مصنفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرٹھی [۴] رئیس الاحرار صفحہ ۹۰ تصنیف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لدھیانوی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ [۵] [۶] آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۵۲ و ۵۶ از حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم۔

مشغول رہے انہیں دنوں حضرت مولانا احمد حسن صاحب ٹبالوی و کانپوری متوفی ۱۳۲۲ھ بھی مدرسہ میں داخل ہوئے دونوں حضرات نے علوم دینیہ کی تمام کتابیں مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، فقہ و حدیث و تفسیر تک تمام علوم و فنون میں تحصیل کی، اس کے بعد سند حدیث حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۲ھ مہتمم و بانی مدرسہ مظاہر العلوم کی خدمت میں حاصل کی جب کہ اس زمانہ میں مندرجہ ذیل حضرات مدرسہ میں درس و تدریس کا کام کرتے حضرت مولانا سعادت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منتظم متوفی ۱۲۸۲ھ۔ صدر مدرس، حضرت مولانا احمد علی صاحب متوفی ۱۲۹۵ھ کے فرزند حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبد العلی صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ حضرت مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۵ھ۔ اور حضرت مولانا قاضی فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا جمعیت علی صاحب پور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز منگل ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ صدر شعبہ عربی و فارسی گورنمنٹ کالج بہاولپور ریاست بہاولپور سرپرست مظاہر العلوم اُن ہی کے فرزند تھے۔ حضرت الحاج الحافظ مولانا عبد اللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم و مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور متوفی بروز دوشنبہ بوقت صبح ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ۔ آپ نے اُن کو استاذ لکھا ہے۔[1]

آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ سے چند مدرسین کے ساتھ شرکت فرما کر شوال ۱۳۲۳ھ میں مسلسلات کی اجازت اور جملہ کتب حدیث کی سند لی تھی۔ ممکن ہے کچھ ابتدائی زمانہ میں بھی حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ سے پڑھا ہو۔[2]

---

[1] تاریخ مظاہری جلد دوم صفحہ ۴۳ و آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۵۲ و ۵۶ و صفحہ ۱۱۱۔ [2] مکتوب حضرت اقدس شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہٗ بنام حضرت مولانا اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاولنگری

[3] از حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث مظاہر العلوم مصنف آپ بیتی و تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۹

اور حضرت حافظ فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۲ھ اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ
اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۴ھ جیسے عالم و فاضل۔ محدث حضرات کا دور دورہ تھا۔

طلب حق۔ عشق الٰہی کی کشش ابتدا ہی سے دل میں موجزن تھی۔ بزرگوں سے عقیدت و
ارادت اور اُن کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق دامن گیر تھا۔ تعلیم ہی کے زمانہ میں ایک بزرگ حضرت
الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی و سہارنپوری قدس سرہ جو قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ سلسلہ
اکابر مشائخ سے تھے اور سہارنپور محلہ سبزی منڈی میں قیام فرما تھے۔ اُن کی خانقاہ مبارک پرانے
زمانے کی خانقاہوں کی یاد تازہ کراتی تھی ایک دفعہ نماز جمعہ جامع مسجد سہارنپور میں پڑھنے کے
لئے تشریف لے جا رہے تھے، آپ بھی سامنے سے مدرسہ کو جا رہے تھے۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا
کہ یہ بزرگ بھی بہت خوش ہوں گے کہ میرے ساتھ مولوی اور عالموں اور مریدین کا اتنا مجمع ہر وقت
موجود رہتا ہے اور میرے جیسا پیر کوئی کم ہی ہوگا۔ معاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انگلی سے اشارہ فرمایا اور فرمایا
واللہ باللہ میرے دل میں کبھی ایسی بات نہیں آئی۔ میں تو بہت عاجز و گنہگار خدا کا بندہ ہوں۔ آپ
فرماتے تھے کہ اس سے میں دل میں بہت شرمندہ ہوا اور ندامت سے سر جھک گیا اور اس سے کشش
میں اور زیادتی ہوئی یہی بات آپ کو خانقاہ رحیمیہ میں حاضری کا سبب بنی۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر ایسی نورانیت اور
کشش تھی کہ جب بازار سے گذرتے تو ہندو مسلم بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور عرض کرتے میاں
صاحب سلام۔ ایک عرصہ کی حاضری کے بعد بڑی عنایت اور شفقت و محبت سے فرمایا احمد
چاند تجھے بیعت ہی کر لوں۔ بیعت فرما کر سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق ارشاد
فرمائے۔ ایک مدت تک عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و ذکر و اذکار میں مشغول رہے جب
سلسلہ عالیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوف کے منازل طے ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اس
سے پہلے حضرت اقدس مولانا محمد امیر باز خان صاحب قدس سرہ متوفی ۱۳۲۴ھ کو قریباً ۱۲۸۷ھ

پہلے اور حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ صاحب جلال آبادی و کرنالوی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۲۴ھ کو محرم الحرام ۱۲۹۲ھ میں اجازت و خلافت فرما چکے تھے اوّل الذکر خلیفۂ اوّل اور دوم خلیفہ ثانی ہو چکے تھے۔ اور حضرت مولانا ابوالحسن صاحب قدس سرہٗ خطیب و مہتمم جامع مسجد سہارنپور بھی اجازت و خلافت سے مشرف ہو چکے تھے[1]۔ آپ کو بھی انہی دنوں یا اس کے بعد اجازت و خلافت سے نوازا گیا اور خلیفہ چہارم ہو گئے[1]۔ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور مریدین و متعلقین کی نظروں میں ایک خاص مقام کے مالک تھے اور ان کو آپ پر پورا پورا اعتماد تھا اور عزت و شرافت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ کے معمولات و اوراد و وظائف کے سخت پابند تھے۔

اپنے وطن تگھری میں ایک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ میں یعنی آپ کے رشتہ داروں نے اپنا ایک رشتہ ایک شیعہ سے کر دیا تو آپ نے وطن کو خیر باد فرما کر اپنے ننہیال کی بستی رائے پور تحصیل و ضلع سہارنپور میں ۱۳۰۰ھ تشریف لے گئے اور خانقاہ قائم فرمائی۔

جہاں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ، مجددیہ کے ذکر و اذکار اور اشغال و مراقبات رائج فرمائے اور عقیدت و محبت سے اخیر زمانہ تک اپنے شیخ و پیر و مرشد کے حلقہ سے وابستہ رہے

یاد رہے کہ رائے پور آپ کے وطن تگھری سے جانب شمال مشرق بیس میل دور دریائے جمنا کے مشرقی کنارے واقع ہے یہ بستی مسلمان راجپوتوں اور مسلمان شرفاء کی بستی ہے جو شہر سہارنپور سے بجانب شمال تقریباً ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

سہارنپور سے مشہور قصبہ بہٹ سے گذر کر، مشہور شہر جگادھری کو پختہ سڑک جاتی ہے اس کے ۱۸-۱۹ میل کے فاصلہ پر نہر جمن مشرقی کا مشہور پل ہے[2]۔ اس سے جانب شمال ۴ میل

---

[1] رسالہ التوحید صفحہ ۱۰ و رہنمائے طریقت صفحہ ۱۱۹ از تصانیف حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب کرنالوی قدس سرہٗ [2] گنگدلیوڑ کا پل

کے فاصلہ پر بستی رائے پور واقع ہے۔ بستی سے مغرب نہر سے پار چودھری مراد علی خاں مرحوم کے باغ میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ جو آج کل گلزار رحیمی کے مبارک نام سے مشہور ہے۔ وہیں جانب مغرب مسجد اور مدرسہ کی پختہ عمارت ہے۔ جو پہلے کچی عمارت تھی اور چھپر تھے۔ بارشوں میں خوب ٹپکتی تھی لیکن کبھی زبان پر شکایت نہیں آنے دی۔ اسی گاؤں کے آپ نواسہ تھے اور یہی جناب راؤ امانت علی خاں رائے پوری مرحوم کی صاحبزادی سے نکاح و شادی بھی ہوئی تھی اس لیے آپ کی حیات مبارکہ تک یہی خانقاہ تھی اور اسی کے گردو پیش طالبین خدا کا قیام رہتا تھا۔ پہلے پہل ایک پٹواری صاحب بیعت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ سہارنپور میں میرے شیخ موجود ہیں۔ ان سے جا کر بیعت ہو جا۔ پٹواری صاحب سہارنپور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔ "جا۔ رائے پور میرا چاند میرے سے بڑھ گیا ہے اُن سے جا کر بیعت ہو جا۔ اُس نے عرض کیا اُنھوں نے ہی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

فرمایا جا میں اُنہیں کہہ دوں گا۔ وہ واپس رائے پور حاضر ہوا آپ مسجد لوہاراں والی میں جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے تھے۔ پٹواری صاحب وہیں حاضر ہوئے آپ نے دور سے پہچان کر فرمایا یہ پیچھا نہیں چھوڑتا اب اُس سے بیعت فرمایا[2]

آپ کا اکثر مزارات اولیاء اللہ پر حاضری کا معمول تھا۔ سہارنپور۔ دہلی۔ پیران کلیر سرہند شریف وغیرہ مزارات پر حاضری دیتے تھے اور فیوضات و برکات سے مشرف ہوتے تھے ایک دفعہ پیران کلیر شریف حضرت شیخ علی احمد صاحب قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ عرس پہ نہیں ویسے ہی حاضر

---

[1] از جناب ماسٹر خورشید صاحب ساکن لید حال جھاد ریاں

[2] از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

ہوئے۔ موسم گلابی سا تھا۔ سردی کا موسم نکل چکا تھا۔ اندر سوئیں تو مچھر کاٹتا۔ باہر سردی لگتی تھی۔ فرماتے تھے کہ باہر ہی صحن میں فرش پر بستر لگا لیا۔ ہلکی سی بوندا باندی شروع ہوئی میں اندر چلا گیا۔ بارش بند ہو گئی اور بستر اور کپڑے بالکل خشک تھے پھر صحن میں بستر لگایا اور لیٹ گیا۔ پھر بارش شروع ہو گئی پھر اندر چلا گیا تو بارش بند ہو گئی۔ پھر تیسری بار صحن میں بستر بچھا کر لیٹ گیا اور بارش شروع ہو گئی۔ فرماتے تھے کہ میں نے کہا۔ کون اٹھے۔ رضائی صبح خشک کر لیں گے، لیکن بارش ایسی معلوم ہوئی کہ گویا بستر وغیرہ پانی سے ڈوبا جا رہا ہے مجبوراً بستر اٹھا کر اندر چلا گیا۔ پھر آواز آئی۔ عبد الرحیم! میں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی۔ عبد الرحیم۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! حاضر ہوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد آواز آئی عبد الرحیم! میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نظر تو آتے نہیں۔ آپ کون بزرگ ہیں۔ فرمایا۔ میں علی احمد ہوں آپ کا حصہ گنگوہ میں ہے لہ

حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ ہلکی بوندا باندی شروع ہوئی جب دیر ہو گئی تو ہاتھ باہر نکال کر رضائی کو دیکھا تو وہ بالکل خشک تھی اور فرش بھی خشک تھا باقی واقعہ مذکور کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ یہاں کوئی خادم عبد الرحیم ہوگا۔ کوئی اسے آواز دے رہا ہوگا۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔ پھر سہ بارہ آواز آئی۔ تو خیال آیا کہ کہیں صابر صاحب تجھ کو ہی نہ بلا رہے ہوں تو آواز آئی کہ ہاں تجھ کو ہی بلایا ہے اور فرمایا کہ میرے ہاں کی نعمت گنگوہ میں ہے تم گنگوہ جاؤ۔

یہ انوارات کی بارش تھی۔ جب روضۂ اطہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے ہیں۔ اس وقت ایسے ہی انوارات کی بارش ہوتی ہے کہ ہر شخص محسوس کرتا ہے۔ جب طوافِ کعبہ کرتے ہیں۔ تب بھی ایسے انوارات کی بارش ہوتی ہے ٢ہ

لہ از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ و حضرت مولانا محمد صاحب انوری قدس سرہٗ

٢ہ از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

آپ فرماتے تھے کہ میں صبح رائے پور چلا آیا اور خیال گذرا کہ میں اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز بھی ہوں پھر کیا ضرورت ہے پھر سفر حج کے لیے حرمین الشریفین حاضری ہوئی یہ زمانہ تقریباً ۱۲۹۸ یا ۱۲۹۹ھ کا بنتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تم کو صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کی یا کہ نہیں عرض کیا کہ نہیں! فرمایا جب وطن واپس جاؤ گے تو ہمیں مل کر جانا۔ واپسی پر حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت آج واپس وطن جانے کا خیال ہے۔ تو فرمایا کہ تم کو حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ ایک خط بھی عنایت فرما کر فرمایا کہ جب گنگوہ جاؤ گے تو مولوی رشید احمد کو دے دینا۔

واپسی پر بھی ہم نے گنگوہ جانے کا خیال نہ کیا کہ جب ہمارے پیر و مرشد ایک کامل اولیاء اللہ میں سے ہیں اور ہمیں اجازت بھی ہو گئی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے۔ پھر ایک روز خیال آیا کہ چلو گنگوہ ہو آئیں۔ جب گنگوہ حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ظہر کی نماز کا وضو فرما رہے تھے فرمایا آ گئے۔ آپ نے عرض کیا کہ حاضر ہوا۔

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی والا نامہ میرے نام عنایت فرمایا تھا۔ بہت شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ عنایت فرمایا تھا۔ فرمایا کتنا قیام ہو گا۔ عرض کیا کہ تین شب۔ پھر بیعت فرمایا اور چاروں سلسلوں میں یعنی چشتیہ، صابریہ، نظامیہ اور قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ختم خواجگان سلسلہ چشتیہ کی اجازت فرمائی جو آج تک آپ کے حلقہ میں جاری ہے۔ [1]

اس وقت حضرت میاں صاحب شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی و سہارنپوری قدس سرہٗ کے وصال مبارک کو تقریباً چار سال گذر چکے تھے یعنی ۱۳۰۰ یا ۱۳۰۱ھ کا زمانہ تھا مگر آپ نے سلوک

---

[1] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ و سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

طریقہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ ہی کو جاری فرمایا۔

آپ ایک بار حضرت شیخ مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ علوم ظاہری میں متبحر عالم اور فاضل اور حافظ و قاری تھے اور علوم باطنی میں کامل و مکمل بزرگ تھے۔ طریقت کا آپ پر غلبہ تھا۔ دیکھنے والا آپ کو مولوی یا عالم نہ سمجھتا تھا۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ بزرگ تھے۔ اور صاحب کشف و کرامات اور تصرفات اور صبر و شکر و قناعت و اخلاص۔ علم و یقین و تفویض و توکل، رضا و تسلیم کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔

آپ رات دن میں کوئی گھنٹہ بھر سوتے ہوں گے باقی سب عبادت و ریاضت میں گذرتا عصر کے وقت مجلس عام ہوتی اور عام ملاقات کے لیے مخصوص تھا۔ آپ تہجد میں طویل قرآن مجید تلاوت کرتے بڑے سکون و اطمینان اور سرور دل سے جب عذاب کا ذکر آتا تو رو۔ رو کر استغفار پڑھتے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر معافی طلب کرتے۔ اسی طرح جب آیات رحمت کا ذکر آتا تو خوش ہو ہو کر تلاوت فرماتے [۱]

رمضان شریف میں تلاوت اور ذکر و اذکار اور شغل و مراقبہ وغیرہ کا اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا اور خاص اہتمام بڑھ جاتا۔ مجلسیں سب ختم فرما دیتے تھے۔ ڈاک بھی بند فرما دیتے باتوں کے لیے کوئی وقت نہ تھا۔ کسی ایسے شخص کے آنے سے طبیعت مبارک پہ گرانی ہوتی جس کے لیے وقت صرف کرنا پڑتا۔ نماز کے علاوہ تقریباً چوبیس گھنٹے تخلیہ فرماتے اور قریباً سارا وقت تلاوت کلام اللہ میں صرف فرماتے حتیٰ کہ رات دن میں سارا کلام اللہ ختم فرما لیتے گویا کہ تلاوت اور معمولات کے علاوہ کوئی کام ہی نہ تھا۔ رات دن اسی میں گذارتے۔ اور معذوری کا زمانہ قرآن مجید بہت زیادہ سنتے تھے سات آٹھ بار۔ آپ کا وجود مبارک تمام کا

---

[۱] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

تمام عملاً تبلیغ تھا۔ آپ کی خانقاہ میں نہایت سادگی اور تکلفات سے پاک تھی۔ سادہ اور بے تکلف کھانا پکتا۔ سادہ لباس سادے مکانات اور سادہ چارپائیاں اور سادے بستر۔ غرض کہ بڑے مجاہدے اور جفاکشی اور ریاضت کی بابرکت جگہ تھی۔ رات دن میں صرف ایک روٹی ٹکی کی ملتی[1] تھی۔ کوئی سالن وغیرہ نہیں ہوتا۔ کبھی کہیں سے چھاچھ (لسی) آجاتی تو مقیمین خانقاہ کے لیے عید ہو جاتی ۱۳۲۳ھ میں اور اس کے بعد آپ کے لانگری حضرت حاجی جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ساری خانقاہ میں صرف ایک لالٹین تھی تاکہ حاضر رہنے والے صرف اللہ پر بھروسہ اور تارک الدنیا ہو کر رہیں اور سانپوں اور بچھوں سے بے پرواہ ہو کر[2]

آپ تبلیغ کے لیے اور اشاعت سلسلہ کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے اور اس سلسلہ میں بڑے لمبے چوڑے دورے فرماتے۔ یوپی۔ دہلی اور پنجاب میں خصوصاً انبالہ، لدھیانہ جالندھر اور ملتان سے آگے ریاست بہاولپور میں ضلع بہاولنگر اور بڑہ عالمگیر وغیرہ مقامات میں خصوصی دورے فرماتے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرماتے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جا بجا مدرسے جاری فرمائے۔ رائے پور میں اپنی نگرانی میں ایک مدرسہ جاری فرمایا جس کی باقاعدہ تحریر ۱۳۰۶ھ کی ملتی ہے۔ جس میں حفظ کلام اللہ اور ناظرہ کی تعلیم اور عقائد۔ نماز۔ روزہ اور ضروریات دین کے مسائل اور دنیوی لحاظ سے حساب کتاب پڑھائی جاتی تھی اور سب ضروریات زندگی کی اعلیٰ تعلیم سکھائی جاتی تھی۔ مثلاً کھانا پکانا، پانی بھرنا۔ لکڑیاں خود روجنگل سے کاٹ کر لانا۔ کپڑے دھونا وغیرہ یہ سب کام طالب علم خود انجام دیں تاکہ چست و چالاک رہیں اور کاہل و سست نہ بنیں یہ مدرسہ توکل کا مجسمہ تھا۔ نہ کوئی جائداد وقف تھی اور نہ کوئی سفیر تھا اور نہ کہیں سے چندہ لیا جاتا تھا محض توکل علی اللہ نہایت کامیابی سے آج تک جاری اور ساری ہے۔ اسی طرح کئی ایک مقام پر

---

[1] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

[2] از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

مدرسے خادمین سے کہلوائے تھے کہ محض توکل علی اللہ نہ کوئی سفیر ہو اور نہ کہیں سے چندہ کیا جاوے اگر کچھ آجاوے تو کھالیں ورنہ صبر واستقامت سے بیٹھیں [1]

آپ کا ردِ قادیانیت اور شیعیت میں خاص مقام تھا اور رسوم و بدعات کی اصلاح میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ ایکدفعہ راؤ مراد علی خان مرحوم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باہمی جنگ و رنجش کا ذکر شروع کر دیا اور اس پر رائے زنی ہونے لگی۔ آپ جوش میں آگئے اور ارشاد فرمایا راؤ صاحب ایک مختصر سی بات میری بھی سن لیجیے۔ بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنیا میں مخلوق کو قیامت تک کے پیش آنے والی تمام ضروریات دین و دنیا سے باخبر کرنے کے لیے تشریف لائے تھے اور ظاہر ہے کہ وقت اتنی بڑی تعلیم کے لیے آپ کو بہت تھوڑا دیا گیا اور اس تعلیم کی تکمیل کے لیے ہر قسم کے حوادث اور واقعات پیش آنے کی جتنی ضرورت تھی اُن پر علم اور عمل مرتب ہو تو دنیا سیکھے کہ فلاں واقعہ میں یوں ہونا چاہیے۔ فلاں میں یوں۔ پس اصول کے درجہ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں رہا جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں حادث نہ ہو چکا ہو۔ اب واقعات تھے دو قسم کے۔ ایک وہ جو منصب نبوت کے خلاف نہیں تھے وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔ مثلاً نکاح و شادی، اولاد اور اُن کا وصال کرنا، کفنانا، دفنانا تمام خوشی و غمی کے واقعات وغیرہ وغیرہ اور اُن سے دنیا کو عملاً سبق مل گیا کہ فلاں کام سنت ہے اور فلاں خلاف سنت ہے اور وہ واقعات جو عظمت شان نبوت کے منافی ہیں مثلاً زنا چوری وغیرہ۔ باہم جنگ و جدال، نفسانی اغراض پر دنیوی امور میں نزاع و رنجش وغیرہ، یہ سب واقعات تھے منصب نبوت کے منافی اور ضرورت تھی اُن کے پیش آنے کی لہٰذا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے کو پیش کیا کہ ہم غلام آخر کس مصرف کے ہیں۔ جو امور حضور

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۳۴

صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے خلاف ہیں وہ ہم پر آدیں اور حکم و نتیجہ مرتب کیا جاوے، تاکہ دین
تکمیل ہو جائے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب کچھ آلیا جو قیامت تک آنے وال
کے لیے رشد و ہدایت بنا اور ہر بھلے برے کو معلوم ہو گیا کہ فلاں واقعہ میں یہ کرنا اور اس طر
کرنا مناسب ہے اور یہ کرنا اس طرح کرنا نامناسب ہے۔ پس ہے کوئی ایسا باہمت جانثار
تکمیل دین کی خاطر ہر ذلت اور ہر عیب کو ہنر سمجھ کر نشانہ ملامت بننے پر فخر کرے وہ سچے عشاق تو
طرح ہماری تمہاری اصلاح و تعلیم کی خاطر اپنی عزت و آبرو نثار فرمادیں اور ہم ان کے منصف
ڈپٹی بن کر تیرہ سو برس کے بعد ان کے مقدمات کے فیصلے کرنے بیٹھیں اور نکتہ چینی کرکے
عاقبت گندی کریں اس سے کیا حاصل۔ اگر ان جواہرات نایاب کے قدردان نہیں بن سکتے تو کم سے کم
طعن سے ہی اپنا منہ بند رکھیں [۱]

غرض کہ آپ ہر بدعت اور خلاف سنت کاموں کی تردید قال وحال سے فرماتے تھے ایک
مسائل اختلافیہ سنت و بدعت پر ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک علاوہ دلائل علمیہ کے حق و باطل
پہچاننے کا ایک معیار اور بھی ہے وہ یہ کہ قدرت نے ہر چیز میں اس کے ہم جنس کی طرف
کشش کا مادہ رکھا ہے کہ کبوتر با کبوتر اور باز با باز اور یہ قدرت کا عطیہ ہے جس کو فطرت
کہنا چاہیے۔ اجسام ہوں یا اعراض سب ہی میں جاری و ساری ہے۔ پس جس فعل کے متعلق تم
کہ نہ معلوم حق ہے کہ باطل۔ اس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی طرف میلان کن قلوب اول کا
اور کشش کس قسم کے لوگوں کی ہے اگر دیکھو کہ ابتداً اس کی طرف بددین و فساق اور فجار
کی اس کی طرف حرکت ہوئی اور وہی لوگ جوش و خروش کے ساتھ اس کی طرف لپکتے ہیں
لو کہ اس فعل میں ضرور ظلمت ہے اگرچہ ظاہری صورت نورانی اور دینی معلوم ہوتی ہے
اگر اس میں نور ہوتا تو ظلمانی قلوب جذب نہ کرتا بلکہ وہ قلوب اس سے بھاگتے اور نورانی

---

[۱] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۴۶ [۲] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۴۷

اولیاء و صلحا کے اُس کی جانب نہ کھینچے۔ اور کسی فعل کو دیکھو کہ دیندار اہل اللہ اُس کی طرف جاتے ہیں اور عوام بازاری لوگ اس سے بھاگتے ہیں تو سمجھ لو کہ اس فعل میں ضرور نور ہے کہ اہل نور حضرات کے قلوب کو اس طرف کشش ہوئی اور ظلماتی قلوب نے وحشت کھائی۔ پس عوام کا کسی اختلافی مسئلہ کے متعلق یہ کہنا کہ ہم تو بے پڑھے ہیں اور دونوں طرف مولوی ہیں پھر ہم کیونکر سمجھیں کہ کون حق پر ہے۔ خدا کے نزدیک یہ معتبر نہیں یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ جبکہ دونوں طرف علماء ہونے کے قائل ہو کر بھی ایک طرف جھکے ہوئے ہیں جو دلیل ہے ایک شک کو اُن کے نفوس نے ترجیح دے کر اختیار کیا اور اپنے اوپر سے الزام اُتارنے کے لیے مولویوں میں فیصلہ نہ کر سکنے کا عذر تراشا ہے اس طرح ذرا غور کرنے سے ہر بے پڑھے سے بے پڑھا بھی حق اور باطل سمجھ سکتا ہے کیونکہ دیکھ رہا ہے کہ رسومات و بدعات رائجہ کی طرف یا وہ بازاری عوام جھکتے ہیں جن کو نماز روزہ تک سے وحشت و بے تعلقی ہوتی ہے یا وہ پڑھے لکھے مائل ہوتے ہیں جن کے قلوب و نورانیت کو حُبِ جاہ و مال نے داب لیا ہے اور اگر کوئی مخلص دھوکہ کھا کر اُدھر چلا بھی گیا تو خود اپنے قلوب ٹٹولے کہ وہ کشش نہ ہوگی جو درود و نماز۔ روزہ جیسی کھلی عبادتوں کی طرف اُس کو ہوتی ہے اور اس لیے اُمید ہے کہ انشاء اللہ کسی وقت اُس کا قلب سلیم اُس کی رہبری کرے گا اور متنبہ ہو کر نورانیت کی طرف ضرور آجائے گا۔ آپ ہر بدعت اور خلاف سنت کی قال و حال سے رد فرماتے اور خصوصاً نکاح بیوگان جو آپ کی قوم میں عیب تھا اور بیوہ عورتوں کو دوسرے نکاح کی اجازت نہیں تھی اور اگر کوئی عورت دوسرا نکاح کر بیٹھتی تو شور ہو جاتا اور بڑی بڑی مخالفتیں چلتیں آپ نے اُس کی اصلاح میں بہت کچھ مصائب برداشت فرمائے اور عملاً آپ نے خود بھی بیوہ عورت سے نکاح فرمایا اور اپنے عزیز بیٹے حضرت الحاج حافظ مولوی عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء جن کا وصال سفرِ حج میں ہوا تھا اُن کی بیوہ کا نکاح بڑی دھوم سے منایا اور برات کے ذریعہ اس کو رخصت فرمایا۔ اس بیوہ کا نکاح اپنے نواسہ جناب حمید خان بن چوہدری تصدق حسین خان سے کرایا جو ذیلدار گنگھلہ ضلع کرنال کے تھے

ایک دفعہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ حضرت قادیانی انوار کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں انوار نظر آتے ہیں اور تکلم باری تعالیٰ ہوتا ہے اور نماز میں بہت حالات وکیفیات پیش آتے ہیں اور گریہ وخشیت کا غلبہ ہوتا ہے اُس کا کیا سبب ہے۔ آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور بڑے جوش سے فرمایا۔ مولوی صاحب سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ۔ ترجمہ:" اور جو کوئی برخلاف رسول کے پیچھے اُس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اُس کے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہے" تک تلاوت فرما کر اُس کی کچھ تشریح فرمانا چاہتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سمجھ گیا۔ (حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہٗ اس پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ضلالت کی صورت میں بھی جو لوگ مجاہدے اور محنت میں لگے رہتے ہیں اُن کے لیے بھی ایسی صورتیں اور آثار ظاہر ہوتے ہیں جن سے اُن کو اپنے مسلک کی تائید اور اس پر اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ اس میں زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اسی کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں استدراج ہے۔ اس لیے محض کشوف و انوار اور کیفیات و آثار حقانیت اور مقبولیت کا معیار نہیں۔ اصل معیار کتاب و سنت اور مسلک سلف سے مطابقت ہے)[۳]

کھانے میں احتیاط آپ حلال کھانا کھانے اور حلال کا کپڑا پہننے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے کہ اس سے ذکر کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر اتفاقاً کہیں بے خبری میں کھانا کھا لیتے تو وہ ہضم نہیں ہوتا تھا اور قے فرما دیتے تھے، ایک دفعہ گنگوہ کے ایک رئیس نے دعوت کی آپ نے بہترا عذر فرمایا لیکن وہ نہ مانا اور بہت اصرار کیا۔ آخر آپ نے

---

[۱] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۴۹ [۲] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۲ تا

[۳] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ و سوانح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

ہو کر اس کی دلداری کے لیے تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو منظور فرمالیا لیکن کھانے کے بعد مکان پر تشریف لائے تو سب قے فرمادیا اور اس میں ذرہ تغیر نہ تھا اور اوپر سے گرم پانی پی کر اچھی طرح پیٹ مبارک صاف کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص سود لیا کرتا تھا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا جب آپ کوئی مشکوک کھانا کھا لیتے ہضم نہ ہوتا اور قے ہو جاتا اور کھانا صاف جس طرح کھایا ہوتا اسی طرح خارج ہو جاتا۔ ذرا بھی تغیر نہ ہوتا تھا۔

آپ ذکر کے فضائل اور اہمیت میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ یعنی تم مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کروں اور میرا شکر ادا کرو اور کفران نعمت نہ کرو۔ گویا ذکر نہ کرنا غافل رہنا کفران نعمت اور ذکر کرنا شکر ادا کرنا ہے۔ آپ عام خادمین سے نفی اثبات گیارہ سو بار اور اسم ذات ۲ ہزار تک۔ تین چلے بڑی شد و مد کے ساتھ بلا ناغہ کراتے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ یہ ہمارا سلسلہ قادریہ کا ذکر اگر تین چلے شد و مد کے ساتھ کیا جائے تو انوار ذکر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ عوام اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے اور جاہل سمجھتے ہیں اور اہل علم حضرات سے سات چلے کراتے تھے یہ اس لیے کہ اہل علم حضرات اپنے کو بہت کچھ سمجھتے ہیں اس بہت کچھ سمجھنے کو مٹانے کے لیے فرماتے تھے اپنے کو کچھ سمجھنے لگ جانا، اس سے ترقی رک جاتی ہے آدمی ادھورا رہ جاتا ہے اس میں ایک اپنے پیر بھائی صاحب کشف کا تذکرہ فرما کر فرماتے۔ ان کی ترقی رک جانے کا کشف سبب بنا اور ایک دوسرے پیر بھائی کا تذکرہ فرماتے کہ جب میں کہیں پہنچا تو سنا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں مراقبہ میں جنت میں داخل ہوتے ہیں اور جب ملا تو معلوم ہوا کہ یہ میرے پیر بھائی ہیں اور ان کی باتیں سن کر معلوم ہوا کہ یہی چیز ان کے رک جانے کا سبب بنی[1]۔ حضرت اقدس قطب عالم شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

---

[1] از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

فرماتے کہ میں چودہ ۱۴ سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ اس طویل مدت میں کبھی ایک کلمہ بھی آپ کی زبان مبارک سے نہیں سنا جس میں اپنی تعریف کی بو بھی آتی ہو۔ حب جاہ ایک ایسی چیز ہے جو سب سے آخر میں اولیاء اللہ کے قلوب سے نکلتی ہے جب سالک صدیقین کے مقام پر پہنچتا ہے تب اس سے پیچھا چھوٹتا ہے یہ بات میں نے اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں خوب اچھی طرح سے دیکھی ہے کہ حبِ جاہ کا وہاں سر کٹا ہوا تھا حالانکہ آپ تصوف کے امام تھے۔

نیز فرماتے تھے کہ جب میں نے پہلی دفعہ عریضہ لکھا کہ میں بیعت کے واسطے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ جواب تحریر فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ میں آپ کو لکھتا ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں۔ آپ میں طلب ہے مجھ میں یہ بھی نہیں۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کی طرف رجوع کریں۔ میں یہ والا نامہ پڑھ کر پھڑک گیا کہ اخلاص اور بے نفسی اسکو کہتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اہل اسلام اور ہندو جوگیوں کا سلوک اخیر تک برابر برابر چلتا رہتا ہے وہ سب واردات وحالات وکیفیات جو اہل اسلام کو پیش آتی ہیں اُن کو بھی آتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ آخر میں اہل اسلام کو اتباع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جاتی ہے ہندو اس سے محروم رہ جاتے ہیں[۱]۔ آپ کے ہاں صرف تعلق مع اللہ کے دوام پر زور دیا جاتا تھا۔ کیونکہ جب یہ تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو اتباع شریعت اور اخلاق عالیہ خود بخود آجاتے ہیں اور اسی کے حصول کے لیئے ذکر وشغل اور مراقبہ کرایا جاتا ہے[۲]

آپ نے تقریباً اپنے مرشد ارشد الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی قدس سرہٗ متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کے بعد چونتیس سال ارشاد وتلقین تعلیم وتربیت کا کام فرمایا۔ لاکھوں انسانوں نے فیوض وبرکات حاصل کیے۔ جس میں بڑے بڑے علماء وصلحاء شامل تھے اور عالم فاضل صاحب عبادت وریاضت جس میں صاحب نسبت اور صاحب احوال اور

---

[۱] [۲] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

بلند مرتبہ بزرگوں کی اور صاحب کشف وکرامات بزرگوں کی خاصی تعداد تھی اور کئی ایک خانقاہیں قائم ہوئیں جن میں موضع دیراں متصل رائے پور گجراں ضلع جالندھر اور دین پور شریف متصل ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور کی خانقاہیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ عبادات و ریاضات اور ارشادات و تلقین اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تحریک آزادئ ہند اور انگریز دشمن اسلام اور دشمن قوم و ملک میں حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے اور یہ ساتھ وصال تک رہا اور اپنے خاص خادم حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کو وصیت فرما گئے تھے کہ اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کے ساتھ سیاسی خیالات جذبہ جہاد اور اسلام، مسلمان، ملک کے دشمن انگریز کے خلاف ہوتے ہوئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنا اور اُنہیں سے رجوع اور مشورے کرتے رہنا [1]

حضرت مدنی قدس سرہٗ متوفی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ) فرماتے تھے۔ جب میں ۱۳۲۰ھ میں رائے پور حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند (رحمۃ اللہ علیہ) لوگوں سے بیعت جہاد لے رہے ہیں یہ تو بہت خطرناک امر ہے انگریز کو اگر خبر ہو گئی تو دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے، مسلمانوں کا یہ علمی مرکز اُجڑ جائے گا۔ مجھے اس کی خبر نہ تھی لہٰذا لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا یہ ارشاد عرض کیا تو فرمایا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی تھی کہ پچاس برس تک یہ دارالعلوم قائم رہے گا۔ سو بحمد اللہ پچاس برس گذر چکے ہیں اور دارالعلوم اپنی خدمات باحسن وجوہ سرانجام دے چکا ہے۔ یہ سن کر میں دم بخود رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ سے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آپس میں کھل کر بات چیت ہوئی تو آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہم خیال اور ہمنوا ہو گئے [2] گویا دونو حضرات

---

[1] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ [2] حضرت مدنی قدس سرہٗ

یک جان دو قالب تھے اور آخر تک اسی پر قائم رہے جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ میں حاضری حرمین الشریفین کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا سرپرست اور تحریک آزادی ہند کا اپنا قائم مقام بنا گئے اور اپنے کارکنوں کو تاکید فرما دی کہ آپ کو میرا قائم مقام سمجھیں اور مہتم بالشان امور کو آپ سے مشورہ لے کر اور پوچھ کر انجام دینا۔ چنانچہ آپ نے نہایت دل سوزی و استقلال سے اور عالی ہمتی سے انتہائی راز داری کے ساتھ اہم امور کو سرانجام فرماتے رہے اور آپ کے خاص خدام بھی نہایت دل سوزی سے دلچسپی لیتے رہے اور ریشمی رومال کی تحریک جیسے اہم امور میں نہایت راز داری سے کام فرمایا اور اُس کا کوئی پہلو بھی ظاہر نہ ہونے دیا حالانکہ ایک بہت بڑی تعداد مخبروں کی آپ پر مسلط تھی۔[۱]

آپ کی ذات اقدس علماء و مشائخ کی نظروں میں بڑی کامل شخصیت تھی۔ ہمعصر بزرگ آپ کے مداح خواں ہیں مثلاً حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا محب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ آپ بڑے قوی النسبت ہیں کہ اُن کے پاس چاہے کوئی کیسا ہی دل لے کر آئے۔ سب جھاڑ جھنکاڑ کو یکدم صاف کر دیتے ہیں۔[۲]

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ ایک مرتبہ رائے پور تشریف لے گئے۔ تو فرمایا اللہ اکبر، اس باغ کے درختوں سے تواضع ٹپک رہی ہے۔[۳] حضرت تھانوی (نور اللہ مرقدہٗ) فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت شیخ الہند اور حضرت سہارنپوری (نور اللہ مرقدہما) کی گود میں بیٹھ جائے۔ تو کوئی خوف نہیں لیکن حضرت رائے پوری کی تو مجلس میں بھی بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کشف سے کچھ معلوم نہ کر لیں۔ تاریخ مظاہر جلد دوم صفحہ ۲۹

---

[۱] [۲] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۳۹

[۳] آپ بیتی نمبر ۱ صفحہ ۲۰ و آپ بیتی نمبر ۳ صفحہ ۱۰۳

آپ پر محبوبیت غالب تھی ہر کہ ومہ (ہر کسی) کا دل آپ کی طرف کھنچتا تھا آپ کی مجلس انوار و برکات کی مخزن تھی ، آپ کی صورت مبارک دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا - آپ شہرت و نمود کو ناپسند فرماتے تھے آپ دنیا کے لیے رحمتِ الٰہیہ تھے ۔ مستجاب الدعوات اور منصب ارشاد و ہدایت کے تاجدار - باغ کے درختوں کا پتہ پتہ اور نہر کا قطرہ قطرہ حاضرین کو ذکر اللہ کا سبق پڑھایا کرتا تھا [۱]

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں حضرت قدوۃ الاتقیاء راس المتواضع وصفا - اور حضرت قطب الاقطاب جیسے القاب سے یاد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اعلیحضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی پوری زندگی تواضع وانکساری کی تھی ۔ ہمارے جملہ اکابر میں تواضع ضرب المثل تھی [۲]

جامعہ رشیدیہ رائے پور ضلع جالندھر ، خیر المدارس جالندھر شہر اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ انوار الہدیٰ دین پور ضلع بہاولنگر جیسے اہم مراکز آپ کے سرپرستی میں جاری تھے اور دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۳۷ھ یعنی تا وصال رہے اور سرپرست ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء سے ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء تک رہے جب کہ دار العلوم میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ - حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۔ جیسے بیسیوں حضرات موجود تھے جن کی بڑی طویل فہرست موجود ہے ۔ ایسے ہی مظاہر العلوم سہارنپور کی سرپرستی کے زمانہ میں حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہٗ - حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی ۔ جیسے حضرات موجود تھے اور حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر العلوم جو ۱۳۱۴ھ سے ۲۰ ہجری تک رہے ۔ غرض کہ آپ ہر دو مظاہر العلوم اور دار العلوم دیوبند کی ہر قسم معاونت فرماتے رہے

دوسرا حج آپ نے پہلا حج ۱۳۰۶ یا ۵ھ میں کیا تھا ۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ۔ دوبارہ حاضری حرمین

---

[۱] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۴   [۲] آپ بیتی نمبر ۳

الشریفین ۱۳۲۸ھ میں ہوئی جس میں آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا جس کا تذکرہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ خادم خاص اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہوگئے اور سخت اسہال شروع ہوگئے اور ضعف اتنا بڑھ گیا کہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ رہی چونکہ اسہال مسلسل جاری تھے میں نے اپنے کو ان کی خدمت کے لیے مخصوص کر لیا جب اسہال ہوتا تو میں صاف کر دیتا تھا اور پاخانہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر سمندر میں ڈال دیتا تھا۔ آپ نے مجھے ایک لٹھے کا کپڑا عنایت فرمایا تھا کہ اس کے ٹکڑے پھاڑ کر پہلے ان سے صفائی کر دیا کروں میں ان ٹکڑوں کو جمع کرتا رہا پھر ان کو دھو کر پاک صاف کر لیتا۔ آخر میں ان کو سی کر جائے نماز بنالی اسی طرح میں خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔ آپ اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور اکثر اپنی خوشنودی بڑے اہتمام کے ساتھ فرماتے تھے۔ تذکرۃ الخلیل میں ہے کہ مدینہ منورہ سے ینبوع ہو کر سوار ہوئے اور عدن کے قریب وصال ہوا۔ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پڑھ کر سمندر کے حوالے کر دیا گیا[1] اس کے بعد بار بار حاضری کا ارادہ فرماتے رہے لیکن حاضری کا موقعہ نہیں مل سکا۔

کشف و کرامات

آپ کے کشف و کرامات اور تصرفات بے شمار ہیں صاحب تذکرۃ الخلیل نے مندرجہ ذیل تحریر فرمائے ہیں۔

ایک دفعہ چوہدری حافظ مختار احمد صاحب سلیماروی مرحوم جب پہلی مرتبہ حاضر خدمت ہوئے تو مہمان خانہ میں اترے۔ چونکہ چوہدری صاحب چائے کے زیادہ عادی تھے اس لیے آپ کو بغیر اطلاع دیئے ملازم کو چائے تیار کرنے کو فرمایا۔ ملازم نے چائے تیار کرنے کا قصد ہی کیا تھا کہ ایک صاحب آئے حضرت آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اس پر ان کو تعجب ہوا اور جلد

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۵۳

جلدی حاضر ہوئے مصافحہ فرماتے ہی خادم سے فرمایا۔ چودھری صاحب کے لیے چار ملاں جی سے کہو۔ اِس پر اُن کو دوسری حیرت ہوئی اور خیال آیا کہ میری عادت تو یہ ہے کہ جب تک انڈہ نہ کھالوں۔ صبح کی چاء نہیں پیتا۔ تو آپ نے خادم سے فرمایا۔ ملاں جی سے کہو کہ دو انڈے بھی لیتے آویں۔

ایک دفعہ حاجی احمد حسن صاحب صنعلدار نہر ڈپٹی مجسٹریٹ انہار گنگ حاضر خدمت ہوئے اور گھوڑا باغ میں بندھوادیا اور آپ سے ملاقات کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔ مغرب کے قریب باہر آئے تو گھوڑے کی تلاش ہوئی۔ کچھ پتا نہ چلا کہ کہاں بھاگ گیا ہے، انھوں نے ڈیرہ دو دن جانا تھا۔ راستہ بھی پہاڑی تھا۔ بڑی فکر ہوئی۔ ملاں عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا تو آپ نے گردن مبارک جھکائی۔ پھر فرمایا۔ ملاجی کسی طالب علم کو نہر کی سیدھی پٹری پر بھیجو طالبعلم گیا تو دو۔ ڈھائی فرلانگ کے فاصلے پر گھوڑا رائے پور کی طرف منہ کرکے کھڑا ہے [1]

ایک دفعہ حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں سوندے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پور حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا منشی صاحب کچھ پوچھنا ہو تو ابھی پوچھ لیں پھر لوگ جمع ہو جائیں گے پھر خود ہی فرمایا کہ تم کیا کہو گے میں ہی کہہ دیتا ہوں کہ آپ یہ کہیں گے ان شاہ صاحب میں دو خرابیاں آگئی ہیں ایک تو ان کی آنکھ خراب ہو گئی دوسرا اُن کا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ چونکہ اُن کا دل مرزائیوں کی طرف مائل ہو گیا ہے اور ایک میل اُن کی طرف پہلے بھی تھے۔ اس واسطے ان کا دل خراب ہے۔ لہٰذا یہ چند دن یہیں رہیں۔ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں تو کوئی بات چھپی نہیں رہتی [2]

مکالمہ باری تعالیٰ جب کوئی شخص دُعا کے لیے حاضر خدمت ہوتا اور عرض کرتا تو اگر اس کا کام ہونا ہوتا تو فرما دیتے تھے کہ ہاں ان شاء اللہ ضرور دعا کریں گے۔

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۵۱ [2] ارشادات حضرات اقدس رائے پوری قدس سرہ

اور کام ہو جائے گا اور اگر جس شخص کا کام نہیں ہونا ہوتا تو ٹال دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہاں دعا کریں گے ہمارا کام تو دعا کرنا ہے۔ منظور فرمانا نہ فرمانا اسی کا کام ہے۔ اس کا کام نہیں ہوتا۔ یہ بغیر مکالمہ باری تعالیٰ اور اس طرف سے مطلع ہونے کے کیسے ہوسکتا ہے۔[1]

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ جب میں کوئی چیز دیا کروں تو لے لیا کرو۔ کیونکہ میں اپنی طرف سے نہیں دیتا۔ ادھر سے جو حکم ہوتا ہے اسی کے مطابق دیتا ہوں اور ایک دفعہ میں نے اپنے ذکر کے کچھ حالات عرض کئے تو آپ نے فرمایا اس کے بعد جو کچھ دل میں آئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا کرو۔ اب جو کچھ وارد ہوگا شیطان کی طرف سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔[2]

حضرت سائیں طور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیوہ حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ چلتے رہا کرو۔ چنانچہ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلتے رہتے تھے کہیں آرام نہیں آتا تھا اور چلنے کو جی چاہتا تھا۔ یہ ان کا تصرف تھا۔ اس کے لیے کئی بزرگوں کے پاس بھی حاضر ہوئے۔ مگر کہیں سکون نصیب نہ ہوا۔ آخر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حالات عرض کئے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد طبیعت سرد پڑ گئی ان کا تصرف ختم ہوا۔ آپ کا تصرف غالب ہو گیا۔ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عام دستور تھا کہ ملنے والوں کو پیسے دیا کرتے تھے اور جب بزرگان دین سے ملتے تو بھی پیسے ہدیہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں جب ہدیہ سلام مسنون بھیجتے تو چند پیسے ہدیہ بھی بھیجا کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ خود دریافت فرماتے کہ کوئی پیسے تو نہیں بھیجے۔[3]

ایک مرتبہ حضرت مولانا رہاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت گنگوہی قدس سرہ سے بیعت

---

[1] [2] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

[3] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگر رحمۃ اللہ علیہ

تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رات زیادہ جا چکی تھی اور سفر کا تکان تھا۔ ایک طرف لیٹ کر سو گئے۔ ذرا دیر کے بعد آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کوئی دبا رہا ہے مگر بہت احتیاط سے کہ آنکھ نہ کھل جائے وُہ اول تو سمجھے کہ آپ نے کسی خادم کو بھیج دیا ہوگا۔ مگر پھر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خود حضرت ہی ہیں یہ گھبرا گئے اور کود کر چارپائی سے نیچے اُتر آئے کہ حضرت یہ کیا غضب، فرمایا۔ بھائی اس میں کیا حرج ہے آپ کو تکان بہت ہو گیا ہوگا۔ ذرا لیٹ جائیے کہ آرام مل جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ بس حضرت باز آیا میں ایسے آرام سے [1]

آپ ۱۳۲۸ھ میں بیمار ہوئے یہ سلسلہ امراض کا تقریباً پانچ چھ سال تک مسلسل رہا۔ اس مرض نے بہت طول کھینچا کہ آپ کو بیٹھنا اُٹھنا مشکل ہو گیا اُس زمانہ میں آپ کی عجیب و غریب باطنی کیفیات درجہ یقین و احسان اور شوق لقاء و اشتیاق دیدارِ الٰہی کا مشاہدہ دیکھنے والے کیا کرتے تھے اِس زمانہ میں انگریز کے ظلم و تعدی خصوصاً مسلمان ملکوں سے بڑھی ہوئی تھی اور خصوصی طور پر خلافتِ عثمانیہ کو مٹانے کا انگریز چوٹی سے پاؤں تک زور لگا رہے تھے۔ اس کا افسوس اور قلق اور پھر حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی اور اُن کی پریشانی مزید در مزید تکلیف کا باعث بنی ہوئی تھی [2]

ذوق لقاء

اسی بیماری کے دنوں میں زیارت حرمین الشریفین کا شوق بڑھا لیکن جوں جوں موسم حج آتا گیا آپ کا مرض بڑھتا گیا اور کروٹ لینا مشکل ہو گیا لیکن خادم جب نماز کے لیے کھڑا کر دیتے تو نماز کھڑے ہو کر پڑھ لیتے اور ذوق و شوق میں بیٹھنا اُٹھنا دشوار نہ ہوتا۔ ایک دفعہ ایک مخلص طبیب نے آپ کی آخر مرض میں نبض دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت آپ کو بہت پرانی تپ معلوم ہوتی ہے۔ اور ایسی ہے جیسے کسی غلبہ حزن و غم میں پیدا ہوئی ہے اور اندر ہی اندر گھلائی جاتی ہے۔ برسہا برس گذر جانے پر اس وقت آپ کو جوش آیا اور فرمایا۔ ہاں

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۵۴ [2] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۵

حکیم صاحب آپ نے سچ فرمایا مجھے تپ شروع اُس دن ہوئی جس دن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ
علیہ نے دنیا کو الوداع فرمایا اور اُس کا بدن پر ظہور اُس دن ہوا جس دن خبر سُنی کہ حضرت
شیخ الہند مالٹہ میں قید ہو گئے آج حضرت شیخ الہند رہا ہو کر تشریف لائیں تو اور کچھ نہ سہی ایک دم
تو جبر جھری سے کر اُٹھ ہی کھڑا ہوں گا اتنا فرما کر چپ ہو گئے[1]

ترک دینا

اس زمانہ میں آپ کی خدمت، آپ کے خاص خادم اور عاشق نے اپنے ذمہ لے
لی تھی۔ یعنی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے کہ دواؤں کا استعمال کرانا۔ کھانا
کھلانا۔ چائے پلانا سب اُن کے ذمہ تھا اور امامت نماز اور خطبہ جمعہ وغیرہ بھی اور آپ کمال
اتباع سنت سے کسی چیز کو اپنی ملک میں رکھنا بہت گراں تھا حتیٰ کہ آپ اپنے کپڑوں کو بھی
رحمۃ اللہ علیہ کی ملک میں دے دیا کرتے تھے اور کلیتاً مختار بنا دیا تھا اور تیرہ سو روپیہ جو سفر حج کے
لئے جمع تھا تقسیم فرما دیا تھا تاکہ ترکہ نہ بنے اور مدرسہ وغیرہ کا انتظام اپنے بھانجے حضرت مولانا
اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا[2] اور بیعت و سلوک طریقت کا سلسلہ اپنے
خادم خاص حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا۔ حتیٰ کہ جس کوٹھی میں آپ کا قیام تھا اس
اپنے قائم فرمائے ہوئے مدرسہ کے لیے وقف فرما دی تھی اور خود کرایہ مدرسہ کو دیا کرتے تھے آخری
رمضان شریف کا تذکرہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے تھے۔

آخری رمضان

آپ نے اخیر کے رمضان شریف میں دونوں وقت کا کھانا چھوڑ دیا تھا
رات کا کھانا تو ہر رمضان میں پہلے بھی نہیں تناول فرماتے تھے مگر اس
دونوں وقت سحری و افطاری کا ترک فرما دیا تھا۔ ساری رات صبح تک قرآن شریف ہی سنتے
رہتے۔ سحری کے وقت میں سادی چائے لے جایا کرتا تو عرب کی چھوٹی فنجان میں سے صرف ایک
گھونٹ برائے نام لیتے ایک پتلی چپاتی بالکل پتلی ایسی پتلی کہیں نہیں دیکھی گئی اس میں

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۵ اور صفحہ ۲۶۷ [2] آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم

صرف ایک چھوٹا سا لقمہ توڑتے اور چار کی ایک چمچی سے حلق میں اُتار لیتے۔ دو تین دن تو میں عرض کرتا رہا کہ حضرت آپ دونوں وقت کچھ نہیں کھاتے۔ ضعف ہو جائے گا۔ جواب نہیں فرمایا تیسرے چوتھے روز فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ نے جنت کا ذائقہ نصیب فرمایا ہے اس کھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ چہرہ مبارک ایسا سرخ تھا جیسے بڑے لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ موت کا بہت شوق تھا۔ بڑے ذوق سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ وہ وقت نصیب فرمادے تو سنت کے مطابق تجہیز و تکفین کرنا۔ ایک دن فرمایا کہ کوئی عمل تو ہے نہیں۔ خبر نہیں موت کا شوق اس قدر کیوں ہے۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صدیقین کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ۔ [1]

بشارات

انہی دنوں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خورجوی مظفر نگری رحمۃ اللہ علیہ صبح کی سنت پڑھ کر بیٹھے تھے۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا ہے۔ اور وہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ بہت پریشان ہوئے صبح کی نماز پڑھتے ہی مظفر نگر سے گاڑی پر سوار ہو کر رائے پور شریف پہنچے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ عرض کیا۔

ایسے ہی حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو رات ایک خواب آیا سورج گرہن ہو گیا ہے اور اور دنیا میں اندھیرا ہو گیا ہے۔ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا کیا وقت ہے۔ عرض کیا گیا۔ ساڑھے دس بجے ہیں ساری رات بے قرار رہے۔ نیند نہیں آئی۔ کبھی اُٹھ بیٹھتے کبھی لیٹ جاتے فرماتے آج یا تو مالٹہ میں کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا رائے پور شریف میں۔ صبح اُٹھ کر ایک کرایہ کا تانگہ لیا اور رائے پور روانہ ہوئے۔ اس وقت لاریاں نہیں چلتی تھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خواب سنایا۔ حضرت رحمۃ اللہ

---

[1] ملفوظات صفحہ ۲۳ از مرتب حضرت مولانا احمد علی صاحب بہادلنگری رحمۃ اللہ علیہ از ارشادات حضرت اقدس رائے پور قدس سرہٗ و تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۷ و آپ بیتی نمبر ۳۔ ۱۰۔

علیہ نے اُٹھ کر گلے لگا لیا کبھی سر چومتے کبھی ہاتھ چومتے۔ کبھی داڑھی چومتے۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی جھک کر کھڑے رہے اور بہت دیر تک دونوں روتے رہے اور جب حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرضِ وفات میں خطرہ قریب محسوس ہونے لگا۔ کسی کو بھیج کر دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد کا کیا انتظام فرمایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کے وقف اور اس کی جائداد کی تولیت کے متعلق جو انتظامات فرمائے تھے اُن کا ذکر فرمایا۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کو نہیں پوچھتا ہوں۔ اپنے کام کے متعلق کیا انتظام فرمایا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء میں سے تین صاحبوں کے نام پیش فرمائے۔

(۱) حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کا نام لیا کہ یہ حضرات اس کام کو چلاتے رہیں گے اور خاص طور پر چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم رئیس رائے پور سے فرمایا کہ میرے بعد مولوی صاحب کا خیال رکھنا۔ آپ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو مولوی صاحب کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے[1]۔ جب آپ کو مرض کا زیادہ زور ہوا۔ تو حضرت شاہ زاہد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار سے آپ موضع بہلوا اُن کی کوٹھی پر قیام فرمایا۔ جہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ اور صحت بخش سمجھی جاتی تھی اور سڑک کے قریب ہونے کی وجہ سے ڈاکٹروں کی آمد و رفت میں سہولت ہوگی۔ اس لیے وہاں طویل عرصہ تک قیام فرمایا۔ آپ کے خصوصی خدام اور اہل تعلق حضرات خدمت و تیمارداری میں سرگرم اور منہمک ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ (۳۱ اگست ۱۹۳۷ء) کو آپ سے خادمانہ و عاشقانہ تعلق تھا۔ آپ نے ان سے فرما دیا تھا کہ شاہ صاحب یا تو تم اپنا دفتر یہیں منگوا لو یا ایسی تیز سواری اپنے پاس رکھو کہ میں جس وقت بلاؤں پہنچ جاؤ۔ انہوں نے دفتر یہیں بہلوا میں منگوا لیا تھا[2]۔ وصال کی رات فرمایا۔ آج عشاء کی نماز ذرا سویرے پڑھ لیجیو۔ چنانچہ

---

[1] [2] از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمان نماز اوّل وقت پڑھ لی گئی ۔ آپ لیٹ گئے ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔ آخری قرب کے وقت اپنے کمرہ سے تشریف لائے ۔ آپ کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھ لیا تھا ۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع فرمایا[1]

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس رات حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ہے میں پاس کھڑا تھا ۔ دیکھا کہ اچانک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں پھر گئی ہیں ادھر شاہ زاہد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمرہ کی لالٹین بجھا کر ابھی سونے کو تیار تھے ۔ کہ اچانک دیکھا کہ حجرہ میں روشنی ہوئی پھر کمرہ کے شیشے ٹوٹ گئے اور وہ نور وہاں سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا ۔ انہوں نے جلدی باہر نکل کر نوکر سے فرمایا کہ کوئی آگ تم نے جلائی ہے ۔ اس نے کہا نہیں ۔ کوئی بتی جل رہی تھی ۔ کہا ۔ تمام بتیاں میں نے آپ کے سونے کے وقت بجھا دی تھیں ۔ بس وہ سمجھ گئے حضرت رحمۃ اللہ کا انتقال ہو گیا اور یہ نور وہ القائے نسبت کا تھا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم میرے پاس رہنا[2] ۔ یہ واقعہ جا نکاہ ۱۱ بجکر ۱۹ منٹ پر منگل کی رات کو ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو پیش آیا اور ہزاروں یادگاریں چھوڑ کر محبوب حقیقی سے وصل ہوئے ۔ دوسرے دن اہل رائے پور ۔ آپ کو رائے پور لے آئے اور مسجد کے ساتھ جنوب کی طرف گلزار رحیمی میں دفن کیا ۔ یہ آفتاب ہدایت سلسلہ قادریہ ، نقشبندیہ ، مجددیہ ، چشتیہ ، صابریہ ، نظامیہ ، سہروردیہ غروب ہو گیا آپ کی یادگاریں کئی ہستیاں اب تک موجود ہیں اور انشاء اللہ ابد الآباد تک رہیں گی ۔ آپ کے خلفاء حضرات رحمہم اللہ علیہم کے خلفاء موجود ہیں سلسلہ جاری ہے ۔

آپ کی اولاد

آپ نے شادی رائے پور میں چودھری امانت علی خان مرحوم کی صاحبزادی سے فرمائی تھی ۔ جن کے بطن سے حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۸ و تاریخ مظاہر جلد دوم صفحہ ۲۹ ۔ [2] ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ مرتبہ حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہوئے جو ۱۳۲۸ھ میں سفر حج میں عدن کے قریب فوت ہوئے تھے اور ایک صاحبزادی ہوئی جس
کا نکاح گمتھلہ ضلع کرنال تحصیل تھانیسر میں چودھری تصدق حسین خان رئیس گمتھلہ سے ہوا۔ جن کے
بطن سے تین صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب گمتھلوی ثم سرگودھوی مدظلہ
جو حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کے سجادہ نشین ہیں (۲) جناب عبدالحمید خان
مرحوم جن سے حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب بن حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری
قدس سرہما کی بیوہ کا نکاح ہوا تھا۔ (۳) جناب عبدالمجید خان صاحب مرحوم۔ آخرالذکر دونوں بھائیوں
کا انتقال پھلروان تحصیل بھلوال میں ہوا۔ اور اولاد ان بائی صاحبہ مرحومہ سے نہیں ہوئی۔ دوسرا
نکاح آپ نے ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ جب کہ
آپ کی برادری اس کو سخت معیوب سمجھتی تھی اور سخت اختلاف کرتی تھی۔ یہ نکاح آپ نے چودھری
راؤ امانت علی خان رائے پوری مرحوم کی بیوہ سے کیا تھا۔ جو آپ کی غیر حقیقی ساس تھیں اور جناب
چوہدری برکت علی ولد علی نواز خان ولد محمد بخش خان رحمۃ اللہ علیہم لیدھا کھادر والوں کی صاحبزادی
تھیں۔ اس پر لوگوں نے بڑا اختلاف کیا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہ کی[1]

آپ کی ہمشیرہ کا نکاح۔ راؤ مراد علی خان ولد امام علی خاں مرحوم سے ہوا۔ جن کے فرزند
حضرت مولانا حافظ حکیم محمد اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھانجے تھے۔ جن کو آپ نے
مدرسہ کا متولی مقرر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ نے
اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا تھا۔ انہوں نے ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ، ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء
وصال فرمایا[2]

خلفاء (۱) حضرت اقدس قطب العالم مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ صاحب سلسلہ

---

[1] از جناب چوہدری ماسٹر خورشید علی خان صاحب مدظلہٗ لیدھوی حال ساکن جھاوریاں ضلع سرگودھا
[2] حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ

(۲) حضرت اقدس مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری قدس سرہٗ۔ بہاولنگر۔ بہاولپور ڈویژن
(۳) حضرت اقدس منشی رحمت علی صاحب قدس سرہٗ ساکن دیراں ضلع جالندھر
(۴) حضرت اقدس خان عبدالرحمٰن خان صاحب قدس سرہٗ ساکن برسا متصل تھانہ بھون
(۵) حضرت اقدس مولانا حافظ محمد صادق صاحب قدس سرہٗ ساکن ڈھڈیاں شریف ضلع سرگودہا
(۶) حضرت چوہدری محمد عالم صاحب ٹھسکوی ساکن ٹھسکہ میراں ضلع کرنال

جیسے سینکڑوں حضرات فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت شیخ مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت ۱۲۸۵ھ بمطابق ۱۸۶۸ء میں بمقام ککو بودلہ تحصیل و ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور میں ہوئی۔

آپ کے آباؤاجداد ۔ دیپالپور ضلع ساہیوال کے قریب قصبہ منچریاں سے نقل مکانی فرماکر بمقام ککو بودلہ، قمر بودلہ تحصیل و ضلع بہاولنگر، ریاست بہاولپور میں آباد ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم بستی مجھو میں حضرت مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں تکمیل کرکے جوہری بازار کی "مسجد مہرکن" کے خطیب ہو گئے۔ آپ ہمیشہ طلب حق میں بے قرار رہتے تھے۔ ایک دن آپ کے استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا کسی سے بیعت ہو جائیں۔ آپ نے عرض کیا۔ کس سے ہوں۔ استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ سے ہو جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے استخارہ سے معلوم ہوا ہے کہ میرا شیخ مجھ کو خود تلاش فرمائے گا۔ استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تلاش تو میں کر ہی رہا ہوں۔ آپ نے عرض کیا کہ چونکہ آپ نماز باجماعت کا اہتمام نہیں فرماتے اس لیے میں جناب سے بیعت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے استخارہ فرمایا کہ یا اللہ میرے شیخ کی مجھے زیارت کرا دے۔ رات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ اور عالم بیداری میں اطمینانِ قلب اور فرحت جان حاصل ہوئی کچھ عرصہ انتظار میں رہے۔ اسی عرصہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر لقوہ کا

حملہ ہوا تھا۔ آخر ایک دن ایک بزرگ راؤ عبدالعزیز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانپور کھرڑ والے اور
صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے (جن کا مزار دین پور
شریف کے قبرستان میں ہے) اور فرمایا کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری (قدس سرہ)
دہلی بغرض علاج تشریف لائے ہیں (مرض لقوہ) اپنے ذاتی مراسمات سے بڑی بڑی کوٹھیاں رہائش
کے لیے مل سکتی ہیں۔ لیکن نماز باجماعت کے خیال سے کسی مسجد کے قریب رہائش فرمانا چاہتے ہیں
بدیں وجہ اگر آپ ایک کمرہ ہمیں عنایت فرما دیں تو ازحد مہربانی ہوگی۔ آپ نے اپنا حجرہ خالی کر کے
راؤ صاحب کے سپرد کر دیا اور خود مسجد میں بستر جما لیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ جب
آپ زیارت سے مشرف ہوئے تو زبانِ عشق پکار اٹھی کہ یہ تو میرے شیخ ہی تشریف لائے ہیں
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علاج شروع ہوا اور آپ مجلس مبارک سے استفادہ کرتے رہے۔ چونکہ
مزاج مبارک میں اتباع سنت کا اہتمام تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع سنت اور
بے نفسی اور تورع دیکھ کر دیوانہ ہو گئے۔ خاص طور پر آپ کو دو باتیں بہت پسند آگئیں ایک
تو یہ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں کبھی غیبت ہوتے نہ سنی۔ اگر کوئی کرنا چاہتا تو
ٹال دیتے۔ دوسرے یہ کہ آپ نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے ہوئے نمازیوں سے پہلے
نماز کی انتظار میں مسجد تشریف لے جاتے اس کے بعد ایک بوڑھا آتا وہ کہتا کہ یہ میری جگہ ہے
یہاں سے ہٹ جاؤ۔ آپ اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ بیٹھ جاتے۔ ایک روز ایسے تشریف
فرما تھے کہ وہ بوڑھا آیا اور گود میں بیٹھ گیا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ذرا سرکیو وہ سرکا تو آپ
اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے اور زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ یہ باتیں آپ کے دل میں گھر
کر گئیں اور دیوانہ وار درخواست بیعت عرض کی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استخارہ کر لو۔ آپ نے عرض کیا حضرت استخارہ تو کر
چکا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چند دن کے قیام کے بعد واپس رائے پور تشریف لے گئے آپ
کا دل بوجہ نہ ہونے بیعت کے بے قرار ہو گیا سو

مریض عشق پر رحمت خدا کی　　　مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دل کی بے قراری اتنی بڑھی کہ رائے پور دیوانہ وار روانہ ہوگئے۔ رائے پور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ لودھی پور تشریف لے گئے ہیں جو رائے پور سے مغرب کی طرف قریباً دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے وہیں حاضر خدمت ہو کر بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کرنے کے لیے فرمایا۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت استخارہ تو کر چکا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے شیخ حضرت مولانا حافظ رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ نے عرض کیا حضرت وہ تو آپ کے شیخ ہیں۔ میں آپ ہی سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ جب زیادہ انکار دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت پنجاب میں پیر بہتیرے ہیں وہاں کسی سے بیعت ہو جاؤں گا اور ڈھولکی اور طبلہ سنتا رہوں گا۔ چونکہ طلب صادق دیکھنی مقصود تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے اور چاروں سلسلوں میں بیعت فرما کر سلسلہ سلوک ذکر و اذکار تلقین فرمائے۔ نفی اثبات گیارہ سو بار۔ اسم ذات ۲ ہزار بار پڑھنے کو فرمایا اور اسمِ ذات کا مراقبہ یعنی منہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر یہ خیال کریں کہ دل سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے اور میں سن رہا ہوں اور مراقبہ دعائیہ بھی منہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر دل میں خیال کر کے دعا مانگتا رہے۔ زبان بالکل نہ ہلے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ میر سے پانچ سال پہلے حاضر ہو کر بیعت ہوئے تھے۔ یعنی قریباً ۱۳۱۷ھ میں بہر حال آپ عالی ہمت کے ساتھ ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت۔ اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ اور طرح طرح کے حالات و واردات آنے شروع ہو گئے مثلاً رقت۔ وجد۔ انکساری کثرت سے وارد ہونے لگی یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھنے لگے یہ کیفیات کچھ مہینہ رہی۔ پھر ہٹ گئی وہ مراتب جو سالک کو ذکر و اذکار سے سالہا سال میں حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ کو چند دنوں میں حاصل ہو گئے[۱]

---

[۱] از حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مدظلہٗ بہادلنگری

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچویں روز فتوحِ باب نصیب فرمایا۔ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ الحمدللہ۔ آسمان اور زمین علوم سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس علم میں کوئی چاہے بحث کرلے میں تیار ہوں غوث العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا۔ الحمدللہ۔ مگر جلدی ہی اس گھاٹی سے نکل جاوینگے[۱]

حضرت قدس سرہٗ نے پہلے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد چاروں سلسلوں میں اجازت فرمائی[۲]

آپ معمولات کے بہت سخت پابند تھے۔ خصوصی اوقاتِ ذکر کے علاوہ ہر وقت مراقب رہتے اور آخر عمر تک ذکر وفکر پر مرمٹے تھے۔ حالانکہ پتھری کی سخت تکلیف کی وجہ قطرہ کا مرض لاحق ہوگیا تھا۔ اس کے باوجود معمولات اور نمازِ تہجد میں ذرا برابر فرق نہیں آنے دیتے تھے[۳]

جب بحسبِ ارشاد حضرت رحمۃ اللہ علیہ علوم شریعت وطریقت سے بہرہ ور ہوکر اپنے وطن تشریف لائے اور چک نادر شاہ تحصیل وضلع بہاولنگر قیام فرما ہوئے اور ایک مسجد میں امام و خطیب ہوگئے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ذکر وفکر میں محو رہتے اور ارشاد وتلقین کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ کچھ عرصہ کے بعد بعض وجوہات کی بنا پر انقباض ہوگیا۔ تو گاؤں کے باہر شورہ کوٹھی میں کچھ مکان بھی تیار کرائے[۴]

ایک دفعہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ بہمراہی حضرت مولانا جمعیت علی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کا چک نادر شاہ سے اس جنگل سے گذر ہوا۔ جہاں آج کل دین پور شریف آباد ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں کھڑے ہوگئے۔ اور عصا مبارک گاڑ دیا اور چاروں طرف نظر مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔ مولانا یہ جنگل تو بڑا مبارک ہے۔ اور انوارات برس رہے ہیں۔ اس لیے بجائے شورہ کوٹھی کے یہاں قیام فرمائیں۔

---

[۱] [۲] [۳] [۴] از حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری

آپ نے اس جنگل میں ایک ٹپری ڈال لی اور متوکلانہ بیٹھ گئے۔ مقامی لوگ اس جگہ کو چاہ چٹو والا عام طور پر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرکزِ عقیدت اور اس جگہ کو مرکزِ ہدایت بنا دیا اور بہت رجوعِ خلائق ہوا۔

آپ نے یہاں درس وتدریس اور ارشاد وتلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ کا یہ سلسلہ اس قدر مقبول ومنظور ہوا کہ آپ کے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند ارجمند الحاج مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت مولانا محمد اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کتب عربی کی تحصیل کے لیے رائے پور شریف سے یہاں آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اور آپ نے باقاعدہ طور پر ۱۳۲۵ھ میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ انوارالہدایت کی بنیاد رکھی۔ جس کی سرپرستی حضرت رحمۃ اللہ علیہ تا وصال فرماتے رہے۔ جس سے سینکڑوں کی تعداد میں حافظ عالم دین پیدا ہوئے اسی طرح مدرسہ تجوید القرآن خیرپور ٹامیوالی اور ہارون آباد میں اور جامع مسجد بہاولنگر اور مدرسہ تعلیم القرآن اور مدرسہ ریلوے مسجد میں جاری فرمائے۔ غرض کہ آپ نے ہر طرح شریعت وطریقت کی خدمت سرانجام فرمائی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تقریباً پندرہ سال تک علوم ظاہری وباطنی میں انوارِ علمیہ اور فیوضِ لدنیہ سے لوگوں کو فیض یاب فرمایا[1]

آپ کامل واکمل اولیاء اللہ میں سے تھے آپ کے کشف وکرامات اور تصرفات علاقہ میں بہت مشہور ہیں۔ مندرجہ ذیل مکتوب حضرت رحمۃ اللہ نے آپ کے نام تحریر فرمائے تھے۔ جس سے آپ کی قدر ومنزلت اور علو مرتبہ عیاں ہوتا ہے۔

مہربان بندہ جناب مولوی اللہ بخش صاحب مدفیوضہم

از احقر عبدالرحیم السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ والا نامہ شرف صدور ہو کر کاشف حال ہوا حق

---

[1] حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ، دین پوری ضلع بہاولنگری

تعالیٰ آنجناب کو بعافیت وسلامتی بخشے اور اپنے مقاصد میں فائز المرام فرمادے۔ تعلیم کے بارے میں تو آپ کی خدمت میں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جو آپ مناسب خیال فرمادیں گے خود کریں گے۔ بگزیں عرض احقر کی عبدالرشید کی خدمت میں بھیجنے کی یہ ہے کہ اس کی تقدیر سیدھی ہے تو آپ کی صحبت سے متاثر ہو کر صلاحیت پکڑے اس امر کی نگرانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ ایسی کوئی قید ہونی چاہیے جس سے پابندی جماعت کا خیال رہے اور چونکہ قرآن مجید پر محنت ہو چکی ہے یہ ضائع نہ ہو جائے۔ باقی عبدالحکیم (صاحب) کے ساتھ ہم سبق ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن دونوں کو ہر وقت اپنی خدمت اور نگرانی میں رکھیں اور میری طبیعت اس سے زیادہ خوش ہوگی کہ کھلانے۔ کپڑے کی خدمت میں عام طلبہ کے برابر۔ برتاؤ رہے۔ خصوصی کا برتاؤ یا کسی ادب کا لحاظ اس کے حق میں زہر قاتل ہوگا۔ باقی یہ تو آپ خدشہ ہی طبیعت میں نہ لائیں کہ کوئی شکایت ان کی مسموع ہوگی۔ انشاء اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ زبانی یہ فہمائش کر دی گئی ہے اور آپ اس کا خیال رکھیں یہ کوئی خط بلا دستخط آپ کے نہ بھیج سکے۔ اگر ہوگا تو غیر معتبر سمجھا جائے گا۔ جو خط اُن کے پاس پہنچے گو بند ہی ہو۔ اول آپ پڑھ لیویں پھر اگر مناسب ہو تو اُن کو دے دیں نامناسب ہو تو نہ دیں۔ باقی سب امور کو آپ اس مختصر تقریر پر قیاس کر سکتے ہیں۔ زیادہ والسلام سب احباب کو اسلام علیکم۔ عبدالرشید۔ عبدالحکیم کو دعا۔ از طرف مولوی عبدالقادر صاحب و عبدالعزیز و دیگر خدام السلام علیکم۔

الراقم۔ عبدالرحیم از رائے پور

(۲) مکرمی مولوی اللہ بخش صاحب سلمہٗ۔ از احقر عبدالرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ احقر جب سے سفر سے واپس آیا ہے ارادہ خط لکھنے کا کر رہا تھا مگر اپنے ضعف اور کم ہمتی کی وجہ سے نہیں لکھ سکا۔ الحمد للہ۔ آج آپ کا خط پہنچ کر آپ کی خیریت معلوم ہو کر طمانیت ہوئی۔ حق تعالیٰ ترقی مرحمت فرمادے۔ جناب اُستاذی مولانا مولوی جمعیت علی صاحب سلمہٗ نے بہت اصرار سے بندہ کو یہ فرمایا تھا۔ کہ تو مولوی اللہ بخش صاحب کی خدمت میں یہ ضرور تحریر

کردے کہ بوجہ جماعت نہ ہونے کے مدرسہ کی تعلیم میں نقصان ہے۔ جماعت بندی ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر مولوی اللہ بخش اس کے محرک بنیں اور مجھ سے بھی امداد لینا چاہیں۔ تو میں مولوی صاحب کے ساتھ ہو کر التزام جماعت بندی کرا دوں۔ بلا جماعت بندی ٹھیک نہیں۔ یہ فرمان مولانا موصوف کا تھا جو عرض کر دیا گیا۔ نیز حافظ کی بھی ضرورت ہے اگر مولوی غلام قادر صاحب اس طرف توجہ فرمادیں تو بہت بہتر ہے اس کے بعد جو تم نے اپنی حالت تحریر فرمائی ہے کہ بہت ردّی ہے۔ اور سب رذیلہ اخلاق مجھ میں موجود ہیں۔ میں آپ کی تحریر کی تصدیق کرتا ہوں بے شک آپ کی تحریر سچ ہے۔ مگر یہ تو ذرا خیال فرماؤ کہ یہ حالت کیوں ہوئی یہ سب تعلق اور اس محبت کا اثر ہے جو آپ بندہ کے ساتھ رکھتے ہیں کیونکہ محبت وسیلہ جذب اوصاف کا ہے۔ لہٰذا ایک کا اثر دوسرے میں آنا ضروری ہے جبکہ میں یقیناً جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اپنے اندر کوئی شمہ خیر کا کسی اپنے کرتوت کی وجہ سے نہیں اور کوئی ذمیمہ نہیں جو اپنے میں موجود نہ ہو، یہاں تک کہ تحریر میں لانا بھی سخت مشکل ہے کہ خدانخواستہ کفرانِ نعمت نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق کا کیا حق ہے کہ خالق پر کہ کسی امر کا مطالبہ کرے یہ محض اس کی بخشش اور انعام ہے کہ عدم سے وجود میں لایا۔ پھر حیات سمع البصر وغیرہ وغیرہ اپنے اتمہ صفات سے نوازا۔ خنزیر، سگ وغیرہ حیوانات سے ممتاز فرمایا پھر انسانوں میں اس رحمت سے نوازا کہ اسلام میں پیدا فرمایا۔ اسلام کی محبت اور قدر قلوب میں ڈالی۔ اسے علم سے شرف بخشا۔ اُس کی نعمتوں کا جو ہم پر ہیں۔ شمار کرنا اور ادراک کے احاطہ میں لانا محال ہے۔ پھر شکریہ ادا کرنا تو کیونکر ممکن ہے **وان تعدوا نعمة اللہ لاتحصوھا** غرض یہ مالک مربی رحیم کریم تعالیٰ عما یصفون سے بلا استحقاق اور طلب پر لاتحصی انعام مرحمت فرمائے ہوں اس کی طرف سے ایسے ایسے احسانات سے کہ جن کی طلب بھی اُس نے عطا فرمائی ہو کیونکر مایوسی ہو سکتی ہے یہ سب قصے اور حجابات اپنی دید اور ادراک کی شاخیں ہیں جہاں تک ممکن ہو لاالٰہ الا اللہ کے مضمون میں مشغول اور مستغرق ہونا چاہیے۔ توفیق رفیق باد۔ چونکہ یہ مضمون تحریر میں نہیں آسکتا۔ اس وجہ سے

کوئی فائدہ نہیں - زیادہ والسلام - از ملاجی صاحب و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ
واحقر بستم علی ہدیہ سلام مسنون قبول باد سلہ

یہ ہیں مکتوبات جو آپ کو پیر و مرشد نے تحریر فرمائے جس میں تصوف اور تعلیم ظاہری کی رہنمائی فرمائی ہے - نیز حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آخیر عمر مبارک میں میری طرف لکھا کہ جناب سیدی و مولائی جناب حضرت قبلہ دامت فیوضکم و برکاتکم از احقر اللہ بخش - بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - بحمداللہ تعالیٰ اس وقت یہاں خیریت ہے - حضرت کی دعا کی ہر وقت ضرورت ہے - اس وقت نہایت ادب سے التماس یہ ہے کہ جناب سیدی و مولائی حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر ہمیشہ حاضر ہوا کرتے ہیں اب احقر کی وجہ سے حاضر ہو کر اور احقر کی طرف سے یہ عرض کریں کہ کمینہ خادم اللہ بخش حضور کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور یہ بھی عرض کرتا ہے کہ بھلوں کی بھلی لاج ہے یہ میرے دل میں آیا کہ ملنے پر دریافت کروں گا - باقی جناب بھی دعا فرمادیں نیز آپ کو حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کے القاب مبارک سے ہمیشہ یاد فرمایا کرتے تھے - عرض کہ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے - آپ نے تقریباً پیر و مرشد کے بعد تعلیمات شریعت و طریقت و حقیقت پر اور ارشاد و تلقین میں مشغول رہ کر اس دارِ فانی کو خیر باد فرمایا بعمر ۶۶ یا ۶۷ سال رات منگل ۱۰ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو وصال فرمایا - مزار مبارک دین پور شریف متصل شہر بہاولنگر میں ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ وصال کے بعد خواب میں زیارت ہوئی دریافت کیا - حضرت کیسا معاملہ ہوا - فرمایا الحمدللہ جب سے روح تن سے جدا ہوئی - اپنے آپ کو

سلہ مکتوب حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ از حضرت مولانا مولوی یحییٰ صاحب
سلہ تاریخ مظاہری مصنفہ حضرت مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہٗ

بدا ہنیں پاتا۔ یا یہ کہ ذات باری تعالیٰ سے اتنا وصل ہو گیا کہ اپنے کو غیر نہ پایا۔ فنائیت تامہ حاصل ہوگئی۔ فرمایا جس نے سنا تڑپ گیا۔ بڑا مرتبہ پایا[1]

آپ کے خلفاء کرام

(۱) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین اور مدرسہ کے مہتمم اور سرپرست ہیں۔ بہت ذاکر شاغل صاحب حال و ریاضات و مجاہدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی درجات فرماوے۔ اُن کے صاحبزادہ صاحب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدظلہٗ ہیں۔ صاحبِ علم وعمل اور نوجوان بزرگ ہیں۔ حضرت قدس غوث العالم مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ رائے پوری سے مجاز طریقت ہیں۔ (۲) حضرت مولانا غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہٗ ہمدانی قصوری خیر پور ٹامیوالی (۳) حضرت چوہدری عالم علی خان رحمۃ اللہ علیہ سابق جج بہاولپور ساکن ٹھسکہ میران بھیک رحمۃ اللہ علیہ ضلع کرنال تحصیل تھانیسر۔ آپ مدت تک بہاولنگر میں جج کے عہدہ پر فائز رہے۔ بٹہ عالمگیر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت صوفی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو سابق وزیر زراعت پنجاب اور صدر مسلم لیگ تھے۔ بٹہ عالمگیر ضلع بہاولنگر میں ہے (۴) حضرت مولانا خدا بخش صاحب فدائی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت حافظ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر عالم حافظ صوفی فیض یاب ہوئے۔

حضرت شیخ میاں عبدالرحمٰن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بروایت حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ موضع برسا ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ قیام تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں تھا۔ اور خاندانی طور پر افغان قوم سے تھے۔ ابتداءً آپ نے تانگہ (بیل گاڑی) بنا رکھا تھا۔ کرایہ پر چلاتے تھے، وہی کار

---

[1] حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ
ازارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

روزگار تھا یا یہ کہ ایک بنیئے کے ملازم تھے۔ جس کا اگلی سطور میں تذکرہ آرہا ہے۔ حضرت اقدس مو
شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ مجلس مبارک میں ذکر و اذکار کی تلقین فرماتے ہو
آپ کے بہت اور نہایت دلآویز اور بہت رفیع حالات بیان فرماتے تھے۔ ابتدا ہی سے آ
پر عجیب و غریب حالات وارد ہوئے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بنیئے (ہندو) اور اس کی عورت
تانگہ پر بٹھلا کر سہارنپور لے گئے۔ واپسی پر ایک کنوئیں پر بوجہ گرمی سایہ میں آرام کرنے کے لیے
بنیئے نے عورت سے کہا۔ روٹی لا۔ وہ بھی کھالیں۔ عورت نے کہا۔ اس مُسلے سے میرے کپڑے
ہیں۔ میں تو گھر جا کر نہا کر روٹی کھاؤں گی۔ آپ کو اس کی اس بات پر سخت افسوس لگا اور یہ
سخت ناگوار گذری۔ اور اس پر اتنا غصہ لگا کہ میں رات دن ان کے کام کروں پھر اتنی بھی برداشت
نہیں۔ ان دونوں کو وہیں چھوڑا۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ آپ کے اس سوز و گداز کا ایسا اثر ہوا
عورت کہنے لگی۔ خان عبدالرحمٰن کو بلاؤ۔ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ ہندو سخت پریشان ہوئے اور عو
کو بہت کچھ سمجھایا کہ مسلمان ہونے سے باز آ۔ لیکن وہ نہ مانی۔ تا آنکہ بنیوں (ہندوؤں) نے اس
کو دریائے جمنا میں سے جا کر ڈبو کر مار دیا۔ پس اس عورت کا مرنا تھا کہ وہ اثر آپ پر لوٹ آیا
جسم سخت جلنے لگا اور سخت بے قراری ہوئی کہ کہیں آرام نہ آتا تھا۔ مسجد جاتے اور کبھی گھر
آرام کہیں بھی نہ پاتے۔ آخر الامر اسی بیقراری و پریشانی میں مسجد میں کھڑے تھے کہ اوپر سے آواز
آئی کہ اے عبدالرحمٰن ادھر دیکھو۔ اوپر دیکھا تو ایک نور نظر آیا۔ اسی وقت سب بے قراری
پریشانی اور جلن وغیرہ دور ہو گئی۔ جاتی رہی اور طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی مگر اس نور کے د
کا شوق و ذوق ایسا پیدا ہوا کہ اس نے بیقرار کر دیا کہ اس میں سرگرداں ہو گئے۔ آخر ایک روز پھر
نور دیکھا اور اس میں سے آواز آئی کہ یہ چیز بغیر پیر و مرشد حاصل نہیں ہوتی۔ عرض کیا کہ میر
پیر و مرشد کون ہیں۔ آواز آئی (حضرت مولانا شاہ) عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور وہ پا

---

[1] [2] از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

صفتوں سے موصوف ہیں۔ وہ صفتیں بھی بتلائی گئیں۔ اس کے بعد تلاش مرشد میں سرگرداں پھرنے لگے۔ رائے پور سے کئی اس علاقہ میں اور کئی ایک حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن ان کو ان پانچ صفتوں سے خالی پاتے۔ اسی طرح پھرتے پھراتے تلاش مرشد میں گیارہ سال گزر گئے۔ آخر اس ارادہ سے گھر سے نکلے کہ اگر اب کے پیر و مرشد نہ ملے تو واپس گھر نہیں آؤں گا۔ اور اس ارادہ سے گھر والوں کو بھی آگاہ فرما دیا اور گھر سے سہارنپور حضرت اقدس مولانا ابوالحسن علی صاحب قدس سرہٗ خطیب جامع مسجد سہارنپور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ۔ انہوں نے آپ کے چہرہ سے آثار پریشانی دیکھ کر فرمایا۔ بھائی کیا بات ہے۔ بہت پریشان نظر آرہے ہو۔ آپ نے سب حالات عرض کر دیئے۔ انہوں نے فرمایا آپ پریشان نہ ہوں میں انہیں کی خدمت میں سے آرہا ہوں اور رائے پور کا مکمل پتہ دیا۔ آپ اسی وقت روانہ ہوئے۔ جب نہر جمن شرقی کے گنڈیور کے پل سے آگے نکلے تو وہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ نکلتے تھے اور جنگل تھا۔ سخت پریشان ہوئے کہ کون سا راستہ رائے پور کا ہے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کالے رنگ کا کتا ہے جو آپ کی طرف آکر دم ہلاتا ہے اور ایک راستہ پر دوڑتا ہے۔ اسی طرح کتے نے کئی بار کیا اس سے اور متعجب ہوئے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے کتے کے پیچھے چلنے لگے وہ آگے آگے چلنے لگا۔ آگے راستہ میں ایک شیشم کا بڑا درخت تھا اس کو دیکھنے لگے پیچھے دیکھا تو کتا غائب تھا۔ سخت پریشان ہوئے لیکن جوں ہی درخت کے نیچے سے گذر کر آگے نکلے تو سامنے رائے پور نظر آیا وہاں باغ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زیارت کرتے ہی غش کھا کر گر گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو بیعت کے لیے عرض کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ سہارنپور میں انہیں مولوی صاحب سے بیعت ہو جاتے۔ اور فرمایا جاؤ سہارنپور انہیں مولوی صاحب کے پاس ہم بھی

لہ از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ۔

وہیں آرہے ہیں۔ آپ پھر واپس سہارنپور پہنچے انہیں مولوی صاحب کے پاس اُس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی تانگہ پر تشریف لائے اور مولوی صاحب کے پاس مسجد کے بنگلہ میں قیام فرمایا۔ آپ نے حاضر ہو کر بیعت کے لئے عرض کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرما دیا اور فرمایا مولوی صاحب سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ بنگلے سے نیچے اُتر آئے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت اقدس تو بیعت فرماتے نہیں پھر ہم جی کر کیا کریں گے۔ لو یہ گردن پاک کر لینا اور چاقو گردن پر دے مارا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی سے پکڑ لیا اور خون آلود چاقو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی حضرت اس کو بیعت کر لیجئے ورنہ یہ تو ہمارے سر چڑھے تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے اور ایک وظیفہ فرمایا کہ یہ اکتالیس روز پڑھو۔ پھر آنا۔ آپ فرماتے تھے کہ پہلے روز ہی وظیفہ پڑھنے سے دنیا و مافیہا کی محبت دل سے نکل گئی اور ان دنوں عجیب و غریب واقعات دیکھنے میں آئے کہ بڑے بڑے تھال چاولوں کے پکے ہوئے وظیفہ پڑھتے منہ سے آ لگتے اور لب بھی جلنے لگ جاتے مگر اُن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے حالانکہ کئی کئی روز سے بھوکے ہوتے تھے۔ کبھی کبھی شیر سامنے آ کر بیٹھ جاتا۔ مگر بے فکری سے وظیفہ پورا فرماتے۔ بہرحال آپ اکتالیس روز کے بعد حاضر ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ ذکر و اذکار میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور قریباً ایک مجلس میں بارہ ہزار نفی اثبات اور چوبیس ہزار اسم ذات پورا فرماتے تھے اور نوافل و مراقبات اُس کے علاوہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا[۱]۔ آپ صاحب حال وقال بزرگ تھے اور عجز کا اس قدر غلبہ تھا کہ کوئی شخص دُعا کے لئے عرض کرتا تو ایک حال طاری ہو جاتا اور ایک سوز و گداز سے بھری ہوئی ہوک سی نکلتی۔ جس سے اندر سے خون آجاتا اور آگے کی طرف سے کرتہ اور کپڑے خون

---

[۱] ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

سے بھر جاتے تھے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اِس قدر عشق تھا کہ ہر وقت اور جہاں جلتے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سے لب و زبان تر رہتی تھی۔ آپ کا عشق کمال تک پہنچ گیا تھا کہ فنا فی الشیخ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ ظاہری شکل و صورت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہو گئی تھی جب چلے جا رہے ہوتے تو پیچھے سے معلوم ہوتا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جا رہے ہیں۔ ایسے ہی سامنے سے معلوم ہوتا تھا۔ جب بالکل قریب آجاتے تو معلوم ہوتا کہ خان صاحب ہیں آپ اکثر تبلیغی دورے فرماتے اور حاضری پر تمام روئداد عرض کرتے کہ اتنے نمازی ہو گئے ہیں اتنے ذاکر شاغل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے زنا، چوری۔ بدعات سے توبہ کرلی ہے۔

بڑے متکبر، فرعون طبیعت رئیسوں کی آپ کی صحبت سے قلب کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ گاؤں والوں کو ارشاد و تلقین سے محظوظ فرمایا کرتے تھے اور وہاں ایک بہت متکبر اور سخت مزاج راؤ صاحب تھے اور داڑھی بھی چڑھایا کرتے تھے اُن کے پاس آنا جانا تھا۔ ایک روز وہ آپ سے کہنے لگا۔ چل میرے یار تمہارا پیر تو دیکھوں۔ روز۔ روز تمہارا یہی وظیفہ ہے کہ میرا پیر ایسا ہے، میرا پیر ویسا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ وہ گھوڑی پر بیٹھ گیا۔ آپ آگے آگے چل رہے تھے۔ راستہ میں کسی دوسرے گاؤں کا ایک غریب آدمی گھاس کی گٹھڑی اٹھائے جا رہا تھا۔ بس راؤ صاحب جوش میں آگئے اور گھوڑی پر سے کود پڑے اُس کو مارنے لگے کہ تو نے مجھے سلام کیوں نہیں کیا۔ آپ بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے۔ یا اللہ تو ہی فضل فرما۔ دوسرا گاؤں ہے۔ پردیس کا معاملہ ہے اور راؤ صاحب کی منت سماجت کر کے اُن کو گھوڑی پر سوار کیا۔ اللہ اللہ کر کے بڑی دقت میں رائے پور پہنچے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اُن کی خدمت میں حقہ پانی کی ضرورت کے لئے چھوڑا اور خود جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔

لہ ملفوظات قلمی صفحہ ۱۵۷، ۲۲ رمضان ۱۳۰۰ھ خالصہ کالج لائل پور

خدا کی شان آپ کے خُلق اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ و برکت سے راؤ صاحب ایسے مانوس ہوئے
کہ سب بدعات چھوڑ کر واپس گاؤں ہوئے۔ آپ اکثر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے
مگر خانقاہ شریف سے کھانا نہ کھاتے اور نہ پانی پیتے اور بھوکے پیاسے واپس گھر تشریف لے جاتے
نیز فرماتے تھے "حضرت خان عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی استعداد نہایت عالی اور
نسبت عشقیہ جذبیہ تھی نیز فرماتے تھے کہ مجھے شبہ ہوتا تھا کہ شاید لوگوں نے پہلے بزرگوں کے
حالات و کمالات لکھنے میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ بعض حضرات نے لکھا بھی ہے کہ
حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے حالات و کمالات میں بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا
ہے لیکن جب میں نے خان صاحب سے اُن کے حالات سنے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ تو
یقین ہوا کہ واقعی پرانے بزرگوں کے حالات بھی جو لوگوں نے لکھے ہیں۔ درست ہوں گے فرمایا
کہ میں اور حضرت بہادلنگری رحمۃ اللہ علیہ اور خان صاحب ایک مرتبہ ایک تقریب میں جمع تھے وہاں
ایک موقع پر ہم نے اصرار کیا کہ آپ اپنی بیعت کا واقعہ سنائیں۔ اُنہوں نے واقعہ سنانا شروع
کیا۔ بیعت کا واقعہ سُناتے سُناتے رونا شروع کر دیا۔ ہم نے دیکھا کہ خون کے آنسو جاری
ہیں اور کُرتہ رنگین ہو رہا ہے۔ ہم بڑے گھبرائے اور خود کُرتہ دھویا۔ تو سمجھا کہ اللہ کے بندوں
پر ایسے حالات پیش آتے ہیں اور کچھ تعجب نہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص کے لڑکے کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بتاؤ
ایک شخص نے باغ لگوایا پھول دار درخت لگوائے اور اس باغ کو ایک مالی کے سپرد کیا پھر
وُہ ایک دن آیا اور ایک درخت سے پھول توڑا تو کیا مالی کو ناراض ہونا چاہیے کہ کیوں توڑا
ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیے۔ اُس کی محنت ٹھکانے لگی۔

آپ کا وصال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہوا۔ جس روز آپ کے وصال کی اطلاع
رائے پور پہنچی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر سارے دن عجیب اثر و کیفیت طاری رہا۔ یہ بھی فرمایا کہ
ہمیں اُمید تھی کہ اگر ایسے صاحب تاثیر اور قوی النسبت لوگ زندہ رہ جائیں تو مخلوقِ خدا کو

بڑا فیض پہنچے اور اسلام کو ترقی ہو۔

آپ کے ایک فرزند صوفی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے منسلک تھے۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ۔ عملیات و تعویذات پر کافی عبور تھا۔ لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جالندھر شہر میں ایک مسجد واگذار کرا دی تھی۔ آپ کے پاس بہت ہندو سکھ جھاڑ پھونک اور آسیب زدہ حاضر خدمت ہوتے۔ جن کو شافی مطلق شفا بخشتے۔ آپ کا وصال جالندھر میں اکتوبر ۱۹۶۶ء میں ہوا ہے۔

حضرت منشی رحمت علی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت غالباً ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ وطن مبارک موضع ویراں متصل رائے پور گوجراں ڈاکخانہ مہت تحصیل نکودر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب تھا۔ آپ خاندانی طور پر میرزا دے (ایرانی) تھے۔ کل پانچ جماعتیں پڑھیں تھیں بچپن ہی سے صاحب تفکر تھے۔ سوزِ عشق الٰہی اور دردِ دل نے ایک دوسرا تقاضا پیدا کر دیا۔ اوّل طبیعت کا رجحان پنجاب کے بعض مشائخ کی طرف تھا۔ آپ کو حضرت حافظ صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری حضرت مولانا رشید احمد صاحب چشتی، صابری، گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت ہونے کی رغبت فرماتے تھے۔ چونکہ آپ کو حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے خاص نسبت تھی۔ ایک دن حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے تو حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ جہاں فرمائیں گے وہاں بیعت ہو جاؤں گا آخر ایک رات حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ خواب تین روز پے در پے آیا۔ فرمایا گنگوہ مولوی رشید احمدؒ سے

لہ از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ و تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۳۱۱

بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ گنگوہ حاضر ہو کر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ، صابریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے تکمیل کی قریباً دونوں حضرات کی خدمت میں ذکر و اشغال و مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت میں چودہ سال مصروف رہے۔ جب سلسلہ چشتیہ، صابریہ کے سلوک کی تکمیل ہو گئی تو حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ نے آپ کو ——— اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نوازا تھا۔ آپ سکول میں استاذ ملازم تھے۔ اور مدرسہ کا بھی ابتداء تھا۔ انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن انسپکٹر صاحب سکول دیکھنے آگئے۔ سکول کی کچی عمارت تھی آپ سکول میں جا کر چارپائی پر لیٹ جاتے اور کپڑا اوڑھ لیتے، تاکہ معلوم ہو کہ سو گئے ہیں اور مراقب ہو جاتے تھے۔ اس دن بھی لیٹے لیٹے مراقب تھے۔ انسپکٹر صاحب نے کسی سے سکول اور ماسٹر صاحب کا پتہ معلوم کیا۔ اس بتلانے والے نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ استاذ صاحب۔ یہ سو رہے ہیں اور لڑکا یہاں کوئی پڑھتا نہیں۔ انسپکٹر صاحب نے آپ سے کہا۔ ویسے ہی کچھ لڑکے اکٹھے کر لو۔ آپ نے کچھ لڑکے اکٹھے کئے۔ انہوں نے اچھا معائنہ لکھا اور چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدنی عطا فرمایا تھا۔ عربی۔ فارسی۔ اور انگریزی پر ویسے ہی اچھا عبور ہو گیا تھا۔ آپ کو جب اجازت و خلافت ملی تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ نے۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پور مدظلہٗ اور دیگر دوستوں سے فرمایا کہ حضرت منشی صاحب کی ہر قسم کی مدد کریں۔ کیونکہ اُن کی چھوٹی قوم ہے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ لوگ اُن کی سخت مخالفت کریں گے۔ کہ میراثی ہو کر پیری مریدی

لے از انوار انوری صفحہ ۱۵ از حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ

رنا پھرتا ہے اور پیر اور مرشد بن بیٹھا ہے۔ آپ نے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد
رت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کی مدد اور معاونت فرمائی۔ ایک دفعہ آپ
ئے پورے فتوح الغیب حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سُن گئے۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ
دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ حضرت منشی صاحب[۲] لے گئے ہیں تو فرمایا کہ اُن کو کیا ضرورت
وہ تو خود فتوح الغیب ہیں۔ آپ ۱۳۵۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کے ممبر صرف ایک سال رہے
۔ دارالعلوم میں کچھ اختلاف سا ہو گیا۔ تو آپ کو بھی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ
بلا بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ بڑوں کی رائے ہو۔ وہ مجھے منظور ہے۔ لیکن حضرت مہتمم صاحب
حاضر ہوئے اور آپ کو دیوبند لے گئے اور عرض کیا کہ اِن باتوں میں سرپرست اختلاف
۔ اس پر آپ بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں اِس پر کیا عرض کروں ایک عامی اور
آدمی ہوں۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے اصرار پر ایک جامع تقریر فرمائی جس سے سب
فی مسائل حل ہو گئے اور سب حضرات نے آپ کی رائے پر اتفاق فرمایا۔ اِس کے علاوہ آپ
اپنے پیر و مرشد حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے مشن کے مطابق کئی مدرسے عربی کھلائے تھے۔
لئی ایک مدرسوں کے سرپرست تھے۔ مثلاً رائے پور گجراں۔ ضلع جالندھر اور سرپرست اوّل
رشیدیہ ضلع ساہیوال۔ آپ صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ ایک دفعہ ایک چوہدری صاحب
خدمت ہوئے۔ اور کافی رات گئی تک دباتے رہے۔ آپ نے منع نہ فرمایا۔ چوہدری صاحب
دل میں وسوسہ آیا کہ میں چوہدری ہوں اور یہ میراثی ہیں کہ کہہ دیں کہ اب تو بس کرو۔ آپ نے
فرمایا۔ چوہدری صاحب آرام فرماؤ اور صبح فرمایا کہ چوہدری صاحب مراثیوں کے ہاں کیا
ہا ہے۔ جاؤ کام کرو۔ آپ تو چوہدری ہیں۔ وہ بے چارہ بہت شرمندہ ہوا اور قدموں پر

---

[۱] ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۲] ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ

گر گیا ہے[1]

ایک دفعہ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام مجلس میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے آپ کے سامنے حضرت مولانا قمر الدین صاحب بیٹھے تھے۔ جو قوم کے گجر تھے۔ اچانک آپ نے سر اٹھا کر فرمایا ؎ بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

مولانا قمر الدین صاحب چیخ مار کر رونے لگے اور معافی مانگنے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ صبر کرو۔ مگر مولانا زار و زار روتے جاتے اور معافی مانگتے رہے آپ اٹھ کر نماز کے لیے مسجد کو تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب ملسیاں والوں نے مولانا قمر الدین صاحب سے پوچھا کہ ہمیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ بات کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ بھائی۔ حضرت کے سامنے بیٹھے ہوئے میرے نفس نے شرارت کی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ہم قوم کے گجر ہیں اور حضرت قوم کے میراثی ہیں۔ دیکھو یہ کس مقام پر ہیں اور ہم کس مقام پر۔ بس یہ خیال میرے دل میں آیا اور حضرت پر منکشف ہو گیا۔ حضرت نے یہ شعر پڑھ دیا[2]

ایک دفعہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے تو واپسی پر حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہوتے ہی عرض کر دیا۔ رحمت علی میرا نام ہے۔ جالندھر سے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ملے جیسے پرانی واقفیت ہوتی ہے۔ کھانا پوچھا۔ تو عرض کر دیا کہ کھانا میرے پاس ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کا انتظام فرمایا اور زنان خانہ کے ساتھ والی بیٹھک میں لے گئے وہیں ایک دسترخوان پر اکٹھے کھانا کھایا۔ روانگی کے وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے

---

[1] از حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پور گجراں۔

[2] از حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب بھکری مدظلہٗ

ساتھ الوداع کے لیے اسٹیشن چلنے لگے تو آپ نے ٹھہرنے پر اصرار فرمایا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رُک گئے۔ آپ اسٹیشن پر پہنچے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہنچتے ہی فرمایا۔ حضرت میں آپ کے فرمانے سے رُک گیا تھا۔ آپ کی تلاش میں یہ صاحب آئے ہیں، اُن کے اصرار سے حاضر ہوا ہوں حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چادر بچھا دی مگر تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اصرار سے اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور اپنا رومال بچھا دیا جن پر تینوں حضرات بیٹھ گئے۔ گاڑی کے آنے اور جانے تک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وہیں ٹھہرے رہے بلکہ جب گاڑی چل پڑی تو حضرت دیر تک پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھتے رہے۔ جب گاڑی نظر سے اوجھل ہو گئی۔ تب واپس ہوئے۔ حضرت رائے پوری ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بڑی عزت کرتے تھے، جب کبھی جالندھر میں آمد ہوتی۔ تو آپ خوشی سے جھومنے لگتے اور خدام اور متوسلین سے فرماتے چلو میرے حضرت آ رہے ہیں۔ اِستقبال کے لیے اسٹیشن تشریف لے جاتے۔ جب تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رہتا۔ کسی کو بیعت نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایسے ہی موقع پر کسی نے بیعت کے لیے عرض کیا تو فرمایا ارے گستاخ۔ میرے پیر بیٹھے ہیں۔ میں اُن کی موجودگی میں کیسے بیعت کر سکتا ہوں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ سے والہانہ محبت تھی۔ مجلس مبارک میں حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت منشی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا ہی بسط تھا، بڑا ہی بسط تھا، بڑا ہی بسط تھا اور فرماتے تھے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو میرا خیال تھا کہ جب خواب میں ملیں گے تو عالم آخرت کے سب حالات پوچھوں گا۔ چنانچہ جب آپ کی زیارت ہوئی تو ایسا معلوم ہوا کہ میری گود میں لیٹے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ تو اب تجربہ کار ہو گئے ہیں۔ عالم آخرت کو دیکھ لیا ہے۔ ہمیں بھی کچھ فرمائیے۔ اِس کے بعد میں نے مرنے کے بعد کے سب حالات دریافت کئے[1]

---

[1] ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

اور آپ نے بھی سب کا جواب فرمایا۔ مولانا فضل احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) پاس کھڑے تھے اُن
میں سے کہا۔ کوئی اور بات رہتی ہو تو وہ بھی پوچھ لو۔ کیونکہ آنکھ کھلنے کے بعد حضرت کہیں ہوں گے
اور ہم کہیں۔ لیکن آنکھ کھلنے کے بعد کچھ بھی یاد نہ رہا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے کمالات عطا
فرمائے تھے۔ مخلوقِ خدا کا آپ کی طرف بہت رجوع ہوا۔ ہزاروں بندگانِ خدا کو اللہ کا نام سکھایا
شریعت و طریقت کے زیور سے آراستہ کیا۔

اپنے گاؤں دیراں میں ہی فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اور زبان بند ہو گئی۔ حضرتِ اقدس رائے
پوری قدس سرہٗ اطلاع ملتے ہی دیراں پہنچے اور علاج کے لیے جالندھر لے گئے۔ سرکاری ہسپتال
کے ڈاکٹر انچارج آپ کے مرید تھے۔ انہوں نے ایک وسیع کمرہ خالی کر کے آپ کو ٹھہرا دیا۔ مگر آپ
طبیعت وہاں نہ لگی اور بے چین ہو گئے اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر دیر تک
اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔ حضرت رحمۃ اللہ
علیہ ہسپتال ہی میں رکھ کر علاج کرانا چاہتے تھے، مگر آپ کی بے چینی اور اصرار دیکھ کر مولانا غلام
صاحب مرحوم کی مسجد میں لے گئے۔ جہاں آپ کا قیام تھا۔ وہاں بہت خوش ہوئے۔ وہیں آپ
بعمر ۸۵ سال ۱۲ ماہ جمادی الثانی شب یکشنبہ ۱۳۵۰ھ۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں وصال ہوا۔ جنازہ
بے پناہ اجتماع تھا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
دامت برکاتہم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جالندھر ہی میں مزار ہے۔

آپ کے خلفائے کرام اور فیض یافتہ حضرات

(۱) حضرت منشی غلام محمد صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع ڈیرہ غازیخان)
(۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بہاولنگری مدظلہٗ (ریاست بہاولپور)
(۳) حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری۔ متوفی شب چہارشنبہ ۶ رجب

لے تاریخ مظاہر صفحہ ۱۰۴

سنہ ۱۳۸۴ھ ، ۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۶۴ء ۲۶ر کاتک سنہ ۲۰۲۱ء بکرمی مزار گیارہ چک گجراں متصل چیچہ وطنی

(۴) حضرت قاری عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ربیع الثانی یا جمادی الاول سنہ ۱۳۸۷ھ

(۵) حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال ما▪ رجب سنہ ۱۳۸۱ھ ۔ فرزند خود حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔ آپ مظاہر العلوم سے سنہ ۱۳۴۲ھ فارغ ہوئے [1] [2] ۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ ملسیاں حال زراعتی فارم ساہیوال کی مسجد خطیب ۔ آپ کا تذکرہ ، ملفوظات وارشادات اور سوانح حضرتِ اقدس سرہٗ رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت مولانا فضل احمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدظلہٗ بھکری کا مضمون جو "ترجمان الاسلام" میں طبع ہوا اور روئداد جامعہ رشیدیہ سے ماخوذ ہیں ۔

---

[1] تاریخ مظاہری سنہ ۱۳۴۴ھ

[2] آپ مظاہر العلوم سے سنہ ۱۳۴۷ھ میں نمبر ۳۶ پر فارغ ہوئے ۔ از تاریخ مظاہری

قطب العالم و قطب الارشاد حضرت مولانا وھادینا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

آباؤ اجداد آپ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ خاندان جیپ شاخ گولڑہ قطب شاہی تھے۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب بن اللہ نور عرف نور محمد بن عبد الخالق عرف محمد خالق بن عبد الواحد بن عبد الشکور بن عبد الغفور بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ نوری بن حبیب اللہ یا نجیب اللہ عرف جیپ بن عالم بن گوہر دین بن دین محمد بن باقر دین بن شاہ رخ بن مراد بخش عرف شہاب الدین بن مولوی عبد اللہ بن تریڑا (طاہر علی و طور علی) بن سدا رنگ عرف سارنگ بن حسن دوست یا سید محمد عرف سندر (و سنجر د) بن محمود خان (و احمد علی) و بدر الدین عرف بڈو بن عبد اللہ گوہر علی عرف گولڑا و گورڑا بن قطب شاہ اسمہ عون بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ ادل بن ابو العباس حسن بن ابو الحسن عبید اللہ بن حضرت سیدنا ابو الفضل عباس علمدار بن حضرت سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم [1]

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا اللہ نور عرف نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۰۷ھ میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال کسی نے لکھی ہے ؎

اگر پرسند آں یارے کجا رفت — بگو بگریخت ازیں عالم "در باغ" [2]
۱۲۰۷ھ

---

[1] تذکرۃ الصدیق صفحہ ۱ مصنفہ حضرت مولانا محمد دین صاحب مکھڈی مدظلہ [2] قوربجر سعادت جلد (آٹھ گیارہ

اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مندرجہ ذیل کتب قلمی میں حضرت مولانا محمد اکرم صاحبؒ اور خاندان کے دوسرے بزرگ تحریر فرماتے ہیں۔

این کتاب ملک محمد اکرم بن عبدالرحیم غفر لہما ساکن توہا (بخرم خانی) آدانہ کار (آدان کار) دیگر کسے دعویٰ کند در شرح کاذب و دروغ گو باشند[۲] (۲) اب ہم حضرت مولانا محمد احسن صاحب بن مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستخطوں کو نقل کرتے ہیں (۱) ملفوظات القادریہ کے خاتمہ پر تحریر کرتے ہیں "کاتبہٗ" محمد احسن بن محمد اکرم بن میاں صاحب عبدالرحیم غفر اللہ لہما در قریہ لوچال نوشتہ شد ۱۲۸۷ھ[۳] (۲) بزدوی۔ کشف الاسرار شرح۔ مشارق الانوار کے ختم پر تحریر فرماتے ہیں۔ احقر العباد احسن ابن محمد اکرم بن حافظ عبدالرحیم ابن نور محمد غفر اللہ تعالیٰ[۴] (۳) اور غنیۃ الطالبین قلمی کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ من ید احقر العلماء المرید الصادق محمد احسن ابن محمد اکرم بن عبدالرحیم ابن میاں نور محمد غفر اللہ تعالیٰ آگے سن تحریر فرماتے ہیں۔ ایک ہزار و شصت و عشر و خمس من ہجرۃ[۵] سنہ ۱۲۷۵ھ۔ (۴) مصابیح شرح مفاتیح کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ وقد وقع الفراغ بعون اللہ بحرمتہ و سیلۃ و لیسرہ علی یدی ضعف عباد اللہ المجرم المعاصی الراجی الی رحمۃ اللہ و فضلہ محمد احسن ابن محمد اکرم بن حافظ عبدالرحیم بن نور محمد ابن محمد خالق غفر اللہ لی و لہم۔ آخر میں تاریخ آخر رمضان یوم الخمیس اور سن ۱۲۹۰ھ تحریر فرماتے ہیں[۵] اور ایک قلمی کاغذ پر حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ مالک باغزار میاں صاحب غلام یٰسین ابن میاں صاحب محمد اکرم ابن میاں صاحب مغفوری مرحومی مشہور بتدریس قرآن میاں عبدالرحیم غفر اللہ لہما و جعل الجنۃ مثواہما ساکن موضع توہا در ملک آوانہ کار (آدان کار)[۶]

(بقیہ) اوّل قلمی۔ از کتب حضرت میاں محمد اکرم صاحب غفر اللہ تعالیٰ ولوالدیہ در ملک حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ۔ [۱] شرح مشکوۃ شریف حضرت شاہ عبدالحق صاحب دہلوی قدس سرہٗ در ملک حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ ساکن ڈھڈیاں۔ [۲] [۳] قورکہ سعادت جلد اول قلمی، از کتب حضرت میاں محمد اکرم صاحب غفر اللہ تعالیٰ ولوالدیہ در ملک حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ [۴] [۵] [۶] اگلے صفحہ پر

غرض کہ آپ کا اسمِ گرامی عبدالرحیم تھا اور حافظ عالم و فاضل، صاحب درس و تدریس تھے ... و زاہد، مجاہد، صاحب نسبت بزرگ تھے۔ شاہان مغلیہ کے دور میں ایک نامور شخصیت کے ...

آپ نے دو شادیاں فرمائیں۔ پہلی بیوی سے دو فرزند تھے (۱) حضرت مولانا محمد محسن صاحب (۲) حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ دوسری بیوی سے صرف ایک فرزند ... محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار کے سایہ میں علم ... کی تکمیل کی۔ آپ بھوہاسے قصبہ ترنگ میلا علاقہ نرڑا تحصیل تلہ گنگ قیام فرمایا۔ وہاں ... مکھڈ شریف میں بازار والی مسجد میں قیام فرمایا۔ آپ درسِ کلام اللہ اور خدمت خلق میں ... رہتے۔ آپ کے ایک فرزند حضرت صوفی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دونوں باپ ... خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے متوفی ماہ صفر ۱۲۶۷ھ سے بیعت تھے اور صوفی ... حضرت مولانا زینت الاولیاء مولانا زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور ... عبادت و ریاضت تھے۔ اُنھوں نے اپنی بیٹی حبالہ عقد میں دی۔[۱]

حضرت مولانا زین الدین صاحب قدس سرہٗ، شاگرد حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکھڈی کے تھے اور حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ چونکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۹، رمضان ۱۲۵۳ھ میں ہوا تو حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ نے حضرت مولانا حاجی محمد حامد صاحب جہاردی رحمۃ اللہ علیہ کو مکھڈ میں سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ اُنھوں نے ۹ سال بعد ۱۶ رجمادی الثانی ۱۲۶۲ھ وصال فرمایا۔ مزار تونسہ شریف میں ہے۔ اُس کے بعد حضرت مولانا زین الدین صاحب قدس سرہٗ کو سجادہ نشین مقرر فرمایا۔

بقیہ۔ از حضرت مولانا حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

[۱] [۲] تذکرۃ الصدیقین صہ ۸۷-۲۲

انہوں نے ۱۳ محرم ۱۲۹۵ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قدس سرہ آپ حضرت مولانا صوفی حافظ میاں محمد صاحب بن حضرت مولانا حافظ محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے آپ اور آپ کے دوسرے بھائی حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ المولد ۱۲۸۰ھ۔ متوفی شب جمعرات ۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ جن کے فرزند حضرت مولانا قمر الدین صاحب ہوئے۔ دونوں بھائی خورد سال تھے کہ والدین اور بعدہٗ جد امجد کے سایہ سے محروم ہوگئے اور نانا جان قدس سرہٗ کے وصال کے وقت بیس اور پندرہ سال کی عمر تھی۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے، اور انہوں نے ماہ صفر ۱۲۹۶ھ میں سجادہ نشین مقرر فرمایا قریباً تینتیس ۳۳ سال تک درس وتدریس اور ارشاد وتلقین میں مصروف رہ کر۔ بروز منگل ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ (۱) حضرت مولوی غلام زین الدین صاحب مدظلہٗ (۲) حضرت مولانا احمد الدین صاحب سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ (۳) حضرت مولانا مولوی محمد دین صاحب مدظلہٗ مصنف تذکرۃ الولی و تذکرۃ الصدیقین [1]

حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بھوہا محرم خان سے بھیرہ تشریف لائے وہاں سے مہر شیخ احمد لک مرحوم قصبہ للیانی تحصیل بھلوال لایا اور اپنی صاحبزادی مسمات بیوی مرحومہ ان کے عقد میں دے دی اور کچھ زمین بھی جہیز میں دی تاکہ میری بچی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ان کی اولاد للیانی میں آباد ہے اور حبیب مشہور ہے۔ ۵۲

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مولانا حافظ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت مولانا محمد محسن

---

[1] تذکرۃ الصدیقین صفحہ ۸۵-۸۸-۱۰۱ ست متوفی بروز شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ ۱۹ جولائی ۱۹۶۹ء

صاحب اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی دوسری والدہ سے بھائی تھے۔ بڑے عالم و فاضل صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جس میں نایاب کتابیں تھیں جن کی یادگاریں آج بھی حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ؛ اور حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ؛ اور حضرت مولانا حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ملک عبد... صاحب کے پاس موجود ہیں۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا محمد احسن صاحب (۲) حضرت مولانا کلیم صاحب عرف ٹوپی والے خلیفہ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب عرف اخون صاحب قدس سرہٗ (۳) حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب (۴) حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ اول ذکر تینوں عالم و فاضل۔ عالم باعمل صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔

حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے آپ کی ولادت غالباً ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۷۹۸ء میں بھوہا میں ہوئی اور وہیں حفظ کلام اللہ کیا۔ آپ کی ایک خالہ جناب احمد جیب ... ڈھڈیاں ڈاکخانہ چک رانداس تحصیل بھیرہ حال ڈاکخانہ جھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا بیاہی ہوئی تھیں۔ اُن کی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے آپ کو اپنے پاس لاکر اپنا متبنّٰی بنالیا۔ مزید ... سے محروم رہے، حافظ بڑے جید تھے۔ خالہ اور خالو نے اپنی تمام زمین آپ کے نام منتقل کر دی ... آپ کے بھائی بھی وہیں آگئے۔ ڈھڈیاں علم و عمل کا مرکز بن گیا۔ خالو کے انتقال کے بعد اُن کے وارثین نے بہت مخالفت کی اور آئے دن تکلیف دیتے رہے لیکن آپ صبر و شکر سے نبھاتے رہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب قریشی المعروف پیر بھلّی شاہ صاحب قدس سرہٗ متوفی ۱۲۷۰ھ کی خدمت میں لواں کوٹ قریشیاں والا ڈاکخانہ مڈھ رانجھا حاضر ہوئے اُن کی دعا و تصرف سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ بڑے معاملہ فہم۔ قوت فیصلہ بہت تھی۔ صاحب درس و تدریس بہت لوگ حافظ اور ناظرہ ہوئے۔ قرآن مجید پر بڑا عبور اور بہت انہماک تھا

رمضان شریف میں جو تراویح میں پارہ پڑھتے، دن میں رات سے بتیس ۳۲ بار تلاوت فرماتے۔ پہلی شادی
... غلام محی الدین بن نیک عالم صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے موضع ڈھکواں میں
... - جو ڈھڈیاں سے دو تین میل کے فاصلہ پر جانب جنوب میں ہے۔ اِن اہلیہ سے صرف
... صاحبزادی مرحومہ والدہ حضرت حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھیں۔ دوسری شادی ایک
... ادب بزرگ کے فرمانے سے کی کہ میں تمہاری پشت میں ایک ایسا نور دیکھ رہا ہوں جس
... ایک عالم منور ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ایک معزز خاندان میں جناب شیخ محمد عیسیٰ صاحب
... کی صاحبزادی سے موضع للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا میں شادی کی۔ یہ اہلیہ بڑی عابدہ زاہدہ
... ذاکرہ شاغل تھیں۔ بارہ ہزار بار اسم ذات ورد فرمایا کرتی تھیں، بڑی خوش نصیب اور نیک بخت
... ن تھیں۔ اُن سے تین صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت اقدس قطب العالم مولانا شاہ عبدالقادر
... صاحب قدس سرہٗ (۲) حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز بدھ بعد العصر ۴ر شعبان
... ۱۳۶۵ھ، ۲۴ر جولائی ۱۹۴۶ء اور حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ المولد
... ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء مطابق ۱۹۴۹ بکرمی وصال بروز جمعرات بوقت گیارہ بجکر پچیس منٹ پر
... شوال ۱۳۹۳ھ، ۲۲ر نومبر ۱۹۷۳ء کو فرمایا۔

آپ نے بعمر قریباً سو سال ۱۳۱۹ھ۔ اپریل کے پہلے ہفتہ ۱۹۰۲ء کو وصال فرمایا۔ مزار شریف
... ڈھڈیاں شریف کے عام گورستان میں ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کی ولادت ایسے ہی صاحب علم و فضل
... گھرانے میں غالباً ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو ڈھڈیاں شریف ڈاکخانہ چک راداس تحصیل بھیرہ حال
... ڈاکخانہ بھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ حضرت شیخ مولانا حسین احمد صاحب مدنی
... قدس سرہٗ کے وصال ۲۲ر جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ کے دوسرے روز، حضرت مدنی قدس سرہٗ کی عمر مبارک
... کی بات چلی تو کسی نے آپ کی عمر مبارک بھی دریافت کی تو فرمایا: میری عمر اس وقت ۸۵ سال ہے۔
آپ کے والدین نے حضرت پیران پیر سید عبدالقادر صاحب گیلانی قدس سرہٗ سے

عقیدت مندی کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی غلام جیلانی رکھا۔

لیکن آپ کے دستخطوں سے جو آپ نے بزمانہ تعلیم کتابوں پر کئے اُن سے[1] معلوم ہوتا ہے کہ اپنا نام عبدالقادر تبدیل کر لیا تھا۔ آپ نے حفظ کلام اللہ اپنے تایا حضرت شیخ مولانا کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھیوڑہ تحصیل پنڈ دادنخان میں کیا اور ۱۳۰۴ھ یا ۱۳۰۲ھ فارغ ہوئے اور ابتدائی تعلیم یہیں سے اور اپنے دوسرے چچا حضرت مولانا غلام یٰسین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی بعدہٗ علاقہ کے نامور اُستاذ اور صاحب عبادت و ریاضت بزرگ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بھرتھوی ابن حضرت مولانا قائم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء کی خدمت میں مرح الارواح اور قال اقول تک سات ماہ حاضر رہ کر پڑھتے رہے اور اُن کے فرزند حضرت مولانا حاجی محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲، دو شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۵، دسمبر ۱۹۳۶ء سے بھی کچھ سبق پڑھے تھے یہ زمانہ غالباً ۱۳۱۱ھ کا تھا۔ اس وقت عمر مبارک پندرہ یا سولہ سال کی ہو گی۔ مسجد عنایت والی میں قیام رہا۔

اِس کے بعد لاہور حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماہر علوم عقلیہ سے پڑھتے رہے، وہاں حضرت مولانا عبدالوحید صاحب سنبھلی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی غرہ رمضان ۱۳۵۵ھ آپ کے ہم سبق رہے اور مختلف مدارس سے ہوتے ہوئے سہارنپور مظاہر العلوم میں حاضر ہوئے، داخلہ بند ہو چکا تھا۔ مسجد محلہ بنجاروں میں قیام رہا اور اسباق حضرت مولانا سید ثابت علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ سے شرح جامی پڑھی یہ غالباً ۱۳۱۴ھ کا زمانہ تھا اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۶ محرم ۱۳۲۷ھ بھی اساتذہ سے تھے۔ جو حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے اسی زمانہ میں حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی سال ذی الحجہ یا اس سے پہلے پانی پت تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی قدس سرہٗ متوفی ۵ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ کا قرآن مجید سننے کا بہت شوق فرماتے تھا

---

[1] آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث ص ۱۹۰

رے پہنچنے کے اٹھارہ جمعہ بعد حضرت قاری صاحب کا وصال ہوا۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن حضرت حافظ محمد عابد صاحب
انی پانی پتی ہیں، جن سے شرح جامی پڑھی اور حضرت مولانا راغب اللہ ابن حضرت مولانا
اللہ عثمانی پانی پتی شاگرد حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہم۔ اور حضرت مولانا
اللہ صاحب عثمانی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تحصیل علوم کرتے رہے، از اساتذہ مدرسہ
یہ محلہ مشکی والا پانی پت

پانی پت سے رام پور آپ پانی پت سے رام پور پہنچے اور مدرسہ عالیہ رام پور جو نواب حیدر علی خان کی کوٹھی میں تھا جہاں آج کل غلہ منڈی
اور سٹن گنج کے نام سے مشہور ہے۔ آپ مسجد مولانا جعفر علی خان یا چوک محمد سعید کی مسجد محلہ
پھلواڑ کے گنبد میں اور کچھ عرصہ مسجد مچھلی بازار والی محلہ گنج قدیم میں قیام فرما رہے اور کچھ عرصہ
مدرسہ جیل روڈ میں پڑھتے رہے اور وہیں طب حکیم احمد رضا خان صاحب مرحوم سے پڑھتے
۔ یہ زمانہ نواب حامد علی خان کی ابتدائی عہد حکومت کا تھا۔ اور یہی والد بزرگوار تلاش
تے ہوئے پہنچے تھے۔

رام پور سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اہل حدیث کے ہمراہ دہلی پہنچے۔ غالباً ۱۳۱۸ھ کا
تھا۔ ابتداً آپ مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے مدرسہ واقع صدر بازار
قیام فرمایا۔ اور مدرسہ امینیہ سنہری مسجد حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب محدث قدس سرہٗ
متوفی ۲ صفر ۱۳۵۲ھ سے ملا حسن اور ترمذی کا کچھ حصہ سماعت کیا[1] اور مدرسہ حسین بخش میں حضرت
انا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ شاگرد قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
ناتوی قدس سرہٗ کے درس میں بھی شرکت کی تھی۔

---

[1] مجلس حضرت اقدس رائے پوری دار العلوم ستمبر ۱۹۶۲ء، از حضرت مولانا محمد صاحب

اس کے علاوہ گلاٹھی ضلع بلند شہر میں حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ غالباً ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء - ۱۹۰۲ء میں یا اس سے پہلے بانس بریلی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد دین صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ مصباح التہذیب میں پڑھتے رہے اور مدرسہ کی چھت پر قیام فرما رہے بعدہٗ کلہاڑا پیر کی مسجد میں قیام فرما رہے اور مولوی خدا یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فلسفہ اور ہیئت میں شرح چغمینی۔ کتاب الاکر، کتاب المناظر اور غالباً الافق المبین پڑھی اور تکمیل کی۔ اس زمانہ کی آپ کی کتابیں حضرت مولانا عبدالوحید صاحب کے پاس ہیں جن پر آپ کے دستخط ہیں مثلاً (۱) بدالانتار مطبوعہ مملوکہ مولوی عبدالقادر فنجابی وارد حال بریلی سوداگری محلہ (۲) مالک کتاب

هذی عبدالقادر عرف غلام جیلانی شاہ پوری (۳) رسال البغدادی فی المکاتبات مطبوعہ مالک کتاب هذی عبدالقادر عرف غلام جیلانی۔ گویا اس زمانہ میں آپ نے اپنا نام تبدیل کیا تھا۔

فراغت کے بعد میں ایک رئیس حضرت مولانا خدا یار خان مرحوم کے ہاں اُن کے صاحبزادے معتدایار خان کو پڑھانے پر ملازم ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکوں کو پڑھاتے رہے، دس گیارہ مہینہ۔ ایک کا نام مولوی مصطفیٰ رضا خان تھا۔ آٹھ روپے ماہوار پر۔ بریلی ہی میں حضرت والد صاحب کے وصال کی خبر ملی تھی۔ یہیں بریلی میں آپ نے حکیم مختار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے طب پڑھی۔ شرح اسباب تک۔ اس کے بعد افضل گڑھ ضلع بجنور میں مطب کھولا۔ چھ ماہ تک طبابت فرماتے رہے — طلبِ حق اور عشقِ حقیقی ابتدا ہی سے قلب مبارک میں موجزن تھا، اِن دنوں اور بڑھا۔ مثنوی تحفۃ العشاق مصنفہ حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۱۷ھ کے مطالعہ نے اس کو اور بھڑکایا۔ وہیں سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبد

صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کی

خدمت میں عریضہ لکھا کہ بیعت کے لیے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت
عالی رحمۃ اللہ نے جواب تحریر فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ پس آپ کو لکھتا
ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ آپ میں طلب ہے۔ مجھ میں یہ بھی نہیں۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد
گنگوہی قدس سرہٗ کی طرف رجوع کریں۔ اِس اخلاص اور بے نفسی نے اور بھڑکا دیا۔ آپ نے پھر
عریضہ لکھا کہ اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ملا
میرا رجحان آپ کی طرف ہے۔ میری طرف سے اگر مہمان داری کی فکر ہے۔ تو میرے حقوق حضرت
کے ذمہ نہیں۔ میں اپنے قیام وطعام کا خود ذمہ دار ہوں۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ یہ خط دیکھ کر
بہت خوش ہوئے۔ لوگوں کو یہ خط دکھایا اور فرمایا۔ دیکھو یہ ہیں طالب۔ غالباً رائے پور شریف
کی حاضری ۱۳۲۲ھ ذی الحجہ یا محرم ۱۳۲۳ھ میں ہوئی اور بیعت کی درخواست کی۔ فرمایا جلدی
کیا ہے۔ استخارہ کرلو اور گھر سے ہو آؤ۔ پھر بیعت کرلینا۔ ذکر اور یکسوئی کے ساتھ کچھ پڑھنے
کے لیے فرمایا۔ آپ وہیں رائے پور سے یا حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گنگوہ حاضر ہوتے ہوئے
وطن واپس ہوئے کیونکہ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حکیم مسعود احمد
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ولیمہ میں شرکت کے لیے حاضر ہو رہے تھے۔ بہر حال آپ واپس وطن آ کر
ڈھڈیاں گاؤں سے باہر ایک مسجد میں ذکر شروع فرمایا۔ اس زمانہ کی حلاوت ولذت یکسوئی،
ماسوی اللہ سے انقطاع اللہ تعالیٰ کے افضال والطاف کو ہمیشہ بڑی لذت سے یاد فرماتے تھے
فرماتے تھے کہ جو بات اُس زمانہ میں حاصل ہوئی پھر حاصل نہیں ہوئی۔ فرماتے تھے دیکھا جو کچھ
دیکھا۔ پایا جو کچھ پایا، وہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ غالباً اس
دورانِ قیام ڈھڈیاں میں شادی بھی کردی گئی۔ حضرت مولانا غلام لیٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عم محترم کی
صاحبزادی، غلام فاطمہ بی بی مرحومہ سے ساتھ حب رائے پور کا قصد فرمایا۔ تو آپ کے چچا زاد بھائی مولوی سعد اللہ

مرحوم کے بیٹے مولوی امام الدین صاحب مرحوم جو بیمار تھے انہوں نے فرمائش کی۔ راستہ میں ہمیں
حکیم نور الدین قادیانی کو دیکھاتے چلو۔ آپ حکیم کے پاس سات آٹھ روز مہمان رہے تھے۔ آپ
کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ روشن دین صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے۔ فرماتے تھے
کہ اگر میں نے حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا نہ ہوتا تو میں قادیانی بن گیا ہوتا۔ ہمراہیوں کو واپس
وطن کر دیا، آپ رائے پور حاضر ہوئے۔ سہارنپور سے آگے پیدل اور بھوکے سفر فرمایا۔ غالباً یہ
حاضری ماہ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ میں ہوئی اور بیعت سے مشرف ہوئے، اس کے ایک سال بعد والدہ
محترمہ کا انتقال ہوا (جب اطلاعی خط حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ
نے کچھ ایسے کلمات فرمائے، جن سے مترشح ہوتا تھا کہ حکمتِ الٰہی یہی ہے۔ یعنی راستہ کا ایک روڑا
یا رکاوٹ تھی، اللہ تعالیٰ نے دور فرما دی اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کام کے لیے یکسو بنانا
ہے۔ رائے پور کی حاضری میں آپ نے اس عالی ہمت جفاکشی اور مجاہدے سے کام لیا
کے واقعات اب صرف اولیائے متقدمین کے تذکروں اور تاریخوں میں ملتے ہیں۔ آپ فرماتے
تھے کہ رائے پور پہنچ کر سارا دن باغ میں پھرتا رہا کہ میں کس درخت کے پتے کھا کر گذارہ کر سکتا
آپ نے توت کو منتخب فرمایا اور پتے کھائے لیکن الحمد اللہ۔ اُس کی بہت کم نوبت آئی۔ حضرت
عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم (حضرت) میاں جی معز الدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرما دیا تھا کہ ان کے کھانے
وغیرہ کا خیال رکھنا۔ یہ دور بڑے مجاہدے اور جفاکشی کا دور تھا اور یہ سب آپ کی تکمیل حال کے
لیے تھا اور ترقی و پختگی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ لنگر کی روٹی اتنی موٹی اور کچی
کہ بغیر پانی یا چھاچھ حلق سے نہیں اترتی تھی۔ رات دن میں صرف ایک روٹی مکی کی ملتی تھی۔ میرے ساتھی
جالندھری علاقہ کے تھے۔ آدھی آدھی کر کے دو وقت کھاتے تھے۔ مگر میں پنجاب کا رہنے والا تھا

لہ سہ آپ بیتی نمبر ا صفحہ ۳۰ وصفحہ ۲۷۵ و سوانح حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری
قدس سرہ وصفحہ ۶۶

[...]ت کھالیتا تھا۔ دوسرے وقت بس اللہ کا نام (حضرت) حاجی جانی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) مطبخ کے مہتمم تھے۔ کبھی روٹی جلی ہوئی ہوتی تھی اور کبھی کچی۔ ایک مرتبہ ان سے کہا۔ حاجی جی روٹی جلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کل جلی ہوئی نہ ہوگی۔ دوسرے روز ایک طرف سے روٹی جلی ہوئی اور دوسری طرف سے کچی تھی۔ جب دوسری مرتبہ کہا۔ تو حاجی صاحب نے فرمایا۔ یہاں تو ایسی ہی ملے گی اگر پکی ہوئی روٹی کھانے آیا ہے تو کہیں اور جگہ چلا جا مجھے ڈر ہوا کہ حاجی صاحب کہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نہ عرض کر دیں۔ میں نے اپنے کو بڑی ملامت کی اور دل میں کہا کم ارے یا تو ہے اپنے نفع کی خاطر اور پھر نخرے کرتا ہے۔ اور یہ عہد کیا کہ آئندہ کبھی کچھ نہیں کہوں گا۔ پھر کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ خیال آیا کہ حضرتِ اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کردوں کہ حاجی جی کو فرمادیں کہ روٹی اچھی طرح پکا کر دیا کریں یا میرے لیے رکھ دیا کریں۔ پھر سوچا کہ اگر حضرت اقدس قدس سرہٗ نے فرما دیا کہ مولوی صاحب جہاں روٹی پکی ہوئی ملتی ہے وہاں چلے جاؤ۔ تو پھر کیا ہوگا

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی کام میں مصروف ہوتا۔ اور حاجی معز الدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) منتظم کھانا مہمانوں کو کھانا کھلا کر مطبخ بند کر کے گھر چلے جاتے میں فارغ ہو کر مطبخ میں جا کر دیکھتا۔ کبھی ایک آدھ روٹی بچی ہوئی مل جاتی اور سالن کی خالی دیگچیوں سے پونچھ کر کھا لیتا اور کبھی یہ بھی ہوتا کہ روٹی نہیں ہوتی اور سوکھے بچے ہوئے ٹکڑے طاقتوں وغیرہ میں پڑے ہوئے لے کر بھگو کر نمک ملا کر اور کبھی نمک بھی نہیں۔ تو بغیر نمک کھا لیتا۔ کبھی پیٹ بھرتا اور کبھی بھوکا رہتا۔ ایسے ہی جو چائے کی پتی کا پھوگ بچ جاتا۔ اس کو میں خشک کر کے رکھ لیتا تھا اور پرانا گڑ جو بڑا بڑا خراب ہو جاتا۔ اس کا شیرہ بنا کر چائے کی پتی ڈال کر اس چائے سے روٹی کھا لیتا۔ ایسے ہی کبھی کچی کبھی جلی ہوئی۔ کبھی باسی روٹی کھا لیتا تھا۔ اسی وجہ سے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ سونٹھ استعمال کی جائے۔ سونٹھ پیس کر استعمال کی۔ اس کے بعد ایک لمبا جونک خارج ہوا۔ جیسا کہ آنت باہر آگئی۔ یہ سلسلہ چودہ سال تک رہا اور

اُسی وقت سے یہ ریاح کا مرض اور ضعف معدہ ہے اور اِس اِتنے بڑے لمبے عرصہ میں نام
تک نہیں لیا۔

رہائش و آرام گاہ حضرت حافظ یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر ا
کی گھوڑی باندھنے والے چھپّر میں بستر لگایا جو ایک گھوڑے (کی
کرکٹ کے ڈھیر) پر سے ایک پھٹا پرانا کمبل ملا تھا۔ اُس کو دھو کر وہاں بچھا دیا۔ یہی چودہ
تک بستر رہا اور یہی جائے نماز رہی [1]

اِس وقت خانقاہ میں ایک ہی لالٹین تھی۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں رہتی
دوسری لالٹین تھی ہی نہیں اور سانپوں، بچھوؤں وغیرہ کی کثرت تھی۔ ایک ٹوٹا ہوا بانس کہیں سے ملا
رکھ لیا تھا۔ اُس کو وقتاً فوقتاً بجاتے رہتے تھے تاکہ کوئی کیڑا یا سانپ نہ آئے لیکن فرماتے تھے کہ
الحمدللہ۔ سوائے ایک مرتبہ کے کہ ایک کنکھجورا آیا۔ کوئی دوسرا کیڑا دیکھنے میں نہیں آیا اور
کو تمام کام اندھیرے میں ہی کرنے پڑتے تھے [2]

ایک مرتبہ فرمایا کہ سردی کا موسم تھا۔ میرے پاس کوئی کپڑا اوڑھنے بچھونے کا نہیں تھا
مغرب سے عشاء تک وضو کے لیے جہاں حمام میں پانی گرم کیا جاتا تھا۔ بیٹھ کر اپنا وظیفہ پڑھتا
رہتا تھا۔ پھر نمازِ عشاء کے بعد مسجد کے دروازے بند کر کے مسجد کی چٹائی میں اپنے کو لپیٹ
لیتا تھا مگر اِس میں بھی پاؤں اور سر کی طرف سے سرد ہوا آتی تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چٹائی
سے باہر آکر ذکر شروع کر دیتا تھا اور ساری رات ذکر کی گرمی سے گذارتا تھا۔ اسی طرح سارا
موسم سردی کا ختم ہو گیا۔ مگر نہ میں نے کسی سے ذکر کیا اور نہ کسی پر ظاہر ہونے دیا لیکن اس کے
بعد کوئی سردی ایسی نہیں آئی جس میں کم از کم ایک رضائی نئی نہ آئی ہو۔ ذکر سے آپ کو شغف تھا

---

[1] و [2] سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۶۵ صفحہ ۶۲
صفحہ [3] آپ بیتی نمبر ا صفحہ ۳۰ و صفحہ ۲۷۵

انہماک تھا۔ ساری ساری رات ذکر میں گذارتے تھے اور بہت کم سونے کی نوبت آتی تھی اور رات
گذرتے معلوم بھی نہیں ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ذکر سے ایسی طبیعت چسپاں ہوئی کہ ایک ہی مجلس
میں بڑی شد و مد سے ذکر پورا کر لیتا تھا۔ ساڑھے تین گھنٹے میں پورا ہوتا تھا۔ درمیان میں کمر دُکھنے لگتی
تو ایک تختی سے سہارا لگا لیتا تھا۔ ذکر پورا کئے بغیر کوئی چیز اچھی نہ لگتی تھی۔ بے چینی اور بے قراری
رہتی تھی۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہما
سہارنپور سے تشریف لاتے اور میرے پاس آکر بیٹھتے اور فرماتے تھے کہ تیرا ذکر سننے آیا ہوں۔

نیز فرماتے تھے کہ بعض دفعہ نزلہ و زکام کے زور کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوتا تھا۔
اس کے باوجود گود میں رومال بچھا لیتا تھا جو ناک کی رطوبت گرنے سے تر ہو جاتا۔ ایسی حالت میں بھی
ذکر پورا کر لیتا تھا۔

آپ اپنی کیفیات و احوال اور واردات بہت کم بیان فرماتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے
دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ غسل فرما رہے ہیں۔ میرا بھی ارادہ غسل کرنے کا تھا۔ تو معاً تمام جسم ننگا ہو
گیا۔ اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ غسل خانہ سے باہر تشریف لائے۔ میں سخت پریشان ہوا۔ چھپ
کر اور دوڑ کر غسل خانہ میں داخل ہوا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا
مولوی صاحب مٹھائی کھلاؤ۔ یہ ترکِ دنیا کی بشارت ہے۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ساری رات
عجیب کیفیت طاری رہی۔ دوسری رات بھی اس طرح گذری۔ تیسری رات ایک قطرہ نورِ قلب پر
وارد ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ مولوی صاحب اب تمہارے دل میں
جو رجحان و تقاضا پیدا ہوگا اس کو من جانب اللہ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ اب انشاء اللہ جو کچھ وارد
ہوگا شیطان کی طرف سے نہیں ہوگا۔

ایک دفعہ مغرب یا عشاء کے بعد کسی نے عرض کیا کہ لطائف کی کیا حقیقت ہے۔ تو ارشاد
فرمایا کہ اصل لطیفہ وہ ہے جس کے لیے جو جگہ روشن ہو جائے۔ اور صوفیاء نے اپنے اپنے حالات
کے لحاظ سے لطائف کی کچھ کیفیات بیان فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ اوّل لطیفہ قلب ہے جو بائیں پستان

سے دو انگل نیچے ہے۔ دوسرا لطیفہ روح۔ داہنے پستان سے دو انگل نیچے۔ تیسرا لطیفہ نفس ناف کے نیچے۔ چوتھا لطیفہ سر سینہ میں دونوں پستانوں کے درمیان اُوپر کی طرف۔ پانچواں خفی۔ پیشانی میں دونوں بھوؤں کے درمیان اُوپر کی طرف۔ چھٹا اخفیٰ چوٹی یعنی اُم الدماغ میں [1]

فرماتے تھے کہ مجھے تو حضرت اقدس قدس سرہٗ پہلے تو کوئی مراقبے فرماتے رہے۔ آخر میں فرمایا کہ مولانا اب تو یہ تصور کیا کرو کہ جسم کا رگ و ریشہ اور ذرہ ذرہ سے اللہ اللہ کی گنگناہٹ آرہی ہے جس حصہ پر حق تعالیٰ کو منظور ہو گا۔ اپنا فضل فرمادیں گے۔ سب ہی جسم لطیفہ سمجھو۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو فضل فرمایا کہ دل میں ایک لپ ندسی گری۔ اس کے بعد کچھ اور پھر کچھ اور پھر کچھ اور [2]

آپ کو حضرت شیخ و پیر و مرشد قدس سرہٗ سے تعلق، محبت و عشق، فنائیت کے درجہ تک ہو گیا تھا۔ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی مناسبت اور تعلق ہو گیا تھا کہ جو چیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتی۔ وہی چیز میرے قلب پر وارد ہوتی۔ اور جو چیز میرے قلب پر وارد ہوتی۔ اسی چیز کا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مبارک پر ورود ہو جاتا [3]

غرض کہ آپ ذکر و اذکار اور معمولات کے پورا کرنے کے علاوہ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے۔ کبھی بے وضو حاضر نہیں ہوتے اور ہر وقت باوضو رہتے تھے اور ہر قسم کے ادب کے ساتھ۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصوف و سلوک کے منازل طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سلسلہ قادریہ میں اجازت فرمائی بعدہٗ چاروں سلسلوں میں اجازت

---

[1] از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ۔ مرتب کردہ۔ حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ و ضیاء القلوب تصنیف حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ۔

[2] حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہٗ

[3] سوانح حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۱۷ و ملفوظات حضرت رائے پوری قدس سرہٗ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ میں اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔[1]

آپ نے اپنی کوئی حیثیت نہیں بنا رکھی تھی۔ خانقاہ میں آنے والوں کو بعض اوقات آپ کی طرف توجہ بھی نہ ہوتی تھی اور بہت سے لوگ اُس کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے کہ آپ حضرت عالی قدس سرہٗ کے مخلص خادم اور خانقاہ کے ایک ذاکر شاغل درویش ہیں۔ اِس کے سوا آپ کی کوئی حیثیت اور امتیاز نہیں تھا۔[2]

ایک بار آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرس بنا کر گمتھلہ بھیجا۔ فرماتے تھے مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کی بہت سخت گرانی ہوئی اور یہ بھی فکر ہوئی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے علیحدہ فرمانا چاہتے ہیں (شاید یہ بھی کوئی امتحان لینا مقصود ہو)۔ آپ کی خدمت، تعلق قلبی، مجاہدہ وریاضت وجفاکشی وبے نفسی۔ تواضع وانکساری سے قرب واختصاص روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اکثر اہم خدمتیں۔ آپ سے متعلق ہوگئیں۔ مثلاً امام نماز، خطیب جمعہ آپ ہی تھے۔ اور سفر وحضر میں اور رات دن حاضر خدمت رہتے۔[3]

پہلا حج

پہلا حج آپ نے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں حضرت عالی قدس سرہٗ کی معیت میں حاضر حرمین الشریفین ہو کر کیا تھا۔ شوال کے مہینہ میں روانگی ہوئی۔ اِسی مبارک سفر میں حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند۔ حافظ۔ عالم، عابد وزاہد۔ بڑے لائق وفائق۔ بیمار ہو گئے۔ اتنے سخت اسہال تھے کہ چلنا پھرنا۔ اُٹھنا بیٹھنا ختم ہو گیا۔ اُن کی تیمارداری اپنے ذمہ لے لی تھی۔ بڑی خوشی سے اسہال اپنے ہاتھوں سے صاف کیا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لٹھے کا کپڑا مرحمت فرمایا کہ اس کے ٹکڑوں سے صفائی کر دیا کرو۔ آپ اِن ٹکڑوں کو صفائی کے بعد دھو کر پاک کر کے جمع کرتے رہے بعدہٗ ان ٹکڑوں کو سی کر جائے نماز بنالی تھی۔ اِسی طرح آپ خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ

---

[1] حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ۔ [2] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۶۷۔ [3] سوانح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۷۰

عدن کے قریب حضرت صاحبزادہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ اِس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور اکثر اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتے تھے[1]

حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ پانچ چھ سال بیمار رہے۔ اِس زمانہ میں دواؤں کا استعمال کرانا۔ کھانا کھلانا۔ چائے پلانا۔ سب آپ کے ذمہ تھا حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بدن کے کپڑے بھی آپ کے ملک فرما دیئے تھے اور کلیتہً مختار بنا دیا تھا مگر آپ اِن کپڑوں کو ادب کی وجہ سے کبھی بھی استعمال نہ فرماتے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اخیر عمر مبارک میں سفر حج کے لیے تیرہ سو روپیہ آپ کے پاس جمع کر رکھا تھا۔ مرضِ وفات میں منگوا کر تقسیم فرمایا تاکہ ترکہ نہ بنے۔ اِس میں سے آپ کو بھی تین سو روپیہ عنایت فرمایا۔ آپ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ تمام دن اِس پریشانی اور غم میں گذرا کہ اگر یہاں بھی یہی روپیہ پیسہ ہی ملنا تھا۔ تو پہلے ہی دُکان یا کوئی مزدوری ہی کر لیتے۔ اِس سے روپیہ بہت اکٹھا ہو سکتا تھا۔ شام کے وقت حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب تم کچھ پریشان نظر آتے ہو۔ کیا بات ہے؟۔ آپ نے عرض کیا کہ یہاں بھی روپیہ ہی ملنا تھا۔ یہ تو مزدوری کر کے حاصل کر لیتے۔ فرمایا۔ افسوس نہ کرو۔ تم فائز المرام ہو اور یہ بھی فرمایا کہ میرا مال تمہارا مال ہے۔ اور تمہارا مال میرا مال ہے[2]۔ مرضِ وفات میں جو لوگ بیعت کے لیے حاضر ہوتے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ اُن کو بیعت کرتے۔ اِس زمانہ میں بہت سے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اسی زمانہ میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ جیسے زندگی میں اکٹھے ہیں مرنے کے بعد بھی ایک جگہ رہیں مگر ہوتا ہے وہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ مقولہ بارہا دُہرایا۔

---

[1] سوانح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۲۷، [2] سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ صفحہ ۷، [3] آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۱

ہے۔ صحت کے زمانہ میں بھی اور معذوری کے زمانہ میں بھی اس ناکارہ نے ایک دفعہ اس نگر پہ اشکال بھی عرض کیا تھا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ بالکل ساکت وصامت رہے اور جب بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مقولہ نقل فرماتے ہیں اس نگر میں گم ہوجاتا تھا کہ ارشاد یہ آرزو جسم کے اعتبار سے پوری نہ ہوا

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہ نے حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا۔ اپنے بعد کا کیا انتظام فرمایا ہے تو حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء میں سے ان تین حضرات کے اسماء کا ذکر فرمایا (۱) حضرت مولانا اللہ بخش صاحب دین پوری بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء شب سہ شنبہ) (۲) حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ بوقت شب) (۳) حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کا نام لیا۔ یہ اس کام کو سنبھالیں گے[1] اور چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم رئیس رائے پور سے خاص طور سے فرمایا تھا کہ میرے بعد مولوی صاحب کا خیال رکھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو وصال ہوا اس کے بعد بہت سے لوگ خاندانی تعلق اور قرب کی بنا پر عرصہ تک حضرت مولانا محمد اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متولی مدرسہ و مسجد کو جانشینی کا اصل حقدار سمجھتے رہے تھے۔ جو اسی خاندان کے چشم و چراغ اور حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے تھے۔ عالم و ذاکر و شاغل جوان صالح بزرگ تھے آپ کی طبیعت ہر طرح کی کشمکش۔ مقابلہ دعویٰ اور اپنی شخصیت کے اظہار سے گریزاں تھی۔ آپ نے ان دنوں رائے پور کا قیام ترک فرما دیا تھا۔ کبھی بہٹ۔ کبھی کھیڑی اور کبھی مکان پر قیام فرما رہتے تقریباً ۳-۴ سال رائے پور میں مستقل قیام نہیں رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ رجوع خلائق بڑھا اور منجانب اللہ آپ کی شخصیت مرکز بنتی چلی گئی۔ آپ فرماتے تھے کہ بھائی ہم تو حضرت مولانا محمد اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مریدوں کی طرح حاضر ہوتے رہتے تھے[2]۔ آخر چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم نے حضرت

---

[1] سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ صفحہ ۷۵ و صفحہ ۷۶

[2] از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ خالصہ کالج فیصل آباد (لائل پور)

عالی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی تعمیل میں مکان بنوا دیا۔ رفتہ رفتہ آس پاس کئی چھپر اور سائبان پڑ گئے
اور ایک خس پوش خام خانقاہ تیار ہو گئی۔ جو کچھ ہی عرصہ کے بعد طالبین خدا کا ایسا مرکز بن گئی جس
نے مادیت اور غفلت کے اِس دور میں اور چودھویں صدی کے وسط میں حضرت مولانا شاہ غلام علی
صاحب نقشبندی، مجددی، دہلوی قدس سرہٗ متوفی ۱۲۴۰ھ کی یاد تازہ فرما دی اور بہت سی حیثیتوں
سے اپنے وقت میں برِ عظیم ہند کی سب سے بڑی زندہ اور آباد خانقاہ قائم ہو گئی اور آپ کے اخلاق
وسعت اخلاق، شفقت و محبت اور اپنے کام میں انہماک اور یکسوئی کی وجہ سے بہت جلد رائے پور
خانقاہ مرجع خاص و عام بن گئی۔ سہارنپور کا ضلع خصوصیت کے ساتھ اور دوآبہ کا علاقہ عمومیت کے
ساتھ اور پنجاب و ریاست بہاولپور میں خصوصاً دین پور ضلع بہاولنگر اور دور دراز علاقوں سے
آپ کے مرشد ارشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے پرانے خدام اور
کی ترغیب اور اُن کی صحبت کے اثر سے نئے نئے لوگوں نے حاضر ہونا شروع کیا حتیٰ کہ عوام کے
علما و مشائخ حضرات بھی استفادہ باطنی حاصل کرنے لگے اور ہندوستان کے ہر ذوق اور ہر طبقہ کے
ممتاز افراد عشق کا سودا اور دل کی دوا لینے کے لیے ملک کے گوشہ گوشہ سے حاضر ہونے لگے اور
جہاں مشکل سے کوئی وقت ذکر اللہ کی صداؤں اور عشق و محبت کے نغموں سے خالی ہوتا ہو گا
جہاں کی سرشاری و بیخودی، ماسوی اللہ سے انقطاع اور عالی ظرفی اور فیاضی کی مثال ملنی مشکل

ابتدائی انتظام کا قیام | کچھ عرصہ تک آپ کا کھانا چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم و موصوف
کے ہاں سے آتا تھا۔ بقیہ مقیمین خانقاہ کے لیے دال روٹی یہاں پکتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ نظام
قائم ہوا کہ فجر کی نماز سے پیشتر چائے پی لیتے اور نماز کے بعد سیر کو تشریف لے جاتے۔ واپسی پر حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ کر تشریف لاتے اور آٹھ بجے کھانا کھا لیتے۔ حاجی ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
روٹیاں پکا دیا کرتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں اسی وقت علیحدگی کے لیے دروازہ بند فرما لیتے۔ ظہر کی

لہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۲۷۸

نماز کے لیے باہر تشریف لاتے معلوم نہیں کسی وقت آرام بھی فرماتے تھے یا کہ مشغول ہی رہتے[1]، درمیان میں ذرہ اس میں تبدیلی ہوئی۔ کچھ دیر موسم کے مطابق باہر تشریف رکھتے۔ پھر اندر تشریف لے جاتے۔ ساڑھے دس بجے گیارہ بجے کھانا عام مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے۔ قریباً ۱۲ بجے آرام فرماتے۔ ظہر کی آذان سے بیشتر یا آذان پر اُٹھ کر تلاوت فرماتے۔ نماز مسجد میں با جماعت پڑھتے۔ نماز کے بعد تخلیہ میں چلے جاتے۔ صلوٰۃ التسبیح۔ ذکر جہر مراقبہ تلاوت و نوافل میں مشغول رہتے۔ اُس تخلیہ کا بہت اہتمام تھا۔ تخلیہ سے باہر آنے کے وقت چہرہ مبارک پر اتنا جلال و انوار کا زور ہوتا تھا کہ چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالنی مشکل ہوتی اور تھوڑی دیر تک حضرت نوراللہ مرقدہٗ پر بھی کچھ استغراقی کیفیت کا ایسا غلبہ ہوتا تھا۔ کہ خادم خاص بھائی الطاف صاحب وغیرہ کو بھی نہ پہچان سکتے فرماتے تو کون ہے[2]

حضرت عالی رحمۃ اللہ کی محبت اور یاد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خدام سے مل کر دل کو تسلی دیتے۔ موضع بہٹ۔ موضع لودھی پور وغیرہ تشریف لے جاتے۔ اِس وقت بغیر کسی دینی اور اصلاحی مقصد اور فائدے کے سفر نہ فرماتے تھے۔ جہاں کوئی ذکر کرنے لگ جاتا۔ البتہ وہاں آنا جانا ہو جاتا۔

دوسرا حج اس کے بعد طبیعت کے رجحان یا بعض غیبی اشاروں کی بنا پر (ترکِ سفر کا تہیہ) فرمایا[3]۔ دوسرا سفر حج آپ نے ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۷ء میں فرمایا۔ ۲۱ رجب ۴۵ھ ۲۵ جنوری ۲۷ء کو جہاز روانہ ہوا۔ آپ کے ہمراہ رفیقِ سفر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خادم حاجی محمد علی صاحب مدظلہٗ۔ حاجی ظفر الدین صاحب مرحوم اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گنگوہی مدظلہٗ سجادہ نشین حال اور راؤ عبدالشکور خان رائے پوری مرحوم۔ شاہ سکندر علی مرحوم حضرت حافظ احمد حسن صاحب مرحوم ابن حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لدھیانوی وغیرہ مکہ مکرمہ حاضر ہو کر عمرہ کرنے مدینہ طیبہ تیرہ روز میں حاضر ہونا ہوا۔ درود شریف کی کثرت اور خاموش رہنے

---

[1] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۸۲ و ۸۳۔ [2] آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۸۴

[3] ایضاً سوانح صفحہ ۸۳

اور بہت ادب و احترام کے ساتھ حاضری دینے کی تاکید فرمائی اور جہاں سے روضۂ اقدس دکھائی دینے لگا پیدل سفر شروع فرمایا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا سلام مواجہہ شریف پر پڑھوایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ بھی مدینہ طیبہ حاضر تھے۔ رمضان شریف وہیں گذارا۔ ۱۶ ذیقعدہ بروز چہارشنبہ ۱۸ مئی کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر واپس مکہ معظمہ ہوئے۔ اس سال گرمی بڑی سخت پڑی۔ لُو کی بڑی شدت تھی۔ اموات بکثرت ہوئیں۔ پانی کی نایابی کی وجہ سے لوگ اونٹوں پر چلتے چلتے مرجاتے تھے۔ آپ نے اپنے پانی سے بہت سے جاں بلب حجاج کی مدد فرمائی[۱] حج کے بعد یکم محرم ۱۳۴۶ھ یکم جولائی ۱۹۲۷ء کو کراچی اور ۶ محرم ۔ ۶ جولائی کو تشریف سہارنپور واپس لے آئے تھے اور تیسرا سفر حج آپ نے ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں فرمایا تھا۔ ۱۲ ذیقعدہ مطابق ۲۷ اگست سہارنپور سے روانہ ہوئے۔ ۱۴ صفر ۱۳۷۰ھ ۲۵ نومبر ۱۹۵۰ء کو رائے پور پہنچے[۲]

مدرسوں کی سرپرستی

آپ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست ۱۳۶۰ھ میں صرف ایک سال رہے۔ دوبارہ ۱۳۷۷ھ تا ۱۳۸۱ھ تک قریباً چار سال تبرکاً آپ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے۔ ایسے ہی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ جامعہ رشیدیہ رائے پور گجراں بعدہٗ جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال پاکستان۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ دین پور ضلع بہاولنگر اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ ڈوڈا لونگہ وغیرہ وغیرہ بہت سے مدارس کے سرپرست رہے[۳]

آپ کے نزدیک سب سے پہلے اپنی اصلاح اور اخلاص و اخلاق کا پیدا کرنا ضروری تھا۔ اور اس کا سب سے موثر ذریعہ محبت اور محبت کا ذریعہ ذکر و صحبت تھا اور محبت پر دینی کام اور ہر اصلاحی کوشش میں جان پڑتی ہے اور وہ زندہ و طاقتور بنتا ہے۔ اسی سے عبادات میں روحانیت، علم میں نورانیت تعلیم و تدریس میں برکت و قوت۔ وعظ و ارشاد میں تاثیر۔ تبلیغ و دعوت میں مقبولیت و قوت پیدا ہوتی ہے۔ تصنیف و تالیف میں اثر و مقبولیت۔ سیاسی و تنظیمی کوششوں میں کامیابی و نتیجہ خیزی

---

[۱] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ صفحہ ۸۴ [۲] ایضاً صفحہ ۱۲۵

[۳] روئیداد دارالعلوم دیوبند۔

تعلقات میں استواری، جماعتوں میں اتحاد۔ افراد میں ایثار و محبت پیدا ہوتی ہے۔ غرض پوری زندگی کی چول اپنی جگہ پر آجاتی ہے اور ہر طرح کا ضعف و انتشار ختم ہو جاتا ہے۔ اِسی محبت و اخلاص کی بنا پر آپ کی خانقاہ اخلاص و محبت اور اصلاح و اخلاق و نفس اور تصحیح نیت کی تربیت گاہ تھی۔ آپ کے ہاں تصوف کے مقصد اور اس کے مغز کا سارا فکر اور اہتمام یہی تھا۔ رسوم تصوف کے نہ خود پابند تھے نہ دوسروں سے پابندی چاہتے تھے۔ نسبت اور تعلق مع اللہ کے حصول کے لیے لبقدرِ امکان یکسوئی کے ساتھ ذکر و فکر پر عموماً زور دیتے تھے اور اس کو گویا تصوف کے دروازہ کی کنجی سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ زمانے کے تغیرات اور لوگوں کے حالات اور مختلف طبائع کا لحاظ فرماتے ہوئے بالکل مجتہدانہ رہنمائی فرماتے تھے[1] بہت سوں کے لیے ایک شغل تجویز فرماتے اور بعض دوسروں کو باوجود اُن کی درخواست کے اس سے منع فرما دیتے تھے۔ آپ بعض اوقات فرماتے تھے۔ میں بھی اس خیال سے بیعت ہونے والوں سے پس و پیش اِس لیے نہیں کرتا کہ شاید اُن کے خلوص کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے اور اُن کے ہاتھ میں بھی توبہ کر لوں۔ آپ عموماً بیعت و توبہ کراتے ہوئے حسب ذیل کلمات تلقین فرماتے تھے[2]

کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں کفر سے، شرک سے، بدعت سے، زنا سے، چوری سے، غیبت سے، جھوٹ بولنے سے، نماز چھوڑنے سے اور سب گناہوں سے جو ہم نے اپنی ساری عمر میں کیے ہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے۔ تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں گے یا اللہ تو ہماری توبہ قبول کرلے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمیں توفیق دے اپنی رضامندی کی، اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی۔ گویا یہ چھٹے کلمے ردِ کفر و شرک کے الفاظ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَ

---

[1] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ مقدمہ صفحہ ۱۶ و ۱۷، و صفحہ ۱۰۱

[2] سوانح حضرت اقدس رائے پور یعنی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پور قدس سرہٗ صفحہ

تَبَرَّأْتُ مِنْ یا (عَنِ) الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيمَةِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِي كُلِّهَا وَ أَسْلَمْتُ وَآمَنْتُ وَأَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) [1]

اس کے بعد ارشاد فرماتے، نماز باجماعت کی پابندی کرنا۔ تمام خلاف شریعت کاموں سے بچتے رہنا۔ موت کو یاد رکھنا۔ مرنا ہے۔ یہاں سے چلا جانا ہے۔ وہاں عملوں کے سوا کچھ کام نہیں آئے گا۔ پڑھنے کے لیے تیسرا کلمہ، استغفار۔ درود شریف ایک ایک تسبیح اور فرماتے کہ کلمۂ سوم کا ورد چلتے پھرتے اور بیٹھتے اٹھتے بھی کرتے رہنا چاہیے۔ پھر بتدریج بڑھانے کا ارشاد فرماتے۔ پھر مرید کوئی شخص بڑھانے اور ذکر کی اجازت چاہتا تو پہلے نفی اثبات بالتصور کہ میں اللہ کے سامنے ہوں ایک تسبیح۔ اسم ذات تین تسبیح۔ پھر نفی اثبات تین تسبیح۔ اسم ذات پانچ تسبیح۔ پھر نفی اثبات پانچ تسبیح۔ اسم ذات ہزار بار یا گیارہ تسبیح۔ حتیٰ کہ نفی اثبات گیارہ تسبیح۔ اسم ذات چالیس تسبیح۔ اس کے علاوہ جن کی استعداد زیادہ ہوتی۔ ان کو اور زیادہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرماتے۔ جب اس پر سالک عادی ہو جاتا تو اسم ذات دھیان سے پڑھنے کے لیے فرماتے کہ زبان تالو سے لگی ہو اور بالکل نہ ہلے۔ سر دل کی طرف جھکا ہو۔ صرف خیال سے پڑھے کہ میرے دل سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے۔ میں سن رہا ہوں۔ اس کے بعد مراقبہ دعائیہ۔ پہلے پانچ منٹ، پھر دس منٹ، پھر پندرہ منٹ، پھر آدھا گھنٹہ۔ پھر گھنٹہ اور جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو بڑھاتے جاؤ۔ اس کے بعد پاس انفاس چوبیس ہزار سے آگے جتنا زیادہ سے زیادہ بڑھا سکے ہو اور فرمایا نفی اثبات میں ابتداء میں۔ یہ تصور کرو کہ میں اللہ کے سامنے بیٹھ کر ذکر کر رہا ہوں پھر لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰه (نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے) پھر لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰه (نہیں کوئی میرا مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے) پھر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰه (نہیں کوئی میرا محبوب سوائے اللہ تعالیٰ کے) پھر لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰه (نہیں کوئی میرا مطلوب سوائے اللہ تعالیٰ کے) پھر لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰه (نہیں رہے گی کوئی شے دنیا و مافیہا کی سوائے اللہ تعالیٰ کے) وغیرہ وغیرہ تعلیم فرماتے پھر اس

---

[1] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۱۰۲۔ [2] حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مدظلہ بہاولنگری اور دوسرے حضرات

کے بعد چلّوں کی تعلیم ہوتی۔ اس کے ساتھ تلاوت کلام اللہ جو اپنے آپ کو شجر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تصور کر کے تلاوت کرنا۔ یعنی میرے وجود سے کلام اللہ کی تلاوت کی آواز آرہی ہے اور صبح و شام کی دعائیں۔ نماز کے بعد کے وظائف۔ سونے اور جاگنے کی دعائیں مسنونہ، اور دلائل الخیرات، حزب البحر وغیرہ مختلف اوقات کی مسنون دعاؤں کی تلقین فرماتے۔ غرض رات دن اللہ کی یاد میں گذارنے کی تلقین فرماتے۔ کوئی وقت غفلت میں نہ گذرے [1]

فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَ لَا تَكْفُرُونِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ میرا شکر ادا کرو۔ کفران نعمت نہ کرو گویا ذکر کرنا شکر ادا کرنا ہے اور ذکر نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ۔ اس کی یاد اس کے نام کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہے اور وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ ذکر اتنا کرنا چاہیے کہ یکسوئی حاصل ہو جائے یعنی کہ جب تک تبتل اختیار نہ کیا جائے۔ اس وقت تک مالک الملک کی وکالت حاصل نہ ہوگی۔ اتنا ذکر کیا جائے جس میں ہر طرف سے علیحدگی ہو جائے اور مالک الملک کی ذات پر ہی توکل ہو جائے۔

نیز فرماتے تھے کہ جب نماز میں روزانہ یہی اللہ کے نام کی برکت ہونے کا اقرار کرتے ہو۔ پھر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ ذکر لسانی اور اس کی کثرت سے یہ مقصود ہے کہ اسم مبارک کی برکت سے قلب میں اس کی یاد بس جائے۔ اصل ذکر یاد ہی کو کہتے ہیں۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو اس وقت دنیا کی بڑی سے بڑی چیزیں بلکہ تمام چیزیں اس نعمت کے سامنے ہیچ نظر آتی ہیں اور اسی سے حب جاہ اور تکبر نکلتا ہے اُن کے نکلنے کے بغیر اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بزرگوں نے اس لیے طالبین سے بڑی بڑی خدمتیں اور محنتیں کرائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے ریا جیسے مرض سے نکال کر اخلاص پیدا فرماتا ہے اور طالب اپنے کو یوں ہی سمجھتا رہے کہ میں ریاکار ہوں۔ گناہگار ہوں۔ بس اللہ کا نام لیتا ہے، ذکر کرتا رہے کبھی حق تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے اخلاص نصیب فرما دینگے۔ [2] اگر خدا نخواستہ

---

[1] حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ اور دیگر خادمین

ریا وغیرہ سمجھ کر ذکر چھوڑ دیا تو یہ شیطانی وسوسہ ہے اِس سے بچنا ضروری ہے۔ ذکر کرتے ہی رہنا چاہیے فرماتے تھے کہ اصل میں اِنسان کیا تھا۔ غیر ممکن تھا۔ پھر ممکن ہوا۔ پھر غیر واجب پھر واجب۔ پھر واجب سے ناطق۔ لیکن اصلی نطق اسی وقت ہی حاصل ہوتا ہے جب کہ ذکر کی اتنی کثرت ہو جائے کہ جس سے ذکر کے آثار پیدا ہو جائیں [1]

آپ حضرت مولانا مولوی محمد سعید احمد صاحب مدظلہٗ کو تحریر فرماتے ہیں۔

اب اس مراقبہ میں ذرا ترمیم فرما لیجئے کہ یوں خیال کیا کیجئے کہ گویا سارے اعضا سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے اور ہر بُنِ مو ذاکر ہے اس خیال کو اتنا پکائیے کہ بلا قصد بھی یہ خیال ہر وقت جاری رہے۔ جب یہ پختہ ہو جائے تو اس کے بعد یوں تصور فرمائیے کہ ہر نیکی بدی۔ راحت و آرام دنیا میں جس قدر حرکات وسکنات اِنسان کرتا ہے۔ وہ معاملات ہوں۔ چاہے اپنے ہوں یا دوسرے کے ساتھ۔ عبادات۔ فرضی ہوں یا نفلی۔ بدنی ہوں یا مالی۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا بولنا یا خاموش رہنا۔ سب اُسی کی مشیت کے تابع ہے۔ اپنی طرف سے کوئی کچھ نہیں کرتا جب یہ بھی پختہ ہو جائے تو پھر اُس کے بعد یوں خیال کیجئے کہ ان تمام چیزوں۔ جمیع موجودات کا وجود اُسی کے وجود کا پرتو ہے اور فیضان سے ہے۔ خود مستقل کوئی چیز نہیں ہیں۔ بس اِن مراقبات کی خوب مشق کیجئے احقر دعا کرتا ہے [2]

آپ دوبارہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک سالک اپنے آپ کو ساری دنیا سے نکما اور ادنیٰ سمجھتا ہے اور یوں خیال کرے کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ تب تک تو خیریت ہے اور اس میں ہی اُس کی ترقی ہے۔ جب وہ یوں سمجھ لے اور خیال کرنے لگ جائے کہ میں کچھ ہوں تو پھر سمجھے کہ اُس کی ترقی ختم ہے [3]

---

[1] حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہادلنگری مدظلہٗ [2] مکتوب مبارک حضرت اقدس قدس سرہٗ بنام حضرت مولانا مولوی محمد سعید احمد صاحب مدظلہٗ بروز جمعہ ۲۲ شعبان ۱۳۶۹ھ ۹ جون ۱۹۵۰ء [3] ایضاً ۸/۱۰/۵۱

ارشاداتِ عالیہ نیز ارشاد فرماتے تھے کہ ذکر و اذکار اور فکر و اشغال میں اس سختی سے پابندی کرو کہ کچھ بھی ہو جائے مگر ناغہ نہ ہو اور اصلاح و ارشاد و تزکیہ قلب کی ترغیب میں اپنے حضرات رحمہم اللہ علیہم کے عجیب و غریب حالات کے تذکروں سے لب مبارک تر رہتے تھے اور ذکر و اذکار۔ اشغال کے واقعات ایسے دل سوزی سے بیان فرماتے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا اور اُن سے مقصود۔ ذکر و اذکار کی ترغیب ہوتی تھی۔

اور متوسلین و منتسبین میں سے جو حضرات دین و ملت کی کسی خدمت میں لگے ہوتے ہوں۔ اُن کو آپ ذکر و اذکار کے ساتھ اس خدمت ہی کو اُن کا خاص شغل اور وظیفہ فرماتے اور ارشاد عالی تھا کہ بس اخلاص نیت کا اہتمام کرو یہی وہ اکسیر ہے جو ہر عمل کو عبادت و قرب اور وصول الی اللہ کا وسیلہ بنا دیتی ہے۔ مصنفین سے فرماتے کہ جب لکھنے بیٹھو اور مدرس کو فرماتے جب درس دینے کو بیٹھو۔ ذاکر کو فرماتے جب ذکر کرنے بیٹھو اور عابد کو فرماتے عبادت سے پہلے اور واعظ کو فرماتے وعظ و ارشاد اور تبلیغ و دعوت میں مشغول ہونے سے پہلے اور دوکاندار اور دوسرے کاروباری لوگوں سے فرماتے ہر کاروبار سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر نیت کی تصحیح کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر کام میں برکت فرمائیں گے۔ غرض کہ آپ نے ساری زندگی تجرید و تفرید میں۔ اللہ کے عشق و محبت میں اور اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کا درس دیتے ہوئے اس فانی دنیا کو خیرباد فرمایا۔ جیسا کہ بچپن سے تقریباً ۱۳۱۹ھ تک .... ۲۲-۲۳ سال تعلیم حاصل کرنے میں گذارے اور ایک آدھ سال مدرس و ملازم اور مطب میں گذارا۔ اس کے بعد تقریباً چودہ سال حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت میں گذارے اور اس کے بعد تقریباً ۴۵ سال رائے پور مسند ارشاد پر بحسب ارشاد اعلیٰحضرت رائے پوری قدس سرہٗ گذارے غرض کہ تمام زندگی اللہ کی یاد میں رہے اور اللہ کی یاد کا سبق دیتے ہوئے اس دار فانی سے دار البقا کو محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ نے بروز جمعرات قریباً گیارہ بج کر بیس منٹ پر ۱۳۸۲ھ اور ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء کو بعمر مبارک نوے سال وصال فرمایا۔ کوٹھی ۱۴۲/۴۷ ایمپریس روڈ متصل شملہ پہاڑی لاہور میں۔ اور ریڈیو پر اعلان کر دیا گیا کہ شام پانچ بجے نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ لاہور میں حضرت مولانا عبد المنان

صاحب رائے پوری مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قریباً ۹ بجے رات عشاء کے قریب خالصہ کالج لائل پور کے گراؤنڈ میں حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قریباً ۱۱ بجے سرگودھا میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب گمتھلوی مدظلہٗ جانشین نے نماز جنازہ پڑھائی کمپنی باغ سرگودھا کے مغربی سمت میں جب کہ تابوت مبارک ایمبولینس کار میں ہی تھا تاکہ نکالنے اور چڑھانے میں دیر نہ ہو۔ لاہور۔ لائل پور کی طرح یہاں ہزاروں کی تعداد میں مجمع تھا اور پھر سحری کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے امام صلوٰۃ حضرت سید مسعود علی بن حضرت سید محمود علی فتحپوری رحمۃ اللہ علیہما نے ہزاروں کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے آبائی گاؤں ڈھڈیاں شریف کی مسجد کے شمال کی جانب جہاں آپ بوقت قیام دن میں چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور وضو فرماتے تھے۔ تدفین عمل میں لائی گئی۔ عین صبح صادق کے وقت تدفین سے فراغت ہوئی آپ کی زندگی مبارک میں آپ کے برادر عزیز حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس قرآن مجید دیتے تھے۔ اس کے بعد ایک اُستاذ مقرر کیا گیا۔ بچوں کو حفظ اور ناظرہ کی باقاعدہ تعلیم شروع کی گئی۔ آپ کے وصال کے بعد اس کو اور بڑھایا گیا۔ دو تین اُستاذ حفظ قرآن مجید اور ناظرہ کے اور دو استاذ کتابوں کی تعلیم کے لیے مقرر کئے گئے ہیں تعلیم کا معیار بہت عمدہ ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں حفظ اور ناظرہ، اور کئی طالب اب دورہ سے فارغ ہو گئے ہیں۔

مہتمم مدرسہ کے فرائض حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت مولانا حافظ عبدالوحید صاحب مدظلہٗ سرانجام فرما رہے ہیں۔ اس سال شعبہ تجوید کا اجراء فرمایا ہے۔

ڈھڈیاں شریف حاضر ہونے کے لیے آسان دو راستے ہیں۔ اول یہ کہ جھاوریاں سے بھیرہ جانے والی بس میں موضع کھوٹ کا ٹکٹ خرید لیں۔ وہاں اُتر کر سیدھا شمال کی جانب نہر سے گذر کر ایک میل کے فاصلہ پر ڈھڈیاں شریف ہے۔

دوسرا راستہ جھاوریاں اڈہ لاریاں سے سیدھے شمال کی جانب پختہ سڑک پر سائیکل پر سوار ہو کر نہر کی پٹڑی بہت اچھی اور بہترین راستہ ہے۔ جھاوریاں سے سیدھے شمال کو نہر کا پل ہے اس

سے گذر کر جانب مشرق جانا چاہیے وہاں برجی نمبر ۱۹۹ ہے اور ڈھڈیاں شریف کے راستہ کے عین برجی نمبر ۱۷۵ ہے۔ اُتر کر چار فرلانگ پر جانب شمال ڈھڈیاں شریف ہے۔

ڈھڈیاں شریف کا مزید موقع محل یہ ہے کہ مغرب کی جانب ایک میل پر سڑک بجانب مشرق کو۔ کوٹلی علی احمد۔ جنوب کو بھیرہ روڈ اور موضع چک شیخا اور موضع کھوٹ اور شمال کو متصل دریائے جہلم اس سے دوسرے کنارے موضع بگہ۔ ڈاک خانہ للہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم ہے (۳) ایک اور راستہ ملک وال سے بھیرہ اور چک رامداس سے کھوٹ۔ (۴) بھلوال سے سردار پور نون اور چک رامداس اور کھوٹ سے ڈھڈیاں شریف ہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مشہور و معروف درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ عبدالعزیز صاحب گنگھلوی مدظلہٗ ساکن بلاک نمبر ۲ مکان نمبر ۲۰۵ شہر سرگودھا۔

(۲) " " " " محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم مہاجر مدنی شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور شہر (یو۔پی) بھارت حال مسجد نور محلہ باب العوالی مدینہ منورہ

(۳) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن ڈھڈیاں شریف ڈاکخانہ بھادریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا۔

(۴) حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ " " " " " " "

(۵) " " " " عبدالوحید " " " " " " " " "

(۶) " " " " عبدالمنان صاحب مدظلہٗ ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی

(۷) " " " " عبدالرحمٰن " " چک نمبر ۴۷ ایم۔ ایل ڈاکخانہ ججکرائیں دریاخان ضلع میانوالی

(۸) " " " عبدالعزیز مدظلہٗ رائے پوری ساکن گیارہ۔ ۱۱۔ ایل چک لوہسے والا روڈ متصل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال۔

(۹) " " الحافظ عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال

(۱۰) حضرت مولانا الحاج عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ ابن میاں محمد دین صاحب مرحوم خطیب مسجد زراعتی فارم ساہیوال
(۱۱) حضرت الحاج خان محمد یوسف خان صاحب مدظلہٗ ساکن نور راجھہ ڈاکخانہ عارف والا ضلع ساہیوال
(۱۲) حضرت الحاج مولانا سعید احمد صاحب مدظلہٗ خلف الرشید حضرت الحاج الحافظ مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ العالی جانشین حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ
(۱۳) حضرت الحاج مولانا قاضی عبدالقادر صاحب خطیب جامع مسجد قاضیانوالی جھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا
(۱۴) حضرت الحاج مولانا مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہٗ ساکن جلّہ مخدوم تحصیل کبیر گودھا۔
(۱۵) حضرت الحاج ماسٹر منظور محمد صاحب مدظلہٗ ساکن گوجرہ منڈی ضلع فیصل آباد (لائل پور)
(۱۶) حضرت صوفی حکیم شیر محمد صاحب مدظلہٗ مالک ارسطو دواخانہ جھنگ شہر
(۱۷) حضرت مولانا مولوی عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ کیمبل پوری حال مسجد فاروق حوسکہ غاتگا
(۱۸) حضرت حاجی حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہٗ مدرسہ تعلیم القرآن کلورکوٹ تحصیل و ضلع میانوالی
(۱۹) حضرت مولانا سید معروف علی صاحب ہمدانی مدظلہٗ کوٹ مرادخان قصور ضلع لاہور
(۲۰) حضرت سید انور حسین صاحب نفیس رقم صاحب گیسو درازی مدظلہٗ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
(۲۱) حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہٗ راوی روڈ لاہور،
(۲۲) حضرت الحاج الحافظ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی مدظلہٗ مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی۔
(۲۳) حضرت الحاج الحافظ محمد یحییٰ صاحب مدظلہٗ دین پور تحصیل و ضلع بہاولنگر
(۲۴) حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب ہمدانی مدظلہٗ قصوری خیر پور ٹامیوالی بہاولنگر
(۲۵) حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ صاحب امیر مجلس احرار الاسلام پاکستان کوٹ تغلق ملتان
(۲۶) حضرت چوہدری عبدالخالق صاحب مدظلہٗ راجپوت سکنہ کریام ضلع جالندھر حال ساکن درڈ نمبر ۹ چوک کچہری ملتان
(۲۷) حضرت مولانا حافظ صاحبزادہ محمد اکرم صاحب مدظلہٗ خطیب جامع مسجد کھیوڑہ تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم

لے از تاریخ مظاہر

(۲۸) حضرت مولانا حکیم و ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین صاحب مدظلہٗ گجر خان ضلع راولپنڈی ڈھوک ---- کرم خان چوہان

(۲۹) حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب مدظلہٗ رائے پور ضلع سہارنپور ہندوستان

(۳۰) حضرت حاجی صوفی برکت صاحب مدظلہٗ لودھی پور ڈاکخانہ رائے پور ضلع سہارنپور

(۳۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور

(۳۲) حضرت مولانا فخرالحسن صاحب مدظلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

(۳۳) حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی مدظلہٗ سلہ

(۳۴) حضرت مولانا حافظ سید اسعد میاں صاحب مدظلہٗ خلف الرشید حضرت مدنی قدس سرہٗ

(۳۵) حضرت صوفی فتح محمد صاحب مدظلہٗ محلہ شاہ گل دہلی

(۳۶) حضرت الحاج مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہٗ رائے بریلی حال ساکن لکھنؤ

(۳۷) حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہٗ مدیر الفرقان لکھنؤ

(۳۸) حضرت مولانا صوفی انعام اللہ صاحب مدظلہٗ لکھنؤ

(۳۹) حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی مدظلہٗ العالی ۔ صص

صص ... [illegible]

گلزار رحیمی قادری کے وہ خلفاء جو دار فانی سے دار البقاء کو تشریف لے گئے ہیں ۔

(۴۰) حضرت مولانا خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔ ساکن فاضلکا ضلع فیروز پور پنجاب متوفی ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء

(۴۱) حضرت مولانا احمد دین صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ساکن رائے پور گجراں ضلع جالندھر متوفی ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء

(۴۲) حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ رانپوری ضلع سہارنپور متوفی ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء

(۴۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی رمضان ۱۳۷۷ھ

(۴۴) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملتان شہر متوفی ۱۳۸۱ھ ۲۰ اگست ۱۹۶۱ء

(۴۵) حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ ۲۴ جولائی ۱۹۶۱ء

(۴۶) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ مزار چک نمبر ۲۶ ۔ ایم بی تحصیل خوشاب ضلع

سلہ فارغ نمبر ۸ ۱۳۶۳ھ میں مظاہر العلوم سے ہوئے ۔ از تاریخ مظاہر

سرگودھا بروز بدھ ۶ رمضان ۱۳۸۴ھ ، ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء

(۴۷) حضرت مولانا فضل احمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مزار گورستان چک نمبر ۱۱/۱۴ ایل۔ متصل چیچہ وطنی۔ بورے والا روڈ ضلع ساہیوال

(۴۸) حضرت ڈاکٹر محمد امیر صاحب گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ مزار کوہاٹ شہر۔ متوفی بروز بدھ ۱۲ رمضان ۱۳۸۸ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۸ء

(۴۹) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ مزار بڑا گورستان فیصل آباد (لائلپور) متوفی ۱۲ ذیقعد ۱۳۸۹ھ ۲۳ جنوری ۱۹۷۰ء

(۵۰) حضرت مولانا حافظ انیس الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز ہفتہ ۲۵ رمضان ۱۳۹۴ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء مہتمم مدرسہ تجوید القرآن خالصہ کالج و خطیب مسجد مدرسے والی۔ فیصل آباد (لائل پور)

(۵۱) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلیم پوری مزار میاں چنوں تحصیل خانیوال متوفی ۷ رجب ۱۳۹۰ھ ، ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء

(۵۲) حضرت مولانا الحاج الحافظ صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار دین پور ضلع بہاولنگر متوفی ۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

(۵۳) حضرت الحاج مولانا علی احمد صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ مرتب ملفوظات متوفی بروز ۱۳۸۲ھ ۱۱ مئی ۱۹۶۲ء

(۵۴) حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب سنسار پوری رحمۃ اللہ علیہ تحصیل و ضلع سہارنپور

(۵۵) حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶) حضرت سید مسعود علی شاہ صاحب، آزاد فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز ہفتہ بوقت ساڑھے چار بجے ، ۲ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ

(۵۷) حضرت مولانا سید نیاز احمد صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تلنبہ ضلع ملتان

(۵۸) حضرت مولانا پیر جی عبداللطیف صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز اتوار ۱۵ رجب ۱۳۹۷ھ ۶ جولائی ۱۹۷۷ء۔

(۵۹) حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جالندھری مزار شیخوپورہ شہر

(۶۰) حضرت مولانا محمد قمر الدین صاحب فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۱) حضرت مولانا قاری محمد شبیر صاحب گھنوی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ بھی کئی حضرات گلزار رحیمی و گلزار قادری سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

❖ ❖ ❖

محمد ثانی حسنی

ایک مردِ باخدا

رائے پور سے واپسی پر دلی تاثرات کا اظہار

ایک شہر آباد شہروں میں سہارنپور ہے
اور قصبہ رائے پور اس سے ذرا سا دور ہے

نہر ہے اُس کے کنارہ باغ کے سایہ تلے
ذاکروں کا مختصر سا اک جہاں مستور ہے

جس جہاں میں اللہ اللہ کرنے والے ہیں مقیم
جس جہاں کا ذرہ ذرہ ذکر سے معمور ہے

ایک مرد باخدا اللہ والوں کا امام
جو خدا کی خلق کی اصلاح پر مامور ہے

شاہ عبدالقادر ذی شان عالی مرتبت
جن کی ہستی مسند آرائے جہان نور ہے

جن کی صحبت سے یقین ہوتا ہے دل میں موجزن
زہد و تقویٰ جن کا عالم میں بہت مشہور ہے

اُن کی مجلس میں جو بیٹھا تو ملا دل کو سکون
اُن کی صحبت میں رہا جو وہ بہت مسرور ہے

اُن کی خدمت میں چلو تم اُن کی صحبت میں رہو
گر تمہیں اصلاحِ باطن اپنی کچھ منظور ہے

مت کرو ضائع خدارا قیمتی لمحات کو
بجھ نہ جائے وہ کسی دم جو چراغ نور ہے

صبر و ہمت اور توکل شکر و ایثار و غنا
راہ حق پر چلنے والوں کا یہی دستور ہے

راہ حق پر چلنے والے تیز کر اپنے قدم
شام تو ہونے لگی منزل ابھی کچھ دور ہے

تو جہان رنگ و بو کی ظلمتوں کا ہے شکار
اُس جہاں کی فکر کر تو جو سراپا نور ہے

ہر دم و لحظہ تجھے اب فکرِ عقبیٰ چاہیے
جس پہ تکیہ ہے ترا وُہ زندگی کافور ہے

کر عطا تو یا الٰہی دیدۂ عبرت نگاہ
رونقِ بزم جہاں سے چشم و دل مسحور ہے

خیر کر یارب بڑی ہے گردشِ لیل و نہار
تیرا بندہ بے سہارا بے بس و مجبور ہے

برہ ہائے طریقت حضرات مشائخ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ

سید الکائنات، سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت مولانا و ہادینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

ی الہ و اہل بیتہ و اصحابہ و اتباعہ و بارک و سلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

۱	۲	۳	۴
رت سیدنا امیر المومنین	حضرت سیدنا امیر المومنین	حضرت سیدنا امیر المومنین	حضرت سیدنا امیر المومنین
بکر صدیق رضی اللہ عنہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
رت سیدنا سلمان فارسی	حضرت سیدنا امیر المومنین امام حسین	حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ
رت سیدنا امام قاسم بن محمد	رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ	حضرت سیدنا عبد الواحد بن زید
رت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ	حضرت سیدنا امام علی زین العابدین رض	حضرت شیخ ابو سلیمان داؤد طائی	حضرت سیدنا ابی یعقوب سوسی
رت سیدنا امیر المومنین ابوبکر	حضرت سیدنا ابو جعفر امام محمد باقر	حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی	حضرت شیخ ابی یعقوب النہر جوزی
صدیق رضی اللہ عنہ	رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ خواجہ ابو الحسن سری	حضرت شیخ ابی القاسم بن رمضان
ضرت شیخ ابوبکر مرادی	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	سقطی قدس سرہم	حضرت شیخ ابی العباس بن ادریس
ضرت شیخ محمد شبکی	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ سید الطائفہ ابو القاسم	حضرت شیخ داؤد بن محمد المعروف
حضرت شیخ ابو الوفا	حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا رض	جنید بغدادی	بخادم الفقراء
حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید	حضرت سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ ابوبکر شبلی بغدادی	حضرت شیخ محمد بن ال الکیل
عبد القادر جیلانی قدس سرہم	حضرت سیدنا امام ابو الحسن علی نقی رض	حضرت شیخ عبد العزیز تمیمی	حضرت شیخ اسمٰعیل القصری
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ	حضرت سید امام موسیٰ کاظم	حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی	حضرت شیخ المقتدیٰ نجم الدین
حضرت سیدنا سلمان فارسی رض	حضرت سید علی بن امام موسیٰ کاظم	حضرت شیخ ابو الفرح علاؤ الدین	الکبریٰ قدس سرہم
حضرت سیدنا ابو محمد قاسم بن محمد رض	حضرت سید علاؤ الدین محمد	محمد بن عبد اللہ طرطوسی اندلسی	
حضرت سیدنا سید السادات جعفر الصادق	حضرت سید کمال الدین عیسیٰ	حضرت شیخ ابو الحسن علی الہنکاری	

قد سدا سر هم

۱

حضرت سیدنا امیر المومنین
امام حسن رضی اللہ عنہ
حضرت سید محمد حسن رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا عبداللہ
المحض رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سیدنا ابوالحسن موسیٰ جون
حضرت سیدنا ابو موسیٰ عبداللہ ثانی
حضرت سیدنا ابو عمر موسیٰ ثانی
حضرت سیدنا ابو محمد داؤد
حضرت سید ابو یحییٰ محمد عابدین رومی
حضرت سیدنا ابو علی یحییٰ زاہد
حضرت سیدنا ابو موسیٰ عبداللہ ثالث
حضرت سیدنا ابو صالح موسیٰ
جنگی دوست
حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین سید
عبدالقادر جیلانی قدس سرہم

۱۲

حضرت شیخ ابو سعید مبارک بن
علی مخزومی بغدادی
حضرت شیخ ابو محمد محی الدین
سید عبدالقادر جیلانی

حضرت سیدنا امام حسن بصری
حضرت سیدنا عمر مکی
حضرت سیدنا بشر حافی
حضرت شیخ معروف کرخی
حضرت ثانیہ شیخ ابو محمد محی الدین
سید عبدالقادر جیلانی
قدس سرہم

۳

حضرت سید ابو عبداللہ
حضرت سید محمود طاہر
حضرت سید ابو جمال الدین محمد
حضرت سید عبداللہ صومعی
قدس سرہم
حضرت سیدنا شیخ ابو محمد
محی الدین سید عبدالقادر
جیلانی قدس سرہ العزیز

۴

حضرت سیدنا شیخ …
بسطامی رحمۃ ا…
حضرت خواجہ ابوالحسن …
قدس اللہ …
حضرت شیخ ال…
قدس اللہ …

شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبد القادر الجیلانی البغدادی قدس سرہ

(۱)

حضرت شیخ کبیر الدین محمد شاہ
دولہ گجراتی قدس سرہ
حضرت شیخ شاہ محمد منور
الہ آبادی قدس سرہ
حضرت شیخ شاہ محمد عالم
دہلوی قدس سرہ
حضرت شیخ الاسلام شیخ جنید
پشاوری قدس سرہ

(۵)

حضرت شیخ شہاب الدین عمر
ابی حفص سہروردی قدس سرہ
حضرت شیخ خواجہ محمود تستری قدس سرہ
شیخ المشائخ سید جلال الدین مخدوم
جہانیاں جہانگشت بخاری اچوی قدس سرہ

(۶) حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس سرہ
حضرت شیخ شیخ عز الدین قدس سرہ
حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہم

(۲)

حضرت شیخ سید عبد الرزاق
الجیلانی البغدادی قدس سرہ
حضرت شیخ سید شرف الدین
قتال مدنی قدس سرہ
حضرت شیخ سید عبد الوہاب
یمبوعی قدس سرہ
حضرت شیخ سید بہاؤ الدین کامل
بمبی قدس سرہ
حضرت شیخ سید عقیل کوکانی قدس سرہ
حضرت شیخ سید شمس الدین
صحرائی ترکستانی قدس سرہ
حضرت شیخ سید گدا رحمٰن اول
قادری کشمیری قدس سرہ
حضرت شیخ سید ابوالحسن یحییٰ
کبیر عسکری
حضرت شیخ سید شمس الدین عارف
پشاوری قدس سرہ
حضرت شیخ سید گدا رحمٰن ثانی سرہندی
قدس سرہم

(۳)

حضرت شیخ احمد مستان قدس سرہ
حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ
حضرت شیخ عبد اللہ قدس سرہ
حضرت شیخ سید جلال الدین احمد
متقی مکی قدس سرہ
حضرت شیخ سید بہاؤ الدین قادری
قدس سرہ
حضرت شیخ سید جلال الدین
قادری قدس سرہ
حضرت شیخ سید محمد یاسین قادری
قدس سرہ
حضرت شیخ سید مستان شاہ
ثانی قدس سرہ
حضرت شیخ سید نظام الدین
قادری قدس سرہ
حضرت شیخ سید سلیمان قادری قدس سرہ
حضرت شیخ سید میر میراں
قادری قدس سرہم

(۴)

حضرت شیخ شمس الدین حداد قدس سرہ
حضرت شیخ شمس الدین علی افلح قدس سرہ
حضرت شیخ قطب الدین ابی الغیث قدس سرہ
حضرت شیخ ابی المکارم الفاضل قدس سرہ
حضرت شیخ عبید بن ابی القاسم قدس سرہ
حضرت شیخ عبید بن عیسیٰ قدس سرہ
شیخ المشائخ حضرت سید جلال
الدین سرخ بخاری اچوی قدس سرہ
شیخ المشائخ حضرت سید جلال الدین
المعروف مخدوم جہانیاں جہانگشت
بخاری اچوی قدس سرہ
حضرت شیخ سید محمد اجمل
بہرائچی قدس سرہ
حضرت شیخ سید بڈھن بہرائچی قدس سرہ
حضرت شیخ برہان الدین درویش
بن محمد قاسم اودھی قدس سرہ
حضرت شیخ عبد القدوس
گنگوہی قدس سرہم

۱

نمبر ۶ حضرت شیخ شاہ عفیف الدین
قدس سرہ
حضرت شیخ سید جلال الدین
مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ

نمبر ۷ حضرت شیخ عبد القاہر
سہروردی قدس سرہ
حضرت شیخ عمار بن یاسر
اندلسی قدس سرہ
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ
قدس سرہ
حضرت شیخ مجد الدین
بغدادی قدس سرہ
حضرت شیخ رضی الدین المعروف
علی لالہ قدس سرہ
حضرت شیخ خواجہ نور الدین
المعروف بالکبریٰ قدس سرہ
حضرت شیخ علاؤ الدین الدولہ
سمنانی قدس سرہ
حضرت شیخ شرف الدین محمود
بن عبد اللہ مزدقانی قدس سرہ
حضرت شیخ سید علی ہمدانی
قدس سرہ

۲

حضرت شیخ سید شاہ فضیل
قادری ٹھٹھوی سندھی قدس سرہ
حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی
قدس سرہ
حضرت شیخ شاہ سکندر کیتھلی
قدس سرہ
حضرت شیخ احمد فاروقی امام
ربانی مجدد الف ثانی سرہندی
شیخ المشائخ حضرت شیخ
سید آدم بنوری قدس سرہ

نمبر ۸ حضرت شیخ سید عبد الرزاق
الجیلانی و لبغدادی قدس سرہ
حضرت شیخ سید ابی صالح
نصر قدس سرہ
حضرت شیخ سید محی الدین
قدس سرہ
حضرت شیخ سید محمد عارف
صلو احمد قدس سرہ
حضرت شیخ سید حسن اکرم
قدس سرہ
حضرت شیخ سید محمد قدس سرہ
حضرت شیخ سید الشریف

۳

حضرت شیخ سید زین الدین
قادری قدس سرہ
حضرت شیخ سید عبد الرزاق
قدس سرہ
حضرت شیخ سید غیاث الدین
قدس سرہ
حضرت شیخ خیر اللہ قادری قدس سرہ
مزار موضع گوندل ضلع کیمبل پور
حضرت شیخ حاجی سعید المعروف
حاجی سید سید عبد الشکور قدس سرہ
مزار موضع ملا منصور ضلع کیمبلپور
شیخ المشائخ محمد معصوم قادری
شاہجہان آبادی ثم پشاوری
قدس سرہ
شیخ المشائخ شیخ جنید
پشاوری قدس سرہ۔
حضرت شیخ محمد صدیق صاحب
بنیری

قدس سرھم

۴

حضرت شیخ رکن الدین گ...
قدس سرہ
حضرت شیخ عبد الاحد فا...
سرہندی قدس سرہ
شیخ المشائخ امام ربانی
الف ثانی قدس سرہ
حضرت شیخ سید آدم بنوری قد...

سلسلہ قادریہ ...
حضرت شیخ سید ابو محمد محی الد...
سید عبد القادر جیلانی
حضرت شیخ ابی العباس الحج...
حضرت شیخ ابی اسحاق تنو...
حضرت شیخ جلال الدین بن المق...
حضرت شیخ ابی الفضل
جلال الدین سیوطی م سنہ ۹۱۱ھ
حضرت شیخ جار اللہ بن عبد ال...
بن فہد الہاشمی العلوی المکی
حضرت شیخ عبد الرحمٰن بن عبد ...
بن فہد الہاشمی العلوی المکی
حضرت شیخ احمد بن علی
محدث شناوی

۱

[حضرت] شیخ محمد اسحاق ختلانی
[حضرت] شیخ سید عبداللہ برزش
[حضرت] شیخ رشید الدین محمد
بیدا وازی
[حضرت] شیخ حاجی محمد بن صدیق
الحبوشانی
[حضر]ت شیخ حسین الخوارزمی
[حضرت] شیخ محمد یعقوب الصرفی
الکشمیری
[حضر]ت مجدد الف ثانی
قدس سرہم

[سلس]لہ قادریہ، رزاقیہ
[...]میصیہ، امدادیہ
[حضرت] شیخ سید عبدالرزاق بغدادی
[حضرت] شیخ سید زین الدین
[حضرت] شیخ سید یحییٰ زاہد
[حضرت] شیخ سید عبدالوہاب
[حضرت] شیخ سید عبدالقادر رابعی
[حضرت] شیخ سید احمد قدسی
[حضرت] شیخ مولانا محمد مغربی
[حضرت] شیخ سید عبدالحق مغربی
[حضر]ت سید الیاس مغربی
قدس سرہم

۲

علی اکمل قدس سرہٗ
حضرت شیخ سید موسیٰ قدس سرہٗ
حضرت شیخ سید حسن ثانی قدس سرہٗ
حضرت شیخ سید ابو العباس احمد
بن حسن الجیلی المغربی الشافعی
ویکی قدس سرہٗ
حضرت شیخ بہاؤ الدین ابراہیم
القادری الانصاری قدس سرہٗ
حضرت شیخ سید ابراہیم قدس اللہ سرہم
ابن معین بن عبدالقادر بن سید
مرتضیٰ الحسنی ایرجی قدس سرہٗ
حضرت شیخ عبدالقدوس
گنگوہی قدس سرہٗ
حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی
قدس سرہٗ
حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ
شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد امام
ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ
حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ

نمبر ۲ حضرت شیخ امام ربانی
مجدد الف ثانی شیخ احمد
سرہندی
قدس سرہم

۳

حضرت شیخ ابو محمد محی الدین
سید عبدالقادر جیلانی
حضرت شیخ جمال الدین یونس بن
یحییٰ بن ابی البرکات
حضرت شیخ امام محی الدین محمد بن علی
بن محمد بن عربی المعروف ابن عربی
حضرت شیخ العز احمد بن ابراہیم
فاروقی
حضرت شیخ عمر بن الحسن بن المیلۃ
المراغی
حضرت شیخ شمس الدین بن محمد
بن محمد الجزری م ۸۳۳ھ
حضرت شیخ ابو البقا کمال الدین محمد
عرف امام الکاملیہ بن موسیٰ بن
عیسیٰ م ۸۰۸ھ
حضرت شیخ جلال الدین سیوطی عبدالرحمن
بن الکمال م ۹۱۱ھ۔ قدس سرہم
حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی
حضرت شیخ عبدالقدوس محدث
قدس سرہم

تا
حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی رح

۴

سلسلہ نمبر ۳
حضرت شیخ ابو محمد محی الدین
سید عبدالقادر جیلانی
حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ
علی الاسد الیمنی
حضرت شیخ عبداللہ بن القاسم بن ذریہ
حضرت شیخ ابی احمد عبداللہ
بن یوسف الاسدی
حضرت شیخ ابی محمد احمد بن عبداللہ
الاسدی
حضرت شیخ ابی احمد محمد بن
احمد الاسدی
حضرت شیخ فخر الدین ابی بکر
قدس سرہم
حضرت محمد بن علی بن نعیم
حضرت شیخ محی الدین احمد بن
محمد الاسدی
حضرت شیخ سراج الدین ابی بکر
بن محمد السلامی
حضرت شیخ اسمٰعیل بن ابراہیم
الجبوتی الیمنی
حضرت شیخ محمد المزجاجی
قدس سرہم

حضرت شیخ شاہ قمیص الاعظم

(۱)

حضرت شیخ شاہ محمد
حضرت شیخ شاہ ابو محمد
حضرت شیخ سید شاہ محمد غوث
حضرت شیخ سید محمد عبدالحی شاہ
حضرت شیخ سید عبدالرزاق
حضرت شیخ سید رحم علی شاہ بہلاسوی
حضرت شیخ سید عبدالرحیم شاہ فاطمی سرحدی
حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی
حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری
حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس اللہ تعالیٰ سرہم

(۲)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
حضرت شیخ محبت اللہ محمد نقشبند ثانی سرہندی
حضرت شیخ خواجہ محمد زبیر صاحب سرہندی
حضرت شیخ ضیاء اللہ نقشبندی بخاری کشمیری
حضرت شیخ شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی
حضرت شیخ مولانا نصیر الدین للّٰہی دہلوی شہید سرحد
حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ سرہم
حضرت شیخ مولانا عبداللہ شاہ صاحب کرنالوی

حضرت شیخ سید آدم بنوری
حضرت شیخ سید عبداللہ بارہوی
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب فاروقی دہلوی قدس سرہم

سلسلہ قادریہ قمیصیہ نمبر ۲

حضرت شیخ عبدالرزاق گیلانی بغدادی
حضرت شیخ سید نورالدین
حضرت شیخ سید خواجہ شاہ احیار
حضرت شیخ بہاؤالدین موسیٰ
حضرت شیخ خواجہ فرخ شاہ مدنی قوتی
حضرت شیخ سید احمد قدسی
حضرت شیخ مولانا محمد مغربی قدس اللہ تعالیٰ سرہم
باقی اول نمبر ۱ صفحہ پر ملاحظہ فرمادیں
حضرت شیخ سید قمیص الاعظم قدس سرہم

(۳)

حضرت شیخ علی بن عبدالقدوس
حضرت شیخ احمد محدث شناوی بن علی
حضرت شیخ احمد بن محمد قشاشی مدنی
حضرت شیخ محمد ابراہیم کردی
حضرت شیخ ابوطاہر محمد بن حضرت شیخ محمد ابراہیم کردی مدنی
حضرت شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی
حضرت شیخ سید احمد بریلوی شہید بالاکوٹی
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب شہید پنجتار
حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہم
حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہم

(۴)

حضرت شیخ اسمٰعیل [illegible] الجبوتی
حضرت شیخ احمد [illegible] المشرع یمنی
حضرت شیخ الجنید بن احمد [illegible]
حضرت شیخ عبدالقادر بن [illegible]
حضرت شیخ سراج الد[illegible] جبرائیل قدس سر[illegible]
حضرت شیخ محمد امین بن الصد[illegible]
حضرت شیخ محمد قشاشی مدنی
حضرت شیخ احمد قشاشی [illegible]
شیخ محمد قشاشی مدنی قدس سرہم

۱

حضرت شیخ سید ابراہیم بن سید
حسن بن سید عبدالقادر بن سید
مرتضیٰ الحسنی القادری
الایرجی و دہلوی
حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار
دہلوی
حضرت شیخ قطب عالم دہلوی
حضرت شیخ رفیع الدین محمد
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم دہلوی
حضرت شیخ شیخ احمد شاہ ولی
اللہ محدث دہلوی قدس سرہم

حضرت سید ابراہیم قادری
الایرجی دہلوی۔
حضرت شیخ شاہ پیر میرٹھی
حضرت شیخ لال میرٹھی
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب
دہلوی قدس سرہم

۲

حضرت شیخ سید عبدالرزاق بغدادی
حضرت شیخ عبداللہ حسنی
حضرت شیخ ابراہیم حسنی بن عبداللہ
حضرت شیخ ابوجعفر احمد الحسینی
حضرت شیخ سید جعفر بن احمد حسنی
حضرت شیخ سید علی بن جعفر حسنی
حضرت شیخ سید حسن بن علی حسنی
حضرت شیخ سید شمس الدین محمد بن
حسن حسنی
حضرت شیخ مہاوندی
حضرت شیخ سید ابوسعید محمود حسینی
حضرت شیخ سید عبدالغفار
حضرت شیخ سید عبدالرؤف بن علی
بن عمر شاذلی حسینی
حضرت شیخ سید عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن
بن جمال الدین صدیقی
قدس سرھم کالم ۳

۳

حضرت شیخ عبداللہ امام طریقت
شطاری
حضرت شیخ محمد قاضی
حضرت شیخ ہدایت اللہ سرمست
حضرت شیخ ظہور الٰہی
حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاری
حضرت شیخ وجیہہ الدین
حضرت شیخ صبغۃ اللہ
حضرت شیخ احمد شناوی
حضرت شیخ احمد قشاشی قدس سرہم

۴

حضرت شیخ سید جلال الدین حسین
مخدوم جہانیاں جہانگشت اچوی
حضرت شیخ سید صدرالدین
قتال اچوی
حضرت شیخ سید محمد بن سید
صدرالدین اچوی
حضرت شیخ سید عبدالوہاب
حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار
دہلوی قدس سرہم

غرض کہ ان مختلف شاخوں سے سلاسل قادریہ ملتا ہوا حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ سے اور اُن کے سلسلہ مشائخ سے فیض یاب ہوئے۔ اور اس کے بعد حضرت شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سلاسل کا مرکز ہیں وہ براہِ راست بھی سلاسل قادریہ سے مستفیض ہوئے ہیں۔ آخر میں حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب بہار پوری اور حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما مستفیض ہوئے۔

خُلفاء حضرت اقدس رائپوری قدس سرہ

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس سرہ

ولادت باسعادت شب جمعہ بوقت سحری یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں حضرت سید ضیاء الدین احمد بن سید نور الدین احمد بخاری بن سید محمد شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بمقام پٹنہ عظیم آباد صوبہ بہار میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں سے حضرت سید عبد الغفار بن سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہما حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تیرھویں پشت سے تھے اور والد ماجد کے ہمراہ بخارا سے کشمیر تشریف لائے ان کی اولاد سے امرتسر اور گجرات پنجاب میں کئی اشخاص آباد ہو اور انہی کی اولاد سے حضرت اکمل الدین محمد بخاری، حضرت شیخ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی قدس سرہما کے خلیفہ تھے۔ حضرت سید اکمل الدین رحمۃ اللہ علیہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں موضع سرہال ضلع گجرات میں آباد ہوئے اس کے بعد امرتسر تشریف لے گئے۔ وہیں حضرت سید اکمل الدین محمد قدس سرہ کا مزار ہے۔

حضرت سید ضیاء الدین بن سید نور الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہما نابالغی کے دنوں میں اپنے تایا سید پیر شاہ اور چچا سید حیدر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہما کے ہمراہ پشمینہ کی فروخت کے سلسلہ میں پٹنہ تشریف لے گئے وہیں حضرت حکیم سید شرف الدین احمد اندرابی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح ہوا۔ حضرت سید احمد اندرابی رحمۃ اللہ علیہ کے مورث اعلیٰ حضرت سید السبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیر سے وارد پٹنہ (عظیم آباد) ہوئے تھے۔

بہرحال آپ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے حفظ قرآن مجید اپنے والد بزرگوار سے کیا۔ ابتدائی تعلیم حضرت حافظ مولوی جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد خواجہ عنبری میں

حاصل کی انتہائی کتاب انشاء ابوالفضل وغیرہ دس بارہ سال کی عمر میں پڑھ لی اور اس کے بعد ورق سازی کے کام میں مشغول ہو گئے۔ اکیس سال کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب برادر حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما ملکیانوالے کی تحریک سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قادری چشتی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاص توجہ فرمائی تین دن کے بعد بامراد واپس ہوئے۔ آپ نے قصیدہ غوثیہ کی اجازت چاہی تو فرمایا میں نے آپ کو وہ چیز بتائی ہے۔

جس کے پڑھنے سے غوث، غوث بنا تمہیں قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے اگر تبرکاً پڑھتے رہو تو مضائقہ نہیں۔ دو اڑھائی سال آپ چلہ کشی ریاضت سخت مجاہدہ میں مصروف رہے جس میں شب و روز میں غذا جو کا ستو، نمک، پانی اور سوکھے خشک روٹی کے ٹکڑے بھگو کر کھاتے رہے جس سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے۔

اس کے بعد والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے دوبارہ ۱۹۱۴ء میں تعلیم شروع کی صرف و نحو حضرت مولانا قاضی عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ پھر امرتسر مدرسہ نصرۃ الحق میں حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نور محمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور علماء سے تھوڑے عرصے میں تمام علوم متداولہ، قرآن، حدیث فقہ، اصول، منطق، فلسفہ و علوم میں دست گاہ حاصل کی۔

۱۹۱۶ء میں مرزا بشیر قادیانی امرتسر آیا آپ نے دوران تقریر بڑے بے باکی سے سوالات کئے جس سے قادیانی لاجواب ہو گیا۔ اور اسی جگہ آپ نے بڑی زوردار تقریر فرمائی۔

۱۹۱۸ء میں آپ نے باقاعدہ سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ اور تحریک خلافت میں پرجوش حصہ لیا اور تین سال قید سخت کی سزا ملی ۱۹۲۱ء میں میانوالی جیل میں رہے۔ دوسری مرتبہ ۱۹۲۷ء میں سزائے قید جھیلی تیسری بار نمک سازی کے قانون کے خلاف ورزی کے جرم میں ۱۹۳۰ء

میں کلکتہ میں چھ ماہ قید کاٹی۔ چوتھی مرتبہ آزادی کشمیر کے سلسلہ میں دو سال جیل میں رہے۔ پانچویں مرتبہ قادیان دفعہ ایکسو چوالیس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز جمعہ پڑھایا اس جرم میں جیل گئے۔ اسی زمانہ میں چھٹی مرتبہ سر سکندر حیات نے بغاوت اور قتل عمد جیسے سخت الزام لگوا کر اور جھوٹے مقدمے بنا کر گرفتار کرایا اور لدھارام والا مشہور مقدمہ چلایا گیا۔ جس کی سزا پھانسی کا خطرہ تھا کیونکہ انگریز اور اس کے پٹھو بکھلائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بری کرا دیا۔

۵۳ء فروری کے آخری دنوں میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں دولتانہ وزارت نے جیل بھیجا۔

آپ کو انگریز اور اس کے چیلے چانٹوں سے سخت نفرت تھی۔ خاص طور پر قادیانی گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے۔ اس کے خلاف ہر قسم کی قربانی پیش کی اور سخت تکالیف برداشت فرمائیں۔

حضرت گولڑوی قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور انگریز اور قادیانی گروہ کے خلاف کام کرنے کی زیادہ تحریک پیدا ہو گئی۔ ایسے ہی حال میں آپ نے سلسلہ ارشاد و تلقین بھی جاری رکھا۔ ہزارہا کی تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ کے حالات و کرامات۔ تصرفات ان چند سطور میں آنا بہت مشکل ہے۔ یہ صرف آپ کا تعارف پیش خدمت ہے۔ جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ بیمثال واعظ، خطیب مجاہد نے بروز بدھ ایک بجے شام ۱۳۸۱ھ ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک ملتان میں ہے آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت مولانا حافظ قاری سید عطاء المنعم شاہ صاحب مدظلہٗ عالم و فاضل، صاحب درس و تدریس، خطیب و مقرر اس کے علاوہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے (۲) حضرت مولانا قاری سید عطاء المحسن صاحب مدظلہٗ (۳) حضرت مولانا قاری سید عطاء المہیمن مدظلہٗ۔ حضرت مولانا سید عطاء المومن مدظلہٗ۔ جو مقرر و واعظ خوش بیان ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب چشتی قادری سہارنپوری دامت برکاتہم

۱۳۱۵ھ کو

ولادت باسعادت ۱۱ رمضان بوقت ۱۱ بجے رات کو حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آبائی مکان قصبہ کاندھلہ تحصیل مظفرنگر ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ والد بزرگوار کی طرف سے نسب اس طرح ہے: حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن مولانا محمد اسمٰعیل بن شیخ غلام حسین بن حکیم کریم بخش بن حکیم غلام محی الدین بن مولانا محمد ساجد صاحب بن مولانا محمد فیض بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف بن شیخ جمال محمد شاہ بن شیخ نور محمد بن شیخ بہاؤالدین شاہ بن مولانا شیخ محمد بن شیخ محمد فاضل بن شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہم

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے اس طرح ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب بن حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب بن مولانا حکیم محمد صابر صاحب بن شیخ غلام حسن بن حکیم کریم بخش بن حکیم غلام محی الدین بن مولانا محمد ساجد صاحب بن حضرت مولانا محمد فیض صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہم آگے اوپر کے شجرہ سے مل جاتا ہے اور حضرت شیخ محمد فاضل بن شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہما حضرت سیدنا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کے بزرگوں میں پہلے بزرگ حضرت مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان بادشاہ کے عہد میں تھے اور جھنجھانہ ضلع مظفرنگر میں قیام فرما تھے۔ حضرت مولانا قاضی شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہما سلطان محمد تغلق کے عہد میں جب سلطان نے ۱۲ رجب ۷۹۳ھ کو کاندھلہ کی بنیاد رکھی تو آپ کے ہم زمانہ ایک بزرگ قاضی شیخ محمد بن مولانا کریم الدین صاحب از اولاد حضرت قاضی ضیاء الدین سنامی قدس سرہ کو قضاء، خطابت اور امامت کا منصب عطا کیا تھا۔ ان کی اولاد میں حضرت مولانا محمد مدرس رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ ان کی صاحبزادی خان بی بی سے مولانا عبدالقادر صاحب بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا نکاح ہوا۔

اور بعد میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی۔ مشہور رابعہ عصر حضرت امۃ الرحمٰن بنت حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی عفیفہ صفیہ بی بی سے ہوئی۔ اور ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا ضیاء الحسن بن حضرت مولانا نور الحسن بن مولانا ابوالحسن ابن حضرت مولانا

مفتی الٰہی بخش صاحب بن مولانا شیخ الاسلام کاندھلوی ہیں مولانا حکیم قطب الدین بن مولانا حکیم عبد... بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ گویا کاندھلہ کا نامی گرامی خاندان اصل جھنجھانہ ہی کا تھا۔

جب عمر مبارک ڈھائی سال کی تھی تو والدہ کے ہمراہ گنگوہ شریف حضرت باب الاقطاب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قریباً دس سال تک گنگوہ حاضری رہی اور قریباً سات سال عمر مبارک میں جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب مظفر نگری رحمۃ اللہ علیہ سے قاعدہ بغدادی پڑھا۔ ۱۳۲۸ھ آپ نے گنگوہ میں قرآن مجید - اردو کے دینی رسائل بہشتی زیور - فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اُن زیادہ تر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ پھر سہارن پور میں حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر العلوم اور حضرت مولانا عبد الوحید صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ اور آخری کتابیں حدیث و تفسیر کی اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ سند حدیث حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ۱۳۳۳ھ میں۔ شوال ۱۳۳۳ھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ ۱۰ ذیقعد ۱۳۳۴ھ میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس سال دوبارہ دورہ حدیث کیا۔ یکم محرم ۱۳۳۵ھ میں مظاہر العلوم میں مدرس ہوئے۔ آپ نے تصوف و سلوک - عالیہ چشتیہ صابریہ کے اشغال و اوراد میں ساتھ ساتھ مشغول ہوتے رہے۔ پہلا حج ۱۳۳۸ھ میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کیا۔ دوسرا ۱۳۴۴ھ کو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مستقل مدینہ طیبہ قیام پذیر ہو... آپ نے چاروں سلسلوں میں بیعت و ارشاد عام اجازت و خلافت عنایت فرمائی۔ اپنے سر سے عمامہ اتار کر آپ کے سر پر بندھوایا اور مدرسہ کا شیخ الحدیث۔ نائب ناظم بنا کر واپس جانے کا حکم فرمایا۔

تیسرا حج ۱۳۸۲ھ میں کیا جو حضرت مولانا محمد یوسف امیر تبلیغی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاری عبد القادر صاحب اور حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب اور حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مدظلہم وغیرہ حضرات کے ساتھ ادا فرمایا۔ اسی سال ڈھڈیاں تشریف لائے تھے۔

چوتھا حج حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ کے تقاضہ سے ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۷ء میں حاضر ہوئے

الحجہ ۱۹۷۰ء میں پھر ۹۳ھ میں ..... مطابق اپریل ۱۹۷۳ء میں حاضر حرمین ہوئے۔ اب تو مستقل
م کا ارادہ فرما چکے ہیں۔

آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ رائے پوری سے بھی چاروں سلسلوں میں اور خصوصاً سلسلہ
قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ
ت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم
رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشاہیر
یا کرام و صوفیائے عظام و علماء کرام آپ پر عنایات شفقت و محبت فرماتے تھے۔ آپ بھی دل و جان سے عاشق ہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے بڑے بلند مرتبے عنایت فرمائے ہیں۔ بہت سے علماء کرام و صوفیائے عظام ہند و پاکستان کے علاوہ عرب و عجم
یں اجازت اور خلافت سے مشرف ہو چکے ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔

حضرت مولانا حکیم حافظ محمد اشفاق صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت جناب راؤ مراد علی خان ولد امام علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رائے پور
ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے ہیں اس لئے آپ کی ،
تعلیم و تربیت و پرورش اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔ جب اعلیٰ حضرت رائے
پوریؒ نے اپنے فرزند حضرت الحاج مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا اللہ بخش
صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دین پور بغرض تعلیم بھیجا تو آپ کو بھی وہیں بھیجا تھا۔
جس کا مختصر ذکر پہلے اوراق میں آچکا ہے اور دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل کرایا تھا اور
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب
کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی دیوبند میں پڑھاتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوبند حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ
علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ دیکھا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ،

ایک دوکان پر انتظار فرما رہے ہیں ۔ اور فرمایا کہ ہم نے کہا کہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب تشریف
رہے ہیں ہم بھی شہیدوں میں شامل ہوجائیں ذرا سی دیر یہاں آبیٹھے ہیں ۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا احترام تھا ۔ فرماتے تھے کہ یہ حضرت کی ذرہ نوازی ہے ۔ نماز کے
وقت مولانا اشفاق احمد صاحب مصلے پر کھڑے ہوگئے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اشفاق
پیچھے ہٹ آ جس کو حضرت فرمائیں گے وہی امامت کرے گا ۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا
اشفاق احمد صاحب کو ہی امام بنایا[1] ۔

غرض کہ آپ فاضل دیوبند تھے ، طب پر بھی بڑا عبور تھا ۔ اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ
وصال سے پہلے مدرسہ کا انتظام و اہتمام آپ کے سپرد فرمادیا تھا ۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر
صاحب رائے پوری قدس سرہ سے اجازت بعیت پائی ۔ تقریباً اکتیس ۳۱ سال تک ذکر و اذکار درس
و تدریس اور انتظام و اہتمام مدرسہ میں مصروف ہوتے ہوئے آپ نے ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ ، مطابق
۳۰ اگست ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا ۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً ۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گمتھلوی مدظلہ ثم رائے پوری

ولادت با سعادت ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں جناب چودھری تصدق حسین صاحب مرحوم و مغفور
رئیس گمتھلہ تحصیل تھانیسر ضلع کرنال مشرقی پنجاب میں ہوئی ۔ آپ کی والدہ ماجدہ قطب الاقطاب حضرت مولانا
شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں ۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت رحمۃ اللہ علیہ
توجہ مبارک سے نیکی اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوئے ۔ آپ کی تربیت و پرورش حضرت رحمۃ اللہ علیہ
زیر نگرانی ہوئی ۔ حفظ کلام اللہ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی حیات میں رائے پور میں محراب سنائی اس کے
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں فارسی صرف و نحو ، فقہ و حدیث و تفسیر تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی ۱۳۴۲ھ
میں سند حدیث شریف حاصل کی

---

[1] ۔ از ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ۔ مرتب حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے تعلیمی دور میں حضرت مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد صاحب قدس سرہ سہارنپوری حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ متوفی ۲۲ رجب ۶۲ھ ۲۵ جولائی ۴۳ء۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب بارہ بنکوی تا ۲۱ھ۔ حضرت مولانا ظہور الحق صاحب دیوبندی قاری عبدالعزیز صاحب حضرت مولانا قاری عنایت اللہ صاحب۔ حضرت منشی عزیز احمد صاحب۔ حضرت مولانا مولوی محمد ہارون صاحب نانوتوی منشی فیاض علی۔ منشی محمد عمر سہارنپوری جیسے حضرات اساتذہ کرام ہیں سے تھے۔ اس زمانہ میں سرپرستان، شیخ الہند۔ حضرت تھانوی۔ حضرت مولانا الحاج رحیم بخش صاحب پریذیڈنٹ بہاولپور۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب رامپوری۔ حضرت مولانا جمیعت علی صاحب پروفیسر کالج بہاولپور رحمۃ اللہ علیہم تھے

——— حضرت مولانا الحاج سر رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۵۹ھ میں آپ کو سرپرستوں میں شامل کیا گیا جو قریباً ۱۳۶۶ھ ۴۷ء تک رہے۔

——— اس کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی زیر تربیت رہے۔ لنگر کا انتظام آپ کے سپرد رہا۔ بڑی خوش اسلوبی سے انتظام فرماتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ اور تربیت ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ اور تصوف و سلوک کی منازل طے فرمائیں۔ تلاوت کلام اللہ میں خاص انہماک تھا۔ اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور معمولات کے بہت ہمت سے اور سختی سے پابند ہیں۔ صاحب جاہ و جلال بزرگ ہیں ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان میں مسٹر جناح کا ساتھ دیا اور رجب ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں سرکاری طور پر انخلاء ہوا تو اپنے پورے قافلہ کے ساتھ پاکستان تشریف لائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وطن سرگودھا میں بلاک نمبر ۵ میں تشریف فرما ہوئے

---

[1] ۱۳۴۴ھ ماہ شعبان مطابق مارچ ۱۹۲۵ء از تاریخ مظاہر۔ اول نمبر پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ تھے۔ غالباً ۳۵ھ میں داخل ہوئے تھے۔

بعدۂ مکان نمبر ۱۷-ایچ-۲ بلاک نمبر ۲۲ میں منتقل ہوئے۔ چونکہ خاندانی طور پر بہت بڑے صاحب جائداد اور رئیس تھے اور مشہور قصبہ چک رام داس ضلع سرگودھا میں زمین ملی تھی اور ضلع ساہیوال اور ریاست بہاولپور میں کافی زمین ملی ہے۔ ترک جائداد و وطن کے بدلہ میں۔ پاکستان کی ہر دینی و ملی و اقتصادی تحریک میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔ قادیانیت کے خلاف کارہائے نمایاں انجام فرمائے اور اسلامی قانون کے اجراء کے لیے جمعیت العلماء اسلام کے ساتھ ہیں۔ اور صدر ایوب کے مقابلہ میں فاطمہ جناح کا ساتھ دیا تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ اور مدرسہ کی آبادی کا ہمیشہ فکر رہتا تھا۔ آخری رمضان ۱۳۸۱ھ میں آپ کا تقرر رائے پور ہوا اور جانشین ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رائے پور لے جانے میں بڑی کوشش فرمائی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ سرگودھا میں کمپنی باغ میں ہزارہا کی تعداد میں لوگوں کی نماز جنازہ کی امامت کرائی اور ڈھڈیاں شریف تشریف لائے۔ جب تدفین ہو رہی تھی۔ تو آپ مسجد کے صحن کے مشرقی سرے پر لکڑی پر تشریف فرما تھے اور صبح صادق کے بعد واپس سرگودھا ہوئے۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب شریعت و حقیقت بزرگ ہیں۔ ہزارہا لوگ آپ کے نفس قدسیہ سے مشرف ہو رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

حضرت مولانا مولوی فضل احمد ساکن رائے پور گجران رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت قریباً سنہ ۱۸۷۲ء میں حضرت مولانا چوہدری فتح الدین صاحب گجر مرحوم کے گھر رائے پور گجران تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ اس زمانہ میں رائے پور گجراں اور کوٹ بادل خان علمی و تعلیمی لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہیں آپ کے والد ماجد کو تعلیم دلانے کا بہت شوق تھا۔ رائے پور گجراں کے اکثر اکابر کوٹ بادل خان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ غالباً آپ نے بھی حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ابتدائی تعلیم حاصل کی حضرت اقدس

رائے پوری قدس سرہ ابتدا میں جب پانی پت پڑھتے رہتے تو آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا مولا بخش صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے آپ بھی وہاں کتابیں پڑھتے اور گلاوٹھی ضلع بلند شہر اور دہلی بھی ساتھ ہی مدرسہ حسین بخش میں پڑھتے رہے۔ مزید تعلیم کے لیے مظاہر العلوم سہارنپور گئے سند حدیث دیوبند میں حاصل کی اس کے بعد آپ ہاپڑ ضلع میرٹھ (یوپی) میں مدرس ہو کر رہے۔ وہیں سے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میرے سارے خاندان کے لوگ آپ سے وابستہ ہیں۔ میں محروم نہ رہ جاؤں میری بیعت قبول فرمائیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہم نے قبول کیا۔ کچھ ہی عرصے کے بعد ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصوف و سلوک میں مشغول رہنے لگے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ جنوری ۱۹۱۹ء کے بعد ان کے خلیفہ حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دیراں ضلع جالندھر سے وابستہ ہو گئے ان سے خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہوئے۔ ہاپڑ کی تدریس کے زمانہ میں آپ سے حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰ صفر ۱۳۹۲ھ ۵ اپریل ۱۹۷۲ء سابق شیخ الحدیث دار العلوم پڑھتے رہے تھے۔ کچھ عرصہ آپ نکودر ضلع جالندھر میں مدرس رہے۔ حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ مدرسہ صابریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جو اب جامعہ رشیدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کو رائے پور آ گئے۔ اور مدرسہ صابریہ مذکور کے مہتمم بنائے گئے۔ آپ ہی کے تعلق اور حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کی وجہ سے اعلیٰحضرت رائے پوری قدس سرہ اکثر رائے پور گجراں تشریف لاتے تھے۔ آپ عموماً صرف اور نحو و منطق کے اسباق پڑھاتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں بڑا عبور حاصل تھا۔ عالم اور فاضل بزرگ تھے۔ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ متوفی ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ سے وابستہ ہو گئے

اور ایسے مانوس ہوئے کئی کئی مہینے حاضر خدمت رہتے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی اتنا اکرام فرماتے کہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ مجلس میں اپنے ساتھ بٹھلاتے اگر چارپائی پر تشریف رکھتے تو دوسری چارپائی آپ کے لئے بچھائی جاتی آخر خلافت واجازت سے بھی مشرف فرمایا۔ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۲ء میں آپ معمولات کے بہت پابند تھے نماز باجماعت۔ نوافل اوابین، تہجد، اشراق وچاشت ذکر واذکار مراقبہ وشغل میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ تلاوت کلام اللہ سے بہت محبت تھی۔ آپ تواضع انکساری میں بے مثل تھے۔ توکل ورضا۔ صبر وشکر۔ استقامت۔ تقویٰ وطہارت سادگی وقناعت ایثار میں خاص مقام کے مالک تھے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ارشاد وتلقین میں بھی مشغول رہتے تھے۔ ساری زندگی میں تقریر نہیں فرمائی۔ جب بڑھاپہ زیادہ بڑھ گیا تو صرف عبادت ذکر واذکار میں مشغول رہنے لگے ذکر کے وقت بڑی رقت کے ساتھ عشقیہ اشعار اور دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے۔ پڑھتے رہتے تھے۔

آپ نے ساری زندگی یاد خدا میں گذاری۔ آپ کو چک نمبر ۱۱۔ایل نزد چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں دریائے برد ی کے بدلہ میں زمین ملی ہوئی تھی تقسیم کے بعد وہیں آگئے تھے وہیں ۱۸ برس سال بروز بدھ بوقت صبح چار بجے نماز تہجد کے بعد ۱۰ رجب ۱۳۸۴ھ ۱۱ نومبر ۱۹۶۴ء میں وصال فرمایا مزار مبارک گورستان چک مذکور میں ہے۔ انہی دنوں خواب میں آپ کا مزار دیکھا گیا ایک حویلی اور برآمدے کے نیچے آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں عین جوانی میں وصال فرما گئے تھے۔ آپ کے ایک پوتے مولانا الحاج عبدالرشید صاحب مدظلہ صاحبزادہ حضرت مولانا مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نسب عالم وفاضل عابد وزاہد تھے اور ہیں آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے مندرجہ ذیل بزرگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا احمد دین صاحب بن حضرت مولانا مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہما بھتیجے

۲۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الاحرار متوفی ۱۳۷۶

۳۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خیر المدارس ملتان۔

۴۔ حضرت مولانا محمد صاحب انوری لائیلپوری۔ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھر رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب ابوہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ حضرات مستفیض ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے تیسرے بھائی حضرت مولانا خدابخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند حضرت مولانا مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۵۹ھ ۴۰ سنہ میں ہوئی اور حضرت مولانا خدا بخش صاحب فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ۱۲۵۹ھ ۴۰ سنہ کو وفات ہوئی۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت جناب پیر محمد عرف پیرا کے ہاں غالباً ننہیال میں موضع بلندا تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک موضع بلندا میں پائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۱ء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوٹ بادل خان تحصیل نکودر میں کافی عرصہ پڑھتے رہے آغاز جوانی میں ۱۴۔۱۵ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں متوسط اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی جامع مسجد دیوبند میں قیام فرما رہے کھانا اہل محلہ حاضر کرتے۔ وہیں تمام علوم و فنون سے فراغت پاکر سند فضیلت حاصل کی جس پر ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء سن وتاریخیں درج ہیں اور مدرسین کی حیثیت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا گل محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد مسئول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اراکین میں

ہیں حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری جیسے بزرگوں کے دستخط ہیں اور ہم سبق حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر مدرس اور حضرت مولانا مبارک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم جیسے حضرات قابل ذکر ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ میزان اول حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم میں چھ ماہ تک مدرس رہے۔ دیوبند سے بھاگل پور مدرس ہو کر گئے۔ اسی زمانہ میں قریباً ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۶ھ نے مناظرہ قادیانیوں سے کرایا تھا جس میں چالیس علما کرام شامل ہوئے تھے۔ اور ان میں اکثریت علمائے دیوبند کی تھی مثلاً حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ السند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم نور الدین سرور شاہ کشمیری اور روشن علی۔ لال حسین اختر وغیرہ قادیانیوں کو شکست ہوئی اسی کے بعد حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ مسلمان ہوئے۔ غرض کہ بھاگل پور دو سال قیام فرمایا اس کے بعد ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں دھرم کوٹ تحصیل موگا ضلع فیروز پور میں کمبوہ برادری کے دیندار لوگوں نے مدرسہ کھولا جس میں آپ کو صدر مدرس مقرر کیا گیا مدرسہ کے مہتمم جناب منشی فتح دین صاحب کمبوہ مرحوم تھے اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلیم پور سندھواں سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ملتیانوالے مدظلہ حال زراعتی فارم ساہیوال حضرت مولانا منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے ممتاز حضرات نے علمی استفادہ فرمایا۔ دھرم کوٹ ہی سے رمضان ۱۳۴۱ھ جولائی ۱۹۲۳ء میں سفر حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً کو روانہ ہوئے حج و زیارت کے لیے بغرض

کہ قریباً چودہ سال دھرم کوٹ سلسلہ درس وتدریس سرانجام فرمایا اس کے بعد سنہ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء میں جگراؤں ضلع لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں قریباً اکیس سال سنہ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء قیام پاکستان تک علم وعرفان کی دولت سے ہزارہا لوگوں کو مالا مال فرمایا۔ وہاں جناب چودھری جیوا صاحب مرحوم گجر برادری کے سربراہ آپ سے پورا پورا تعاون کرتے رہے۔ تقسیم کے بعد آپ میاں چنوں تحصیل خانیوال تشریف لائے وہاں مدرسہ قائم فرمایا جہاں قریباً ۲۲ سال تک علاقہ کی دینی اور علمی ضرورتیں پوری فرماتے رہے اور ہزارہا آپ کے شاگرد جو آپ سے مستفیض ہو کر مختلف شہروں میں تدریس وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

سلوک وتصوف:۔ آپ بزمانہ طالب علمی دارالعلوم دیوبند سے پیدل گنگوہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دوسرے بیعت ہونے والوں کے ساتھ چھپ کر بیعت ہوئے تھے اُس کے بعد صرف ایک دفعہ حاضری کا موقعہ ملا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا حافظ صالح محمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ...... سے بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان سے پہلے شاہ حضرت بہاونگری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعلیحضرت رائے پوری قدس سرہ سے بھی بیعت ہوئے تھے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سنہ حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے۔ اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمالو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا محمد ابراہیم صاحب جگراؤنی سے بیعت ہو جاؤ اس پر آپ نے عرض کیا کہ مجھے بیعت لینے کی اجازت نہیں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اجازت دیتے ہیں۔

آپ اوراد و معمولات کے بہت پابند تھے۔ ذکر و اذکار مراقبہ و شغل اور تلاوت اور نماز تہجد، نماز اشراق و چاشت و اوّابین اور درود شریف اور دیگر معمولات بڑی پابندی سے ادا فرماتے تھے، اور درس و تدریس کے علاوہ ارشاد و تلقین اصلاح و تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔

آپ نماز تہجد کے لئے بیدار ہو کر استنجاء و وضو سے فارغ ہو کر چارپائی پر تشریف فرما ہوئے اچانک اختلاج قلب کا شدید حملہ ہوا اور وصال فرما گئے۔ ۷ رجب بروز ۱۳۹۰ھ ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آٹھ سال تک لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ خطیب زراعتی فارم ساہیوال نے پڑھائی۔ عام اندازے کے مطابق تقریباً پچیس ۲۵ ہزار حضرات نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ ہی کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے جدید حصہ کی چاردیواری کے اندر دفن کیا گیا۔ میاں چنوں تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں آپ کے فرزند حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ ہیں اور خادم خصوصی حضرت حافظ محمد حنیف صاحب ہیں حضرتؒ کی وفات کے گیارہ ماہ بعد بارش کی وجہ سے قبر مبارک بیٹھ گئی تھی۔ آپ کے فرزند نے آپ کے جسم اطہر کو باہر نکال کر جو بالکل صحیح سالم اور کفن بالکل سفید تھا۔ قبر کی اصلاح کر کے دوبارہ دفن کر دیا تھا اس سے ذکر کی برکات کا مشاہدہ اور اولیاء اللہ کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔

---

۲ حضرت عثمانیؒ کو مدرسہ فتحپور دہلی سے ۱۳۲۸ھ کو دیوبند بلایا گیا۔ کبھی داؤد شریف اور کبھی مسلم شریف پڑھاتے رہے۔ حضرت شیخ الہندؒ شوال ۱۳۳۳ھ حج کو تشریف لے گئے تو بخاری و ترمذی حضرت کشمیریؒ بقیہ کے پڑھنے پر اور حضرت عثمانیؒ کو مسلم شریف پڑھانے کی خدمت فرما گئے۔ آپ ۱۳۳۳ھ ۱۳۴۴ء تک مسلم شریف باقاعدہ پڑھاتے رہے اور دوسری کتب بھی گیارہ سال از روئداد ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۴ء

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائپوری مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ میں رائے پور گجراں تحصیل مہت ضلع جالندھ میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رائے پوری قدس سرہ گوجر برادری سے خاندانی نسبت رکھتے تھے حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹ بادل خان کے شاگرد اور قطب وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ سے جملہ سلاسل میں مجاز طریقت تھے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ پنجاب کے لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ پنجاب کے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں جب کہ ان کے، پاس حافظ محمد صالح موجود ہیں محمد صالح بھی رشید احمد ہے۔ اللہ اکبر بڑا ہی اعتماد تھا۔

حضرت گنگوہی قدس سرہ کے وصال ۱۳۲۳ھ کے بعد حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہم سے خاص تعلق تھا۔

آپ نے سفر حج حضرت الحاج الحافظ مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کی، معیت میں کیا، اس قافلے میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رائے کوٹی، والد بزرگوار حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ تعالے علیہما اور حضرت مولانا سراج الدین صاحب ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہما کو اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ تعالے علیہ سے خاص تعلق تھا، بمبئی تک ساتھ گئے تھے، اور ہر اسٹیشن پر نیچے اتر کر حضرت رائے پوری کے ڈبہ کے پاس آکر کھڑے ہو جاتے تھے بمبئی تک اسی طرح کرتے گئے۔ غالباً ۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۸ء میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب نے اپنے والد بزرگوار اور حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کیا۔ قریباً تمام درس نظامی مکمل کرکے دار العلوم دیوبند حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ سے ترمذی شریف، اور بخاری شریف پڑھی اور باقی کتابیں دوسرے اساتذہ سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ کتابیں خوب یاد ہیں اور بڑا عبور ہے بڑے جید عالم ہیں، اس کے بعد اپنے وطن رائے پور گجراں کے مدرسہ رشیدیہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرض وصال میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ جو کہ ان کی تیمار داری کے لئے تشریف لے گئے تھے سے فرمایا میرے فرزند عبد اللطیف اور عبد العزیز کو اپنی غلامی میں لے لیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما کر توبہ کرا دی۔ چونکہ استعداد بڑی کامل تھی اور اپنے والد بزرگوار کے تربیت و فیض تھے کچھ ہی عرصہ کے بعد اجازت خلافت سے مشرف فرما دیا۔ اپنے شیخ کا ادب و احترام اور حصول فیض کے لئے اعتقاد کامل، انقیاد کامل کی آپ سچی و صحیح تصویر ہیں۔ نام و نمود اور شہرت و جاہ طلبی سے کوسوں دور ہیں اللہ تعالیٰ نے علم و عمل کے بلند سے بلند مراتب پر فائز المرام فرمایا ہے۔ اس کے باوجود تواضع و مسکینی، منکسر المزاجی کے اوصاف سے مزین ہیں۔ آپ کے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "ہم تو مولوی عبد العزیز کے اس دن سے قائل ہیں جب انہوں نے اپنے گرامی قدر صاحب جائیداد والد صاحب کی وفات کے موقعہ پر کہا تھا کہ والد صاحب کی ساری جائیداد اور ترکہ بہن اور بھائی کے لئے چھوڑتا ہوں میں کچھ نہ لوں گا۔"

غرض کہ صاحب عبادت و ریاضت، متبع قرآن و سنت، صاحب علم و عمل، سادہ زندگی گزارنے والے، سادہ کھانا، سادہ پہننا ہمیشہ سے آپ کا دستور ہے۔ تقسیم ملک کے بعد ترک وطن کے نتیجہ وطنی، ضلع ساہیوال سے چار میل کے فاصلہ پر چک نمبر ۱۱-۱۱ ایل میں قیام فرمایا۔ اور مدرسہ صابریہ کی بنیاد رکھی جس میں گاؤں کے بچے بچیاں ناظرہ اور حفظ قرآن اور تعلیم اسلام سے روشناس صبح و شام تلاوت کلام اللہ سے فضا گونجتی رہتی ہے۔ دور دور تک لوگ تعلیم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، استاذ العلماء جیسے القاب سے اہل علم حضرات

آپ کو یاد کرتے ہیں ۔ چند سال سے رمضان المبارک جناب الحاج نصر اللہ خاں صاحب کے ہاں کوہ نور مل فیصل آباد میں گزارتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کا سایہ ہم غریبوں پر تا دیر سلامت رکھے آمین ۔

حضرت پیر جی عبد اللطیف صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ولادت باسعادت غالباً ۱۳۳۲ھ میں رائے پور گجراں ضلع جالندھر میں ہوئی ۔ تعلیم و پرورش اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحبؒ کے زیرِ سایہ مدرسہ رشیدیہ میں پائی ۔ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ کے چھوٹے بھائی ہیں ۔ قطب الاقطاب ، قطب عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خلفاء کبار سے ہیں ۔ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ ، تجوید القرآن کی چیچہ وطنی میں بنیاد ڈالی ۔ سات قابل اساتذہ کام کر رہے ہیں جس میں شہری اور بیرونی طلباء سینکڑوں کی تعداد میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں حافظ و ناظرہ خواں طلباء فارغ ہوئے ہیں ۔ آپ تحریک تحفظ ختم نبوت جمعیۃ علماء اسلام ، اور تحریک نظام مصطفیٰ کے سرفروش مجاہد تھے ۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں ۔

" کہ قسام ازلی نے حضرت پیر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے عظیم دینی ماحول کا انتظام ابتداء ہی سے فرما دیا تھا "

والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت اور پرورش نہایت توجہ سے فرمانی شروع کی ، بچپن میں آپ کو مدرسہ رشیدیہ میں داخل کرایا ، حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے قرآن مجید اور فارسی ، عربی ، صرف و نحو ، فقہ کی تعلیم حاصل کی ، باطنی تربیت کے لئے آپ کو امام الاولیاء حضرت ، شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت کرا دیا گیا تھا ۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ ، اور حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے تعلقات کی بنا پر بے پناہ

دلی احترام فرماتے تھے اس تعلق خاص کی وجہ سے حضرت پیرجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اور آپ کو پیرجی کے خطاب سے نوازا تھا۔

آپ کے خلوص، للہیت، اور درویشی، توکل علی اللہ کی وجہ سے لوگ پروانہ وار جمع ہونے شروع ہوگئے۔ آپ کے مریدین و متوسلین، عقیدت اور ارادت مندوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جن کو آپ نے تصوف و سلوک کے رموز سکھائے، تعلق باللہ کے اسرار سے واقف کیا گویا آپ تعلیم ظاہری و باطنی میں دین اور دنیا کے مربی تھے[1]۔ آپ نے بروز اتوار ۱۵ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک چیچہ وطنی میں احاطہ مسجد سے ملحق ہے۔

حضرت مولانا علی احمد صاحب قریشی قادری بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا علی احمد بن مولانا جمال الدین بن مولانا فضل الدین بن مولانا ہدایت اللہ قریشی علوی ہاشمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم۔ ولادت باسعادت ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوئی آپ کے جد امجد حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے آپ کے دادا حضرت مولانا فضل الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی باصفا، شیخ کامل، صاحب نسبت قویہ بزرگ تھے۔ غرض کہ آپ ایک صاحب علم و فضل، صاحب عبادت و ریاضت، اور صاحب نسبت گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم، قرآن مجید، اور فارسی، صرف و نحو، منطق، ادب، فقہ، حدیث و تفسیر، تقریباً گھر ہی پر حاصل کی۔ اور علاقہ کے نامور اساتذہ سے بھی استفادہ فرمایا۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں دورۂ حدیث کیا اور شعبان ۱۳۵۴ھ میں فارغ ہوئے۔ سب طلباء سے اول رہے، اور درج ذیل کتابیں انعام میں ملیں

بذل المجہود جلد ۵، جمع الفوائد، اشاعت اسلام، احسن القریٰ، مسلسلات حضرت شیخ قطب الدین احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ، الیتامیٰ الرشاد، انتصار الاسلام، انبساط، تحفۃ الاسلام

---

[1] از مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد، شعبان ۱۳۹۷ھ ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء۔

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب فاروقی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں کوٹ بادل خان تحصیل نکودر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ حضرت مولانا مظہر صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ بانی مظاہر العلوم سہارنپور کے خاص تلامذہ میں سے تھے حضرت مولانا عبد الحق صاحب حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے تھے۔ بڑی عاشقانہ درد مند طبیعت تھی۔ ابتداء میں عشق مجازی میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس سلسلہ میں بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کی۔

پھر جب جاذبہ توفیق الٰہی نے محبوب حقیقی کی طلب و عشق کی طرف متوجہ کیا۔ حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے ہونے پر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے فرمایا۔ واعظ ہی کہتے پھریں اب یہی آپ کا وظیفہ ہے۔ آپ واعظ کیلیے دیوانہ وار پھرتے تھے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب ذکر کرنے بیٹھتے تو پہلے بڑے درد سے یہ شعر پڑھتے ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے است ادبی

پھر تھوڑا ذکر کرتے پھر یہ شعر پڑھتے اور خوب روتے تھے۔ نیز فرماتے بڑے عاشق تھے۔ بہت خوش الحان تھے آپ واعظ کرتے یا کوئی شعر پڑھتے۔ جو سن لیتا گرویدہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ بستی سنگیاں تشریف لے گئے۔ بستی سے باہر درختوں کے سایہ میں لوگ اکٹھے تھے اور پنجابی زبان کی مشہور عاشقانہ و عارفانہ مثنوی ہیر وارث شاہ سن رہے تھے۔ ان سے فرمایا ہمیں بھی ہیر سنائیں۔ ایسا پڑھا کہ لوگوں کے دلوں کو کھینچ لیا۔ لوگوں نے کہا واہ مولوی صاحب پھر

پھر چھوڑ کر قرآن شریف پڑھ کر واعظ کہنا شروع کیا سب بستی کے لوگ مرید ہو گئے۔ غرض کہ آپ سے واعظ یا کوئی شعر سن لیتا متاثر بغیر نہیں رہتا گرویدہ ہو جاتا۔ اکثر و بیشتر بڑے بڑے ڈاکو، چور، زانی، فاسق و فاجر آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر ذاکر شاغل اور تہجد گزار ہو جاتے۔ فرماتے تھے کہ اب یوں جی چاہتا ہے کہ لواء الحمد بناؤں ایک اونٹ پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھ کر وعظ سناؤں اور لوگ پتھراؤ کریں اب اس کا ذوق آرہا ہے۔ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں وصال فرمایا مزار کوٹ بادل خان میں ہے۔

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگ کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علاقہ کے نامور اساتذہ سے پڑھتے رہے۔ بعدہٗ دار العلوم دیوبند حاضر ہوئے۔

۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۹ھ سے دورہ پڑھا آپؒ کے ہم سبق حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ رہے تھے۔ اس سے پہلے آپ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لیے عرض کیا۔ تو فرمایا میرے شیخ حضرت گنگوہی سے بیعت ہو جاؤ۔ یہ واقعہ غالباً ۱۳۲۲ھ یا آوائل ۲۳ کا ہے۔ چنانچہ آپ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر بزرگوں کے ہمراہ گنگوہ حاضر ہوئے۔ حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ مولوی عبد اللہ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لڑکا ہے۔ اس کو بیعت فرمالیں۔ فرمایا اس کو محبت تو اپنے استاذ مولوی محمود الحسن سے ہے۔ میں بیعت میں لے کر کیا کروں گا۔ جاؤ انہی سے بیعت ہو جاؤ تو آپ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلائی پکڑ لی کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ اپنے استاذ سے بیعت ہو جاؤ۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد یحییٰ

صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ عرض کیا تھا۔

واپسی پر حضرت شیخ الہند کی خدمت میں عرض کیا گیا اور گواہ بھی پیش کیئے۔ لیکن حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا استخارہ کرلو۔ عرض کیا حضرت گنگوہی کے فرمان کے بعد بھی استخارہ کی ضرورت ہے غرض کہ کافی اصرار کے بعد بیعت سے مشرف فرمایا۔

دورہ حدیث کے بعد حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند میں استاذ مقرر فرمالیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے استعفا دلوا کر ایک رئیس کے بچوں کی تعلیم کے لیئے مقرر فرمایا۔ پھر وطن آکر نکودر کے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

انہی دنوں حضرت مولانا احمد دین صاحب بن حضرت مولانا مولا بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہما اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ لبسلسلہ تعلیم حاضر ہوئے۔ اس کے بعد عشق مجازی میں گرفتار ہو گئے اس میں بہت تکالیف اٹھائیں۔ آخر وہ عورت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آخر اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔

آپ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد۔ مرید اور خاص معتمد تھے۔

تحریک آزادی ہند اور تحریک ریشمی رومال میں شامل تھے۔ اس تحریک کی ناکامی پر جب پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تو آپ چنیوٹ کے مضافات میں روپوش ہو گئے۔ چنانچہ تحریک ریشمی رومال کی سرکاری رپورٹ میں۔ عبد اللہ مولوی ٹنڈا کوٹ بادل خان تحریر ہے۔ کیونکہ آپ کا ہاتھ کلائی سے کٹا ہوا تھا۔ جو عشق مجازی کا نتیجہ تھا۔ لکھا گیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب میلسیاں والوں ... ملاقات ہوئی۔ تو ان کو منع فرمایا کسی کو نہ بتاویں۔ پھر چنیوٹ سے لاہور پہنچے اور بھاٹی گیٹ کے مسلم ہائی سکول میں فارسی کے استاذ مقرر ہوئے۔

حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب
رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ بہت گہرا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ
کا یہ قاعدہ تھا کہ جو جس سلسلہ سے منسلک ہوتا ان حضرات کو اسی سلسلہ میں چلاتے تھے۔ آپ کو بھی یہی
فرمایا کہ ذکر و اذکار طریقہ چشتیہ صابریہ کرتے رہو۔ جب منازل سلوک طے ہو گئیں تو خلافت اجازت
سے مشرف فرمایا۔

آپ ذکر بالجہر کرتے تھے اور روتے رہتے تھے۔ وجدانی حالت کا غلبہ ہو گیا تھا۔ روتے
روتے دونوں رخساروں پر نالیاں بن گئی تھیں۔ اور دل کے اوپر باہر سینہ پر جلنے کا نشان اور داغ
دکھائی دیتا تھا۔ جب کبھی سوز میں، نہایت دردناک آہ کھینچتے تو کباب کی خوشبو آتی تھی۔

اکثر حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار وجد میں آ کر پڑھتے تھے۔ اور حضرت رحمتہ اللہ
علیہ کو بھی سناتے تھے اور پنجابی کے عشقیہ اشعار بہت سوز و گداز سے پڑھتے تھے۔ حضرت
رحمتہ اللہ علیہ سے تعلق گویا فنا فی الشیخ کا تعلق تھا۔ اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ ۱۳۷۱ھ سے ۵۱
تک حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا قیام لاہور میں آپ کے مکان پر رہتا جو دہلی ہوٹل محلہ چنگڑ انار کلی میں تھا
اپنی قلیل تنخواہ اور مکان کی تنگی کے باوجود بڑی اولعزمی اور بڑے ذوق و شوق سے میزبانی کے
فرائض سرانجام دیتے تھے اور اس کو اپنی نیک بختی خیال فرماتے اور کسی طرح یہ برداشت
فرماتے کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا قیام لاہور میں کسی دوسرے کے ہاں ہو۔ جب کبھی کوئی ایسا
موقعہ پیش آتا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر رو رو کر عرض کرتے کہ مجھے اس
دولت سے محروم نہ فرمادیں۔[1]

آپ ذکر و اذکار، شغل و مراقبہ اور دیگر معمولات کے آخر وقت تک پابند رہے۔ کسی
کا تغیر نہ ہونے دیا۔

آپ نے رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ میں میو ہسپتال میں وصال فرمایا۔ جنازہ حضرت
صوفی عبد الحمید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کوٹھی نمبر ۳۲۔ بی جیل روڈ پر لایا گیا حضرت رحمتہ اللہ

[1] سوانح حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

علیہ کے حکم سے بعد نماز تراویح حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گمتھلوی مدظلہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ مولانا بہت ہی مبارک آدمی تھے ۔۔ ایسی طبیعتیں اور نسبتیں بہت ہی خال۔ خال ہوا کرتی ہیں اور اس زمانہ میں تو بالکل ہی کم ہیں مزار مبارک میانی گورستان لاہور میں ہے۔ ——————

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت جناب میاں محمد بخش صاحب مرحوم و مغفور کے ہاں موضع دھرم کوٹ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور مشرقی پنجاب میں ہوئی آپ کے والد ماجد ارائیں خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے ۔خود بھی دیندار اور دیندار لوگوں سے خاص محبت رکھنے والے بزرگ تھے ۔چونکہ آپ والدین کے ایک ہی لاڈلے فرزند تھے ۔ والد صاحب کو شوق تھا کہ ان کو قرآن مجید حفظ کرائیں گے ۔ چنانچہ آپ کو مسجد میں ایک استاذ صاحب کی خدمت میں حاضر کیا گیا اس وقت عمر مبارک قریباً سات برس کی ہوگی ۔قرآن مجید کے بعد۔ وہاں کتابوں کے درس کا انتظام کیا گیا اور حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۰ھ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ تشریف لائے علوم متداولہ کا درس شروع فرمایا یہ زمانہ قریباً ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء کا ہے ۔آپ نے بھی کتابیں شروع کی اور تمام کتابیں فارسی صرف و نحو فقہ و اصول حدیث و تفسیر تک پڑھیں ۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود ہی اس نامور اور لائق شاگرد رشید کو لے کر دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے تو اس وقت عمر قریباً بارہ سال کی تھی ۔آپ فرماتے تھے میرا ھدایہ کا امتحان لیا گیا تو میری عمر اور قد دیکھ کر حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس پنجابی پر رشک آرہا ہے کہ اتنی چھوٹی عمر کے باوجود اتنا لائق قریباً وہاں چار سال تک پڑھتے رہے ۱۳۴۹ھ میں دورہ حدیث

لے تناسب یہ ہے ۲۱ محرم ۱۳۵۰ھ ۹ جون ۱۹۳۰ء اور اس سے پہلے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھا اور حضرت مولانا قمرالدین صاحب بھنڈر کلاں والے رحمتہ اللہ علیہ بھی اساتذہ میں سے ہیں۔ اس کے بعد سنا کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۲ صفر ۱۳۵۲ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کی آمد ہے تو آپ نے داخلہ کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے اور گھر جا کر درزی کا کام سیکھنا شروع فرمایا کہ دارالعلوم کی حاضری کے دوران اپنے خرچ کا متحمل ہو سکوں اور والدین پر بار نہ ہو اور ضروریات پوری ہوتی رہیں گے۔ لیکن حضرت کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے اسی مرض میں وصال فرمایا اس لیے آپ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے دورہ دوبارہ نہ کر سکے۔ جب کہ ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں مندرجہ ذیل بزرگ اساتذہ کرام سے تھے۔

(۱) حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ صدر مدرس (۲) حضرت میاں سید اصغر حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ متوفی سـ ھ (۳) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رحمتہ اللہ علیہ (۴) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ (۵) حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ متوفی سـ ھ (۶) حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (۷) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ (۸) حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ (۹) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۰) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ (۱۱) حضرت مولانا محمد نبیہ الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسے حضرات رہ چکے اور موجود تھے۔

۱۳۴۶ھ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ غرض ایسے بزرگوں کے زیر تربیت علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری رحمتہ اللہ علیہ چودہ سال تک علوم کے فیض سے لوگوں کو فیضیاب فرماتے رہے اس کے بعد آپ جگراؤں ضلع لدھیانہ تشریف لے گئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ بھی تکمیل کے بعد وطن پہنچے تو ۱۳۵۰ھ

۱۹۲۱ء میں وہیں بلالیا اور نائب مدرس مقرر فرمائے گئے حضرت استاد صاحب اور شاگرد میں بہت
ت تھی جو آخری دم تک قائم رہی ۱۹۴۷ء تقسیم پنجاب تک وہیں رہے۔ آپ کے استاد
رت مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اول حضرت بہادونگری رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک
ھے آپ بھی حضرت بہادونگری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کے وصال ۱۳۵۲ھ
۱۹۱ء کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک
ئے دونوں استاذ و شاگرد نے سلوک و تصوف سلسلہ قادریہ مجددیہ کے اسباق شروع فرمائے۔ بڑے
ہد۔ زاہد اور عالم و فاضل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ تھے اکثر رائے پور
ضری رہتی تھی آخر میں سلسلہ عالیہ قادریہ میں مجددیہ، نقشبندیہ، مجدیہ، سہروردیہ، چشتیہ نظامیہ
ر چشتیہ صابریہ میں خلافت سے مشرف ہوئے۔ تقسیم کے بعد چک نمبر ۱۲۶ ایم بی تحصیل
شاب براستہ کلورکوٹ والی سڑک۔ میں قیام فرمایا۔ حضرت سید منور حسین شاہ صاحب
بلانی مدظلہ اور ان کے خاندان والے آپ سے منسلک ہوئے اخیر زمانے میں رقت اور
ذب بڑھ گیا تھا۔ آپ نے ۶ ار رمضان المبارک بروز بدھ ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء میں
صال فرمایا چک نمبر ۱۲۶ ایم بی کے گورستان میں مزار مبارک ہے۔ یاد رہے کہ دھرم کوٹ
ر موگا ضلع فیروزپور کی طرف سے راستہ جاتا تھا۔

آپ کے فرزند میں بڑے حضرت مولانا حاجی عبدالرحیم صاحب مدظلہ حضرت رائے پوری
دس سرہ سے بیعت ہیں دوسرے صاحبزادے حضرت الحاج الحافظ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ
عالم فاضل مدرس واعظ مصنف ہیں۔ سلانوالی ضلع سرگودھا میں پڑھاتے ہیں جس دن
آپ کا وصال ہوا آپ کو خواب میں دیکھا گیا کہ صرف تہہ بند باندھے ہیں۔ باقی بدن بالکل ننگا
ہے۔ جوتا بھی نہیں پہنا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک ڈھڈیاں شریف سے واپس
آرہے ہیں۔ یاد رہے کہ دھرم کوٹ سے سلیم پور سدھواں بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا۔

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ مطابق مئی ۱۹۰۱ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد ارائیں برادری کے نامور چوہدری صاحب جائیداد بزرگ تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا فتح الدین صاحبؒ عالم باعمل اور الوقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے خاص خدام میں سے تھے۔ حضرت مولانا محمد صالح صاحب رائے پوری قدس سرہٗ اور دوسرے پیر بھائیوں سے گہرے تعلقات تھے حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ کے ہمراہ سفرِ حج اور زیارت حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کی۔

آپ کے عقیقہ پر حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب حضرت مولانا محمد صاحب کوٹ بادل خان اور ان کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہم تشریف لائے تھے۔ حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نام پر آپ کا نام محمد رکھا اور برکت کی دعا فرمائی۔

اسی سال نومبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دریا بُرد زمین کے عوض چک نمبر ۲۴۸ گ ب ضلع فیصل آباد میں زمین ملی تھی۔ اور بچپن ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ داغ مفارقت دے گئیں۔ پانچ سال کی عمر میں قرآنِ عزیز ناظرہ حضرت حافظ محمد عمر صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کیا جو کہ اعلیٰ درجہ کے قاری اور طبیب تھے۔ نیز پرائمری مقامی سکول میں پاس کی چھٹی جماعت میں داخل ہوئے تو والد بزرگوار نے فارسی شروع کرائی۔ بوستان تک گھر میں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد مدرسہ رائے پور گجراں میں داخل کئے گئے۔ سکندر نامہ، یوسف زلیخا، جامع قواعد، احسن القول، بہار عشق، نفحۃ الیمن، قلیوبی، سبعہ معلقات، حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں میزان منشعب، ابواب الصرف، صرف میر، نحو میر، شرح مائۃ عامل، ایساغوجی، میزان منطق، تہذیب، حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ کھانا آپ حضرت مولانا محمد

محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کھاتے تھے ماہوار خرچہ آپ کے والد بزرگوار بھیجتے رہتے تھے۔
اگلے سال طبیعت اچاٹ ہوگئی دو سال پڑھائی نہ ہوسکی اس کے بعد دوبارہ رائے پور گجراں حاضری ہوئی
اور کتابوں کو دہرایا اور مزید منیۃ المصلی، کافیہ، قدوری، بھی پڑھی۔ حضرت مولانا کریم بخش صاحب،
رحمۃ اللہ علیہ نے امتحان لیا، بہت خوش ہوئے اور اپنے ہمراہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر مدرسہ منبع العلوم لے
گئے وہاں کچھ حصہ کنز الدقائق، شرح تہذیب، مقامات حریری، اور کچھ حصہ جامی کا پڑھا، وہاں بخار آنے
لگا۔ اس لئے گھر واپس آ گئے۔ اس کے بعد پھر رائے پور گجراں پہنچ کر کنز الدقائق، شرح وقایہ قطبی، تصدیقات
شرح جامی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اس کے بعد پنجاب کے مختلف مدارس میں تحصیل علوم کرتے رہے پھر رائے پور گجراں
حاضر ہوئے اور مشکوۃ شریف حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اس کے بعد،
حضرت شیخ الہند مولانا الحاج الحافظ محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کی آمد سن کر دیوبند حاضر ہوئے
۱۳۳۳ھ میں آپ نے حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد انور صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف،
مسلم شریف کا کچھ حصہ، اور بخاری شریف پڑھی۔ اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ،
سے مسلم شریف پوری کی۔ ابوداؤد شریف حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے،
پڑھی۔ اور بقایا کتب کی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کر کے شیخ المشائخ،
حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب قدس سرہٗ گنج مرادآبادی کی سند بھی حاصل کی۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اسیریٔ مالٹا سے رہائی کے بعد دیوبند آکر فرمایا تھا کہ بخاری شریف
پڑھائیں گے لیکن سخت بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں وصال فرما گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا مفتی
فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرا دیا تھا سلسلہ چشتیہ صابریہ
کا ذکر تلقین فرمایا۔ آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت الحاج مولانا بدر عالم صاحب مدنی قدس سرہٗ تھے۔
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ
سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت،
مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے رائے پور میں بیعت ہوئے تھوڑے ہی عرصہ

کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس نے بار بار اس کی تاکید فرمائی اور اصرار فرمایا۔ ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام پوچھنے آئیں ان کو ضرور بتلا دیا جائے۔ کہ شاید کسی اللہ کے بندے کے اخلاص سے ہمارا کام بن جائے اور بیڑا پار ہو جائے۔ یہ والانامہ ۵ شوال ۱۳۶۷ھ کا لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد صفر ۱۳۶۸ھ ۱۹ نومبر ۱۹۴۸ء کے والانامہ میں تحریر فرمایا کہ۔ مکرر عرض ہے کہ جناب کو اللہ تعالےٰ اپنے قرب کے اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔ اب احقر کو پاکستان جانے کا زیادہ شوق نہیں رہا کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالےٰ اب آپ سے دینی سلسلہ چلائے" غرض کہ بہت بلند استعداد کے مالک تھے۔

آپ ابتدائے زمانہ میں سکول میں ملازم تھے ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء میں حضرت لدھیانہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ دو بجے رات آپ کو فرمایا کہ میں آپ سے بہت خوش ہوں ضیاء القلوب کا مطالعہ کیا کریں۔ اور اس کے مطابق بیعت کر لیا کریں اور سکول کی ملازمت ترک کر دیں بس توکل کر کے بیٹھ جائیں۔ آپ نے اگلے روز استعفیٰ دے دیا۔ اور مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور تقسیم ملک کے بعد مکان نمبر ۲۳ محلہ سنت پورہ، فیصل آباد میں مدرسہ تعلیم الاسلام شروع فرمایا۔ جس میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید، اور عقائد و اصلاح کی کتابوں کے علاوہ درس نظامی اور حدیث شریف کی تعلیم دیتے رہے جس سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ تقریباً بیس سال علوم ظاہری و باطنی اور ارشاد و تلقین میں گزارتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہو گئے۔ ۷۰ سال کی عمر پائی تاریخ وفات ۱۳ ذلیقعدہ ۱۳۸۹ھ، ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء ہے مزار مبارک قبرستان کلاں فیصل آباد میں ہے۔

آپ کے وصال پر حضرت شیخ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲ ذلیقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز سوموار) بینات محرم ۱۳۹۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔

" افسوس کہ اہل علم کے قافلے عالم آخرت کی طرف جا رہے اور دنیا ان کے انوار و برکات سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مرحوم ہمارے دور کے جید عالم اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ امام العصر حضرت مولانا

محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کی بنا پر "انوری" کہلاتے تھے بڑی خوبیوں کے مالک تھے بہت سے لوگ آپ کی تعلیم و تربیت سے مستفیض ہوئے۔ فرحمه الله رحمة واسعة اللّٰهم اکرم نزله ووسع مدخله وابدله دارًا خيرًا من داره خيرًا من اهله وتقبل حسناته وارفع درجاته۔ آمین یارب العالمین۔

آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ، حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ، حضرت مولانا قاری مسعود الرحمٰن صاحب مدظلہ۔ اور حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن صاحب مدظلہ آپ کے بعد آپ کے مشن پر سختی سے پابند ہیں۔ آپ کے خلفاء ہیں

(۱) حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب (۲) حضرت مولانا عبد الوحید صاحب۔

(۳) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب۔ (۴) حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب۔

(۵) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فیض پوری (۶) حضرت صوفی نور محمد صاحب ساکن جلیانہ، متصل صدر شاہ پور ضلع سرگودھا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت صوفی صاحب اس ناکارہ پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔

(۷) حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ۔

انوری ۲

خیر الحیات، رپورٹ انجمن خدام کعبہ، اصلاح ترجمہ نذیریہ، تشکیل سندات بخاری وغیرہ۔ ان کے علاوہ برائے اچکن دس گز کپڑا، دس روپے نقد وغیرہ، انعام میں ملے، آپ ایک عرصہ تک مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔

شیخ المشائخ قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ، سے بیعت ہوکر ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں رہ کر ملفوظات کا ایک مجموعہ مرتب فرمایا جس سے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہ نے سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ میں مدد حاصل کی۔ آپ نے بہاولنگر میں ۲۲، مئی ۱۹۶۲ء کو وصال

حضرت مولانا غلام رسول صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

آپ جالندھر شہر کے متصل ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے دورۂ حدیث کے ساتھی تھے اور قطب وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں گنگوہ شریف بھی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

غرض کہ جالندھر کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ آپ نے جس جگہ مسجد کی بنیاد ڈالی تھی وہ بہت ہی غیر آباد، اور بھنگیوں، چرسیوں کا مسکن تھا آپ کی برکت سے اور کوشش و محنت سے دینی مرکز بن گیا قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے پھر خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ جالندھر میں ان کی مسجد میں رونق افروز ہوتے۔ ذکر واذکار کی مجالس گرم ہوتیں اور خوب رونق ہوتی۔ اس زمانہ میں وہ مسجد مرجع خلائق بن جاتی۔ حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے "خلفاء مجازین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا غلام رسول صاحب پنجاب کے شارہ ولایت ہیں۔

تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان تشریف لائے اور شیخوپورہ شہر میں قیام فرمایا۔ جناب سید امین گیلانی مدظلہ[1] تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"جناب سعید الرحمٰن صاحب لدھیانوی ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ نے بتایا کہ ۱۹۴۹ء میں جب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے تو مولانا غلام رسول صاحب جو کہ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے ان کی دعوت، استدعاء، خواہش اور اصرار سے شیخوپورہ تشریف لائے تھے اور خوش قسمتی سے ہمارے ہی مکان پر قیام فرما ہوئے۔

---

[1] ہمارے دور کے چند علماء حق ص۶۔ "حضرت اقدس رائپوری قدس سرہٗ کے خلفاء"۔ از حضرت مولانا محمد صاحب انوری رح۔

ماسٹر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ اسی دوران قیام، عوام وخواص، علماء اور عقیدت مند جوق جوق زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ ان میں چوہدری عبد الحمید صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے [۱]۔"

آپ آخر زندگی تک شیخوپورہ میں قیام فرما رہے۔ وہیں وصال ہوا، وہیں مزار مبارک ہے رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رائپوری مدظلہ

ولادت باسعادت تقریباً ۱۳۲۳ھ میں رائے پور گجراں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ انہوں نے بزرگوں کی وساطت سے حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابتدائی تعلیم، فارسی، عربی، صرف ونحو، منطق، وفلسفہ، فقہ وحدیث اور تفسیر حاصل کی۔ اور دار العلوم دیوبند حاضر ہو کر دورۂ حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا۔ ۱۳۲۵ھ، ۱۹۰۸ء میں آپ کے ہم سبق حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہوئے، پھر ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز سے استفادۂ باطنی کرتے رہے۔ نوٹ: حضرت مفتی فقیر اللہ صاحبؒ موضع بھنیاں کے رہنے والے تھے۔

---

[۱] ہمارے دور کے چند علماء حق ص ۹۹، ص ۱۰۰۔ از حضرت سید امین صاحب گیلانی مدظلہ

ابتدائی فارسی، عربی، صرف ونحو سے لے کر حدیث تک سب کتابیں بخوبی پڑھاتے تھے تقریباً
تمام زندگی رائے پور گجراں میں مدرس پھر صدر مدرس رہے۔ غرض کہ علمی، دینی ماحول میں حضرت مولانا محمد
صاحب نے ہوش سنبھالا۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر شروع کی۔ حفظ کلام مجید کے بعد اپنے والد بزرگوار
حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری
وغیرہ حضرات سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد تمام درس نظامی مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں
حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰ شعبان ۱۳۹۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر اس
تعلیم سے دورۂ حدیث تک کی تکمیل کی۔ خیر المدارس ۱۹ شوال ۱۳۴۹ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۳۱ء میں مسجد
عالمگیر اٹاری بازار جالندھر میں شروع کیا گیا تھا[۱]۔ ویسے بعد میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد
مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔

فراغت تعلیم وتکمیل کے بعد خیر المدارس میں ہی مدرس ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم فارسی، عربی، صرف
ونحو، منطق وفلسفہ، اور دیگر علوم وفنون سے فقہ، حدیث وتفسیر تک بخوبی تدریس میں مشغول رہے۔ قیام
پاکستان کے بعد کچھ عرصہ فقیر والی ضلع بہاولنگر، پھر ساہیوال اور ملتان کے مختلف مدارس میں مدرس
رہے۔ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاری لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد
۱۹۵۶ء میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مستقل قیام فرمایا اور درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ دورہ
حدیث آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ مفتی، خطیب اور واعظ ہیں۔ غرض کہ بہت ہی جامع ہستی ہیں۔ اس کے
باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے ہیں، سادہ کھانا، سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔

قطب ارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے آپ کے
والد بزرگوار اور تمام گھرانہ منسلک ہے۔ آپ نے تمام تصوف وسلوک کے منازل حضرت اقدس رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت میں طے کئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت خلافت سے مشرف فرمایا۔

---

[۱] ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ص۸، ۱۹ شعبان ۱۳۹۰ھ ۵ اگست ۱۹۷۰ء از حافظ محمد اکبر شاہ بخاری مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب سنسار پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصل پور قاضی ضلع مظفر نگر کے سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت حافظ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ بہت بڑے عالم و فاضل اور نامور حکیم تھے اور آپ کے تایا بھی بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب نسبت قوی بزرگ تھے۔

آپ اسی خانوادہ کے ایک فرد تھے۔ عالم و فاضل اور فاضل دیوبند تھے۔ اور آصفیہ طبیہ کالج بھوپال کے فارغ شدہ تھے۔ ابتداء میں حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے بعدہٗ غالباً ۱۹۳۲ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سے بیعت ہوئے۔ دو تین سال کے اندر سلوک کی منازل طے ہو گئیں اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ عالم و فاضل خطیب۔ حکیم اور انجمن اصلاح المسلمین کے صدر اور کئی ایک مدرسوں کے نگران اور ان کے امتحان لیتے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی بہت بڑے رئیس اعظم تھے۔ لوگوں کو آپ سے ہر قسم کا فیض ملا۔ دینی اور دنیاوی ہر قسم کی امداد فرماتے آپ کے دوسرے بھائی سید محمد مشتاق صاحب مولوی فاضل، ادبی، اڈماوہ ہائی سکول کے عربی ٹیچر تھے۔ آپ نے تقریباً ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء میں وصال فرمایا مزار مبارک سنسار پور میں ہے۔

اولاد:۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) سید مظفر حسین (۲) سید مکرم حسین (۳) سید معظم حسین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بعد جناب سید مکرم حسین صاحب سلمہ اللہ نے ہر قسم کے مثلاً دینی اور دنیاوی لحاظ سے اور مطب وغیرہ کے مسند نشین ہیں۔

از جناب حکیم محمد لیسین صاحب ولد حضرت صوفی محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ لیدھے والے نمبردار شاگرد خاص۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب الحسنی ندوی مدظلہٗ

اباؤ اجداد:۔ آپ کے اجداد میں حضرت شیخ سید قطب الدین محمد بن رشید الدین احمد بن یوسف بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر بن قاسم بن ابومحمد عبداللہ بن حسن الاعور الجواد کوفی بن محمد حسن سندھی المدنی بن سید عبداللہ الاشتر مدنی بن سید السادات محمد نفس الذکیہ مدنی بن ابوہاشم سید عبداللہ المحض مدنی بن سید حسن مثنی بن سید السادات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم ۔ ولادت ۵۸۱ھ ۱۱۸۲ء میں بغداد ملک عراق میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ المشائخ ابومحمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت سید رشید الدین احمد قدس سرہ اور اپنے ماموں زاد بھائی حضرت سید عبدالرزاق بغدادی وگیلانی قدس سرہ کے شاگرد اور مجاز طریقت تھے۔ ان کے وصال کے بعد شیخ المشائخ شیخ عارف ابوالجناب نجم الدین کبریٰ خلیفہ حضرت حضرت شیخ ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی قدس سرہ سے سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ میں مجاز طریقت ہوئے[1]

آپ کے والد بزرگوار فتنہ تاتار میں شہید کردیئے گئے تو آپ بغداد سے غزنی ملک افغانستان تشریف لائے۔ جہاں مدت تک قیام فرمارہے۔ غالباً سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں ہندوستان تشریف لائے سلطان کے ہمراہ جہاد میں مصروف ہوگئے اور کڑہ، مانکپور ھنسوہ کے مضبوط قلعے فتح کئے۔ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ آپ کا[2] عقیدت مند تھا اور بہت تعظیم وتکریم سے پیش آتا تھا اور بادشاہ بہرام شاہ دہلی کے عہد میں شیخ الاسلام رہے۔

سلطان قطب الدین بلبن مرحوم بھی آپ کا عقیدت مند تھا۔ آپ نے ۲۰ رمضان ۶۷۷ھ ۱۲۷۸ء شہر کڑہ مانکپور ضلع الہ آباد میں وصال فرمایا وہیں مزار مبارک ہے۔

اولاد:۔ آپ کے تین فرزند تھے حضرت سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین (۲) حضرت سید قوام الدین محمود داماد سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید قاضی تاج الدین رحمۃ اللہ

---

[1] نزھتہ الخواطر جلد اول حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ص

[2] نزھتہ الخواطر جلد اول اردو ص۲۸۶ بحوالہ ہدایتہ السعداء از حضرت شیخ قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی قدس سرہ وطبقات ناصری قاضی عثمان رح

علیہ قاضی کرٹرہ بدایوں[1]

حضرت قاضی سید رکن الدین قدس سرہ، آپ حضرت سید نظام الدین کے فرزند اور اپنے نانا حضرت قاضی سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کرٹرہ اور بعدہٗ بدایوں کے قاضی مقرر ہوئے ان کی اولاد میں علم و عرفان کے ممتاز علماء و مشائخ ہوئے۔ یعنی حضرت شیخ سید فضل اللہ قدس سرہ۔ حضرت شیخ قطب الدین جونپوری قدس سرہ کے داماد اور حضرت سید محمد تقی درویش بے ریا رحمۃ اللہ علیہ سلطان فرخ سیر کے استاذ اور حضرت قاضی سید محمود بن علاؤالدین نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت العارف سید شاہ علم اللہ بریلوی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ اور امام المجاہدین حضرت سید احمد بن عرفان شہید بالاکوٹی قدس سرہما، جیسے حضرات ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا سید عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ولادت باسعادت ۱۲ ماہ رمضان ۱۲۸۶ھ میں حضرت مولانا سید فخر الدین متوفی ۱ رمضان ۱۳۲۶ھ بن حضرت مولانا سید عبد العلی متوفی ۱۳۰۸ھ بن حضرت مولانا علی محمد صاحب بن سید اکبر شاہ بن محمد شاہ بن محمد تقی بن عبدالرحیم بن ہدایت اللہ بن اسحاق بن معظم بن قاضی احمد بن قاضی محمود نصیر آبادی بن علاؤالدین بن قطب الدین بن صدرالدین بن زین الدین بن احمد بن علی بن قیام الدین بن سید صدرالدین بن حضرت قاضی سید رکن الدین کرٹروی بدایونی قدس سرہم کے ہاں ہوئی تکیہ شاہ علم اللہ میں جو رائے بریلی سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

آپ کے والد حضرت مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ صاحب علم و عمل صاحب عبادت و ریاضت بزرگ تھے اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا امام احمد بن حضرت سید عرفان قدس سرہما سے بیعت تھیں۔

آپ نے صرف و نحو فقہ و اصول و تفسیر اور منقولات و معقولات لکھنؤ کے مشہور ترین اساتذہ سے پڑھیں ان میں حضرت شیخ مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی اور حضرت مولانا شیخ فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد درسیات بھوپال کے مشہور علماء میں سے حضرت مولانا قاضی عبدالحق صاحب سے اور

---

[1] ایضاً جلد اول ص

ریاضی حضرت مولانا سید احمد دیوبندی سے اور حدیث حضرت مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری سے۔ ادب عربی حضرت مولانا شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین صاحب اور طب حکیم عبد العلی سے پڑھی رحمۃ اللہ علیہم ۱۲۱۱ھ میں بھوپال سے لکھنؤ پہنچے۔ اس وقت عمر قریباً ۱۶ سال کی تھی۔ اور وہاں کے مشہور حکماء میں سے حکیم و طبیب عبد العزیز سے قانون اور نسخہ نویسی حکیم عبد العلی صاحب اور ان کے فرزند حکیم عبد الولی صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے سیکھا۔[1]

اس کے علاوہ دہلی۔ دیوبند کے اساتذہ سے استفادہ کیا اور قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور شیخ مولانا نذیر حسین دہلوی اور حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی استفادہ فرمایا۔

آپ نے حضرت شیخ وقت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآباد قدس سرہ سے بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد اپنے خسر حضرت شیخ سید ضیاء الدین صاحب (ضیاء النبی) خلیفہ حضرت شیخ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی اور ان کے برادر عزیز حضرت شیخ عبد الغنی بن ابی سعید العمری مجددی دہلوی قدس سرہم سے خلافت اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ خواجہ احمد بن محمد لیسین نصیر آبادی سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

۸ رجب ۱۳۱۳ھ سے بلا معاوضہ مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مددگار ناظم کی حیثیت سے کام شروع کیا اور جب حضرت مولانا سید محمد علی صاحب گیلانی مونگیری قدس سرہ نے ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ ۹ اجولائی ۱۹۰۳ء میں استعفیٰ دیا تو آپ کو ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا ۱۳۲۳ھ میں اور ترقی ہوئی اس سے پہلے بھی اس عہدہ پر کام کرتے آرہے تھے۔ غرض کہ آپ ستودہ صفات۔ جمال ظاہری سے آراستہ اپنے شناساؤں میں مقبول۔ عقل و تدبر اور تحمل برداشت اور قناعت نفس میں متمیز۔ رواداری صلہ رحمی جود و سخا۔ احسان و کرم۔ احباب کی تعظیم و تکریم میں سبقت کرنے والے اکل حلال صدق مقال خاصہ تھا۔ دوسروں کے مصائب و آلام میں کام آتے۔ اتباع سنت میں پیش پیش اور غرور تکبر سے نفرت تھی آپ نے ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء میں وصال فرمایا مزار دائرہ حضرت شیخ سید شاہ علم اللہ قادری قدس سرہ۔

---

[1] نزہۃ الخواطر جلد ۸ صفحہ ۱۹۶ سے سوانح محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مونگیری صفحہ ۱۴۱

اولاد:۔ (۱) حضرت مولانا سید عبد العلی از نواسہ حضرت سید عبد العزیز بن حضرت سید سراج الدین حسینی واسطی رحمۃ اللہ علیہم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ از بطن حضرت سید خیر النساء بنت حضرت مولانا شاہ ضیاء النبی رحمۃ اللہ علیہ اور دو صاحبزادیاں۔[1]

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ:۔ ولادت باسعادت غالباً جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ فروری ۱۹۱۳ء میں حضرت مولانا سید عبد الحئی صاحب صاحب بن حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں لکھنؤ میں ہوئی۔ ابتدائی زندگی صبر و شکر و رضا کی زندگی میسر آئی۔ حفظ قرآن مجید اور اردو کے بعد فارسی کی تعلیم والد صاحب اور دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔[2]

آپ جب ۹ سال کی عمر کے تھے کہ آپ کے والد حضرت مولانا عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ تو آپ دائرہ شاہ علم اللہ قدس سرہ منتقل ہوئے۔ لیکن آپ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بغرض تعلیم لکھنؤ آگئے۔ ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء ۱۹۲۲ء ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء میں اس وقت عمر ۱۱۔۱۲ سال کی تھی۔ جناب سید نور الحسن خان صاحب برادر عزیز نواب سید صدیق حسن صاحب خان بہادر بھوپالی مرحوم کے بنگلہ (بھوپال ہاؤس) میں قیام رہا۔ ۱۳۴۴ھ ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء ۱۹۲۷ء میں آپ کے برادر حضرت مولانا سید عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بازار جھاؤلال میں مطب شروع کیا اور حضرت مولانا شیخ خلیل عرب صاحب بن حضرت مولانا شیخ محمد بن حضرت مولانا شیخ حسین یمنی بن حضرت مولانا شیخ محسن انصاری حدیدہ یمنی رحمۃ اللہ علیہم سے عربی کی تعلیم شروع کی ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۹ء میں دار العلوم ندوہ میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا مسعود علی صاحب ندوی اور حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء سے مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔[3] اسی سال ۱۳۴۷ھ مئی ۱۹۲۹ء میں حضرت مولانا سید طلحہ رحمۃ اللہ علیہ ایم اے اورینٹل کالج لاہور کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے۔ اس وقت عمر ۱۵۔۱۶ سال کی تھی جو آپ کے پھوپھا بھی تھے ان سے علمی استفادہ کیا اور انہی کی وساطت سے حضرت

---

[1] نزہتہ الخواطر جلد اول صـ [2] رسالہ ماہنامہ رضوان لکھنؤ صـ

[3] پرانے چراغ مصنفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہٗ۔

مولانا احمد علی صاحب لاہوری خلیفہ حضرت اقدس مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب قادری دین پوری قدس سرہما اور حضرت مولانا سید امروٹی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر درس قرآن مجید سنا۔ اس سے پہلے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ سے لکھنو میں۔ اخیر پارے کی آخری سورتیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر ۲۷ء میں پڑھیں تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۳، ۱۴ سال کی تھی[1]

۴۴-۴۵ھ ۲۹ء ہی میں صحیح مسلم و بخاری۔ ابوداؤد، ترمذی شریف۔ بیضاوی شریف اور منطق آپ نے حضرت مولانا شیخ الحدیث حیدر حسن خان بن حضرت مولانا احمد حسن خان رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۵ جمادی الاول ۶۱ھ ۳۱ مئی ۴۲ء سے پڑھیں[2] دورہ حدیث مزید حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ سے ۵۱ھ ۳۲ء میں پڑھ کر تکمیل کی[3]

اس سے پہلے ۴۹ یا ۵۰ھ ۳۰ء یا ۳۱ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوکر نصف سورہ بقرہ پڑھی اور ۵۱ھ ۳۲ء میں تیسری بار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حجۃ اللہ البالغہ کے درس میں شرکت کی اور بیعت کے لیے عرض کیا تو فرمایا میرے شیخ مرشد و مربی حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری حیات ہیں یہ میر التعارفی خط لے کر حاضری دو اور ان سے بیعت ہو جاؤ ۵۱ھ جون ۳۲ء میں حاضر ہوئے بیعت سے مشرف ہوئے۔ ذکر قلبی کی تلقین فرمائی اس وقت حضرت دین پوری قدس سرہ کی عمر مبارک ۹۰ سال کی ہوگی[4]

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل تھی۔ میں انہی یعنی حضرت لاہوری قدس سرہ کو اپنا شیخ و مرشد و مربی سمجھتا تھا۔ چوتھی بار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رمضان ۵۱ھ دسمبر ۳۲ء میں حاضر ہوئے دورہ قرآن مجید میں شامل ہوئے۔ اوائل ذیقعد ۵۱ھ مارچ ۳۳ء میں فارغ ہوئے اور ۱۵ ذیقعد ۵۱ھ ۱۲ مئی ۳۳ء کو جلسہ ہوا جس میں حضرت مولا

۱۔ پرانے چراغ ص۱۳۷

۲۔ پرانے چراغ ص۱۸۳ ۳۔

حسین احمد صاحب مدنی حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری حضرت مولانا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قدس سرہم نے شمولیت فرمائی اور دورہ کی سند ملی جس پر ان حضرات کے دستخط ہیں[1]

۱۳۵۲ھ یکم اگست ۱۹۳۴ء کو بحیثیت استاد تفسیر و ادب تقرر ہوا۔ ۵۷ھ ۳۸ء میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ متوفی ۱۷رجب ۱۳۶۲ھ ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء کی زیارت وصحبت لکھنؤ میں حاصل کی[2]

۴۵ھ ۱۹۲۸ء سے حضرت مدنی قدس سرہ سے تعلق تھا حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء کی زیارت طالب علمی کے زمانہ میں کی تھی۔ ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی قدس سرہ متوفی ۲۱رجب ۶۲ھ ۲۵ جولائی ۴۳ء کی خدمت میں پہلی بار دہلی حاضر ہوئے یہ آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔ یہ گویا ایک نئی دنیا کی دریافت تھی اور ایک نئی شخصیت اور حقیقت کا انکشاف پر جوش تبلیغی کام شروع کیا۔

آپ کی دعوت پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ ۲۲ رجب ۱۳۶۲ھ ۲۵ جولائی ۴۳ء کو دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی تشریف لے گئے تھے[3] اس کے بعد تعلق بڑھتا رہا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضرت اقدس محمد یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہو گئے اس سلسلہ میں کئی تبلیغی سفر کئے۔

اندرون اور بیرون ملک جو کہ زندگی کا مقصد حیات ہے جس کی تفصیل سینکڑوں اوراق میں بھی مشکل آسکتی ہے۔ ۱۳۵۸ھ دسمبر ۱۹۳۹ء تک تبلیغی سفر میں دہلی اور پھر سہارنپور آئے۔ اس کے بعد گلزار رحیمی رائے پور میں حاضری دی۔ آپ کے ہمسفر حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہٗ بھی تھے اس حاضری میں آپ بے حد متاثر ہوئے لیکن بیعت رائے بریلی میں ہوئے، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ۔ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امیر تبلیغی جماعت، حضرت مولانا پیر ہاشم جان صاحب مجددی، حضرت مولانا احتشام الحسن

---

[1] پرانے چراغ صد ۱۵۱ [3] سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علما ومشائخ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے ۔ تھے ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں رائے بریلی ایک شب و روز قیام فرمایا ہے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر واذکار کی تلقین فرمائی ۔ اس کے بعد علمی تصنیفی، اور تبلیغی مشاغل کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار اشغال ومراقبہ بھی پابندی سے کرنے شروع کئے ۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا ۔ حضرت سیدنا امیر المومنین سید احمد شہید بریلوی قدس سرہ سے نسبت خاندانی کی وجہ سے اور آپ کی تحریر و تصانیف ، خدماتِ دینی و ملی ، اور اخلاص ومحبت کی وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت دلداری ، اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے ۔ رد قادیانیت پر ایک کتاب "قادیانیت" آپ سے تصنیف کرائی ۔

حج :- آپ پہلی مرتبہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۷ء میں حرمین الشریفین حاضر ہوئے اور والدہ ماجدہ کو بھی ہمراہ لے گئے تھے ۔ دوسرا حج آپ نے قطب وقت پیر و مرشد حضرت رائے پوری قدس سرہ کی معیت میں ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں کیا ۔ اس کے بعد کئی بار حاضری حرمین الشریفین کی نصیب ہوئی کیونکہ آپ کی دینی ، اسلامی ، اصلاحی ، و تبلیغ دعوت وارشاد میں خدمات اور عالم و فاضل باعمل ہونے کی وجہ سے عرب وعجم میں عالمگیر شخصیت کے حامل ہو گئے ۔ اور علماء و صلحاء آپ سے متعارف ہو گئے تو رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اپنی مجلس تاسیس کا رکن پہلے دن سے ہی منتخب کر لیا ۔ تو اس کے بعد ہر سال حاضری حرمین الشریفین نصیب ہوتی ہے ۔ بہرحال آپ عالم و فاضل باعمل ، جامع شریعت وطریقت بزرگ ہیں اور صاحب تصانیف کثیرہ جن کی فہرست بہت طویل ہے مندرجہ ذیل تصانیف خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔

(۱) سیرت سید احمد شہید دو جلد ۔ (۲) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ اور ان کی دینی دعوت ۔ (۳) تاریخ دعوت وعزیمت ۳ جلد ۔ (۴) تذکرہ حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب رح ۔

(۵) انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر ۔ (۶) اسلام اور مغربیت کی کشمکش ۔

(۷) پرانے چراغ ۔ (۸) اپنے والد بزرگوار کی سوانح یعنی سوانح حضرت مولانا سید عبدالحئی صاحب رح ۔

(۹) قادیانیت ۔ (۱۰) سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ العزیز ۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی سنبھلی ثم لکھنوی مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں حضرت صوفی احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سنبھل ضلع مراد آباد میں ہوئی آپ حضرت سیدنا النعمان بن ثابت ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کے والد بزرگوار تھوڑی سی زمین کی کاشت سے گذر اوقات کرتے تھے۔ لیکن صلہ رحمی سخاوت اور صاحب حاجت کی خدمت کے لیے مزید غلہ خرید لیتے تھے اس سلسلہ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا جس سے کبھی کبھی مقروض بھی ہو جاتے۔

نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ نوافل کثرت سے پڑھتے۔ ذکر و اذکار تسبیحات اور دوسرے معمولات میں استقامت اور مدارت۔ تصوف و سلوک میں کسی حد تک کوشاں رہتے تھے۔ علماء و مشائخ صوفیا سے عقیدت و محبت میں بھی کمال حاصل تھا۔

خود معمولی اُردو۔ فارسی جانتے تھے لیکن دینی جذبہ کی وجہ سے چاہتے کہ اولاد اور اولاد کی اولاد میں سے کوئی غیر عالم نہ رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کم و بیش سات آٹھ عالم فاضل دیوبند ہیں۔ آپ نے ۵ رمضان عشاء کے بعد ۱۳۶۷ھ اگست ۱۹۴۸ء بعمر اسّی سال وصال فرمایا اور منگل کے روز دفن کیا گیا۔ مزار سنبھل میں ہے۔

غرض کہ انھی بزرگ کے آپ فرزند ہیں۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید اور اردو، فارسی کی تحصیل کے بعد شہر کے مختلف مدرسوں اور مختلف اساتذہ سے صرف و نحو پڑھتے رہے آخر ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں مدرسۃ الشرع میں صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۰ھ سے شروع کیں ان کی حکمت عملی سے تعلیم میں لگن اور تعلیم کی گاڑی چل پڑی۔ اس زمانہ میں مہتمم مدرسہ حضرت منشی حمید الدین صاحب مرید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ تھے۔

دوسرے سال شوال ۱۳۳۸ھ میں استاذی حضرت مولانا کریم بخش صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ دہلی مدرسہ عبدالرب میں لے گئے پہلے ہی روز حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب

دیوبندی قدس سرہ اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہٗ سرحدی کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں منطق و فلسفہ کی کتابیں حضرت مولانا کریم بخش صاحب سنبھلی موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو معقولات میں خیرآبادی سلسلہ کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد شوال ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ جو بیعت حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تھے۔ ان سے شرح اشارات طوسی اور مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان تک پڑھی باقی مشکوۃ شریف حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سال ہدایہ اخیرین۔ سبعہ معلقہ اور دوسرے سال تفسیر بیضاوی سورہ بقرہ اور شمائل ترمذی سبقاً پڑھی اور باقی دورہ کی کتابیں حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی۔ اسی سال ۴۵ھ میں حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ڈابھیل[1] تشریف لے گئے تھے اور اگلے سال شوال ۴۵ھ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم میں تشریف لائے[2] تھے۔ آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت مولانا محمد بن موسیٰ میاں سورتی رحمۃ اللہ علیہ تھے[3] تعلیم کی تحصیل و تکمیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ چلہ امروہہ میں تین سال مدرس رہے[4]

اس زمانہ میں بدعتوں سے سخت متنفر تھے پنجاب اور ہندوستان میں کئی ایک مناظرے کئے۔ اسی سلسلہ میں بریلی سے ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء سے رسالہ الفرقان نکالنا شروع کیا۔

اور سیاسی طور پر جمعیۃ العلماء ہند سے منسلک رہے کافی عرصہ کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے آخر میں ایک نیم دینی سفر میں حضرت مولانا علی میاں مدظلہٗ اور حاجی عبدالواحد صاحب ایم اے ۵۸ھ دسمبر ۱۹۳۹ء رائے پور گلزار رحیمی میں حاضری دی۔ دو، تین دن قیام رہا اس کے بعد دوبارہ ۶۱ھ اواخر یا ۶۲ھ کے اوائل کو حاضر ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ چند دن ایسی جگہ رہنے کی ضرورت محسوس کی جہاں دل و دماغ افکار و مکروہات سے محفوظ رہیں اور قلب کو کچھ سکون و اطمینان حاصل ہو۔ آپ تحریر فرماتے

---

۱ الفرقان وفیات نمبر ص ۶۸

۲ الفرقان وفیات نمبر ص ۶۸ ۳ ایضاً ص ۱۳۲ ۴ ص ۱۰

ہیں کہ۔ غالباً پہلے ہی دن میں نے ایک لمبا چوڑا سوال عرض کیا۔ اس کے جواب میں فرمایا۔

مولوی صاحب۔ یہ بیچارے جو یہاں میرے پاس آتے ہیں یہ کسی اور کام کے نہیں ہوتے۔ بس اسی کام کے ہوتے ہیں اور اسی کے واسطے آتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو یہ ہی بتلا دیتا ہوں۔ آپ جو کام کرتے ہیں۔ (یعنی تحریر و تقریر سے دین کی خدمت) یہ بہت بڑا کام ہے۔ آپ تو یہی کرتے رہیں اور اس چکر میں نہ پڑیں۔

دوسرے روز بعد مغرب وہی سوال عرض کیا تو آپ نے میری بات کو نظر انداز فرما کر دوسری گفتگو شروع فرما دی۔ رات نیند دیر تک نہیں آئی اسی سوچ بے چار میں کافی رات گذر گئی۔ صبح نماز فجر کے بعد آپ حسب معمول سیر پر تشریف لے گئے۔ اُس دن یہ عاجز بھی ساتھ ہو لیا اور رات کے اپنے ذہنی بحث و مباحثہ وغیرہ عرض کیا تو فرمایا۔

مولوی صاحب۔ آپ کو بھی تو شبہ ہے کہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر دین میں کوئی چیز مقصود اور مامور بہ ہو اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہو۔ لیکن کسی وقت زمانہ کے حالات بدل جانے سے وہ اُس طریقے سے حاصل نہ کی جا سکتی ہو۔ جس طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ میں حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ بلکہ اُس کے واسطے کوئی اور طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔ تو کیا اس نئے طریقے کے استعمال کو بھی آپ دین میں اضافہ اور بدعت کہیں گے۔

مثلاً دین کا سیکھنا، سکھانا ضروری ہے اور دین میں اس کا نہایت تاکیدی حکم ہے اور جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں اس کے لئے صرف صحبت کافی ہو جاتی تھی۔ تعلیم کے لیے کوئی مستقل انتظام نہیں تھا۔ نہ مدرسے تھے نہ کتابیں تھیں۔ لیکن بعد میں ایسے حالات ہو گئے کہ صحبت اس مقصد کے لیے کافی نہیں رہی۔ بلکہ کتابوں کی اور پھر مدرسوں کی بھی ضرورت پڑ گئی تو اللہ کے بندوں نے کتابیں لکھیں[1]۔ اور مدرسے قائم کیے اور اس کے بعد سے دین کے تعلیم و تعلم کا سارا

---

[1] تصوف کیا ہے ص ۱۰۷-۱۰۹

سلسلہ اسی سے چلا اور اب تک اسی سے قائم ہے۔ توکیا تعلیم و تعلم کے طریقے میں اس تبدیلی کو بھی دین میں اضافہ اور بدعت کہا جائے گا۔ میرے جواب کے بعد۔ اور فرمایا بس سلوک کے جن اعمال و اشغال پر آپ کو بدعت ہونے کا شبہ ہے۔ اُن سب کی نوعیت بھی یہی ہے، ان میں سے کوئی چیز بھی مقصد سمجھ کر نہیں کی جاتی، بلکہ یہ سب نفس کے تزکیہ اور تخلیہ کے لیئے کیا کرایا جاتا ہے۔ جو دین میں مقصود ہے اور مامور بہ ہے۔ مثلاً یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ہر وقت اُس کا اور اُس کی رضا کا دھیان۔ فکر رہنا۔ اور اس کی طرف سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا یہ کیفیتیں دین میں مطلوب ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بغیر ایمان اور اسلام کامل ہی نہیں ہوتا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین کی تعلیم و تربیت کی طرح یہ ایمانی کیفیتیں بھی آپ کی صحبت ہی سے حاصل ہو جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ کے فیضانِ صحبت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی صحبتوں میں بھی یہ تاثیر تھی۔ لیکن بعد میں ماحول کے زیادہ بگڑ جانے اور استعدادوں کے ناقص ہو جانے کی وجہ سے اس مقصد کے لیے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی۔ تو دین کے اس شعبہ کے اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرنے کے لیے صحبت کے ساتھ ذکر و فکر کی کثرت کا اضافہ فرمایا تجربہ سے یہ تجویز صحیح ثابت ہوئی۔

اسی طرح بعض مشائخ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے احوال کا تجربہ کر کے اُن کے نفس کو توڑنے اور شہوات کو مغلوب کرنے اور طبیعت میں لینت پیدا کرنے کے لیے اُن کے واسطے خاص خاص قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے تجویز کئے۔ اسی طرح ذکر کی تاثیر بڑھانے کے لیے اور طبیعت میں رقّت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے ضرب کا طریقہ نکالا گیا ہے۔ تو ان میں سے کسی چیز کو بھی مقصود اور مامور بہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اور اسی لئے مقصد حاصل ہونے کے بعد یہ سب چیزیں چھڑا دی جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں ردوبدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لیے ان کے خاص حالات اور ان کی استعداد کے مطابق الگ الگ اعمال و اشغال

تجویز کر دیتا ہے۔ اور بعض ایسی ہی اعلیٰ استعداد والے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس طرح کا کوئی ذکر شغل کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو یوں ہی نصیب فرما دیتا ہے۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کو صرف علاج اور تدبیر کے طور پر ضرورتاً کیا کرایا جاتا ہے۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اگر یہ ذکر شغل ان مقصد کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ تو پھر میں بھی اس کا محتاج ہوں لیکن میں زیادہ وقت نہیں دے سکتا کیونکہ دین کے جن دوسرے کاموں سے کچھ تعلق کر رکھا ہے اُن کو بھی میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور فرمایا مولوی صاحب۔ تصوف دین کے کام چھوڑنے کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ اس سے تو دین کے کاموں میں قوت آتی ہے اور جان پڑتی ہے۔ لیکن کیا عرض کیا جائے۔ اللہ کی مشیت ہے جن کو اللہ نے دین کے کاموں کے قابل بنایا وہ اب ادھر توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اگر تھوڑی سی توجہ وہ ادھر دے دیں تو دیکھیں کہ ان کے کاموں میں کتنی قوت آتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت) باوا صاحب نے اور بعد میں حضرت مجدد صاحب حضرت شاہ صاحب اور حضرت سید احمد شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے ہمارے اس ملک میں دین کی جو خدمتیں انجام دیں اور جو کچھ کر دکھایا اُس میں اُن کے اخلاص اور قلب کی اُس طاقت کو خاص دخل تھا جو تصوف کے راستہ سے پیدا کی گئی تھی۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ اس طرف صرف وہی بیچارے آتے ہیں جو بس اللہ اللہ کرنے کے کام کے ہی ہوتے ہیں یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں استعدادیں مختلف رکھی ہیں۔ ناقص استعداد کا آدمی اعلیٰ استعداد والوں کا کام نہیں کر سکتا۔ غرض کہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے آپ نے گفتگو فرمائی۔ ان ارشادات سے آپ ایسے متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کے لیے غلامی اختیار کر لی۔

آپ نے دوسرے دینی کاموں۔ مثلاً درس و تدریس۔ اصلاح و تبلیغ تحریر و تقریر کے ساتھ ذکر و اذکار اور مراقبہ و محاسبہ بھی شروع فرما دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ حرمین الشریفین کی حاضری سے کئی بار بلکہ ہر سال حاضری نصیب فرماتے ہیں۔ پہلی حاضری ۱۳۸۴ھ اور ۱۳۸۵ھ میں نصیب ہوئی۔ اور وقت کے بہت بڑے داعی اسلام اور عالمگیر دعوت اسلام کے بانی کی خدمت میں حاضری اور ان کے اس دینی کام میں کام کرنے کی بھی سعادت نصیب فرمائی۔

آپ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

معارف الحدیث ۴ جلد — تصوف کیا ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت — برکات رمضان

اسلام کیا ہے۔ — دین و شریعت

نماز کی حقیقت — تذکرہ مجدد الف ثانی (قدس سرہٗ)

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ — آپ حج کیسے کریں

اسلام و کفر کے حدود اور قادیانیت — آسان حج

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے۔ — ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی قدس سرہٗ

شاہ اسمٰعیل شہید اور معاندین کے الزام

وغیرہ وغیرہ کتابیں تحریر فرما کر خدمت دینی و ملی میں کارہا نمایاں سر انجام فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت با کرامت رکھے اس وقت عمر مبارک قمری حساب سے ۷۴ سال اور شمسی حساب سے ۷۲ سال ہے۔

مسلسل ۹ ماہ بیماری کے بعد اب اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی کافی حد تک آرام ہے۔ آپ اپنی ضرورتوں کے لئے کسی قدر تکلیف اور تکلف سے چل لیتے ہیں۔ نماز بیٹھ کر ادا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔

الفرقان اپریل مئی جون سنہ [illegible]ء صہ ۱۳ بقلم خود۔

حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے تھے جب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا
وصال ہو گیا تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے وابستہ ہو گئے۔
آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی لدھیانہ میں تشریف آوری ہوتی تو حاضر باش رہتے، آپ حضرت رحمۃ
اللہ علیہ کے عاشق زار تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی۔

آپ ذاکر و شاغل، نہایت غریب الطبع، منکسر المزاج تھے۔ تقسیم ملک کے بعد فیصل آباد تشریف
لے آئے اور پیپلز کالونی نمبر ۲ میں مقیم ہو گئے۔ گزر اوقات کے لئے درزی کا کام کرتے تھے آپ نے غالباً،
۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء میں وصال فرمایا ایک صاحبزادے عطاء الرحمٰن صاحب ہیں۔ رحمۃ اللہ واسعۃ۔

حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مراد آبادی مدظلہ

آپ مراد آباد یوپی کے سادات گھرانہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سے انتہائی
تعلیم تک تحصیل کر کے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا دورۂ حدیث دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ سے پڑھا
۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں آپ مدرسہ فتحپوری دہلی میں بھی استاذ رہے۔ بعدہٗ دارالعلوم کے مدرس مقرر
ہوئے۔ مختلف علوم و فنون پڑھاتے رہے۔ اب حدیث کے ممتاز اساتذہ سے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ اخیر زمانہ
حیات میں حضرت اقدس قدس سرہٗ نے اجازت فرمائی۔ حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر
فرماتے ہیں۔

"مولوی فخر الحسن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی
رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی سفارش سے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا دو ہزار بار نفی اثبات
جہر کے ساتھ بلا ناغہ جاری رکھیں۔ آپ بہت بڑے عالم ہونے کے باوجود منکسر المزاج بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ
تا دیر آپ کا سایہ و فیض جاری رکھے۔ آمین

حضرت میاں منظور محمد صاحب مدظلہ

حضرت میاں منظور محمد صاحب بن میاں غلام رسول صاحب ۔ وطن سلیم پورہ ضلع لدھیانہ ہے آپ کی تعلیم ایم اے تک ہے ۔ ضروری دینی تعلیم بھی حاصل کی، وسیع مطالعہ رکھتے ہیں ۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سفر رائے پور گجراں سے شروع ہوا بندہ اس سفر میں ساتھ تھا اس سفر میں بہت سے لوگ بیعت ہوئے چنانچہ ماسٹر منظور محمد صاحب کو اسی سفر میں تہاڑہ اور لودھی وال کے درمیان ایک جگہ بیعت فرمایا[1] "

حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ۔ میری ترغیب دینے اور بار بار اصرار کرنے سے حضرت اقدس قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہوئے اور لودھی وال کے قبرستان میں حضرت اقدس سے بیعت کا اتفاق ہوا، کئی سال احقر سے بھی ملتے رہے ذکر و شغل کے متعلق پوچھتے رہے ۔ خوب ذکر کیا، اکثر رقت طاری رہتی تھی ۔ باہر جنگل میں نکل جاتے یا گھر میں ہی دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے اللہ تعالےٰ نے بڑا فضل فرمایا سکول میں ماسٹر تھے پھر ماچھی واڑہ تبدیل کر دیئے گئے ۔ احقر کچھ دنوں سمرالہ ضلع لدھیانہ میں آگیا تھا جمعہ کی نماز کئی ساتھیوں کے ہمراہ میرے ساتھ پڑھتے ۔ ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ مجھے رقت بہت رہتی ہے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں مسوری پہاڑ پر قیام فرما تھے ۔ جواب لکھوایا کہ مبارک ہو کہ یہ سب آثار ذکر میں سے ہیں ۔ بہرحال آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہیں "

تقسیم ملک کے بعد تاندلیاں والا ضلع فیصل آباد میں تقرر ہوا پھر گوجرہ میں تبادلہ ہو گیا[2]

---

[1] مکتوب حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائپوری مدظلہ، ۔ سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری ص۱۲۷ ۔

[2] حضرت اقدس رائپوری نوراللہ مرقدہٗ کے خلفاء و مجازین ص۲۰،

آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ "میں پچیس مرتبہ خانقاہ شریف میں حاضر ہوا، زیادہ سے زیادہ ایک مرتبہ ۳ دن حاضر رہا" حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے ارشادات تحریر فرمائے ہیں جو سوانح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ میں صفحہ ۳۲۳ تا صفحہ ۳۳۲ میں اکثر و بیشتر درج ہیں۔ آپ صاحب تصنیف بھی ہیں چھوٹے چھوٹے رسالے بغرض اصلاح و تبلیغ طبع کرا کے تقسیم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو ابدالآباد تک جاری رکھے۔ آمین۔

شوق زیارت حرمین الشریفین میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور کئی سال جدہ شریف مقیم رہے وہاں مدرسہ میں ملازم رہے چھٹی کے دنوں میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ حاضر ہوتے رہتے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ

ابن جناب صوفی محمد دین صاحبؒ ملسیاں ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ، حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا منشی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کے طالب علمی کے ساتھی اور رفیق درس ہیں۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کی زیر تربیت تزکیہ باطنیہ کی تکمیل کی۔ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت و محبت سے اجازت فرمائی۔ حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے بھی اجازت سے مشرف فرمایا۔

آپ بڑے عالم و فاضل، خطیب، واعظ بے نظیر، مقرر دل پذیر، بزرگ ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے خاص مخلصین مجازین میں سے ہیں۔ صاحب عبادت و ریاضت، متبع قرآن و سنت، صاحب علم و عمل، سادہ زندگی گزارنے والے، سادہ کھانا، سادہ پہننا، اور سادہ رہنا، آپ کا شیوہ ہے۔ تقسیم ملک کے بعد شہر ساہیوال تشریف لائے اور زراعتی فارم ساہیوال کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے خصوصی سرپرستوں میں سے ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت

مولانا مقبول احمد صاحب فاضل دیوبند جامعہ رشیدیہ کے اساتذہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۸ء میں حضرت حکیم سید محمود علی کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محلہ قاضی پور تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی (یوپی انڈیا) میں ہوئی۔ آپ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم حسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ نے ناظرہ قرآن مجید اور اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو جوانی میں شعر و اشعار کا ذوق پیدا ہوا۔ آزاد تخلص کرتے تھے اس زمانہ میں بڑے بڑے رئیسوں اور نوابوں کی مجلس رہی آخر ۴۳ سال کی عمر میں زندگی نے پلٹا کھایا بخت اچھے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھنؤ تشریف لے گئے تو اُن کی دینی دعوت سے ایسے متاثر ہوئے اور جڑ کر کام میں لگ گئے۔ لیکن پیری و مریدی اور بیعت وغیرہ کے قائل نہیں تھے۔ آپ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑا بزرگ اور مصلح تو مانتے تھے۔ مگر جب بیعت کا سلسلہ دیکھتے تو یہ آپ کو پسند نہیں تھا۔ لیکن ان کی زبانی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی تعریفیں سُن سُن کر بہت عقیدت پیدا ہو گئی اور زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مارچ ۱۹۴۸ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ تو آپ بھی امیر جماعت تھے اور جماعت کے سامنے آپ نے مطالبہ کیا مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں تین دن حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہوں۔ چنانچہ مشورہ میں طے پایا کہ جماعت اپنا کام کرے اور وقتاً فوقتاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہے اور آپ کو اجازت مل گئی کہ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین روز حاضر رہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کے مکان پر تھا۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے آپ پنکھا ہلانے کی خدمت پر مامور ہوئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سحری کے نوافل وغیرہ سے حسب معمول فارغ ہوئے اور آپ کی طرف منہ پھیر کر

۔ تو آپ پر حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا ایسا جلال اور رعب وہیبت طاری ہوئی اور ایسا معلوم ہوتے
حضرت رحمتہ اللہ علیہ نہیں ہیں نہ ہے۔ بلکہ شیر بیٹھا ہے اور مجھے نگلنا چاہتا ہے۔ آپ ڈر گئے اور
ہاتھ سے گر گیا اور پسینہ پسینہ ہو گئے اسی وقت دل میں بیعت کا تقاضا پیدا ہوا لیکن ہمت نہ
کہ عرض کریں اور بھاگ کر علی میاں صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب سے جا کر کہا کہ بیعت
ت کرا دو چنانچہ ان کے عرض کرنے پر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا۔ اس کے
چند ماہ بعد حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ بیٹھے
ہیں ان سے مشورہ لے لو۔ اور کچھ ہی عرصہ کے بعد سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ
یہ رائے پور میں مستقل حاضری اختیار کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ کا سلوک شروع کیا۔ اور
گیارہ سال تک حاضر رہے اور کئی ایک خانقاہ شریف کے کام آپ کے سپرد رہے خصوصاً
کھلانے اور معذوری کے زمانہ میں امام صلوٰۃ ہوئے اور اردو کی کئی کتابیں حضرت اقدس قدس
مجلس مبارک میں سناتے تھے سفر و حضر میں تقریباً ساتھ ہی رہتے۔ حضرت اقدس ......
رحمتہ اللہ علیہ کے وصال ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ اور ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء کے بعد حضرت مولانا
الحاج الحافظ شاہ عبد العزیز صاحب مدظلہ کی خدمت میں رہے بعدہٗ ڈی۔ ایم۔ ٹیکسٹائل
راولپنڈی اور گرمیوں میں کوہ مری اور سردیوں میں سلطان فونڈری بادامی باغ لاہور میں اکثر
قیام فرما رہتے ارشاد و تلقین اور تذکیر و وعظ میں بہت مہارت تھی عملیات و تعویذات میں کافی
مہارت رکھتے تھے۔ بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ ساری زندگی میں ایک ہی نکاح فرمایا۔
۱۳... مطابق ۱۹۴۴ء میں اہلیہ صاحبہ رضائے الٰہی سے فوت ہو گئیں تھیں دوبارہ نکاح نہیں فرمایا۔
آپ کے والد بزرگوار کے عجیب و غریب حالات مشہور تھے۔ حضرت اقدس رائے
پوری قدس سرہٗ ذکر کی اہمیت اور ذکر کے برکات کے سلسلہ میں خاص ملنے والوں کو خاص

حاشیہ ۱؎ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ ۲۲ اپریل از سوانح صفحہ ۱۶۶

طور پر آپ سے عام مجلس میں سنوایا کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے عمر مبارک کے آخری دنوں میں فتح پور تبلیغی جماعت گئی تو میں نے ان سے وقت لگانے کا وعدہ کر لیا۔ جب گھر حاضر ہوا تو والد صاحب نے فرمایا کہ تو نے جماعت کو وقت دیا ہے اور میں بیمار ہوں تو میں نے عرض کیا کہ میں اس وقت عذر کر دیتا ہوں کہ کسی اور وقت میں وقت لگا دوں گا۔ تو فرمایا کہ اس طرح ٹھیک نہیں جب میں جماعت کے ساتھ جانے لگا تو فرمایا کہ جب کہیں کبوتروں کا جھنڈ ملے اور تمہارے قریب بھی آجاوے تو اس وقت میری وفات کا وقت ہوگا۔ اور ان کبوتروں میں بھی ہوں گا۔ میں جماعت کے ساتھ بستی نظام الدین دہلی چلا آیا۔ وہاں سے شہر دہلی میں جماعت کے ساتھ جانا پڑا۔ ایک دن نماز عصر کے بعد جماعت گشت پر چلی گئی تھیں اور امیر جماعت مسجد چاندنی چوک میں رہ گئے امیر جماعت (حضرت مولانا) فرید صاحب (مدظلہ) تھے۔ معاً ایک جھنڈ کبوتروں کا آیا اور میرے بالکل قریب آگیا میں نے امیر صاحب سے عرض کیا کہ میرے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا اور سارا واقعہ نقل کیا۔ جب تیسرے روز ہم نظام الدین واپس آئے تو وہاں بھائی صاحب کا خط ملا جس میں وہی تاریخ وقت تحریر تھا۔ میں نے امیر صاحب کو خط دکھلایا تو بھائی ملتے نہیں تھے۔ گویا اولیاء اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے مرنے کے بعد یہ زندگی حاصل فرما لیتے ہیں ایک دن حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آزاد صاحب آپ یہ عرض کرتے کہ کبوتروں میں آگے آکر مصافحہ و معانقہ اور پیار ہی لے لیتے۔

بہر حال حضرت اقدس قدس سرہ یہ واقعہ ذکر کے برکات اور ذکر کے مطالبہ میں بیان فرماتے تھے۔

آپ کو خواب کی تعبیر کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا تھا۔ بہت لطیف انداز سے تعبیر بیان فرماتے تھے۔

آپ کو آخری زمانہ میں فالج کی تکلیف ہوگئی تھی کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے

شفا بخشی۔ لیکن اس بیماری کے دوران بھی اوراد و وظائف اور معمولات کے بہت پابند رہے۔

وصال بھی عجیب ہوا رات بالکل ٹھیک رہے صبح ساڑھے چار بجے سے پہلے ایک دفعہ نماز کے بارے میں دریافت فرمایا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو وصال فرما چکے ہیں۔

یہ حادثہ بروز ہفتہ صبح ساڑھے چار بجے ۲ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۷۴ء کو پیش آیا شام ۵ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ رحمۃ اللہ واسعہ آپ کے ایک بھائی جناب سید منظور علی شاہ صاحب

حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب مدظلہٗ حصاروی ثم ڈونگوی

آپ ضلع حصار مشرقی پنجاب کے اچھے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے رائے پور گجراں کے مدرسہ رشیدیہ میں حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ جیسے اکابر علماً و فضلاً کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا اور کچھ عرصہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی تعلیم حاصل کی اور دار العلوم دیوبند حاضر ہو کر تکمیل کی۔ حضرات رائے پور گجراں کی وساطت سے گلزار رحیمی رائے پور میں قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ منازل سلوک کے طے ہونے کے بعد غالباً ۱۷ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۲ء میں اجازت سے سرفراز کیے گئے۔

تقسیم برصغیر کے بعد قصبہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں قیام پذیر ہو گئے وہاں مدرسہ عربیہ رحیمیہ قائم فرمایا جو آپ کے اہتمام میں بخوبی چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔ آمین

یہ کرنا الجوبندگر جو منڈا تھا مدرسے میں دفن ہوا

حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت قریباً ۱۳۳۹ھ میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بن حضرت حافظ مولانا محمد زکریا صاحب بن مولانا شاہ محمد بن مولانا عبدالقادر بن مولانا محمد وارث بن حضرت خلیفہ جان محمد صاحب جالندھریؒ کے ہاں لدھیانہ میں ہوئی۔ حفظ قرآن پاک مدرسہ ام المدارس میں کیا اس زمانہ میں حضرت مولانا قاری نور محمد صاحبؒ لدھیانوی خلیفہ شیخ الوقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سہارنپوری قدس سرہما بانی ام المدارس زندہ تھے۔ اس کے بعد شہر کے مختلف مدارس میں فارسی کی کتابیں اور عربی کی ابتدائی کتابیں کافیہ، قدوری تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے۔ شرح وقایہ، تعلیم المعلم حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی سے۔ مختصر المعانی اور کنز الدقائق حضرت مولانا جمیل احمد تھانویؒ سے، ہدایہ اولین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدوسی سے، مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا منظور احمد خاں صاحبؒ سے، اور جلالین شریف حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحبؒ سے پڑھی۔

بخاری شریف جلد اول، اور ابو داؤد شریف کامل حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سے، بخاری شریف جلد ثانی حضرت مولانا عبداللطیف صاحب سے، ترمذی شریف، اور طحاوی شریف حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خاں صاحب سے، نسائی شریف، اور ابن ماجہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز سے پڑھیں۔ فراغت شعبان ۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد مدرسہ انوریہ لدھیانہ، اور مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں یکے بعد دیگرے مدرس رہے، تقسیم ملک (۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء) کے بعد پاکستان آگئے اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد، اور بہاولپور میں رہے دہلی اور رائے پور میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا۔ ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں مسجد مدرسہ والی خالصہ کالج فیصل آباد میں قیام

پذیر ہوئے اور مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی۔ مسجد و مدرسہ کے نظام اور خطابت کے ساتھ ساتھ درس تفسیر قرآن شروع فرمایا۔

آپ شعر و اشعار سے بھی ذوق رکھتے تھے چنانچہ عربی، اردو، اور پنجابی میں کئی قصائد، غزلیں، اور نظمیں لکھی تھیں۔ ارشاد و تلقین، درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ذریعہ اصلاح و ارشاد میں مصروف سینکڑوں طلبا فیض یاب ہوکر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالٰی نے آپ کو علم و عمل وافر نصیب فرمایا حضرت اقدس رائے پوری سے آپ کو اجازت حاصل تھی آپ نے زندگی اسی پر خرچ فرمادی۔ آپ نے بروز ہفتہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں وصال فرمایا اور مدرسے میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ۔

حضرت حکیم صوفی شیر محمد صاحب قادری مدظلہٗ

آپ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خاص مریدین مسترشدین متوسلین منتسبین سے ہیں۔ اصل وطن جالندھر مشرقی پنجاب ہے۔ پاکستان بننے پر جھنگ شہر میں مقیم ہوئے۔

حضرت مولانا محمد صاحب انوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صوفی صاحب لاہور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں۔۔۔۔ حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول صبح باہر ٹہلنے تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا صوفی جی کچھ کرتے بھی ہو کہ بڑے لیڈر ہی ہو۔ صوفی جی نے عرض کیا۔ ذکر کیا کرتا ہوں اور مولانا محمد صاحبؒ لائل پوری سے ملتا رہتا ہوں۔ یہ بھی مجھ پر شفقت فرماتے ہیں۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ پھر حضرت اقدس قدس سرہ نے لاہور میں کئی سال ہوئے اجازت عطا فرمائی۔ الحمد للہ[1]

جھنگ شہر میں آپ نے ایک مدرسہ بچوں کے لیے بنا رکھا ہے جہاں حفظ و ناظرہ قرآن مجید۔ اور اردو پڑھائی لکھائی سکھائی جاتی ہے۔ اور بچیوں کے لئے علیحدہ انتظام فرمایا وہاں استانیاں تعلیم دیتی ہیں آپ اس مدرسہ کے نگران اور مہتمم و ناظم ہیں اور خود گزر اوقات کے لیے ارسطو دواخانہ میں مطلب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالٰی آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے تاکہ لوگ ظاہری باطنی فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔

[1] حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلفاء و مجازین ص۲۱

حضرت مولانا مولوی الحاج عبدالجلیل صاحب قادری مدظلہ

ولادت باسعادت بروز سوموار شوال ۱۳۳۹ھ ۱۸ اگست ۱۹۲۰ء کو حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب بن حضرت حافظ احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب تلہ گنگوی بن حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم صاحب بن حضرت مولانا نور محمد بن حضرت مولانا محمد خالق (عبدالخالق) رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ڈھڈیاں ڈاکخانہ جھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی آپ نے قرآن مجید گھر ہی میں پڑھا اس کے بعد پانچ جماعت سدا لکیو میں پاس کی ہیں چھٹی اور ساتویں جماعت پرائیویٹ طور پر اپنے ماموں صاحب کے پاس سدا ہی میں پڑھتے رہے اور آٹھویں کا امتحان لاہور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر دیا۔ اس کے بعد اس تعلیم سے طبیعت متنفر ہوگئی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے حضرت مستری احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا جلیل کو لاہور سے رائے پور گجران چھوڑ آؤ۔ وہاں آپ حضرت مولانا فضل احمد صاحب حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہ جیسے حضرات کی خدمت میں چھ سال رہ کر تمام علوم اور فنون کی تحصیل کرتے رہے۔ اور حفظ کلام اللہ بھی کرتے رہے دورہ حدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھا ۱۳۶۰ھ میں فارغ ہوئے۔ آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ تمام زمانہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں گذرا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رائے پور والے حضرات سے اور سہارنپور کے حضرات سے فرمایا کہ ان سے عام طلباء جیسا سلوک روا رکھا جائے اور کوئی تخصیص نہ ہو۔

اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رائے پور حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً بائیس سال

سفر وحضر میں حاضر رہے۔ غالباً ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں وطن واپسی پر اجازت سے مشرف فرمایا اس کے بعد دوبارہ ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء میں خلافت اور اجازت سے مشرف فرمایا۔ انہیں دنوں کسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ رائے پور سے واپس آرہے ہیں اور سبز رنگ کے سویٹر پہنے ہوئے جھاوریاں کے بازار سے گذر رہے ہیں، کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ سویٹر خلافت کے ملے ہیں اور واقعی ہفتہ کے اندر یا باہر آپ کی ملاقات اس آدمی سے ہوئی تھی۔

۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۶ اگست بروز جمعرات حضرت اقدس قدس سرہ کا وصال لاہور میں ہوا تو آپ لاہور سے تابوت شریف ڈھڈیاں لائے۔ نظام الاوقات۔ سحری اڑھائی تین بجے سے نوافل تہجد اور ذکر واذکار میں مشغول ہوتے ہیں نماز صبح تک یہی سلسلہ رہتا ہے۔ نماز باجماعت ادا کر کے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں جلدی ہی واپس آکر نماز اشراق پڑھ کر ذکر واذکار میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے بعد کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ڈاک وغیرہ لکھتے ہیں۔ ساڑھے دس بجے کھانے سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے ہیں۔ ایک یا ڈیڑھ بجے اٹھ کر غسل فرما کر سنت نوافل پڑھ کر تلاوت کرتے ہیں، نماز با جماعت ادا کر کے بقایا اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تعویذات اور جھاڑ پھونک کے لیے وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اس وقت ٹہلتے ہوئے۔ ذکر واذکار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پہلے عصر کے بعد سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ نماز عصر باجماعت ادا کر کے سیر پر یا گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ نماز مغرب باجماعت ادا کر کے نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ اذان سے پہلے تشریف لاتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کر کے جلدی سونے کی کوشش فرماتے ہیں۔

اتباع سنت اور مسنون دعائیں پڑھنے کا خاص اہتمام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنجناب

کو تادیر سلامت باکرامت رکھے تاکہ دنیا زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرے اس حقیر پر بہت مہربان ہیں۔

حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالوحید صاحب مدظلہٗ

ولادت باسعادت سنہ ۱۳۴۱ھ سنہ ۱۹۲۳ء میں حضرت مولانا محمد صادق صاحب بن حضرت مولانا حاجی احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد احسن صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب تلہ گنگوی رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ڈھڈیاں شریف ڈاکخانہ جھاوریاں میں ہوئی آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی کے پوتے ہیں اور حقیقی بھانجے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس الحاج الحافظ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے مجاز تھے۔ آپ کے ایک مرید تاحال تحریر زندہ ہیں۔ آپ نے پانچ جماعت سدامکو میں پاس کیں۔ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں مختلف مدارس میں حفظ شروع کیا۔ ابتدا ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ اس لئے تعلیم میں حاصل کرنے میں دقت رہی۔ ایک سال حضرت حافظ محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہٹ تحصیل سہارنپور پڑھتے رہے۔ اس کے بعد رائے پور حفظ کی تکمیل کی لیکن کوئی خاص حفظ نہیں تھا۔ ایکبار حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ نے نوافل میں سنا کہ حضرت آگے آگے پڑھتے جاتے تھے آپ پیچھے .... پیچھے پڑھتے جاتے تھے۔ بعدہٗ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے محنت ہوئی تب پختہ ہوا۔ اس کے بعد رائے پور گجراں کے مدرسہ میں داخل کئے گئے۔ دو سال حاضر رہ کر تین سال کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ایک سال خیر المدارس شہر جالندھر میں داخل ہوئے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری مدظلہٗ حال شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے پڑھتے رہے۔ اس کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے۔ دوران سال بیمار ہو گئے۔ دوسرے سال دہلی علاج کے لیے

جانا ہوا تو وہاں حضرت مولانا مفتی کفائیت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی چونکہ بار بار بیماری اتنی سخت ہوتی کہ جو زندگی سے ناامید کر دیتی تھی۔ اسی وجہ سے اکثر منطق و فلسفہ وغیرہ کی کتابیں رہ گئیں تھیں۔

اس کے بعد رائے پور اکثر حاضری رہی اپنے ماموں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ذکر واذکار، عبادت و ریاضت مجاہدہ میں مشغول رہے۔ تلاوت کلام اللہ میں زیادہ مشغول رہتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم ملک کے بعد وطن واپسی کے موقعہ پر اجازت اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد کئی بار تقریراً اور تحریراً اجازت فرماتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حاضر تھے۔ انہی دنوں مدرسہ عربیہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۸۲ھ میں اب تک نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس وقت تین قاری صاحبان حفظ و تجوید میں مشغول ہیں۔ ۹۰، ۱۰۰ سے زائد طلبا فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس سال شعبہ .... تجوید و قرآت پر زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ (۹۸ھ - ۷۸ء)

آپ صاحب عبادت و ریاضت مجاہدہ بزرگ ہیں۔ ہمہ وقت اسی پڑھنے، پڑھانے اور سماعت فرمانے میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ تلاوت کلام اللہ بہت زیادہ فرماتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں قریباً ۸ اسے بیس بلکہ اس سے بھی زائد پارے تلاوت فرماتے تھے۔

اس زمانہ میں آپ جیسے حضرات بہت غنیمت ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ

ولادت باسعادت جناب میاں امام الدین صاحب بن جناب سعید اللہ صاحب بن حضرت مولانا کلیم اللہ خلیفہ حضرت غوث زمان مولانا حافظ اخوند عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہم کے ہاں بمقام ڈھڈیال تحصیل شاہ پور میں ہوئی۔ حضرت میاں امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم اور بہت خوش الحان

مجھے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے تایا کے پوتے تھے آپس میں بڑی محبت تھی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ان سے کبھی کبھی تصوف و سلوک کی مشہور پنجابی زبان کی مثنوی سیف الملوک مصنفہ حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنا کرتے تھے۔

انہوں نے ایک دوست سے عہد کر رکھا تھا کہ جو پہلے فوت ہو تو زندہ دوست سو بار قرآن مجید تمام پڑھ کر ایصال ثواب کرے چنانچہ ان کے وہ دوست فوت ہو گئے تو انہوں نے وہ عہد پورا کیا حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ انہی کے فرزند ہیں۔

حفظ کلام اللہ اور علوم مروجہ حضرت اقدس قدس سرہ کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مدرسہ مظاہر العلوم میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی زیر نگرانی رہے، کھانا حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم ہی کے ہاں کھاتے تھے۔ آپ کے ہم درس حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امیر تبلیغی جماعت تھے۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں رائے پور میں حاضر رہ کر منازل سلوک طے کیے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

آج کل چک نمبر ۴ ڈاکخانہ نگیرا ایں دریا خاں سے جانب مشرق کیرا ڑی نالہ کی پل سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہیں اور نمبردار ہیں اور کتاب و سنت کی پابندی اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے ہیں مدظلہ العالی

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت منشی رحمت علی صاحبؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ رائے پور گجران اور دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۶ شعبان ۱۳۴۷ھ مارچ ۱۹۲۹ء میں مظاہر العلوم سے فارغ التحصیل ہوئے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہ کر منازل سلوک طے کیے آخر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

صاحب علم و عمل اور علم و فضل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت، صاحب اوقات بزرگ تھے آپ نے ۱۹۶۱ء میں وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۱۳۸۱ھ — ۱۹۶۱ء میں)

حضرت مولانا الحاج محمد افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد رؤف الحسن صاحب بن حضرت الحاج الحافظ مولانا ضیاء الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں کاندھلہ ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں حضرت مولانا شیخ الاسلام بن حضرت مولانا حکیم قطب الدین بن حکیم عبد الغفار صاحب بن حکیم محمد شریف بن حضرت مولانا حکیم محمد اشرف جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے ان کے فرزند حضرت مولانا مفتی الہی بخش رحمۃ اللہ علیہ (المولد ۱۱۶۲ھ المتوفی ۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے ممتاز شاگرد اور مریدین میں سے تھے اور امام المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔

حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا ابو الحسن ان کے سچے جانشین تھے انہوں نے ۲۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ میں وصال پایا۔[1]

آپ کے دادا حضرت مولانا ضیاء الحسن عرف محمد صادق بن حضرت مولانا نور الحسن (المتوفی ۱۲۸۵ھ) بن حضرت مولانا ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہم کو علم تفسیر و حدیث اور فقہ میں دستگاہ تھی۔ انہوں نے بعض کتابوں کے حاشیے لکھے مولانا ضیاء الحسن صاحب کی شادی حضرت مولانا مظفر الحسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رابعہ صفت صاحبزادی بی امۃ الرحمٰن[1] سے ہوئی جن کے معمولات حسب ذیل تھے۔

درود شریف ■ ہزار۔ اسم ذات (اللہ) ۵ ہزار۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۹ سو بار۔ یا مغنی گیارہ سو بار نفی اثبات بارہ سو بار یا حی یا قیوم ۲ سو بار۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل ۵ سو بار۔ سبحان اللہ ایک سو بار۔ الحمد للہ دو سو بار اللہ اکبر دو سو بار۔ استغفار ہ سو بار وافوض امری الی اللہ ان اللہ لبصیر بالعباد ایک سو بار حسبنا اللہ ونعم الوکیل ایک سو بار۔ رب انی مغلوب فانتصر ایک سو بار۔ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ایک سو بار

---

[1] حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ صہ ۳۴ تا ۳۹

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین ایک سو بار۔ ایک منزل تلاوت قرآن مجید روزانہ کا معمول تھا۔

حضرت مولانا ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۱۵ھ میں وصال فرمایا۔

مولانا افتخار الحسن صاحب کے والد ماجد حضرت مولانا رؤف الحسن صاحب قطب وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور ہمہ صفت موصوف تھے، ۱۳۶۰ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب مدظلہٗ کی ولادت قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ قرآن شریف مدرسہ حضرت حافظ منگتو رحمۃ اللہ علیہ میں کاندھلہ ہی میں پڑھا۔ ابتدائی عربی شرح جامی تک مدرسہ مرادیہ مظفر نگر میں پڑھی اس کے بعد ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں مدرسہ مظاہر العلوم میں داخلہ لیا، بخاری شریف نصف اوّل اور ابوداؤد حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے اور نصف ثانی حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ترمذی شریف طحاوی شریف و شمائل ترمذی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے۔ نسائی ابن ماجہ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، مشکوٰۃ شریف ہدایہ اولین حضرت الحاج قاری سعید احمد صاحب مدظلہٗ سے پڑھی اور ۱۳۶۲ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ خانقاہ گلزار رحیمی رائے پور سے اجداد سے تعلق آرہا تھا آپ بھی گلزار رحیمی رائے پور حاضر ہو کر قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت سے مشرف ہو کر منازل سلوک سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ طے کیے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ جامع مسجد کاندھلہ میں خطابت و امامت اور وعظ و ارشاد فتاویٰ درس و تدریس اور تصنیف میں مصروف ہوئے۔ صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ ذکر و اذکار اور ارشاد و تلقین میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں آپ کی تصانیف میں تفسیر اور سیرۃ خیر البشر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک۔ لہ قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

لہ۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳۲ بحوالہ تذکرۃ الخلیل

حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رائپوری مدظلہ

آپ حضرت ملا حاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جو اعلیحضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کے خادم تھے اور ریشمی رومال تحریک میں ان کے رازدار مخلص کارکن تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر وقت آرام کی فکر میں رہتے تھے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بنگلہ بس ایک چھپر تھا، بارش میں خوب ٹپکتا تھا، ایک دفعہ ساری رات بارش ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کو بڑی تکلیف ہوئی، رات بھر آرام نہ فرما سکے، فرمایا ہا ہا ایسا مت کہو یہ تو عین راحت ہے "تکلیف کیسی یہ تو ناشکری کا کلمہ ہے، ہمیں تو خوب ذائقہ آیا، پھر ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سفر پر تشریف لے گئے تو حاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوٹھی بنوادی تھی، حاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سمدھی بھی تھے۔

غرض کہ بچپن ہی سے خانقاہی ماحول میں آپ کی پرورش اور گلزار رحیمی ہی میں حفظ کلام اللہ کیا، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ذکر واذکار میں مشغول رہتے تھے حضرت اقدس قدس سرہٗ نے انہیں اجازت فرمائی۔ حافظ صاحب تقسیم ملک کے زمانہ میں رائے پور کے گردونواح کے دیہاتوں میں جا جا کر مسلمانوں کو ایمان پر ثابت قدمی کی تلقین وتبلیغ کرتے رہے، جس کے خاطر خواہ نتائج نکلے۔ اس علاقہ کی ایک بڑی تعداد ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ آپ کا وطن ومسکن رائے پور ہی ہے۔

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب رائپوری مدظلہ حال مقیم راولپنڈی

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ، ولادت باسعادت قریباً ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع جبوکے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار اور رشتہ دار مسلک اہل حدیث رکھتے ہیں۔ آپ نے چھ جماعت

پرائمری وغیرہ گھر ہی میں پاس کیں اور کچھ قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے والد بزرگوار سوڈا کمپنی کھیوڑہ تحصیل پنڈدادنخان میں ہیڈ کلرک کے عہدہ پر فائز تھے۔ جو تقریباً چالیس برس ملازمت کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ چھٹیوں میں والد بزرگوار کے پاس کھیوڑہ جاتے تھے۔ حضرت مولانا محمد صادق صاحب خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ بھی وہاں خطیب اور درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ جو حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ کے والد بزرگوار تھے۔

غرض کہ ان کی تاثیر صحبت سے غیر مقلدی سے تائب ہوئے۔ اور مظاہر العلوم سہارنپور میں ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ئہ میں داخل ہو کر دس سال کے عرصہ میں تمام علوم و فنون کی تحصیل کی اور شعبان ۱۳۵۹ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

دوران تحصیل ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ اسباق سے فراغت کے بعد باہر پھرنے جا رہے تھے کہ ایک سادھو کی توجہ سے غلط اثرات ظاہر ہوئے۔ آپ تعلیم اور اسلام سے دل برداشتہ ہو گئے۔ حضرت شیخ مولانا محمد ذکریا صاحب مدظلہ نے آپ کو رائے پور بھیجا حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ سے وہ اثرات ختم ہو گئے۔ بہر حال آپ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اور خانقاہ گلزار رحیمیہ سے متعارف تھے۔ اور آنا جانا ہوتا تھا۔ رائے پور حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ والد بزرگوار ناراض تھے۔ اس لئے کم ہی گھر آنا جانا ہوتا تھا۔ دوران تعلیم والد بزرگوار نے کچھ عرصہ تک خرچہ بھیجتے رہے اور بعدہ لکھا کہ اگر تو اہل حدیث مسلک اختیار کرتا ہے۔ تب تو ہم تمہاری ہر قسم کی مدد کریں گے۔ ورنہ نہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد مستقل حاضری کی نیت کر لی۔ قریباً بائیس ۲۲ سال حاضر رہے۔ ذکر و اذکار شغل و مراقبہ اور تلاوت کلام اللہ کے علاوہ خانقاہ کی ہر قسم کی خدمت کرتے رہے آخر میں خاص معتمد ہو گئے۔ اور خصوصی خدمات آپ کے سپرد ہوئیں۔

جب تقسیم ملک کے بعد پاکستانی حضرات واپس پاکستان ہونے لگے تو حضرت رحمتہ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ یہ سب جارہے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے آپ نے عرض کیا کہ میں تو آپ کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ تو فرمایا بس چپ رہیں پھر نہ بولیں۔

صاحب عبادت وریاضت اور صاحب اوقات بزرگ ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئے۔

آج کل راولپنڈی میں ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز میں قیام فرما ہیں یہ آپ کا تعارف نامکمل سا ہے۔

حضرت صوفی چوہدری عبد الخالق صاحب جالندھری مدظلہ

آپ موضع کریام ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں، اور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ پہلے حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ قطب وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ، نے اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت ہی مسکین طبع ہیں فروتنی وخاکساری آپ کا طرۂ امتیاز ہے اخفاء حال آپ کی خاص خصوصیت ہے۔ تقسیم ملک کے بعد شہر ملتان تشریف لائے اور چوک کچہری وارڈ نمبر ۹ میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے مولوی محمد سلیم صاحب اور ڈاکٹر محمد منیر صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ملہ۔ سوانح حضرت رحمۃ اللہ علیہ ص۱۱۵۔

حضرت ڈاکٹر محمد امیر صاحب گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اچھے تعلیم یافتہ ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کر کے ڈیرہ دون میں ہسپتال حیوانات میں انچارج متعین ہو گئے۔ ابتدا ہی سے بزرگوں کی زیارت اور حاضر ہو کر ان کی صحبت سے مستفیض ہونا، آپ کا شیوہ تھا۔

ابتدا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دام فریب میں آگئے۔ اور اس سے بیعت ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دفعہ ڈیرہ دون میں ایک بزرگ جو پیر صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے۔ تشریف لائے۔ حسب دستور آپ بھی حاضر ہوئے اور ان سے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے عرض کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اپنے پیر سے وظیفہ دریافت کرو۔ پھر پیر صاحبؒ نے فرمایا۔ تمہارا پیر و مرشد کون ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ مرزا غلام احمد معاً انہوں نے فرمایا کہ اوہو وہ تو کافر ہے۔ تم اس سے بچو۔ آپ ان الفاظ کے سننے سے بہت گھبرائے اور متفکر ہوئے کہ حضرت نے میرے پیر کو کافر کہا ہے اور مجھے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی، قادیانیت سے توبہ تائب ہوئے۔ حضرت پیر صاحب کابلیؒ سے بیعت ہو گئے۔ اور ذکر و اذکار کی تلقین حاصل کی۔ حضرت پیر صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے کوہاٹ شہر میں وصال فرمایا وہیں مزار ہے۔ پیر صاحب کابلیؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت میر گوہر علی صاحب کی وساطت سے ذکر و اذکار خوب کرتے رہے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ دون تشریف لے جاتے تو آپ ہر شب خدمت میں حاضر رہتے ایک عرصہ کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد لاہور تشریف لے لائے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لاتے تو حاضر خدمت رہتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال کے دن حاضر تھے۔ اس کے بعد اپنے سابق پیر حضرت پیر صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اور وہیں وصال فرمایا۔ بروز بدھ ۱۳ رمضان ۱۳۸۸ھ تاریخ وفات ہے۔ وہیں مزار ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعہ (شہر کوہاٹ کے مشہور گورستان میں ۸۸)

حضرت مولانا قاری محمد شبیر صاحب لکھنوی ثم رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے آپ کے والد بزرگوار مرحوم لکھنؤ کے مشہور عطر کے کارخانہ، اصغر علی، محمد علی" میں ملازم تھے ماشاء اللہ آپ کے گھر کا گزارہ اچھا خاصا متوسط درجہ کا تھا لیکن انہوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہونے کے بعد خانقاہ گلزار رحیمی رائے پور میں ہی مستقل قیام کر لیا تھا۔ اور پوری زندگی مثالی زہد و توکل اور انتہائی صبر و مجاہدہ کے، ساتھ گزارتے ہوئے بہٹ ہاؤس سہارنپور میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں وصال فرمایا۔ خانقاہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت مولانا حاجی حافظ عبد الحکیم صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم غالباً حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے قائم فرمائے ہوئے مدرسہ گلزار رحیمی رائے پور میں حاصل کی۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے حضرت الحاج مولانا حافظ عبد الرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حافظ محمد اشفاق احمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلیفہ حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرض تعلیم بہاول نگر بھیجا۔ تو آپ بھی ان کی ہمراہی میں دین پور حاضر ہوئے۔ دوران تعلیم حضرت بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے مانوس ہوئے کہ ان سے بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ بعدہ حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمائی۔

ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے بھی اجازت سے مشرف فرمایا[1]۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کلور کوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

---

[1] از رانا جمیل صاحب کلور کوٹ

میں مقیم ہوئے۔ وہاں بچوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ قائم فرمایا۔

آپ حج وزیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے شب دوشنبہ بوقت سحر تاریخ ۱صفر ۱۳۸۱ھ ۲۴ جولائی ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک کلورکوٹ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعۃً

آپ کے ایک شاگرد و مرید حضرت مولانا امیر عبداللہ شاہ صاحب ساکن علیٰ خیل نے آپ کے وصال پر ایک پُردرد مرثیہ تحریر فرمایا

آپ کے کئی فرزند ہیں جن میں سب سے بڑے فرزند حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ، مدرسہ کے منتظم اور جمعیۃ العلماء اسلام سے وابستہ ہیں۔

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی مدظلہ

آپ کا اصل وطن میوات ہے۔ آپ کے والد بزرگوار دہلی میں خوشنویسی کرتے تھے۔ آپ نے پرائمری، میٹرک وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد بزرگوارؒ سے خوشنویسی حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد غوطہ فتح گڑھ ضلع سیالکوٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔ دینی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت حاجی قاری ابومسلم محمد ابراہیم صاحب میواتی نانوتوی مدظلہ ہیں۔ حال ساکن جمشید روڈ سٹاپ ۳ نیو ٹاؤن کراچی۔ سلوک و تصوف کے لئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور تشریف آوری پر اکثر حاضر رہتے۔ اخیر زمانہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ اچھے خاصے واعظ بھی ہیں۔ تصوف وسلوک کی کتابوں کے مطالعہ اور اکثر و بیشتر تبلیغی و اصلاحی سفر فرماتے رہتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب بہاولنگر مدظلہ

اباؤ اجداد :- آپ کے جد امجد حضرت شیخ مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہما اور والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قدس سرہ عالم باعمل اور عالم و فاضل بزرگوار تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے مجاز طریقت تھے۔

اور مدرسہ عربیہ رحیمیہ دین پور کے مہتمم تھے بڑی باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ میں ہوئی اول اول انہی سے شجرہ طریقت ملا تھا حضرت مولانا محمد یحیی صاحب مدظلہٗ انہیں کے فرزند ارجمند ہیں۔ دین پور کے علاوہ خیر پور ٹامیوالی اور خیر المدارس ملتان میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ نور اتھ تحصیل عارف والا میں تشریف لے گئے ہیں۔ طے ہوا کہ دورہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھنا چاہیئے اور فرمایا خرچ سے نہ جھجکیں اس کا ذمہ دار میں ہوں

آپ کے نانا حضرت حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے اور ان کا ۱۵۔ ۱۶ ذی الحجہ کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آخر یکم محرم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء کو مظاہر العلوم سہارنپور حاضر ہو کر داخلہ لیا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ ۷، ۸ شوال ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء کو پاکستان سے ہندوستان واپس پہنچے۔ آپ بھی دورہ سے فارغ ہو کر رائے پور حاضر ہوئے فرمایا رخصتوں میں حضرت شیخ کے پاس کیا پڑھتے رہے۔ عرض کیا کہ ۴ ہزار نفی اثبات اور ۸ ہزار اسم ذات پڑھا کرتا تھا۔ فرمایا ا تمہاری اور فرمایا میں اس وقت آپ کو وہ معمولات بتلاتا ہوں جو کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے دادا بزرگوار کو فرمائے تھے۔ یعنی نفی اثبات گیارسو بار اللہ اللہ ۴ ہزار بار مع دو مراقبہ کے بڑی محبت فرمائی آپ ذکر واذکار میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ برخوردار گھبراؤ نہیں انشاء اللہ تکمیل تو ہو جائے گی پھر اسماء الحسنی کی اجازت فرمائی اور فرمایا اسم یا قہار کا چلہ کیا جاتا ہے اس سے اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اس کا چلہ شروع کر دیا جس سے ذہن میں بے نیازی اور دقت اور وجد انکساری کی کیفیت آنی شروع ہوئی اور اتنا غلبہ ہوا کہ لوگ حیران ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس کیفیت کا عریضہ لکھا تو تحریر فرمایا کہ برخوردار تم ذکر واذکار کم کر دو جس سے دماغ میں خشکی نہ پیدا ہو اور یا قہار کا چلہ کیوں

شروع کیا ویسے ہی اخلاق درست کرنے کی سعی کرو۔ کچھ مقوی اور مرطب دماغ اشیاء ضرور استعمال کرو اور دعائیں تحریر فرمائیں۔

یہ والانامہ ۱۳۷۵ھ نومبر ۵۵ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد حاضری ہوئی حالات دریافت فرمائے سن کر فرمایا الحمدللہ حالات بہت مبارک ہیں یہی کیفیت اور حالات تمہارے دادا بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ پر بھی وارد ہوئے۔ کچھ مہینے رہی تھی تو بعد میں ان سے ہٹ گئی۔ اب تم بھی ایسا نہ کرنا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ گویا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آئی تھی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منع فرمانے سے ہٹ گئی چار مہینے حاضری رہی وطن واپس ہونے سے تین چار روز قبل صبح کے وقت یاد فرمایا۔ حالات دریافت فرما کر فرمایا الحمدللہ برخوردار خدا کا شکر کرو باقی میری طرف سے تم کو اجازت ہے۔ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ میں اور بار بار ذکر کی پابندی کی تاکید فرماتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا تمہارے دادا بزرگوار بھی آخر عمر تک ذکر و فکر میں مرمٹے تھے تم بھی اس راہ میں جان دے دینا اور فرمایا تمہارے دادا جان چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے مراقب رہتے۔ دیکھو ذکر اذکار مرتے دم تک نہیں چھوڑنا اور ہمت کے ساتھ لگے رہنا۔ چونکہ یہ نعمت اور نسبت اللہ کے نام کی برکت سے حاصل ہوئی ہے تو اللہ کے نام کو نہ چھوڑنا۔

غرض کہ آپ صاحب علم و عمل اور علم و فضل ہیں اور درس و تدریس مدرسہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ اور صاحب اوقات بزرگ ہیں۔ صاحب ارشاد و تلقین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت با کرامت رکھے۔ آمین۔

حضرت خان محمد یوسف خاں صاحب مدظلہ

ولادت ۱۹۱۰ء میں بمقام نوراتہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار بہت بڑے زمیندار تھے ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ نے شرافت طبعی عنایت فرمائی تھی۔ بزرگوں کا ادب اور ان کی خدمت میں حاضری دینا طبیعت ثانیہ تھی آپ کے حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب

بہاولنگری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے دوستانہ تعلقات تھے انہی کی معیت میں حضرت اقدس رائےپوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ باوجودیکہ آپ ، ایک بہت بڑے زمیندار اور رئیس کے لڑکے تھے لیکن اوراد و وظائف میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ طبیعت سادہ فقیرانہ اور خداطلبی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان ہی اداؤں کی وجہ سے حضرت اقدس رائےپوری قدس سرہٗ ان سے بڑی شفقت اور محبت فرماتے تھے کئی مرتبہ نورا رتھ میں ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور کئی کئی دن قیام فرماتے۔ علاقہ کے لوگ جوق درجوق حضرت اقدس قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے۔ خان محمد یوسف خان صاحب کی یکسوئی اور فنائیت کو دیکھ کر حضرت اقدس قدس سرہٗ نے اجازت طریقہ عطا فرمائی۔ خان صاحب مدظلہ نورا رتھ میں ، خلق خدا کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے آمین۔

حضرت سید انور حسین صاحب نفیس الحسینی مدظلہٗ

ولادت باسعادت ۱۳ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو بمقام گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ سید نفیس الحسینی بن حضرت سید محمد اشرف علی صاحب بن سید بدھن شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم بن سید محمد صالح الحسینی بن سید شاہ عبدالکریم بن سید محمد حسینی بن حضرت سید شاہ حفیظ اللہ گلبرگوی بن حضرت شاہ اسد اللہ بن سید عبداللہ بن سید صوفی حسینی بن سید احمد حسینی بن شاہ من اللہ بیدری بن سید محمد اصغر حسینی بن قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہٗ دہلوی ثم گلبرگوی (المتوفی ۸۲۵ھ) آپ کے جد امجد حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگوی قدس سرہٗ العزیز حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ بلافصل تھے ان کا سلسلہ برصغیر میں بفضلہ تعالیٰ جاری و ساری ہے۔

آپ کے اجداد میں شاہ حفیظ اللہ حسینی گلبرگہ سے تشریف لائے اور ۱۱۳۴ھ میں پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے۔ گویا آپ مشہور و معروف سادات کے خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید محمد اشرف علی صاحب مدظلہ قرآن پاک کے بہترین خطاط ہیں۔ خطاطی آپ نے ورثہ میں پائی ہے۔ ۷۰ھ/۱۹۵۱ء سے لاہور میں مقیم ہیں۔ ۷۷ھ/۱۹۵۷ء میں لاہور ہی میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کمال مہربانی شامل حال ہوئی۔ اجازت سے مشرف فرمایا گلزار رحیمی رائے پور میں بھی تین ماہ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ محبت دل میں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ایک دردانگیز مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے

اے غم جاناں اے غم جانم ؛ دل ہے پُر خوں آنکھیں پُر نم

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے شجرات طریقت "وسیلۃ السعادات فی مجموع الشجرات" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیے اب اعلیٰحضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہما کے وصال پر علماء دیوبند اور دیگر عقیدت مندوں کے لکھے ہوئے مرثیے مرتب کر کے "شعر الفراق" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

خطاطی ذریعہ معاش و روزگار ہے۔ "نفائس القلم" کے نام سے خطاطی کے نمونے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ تصنیف و تالیف کا اچھا ذوق ہے۔ شاعری سے بھی مناسبت ہے۔ کلام چھپتا رہتا ہے اپنے جد بزرگوار حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ کی سوانح "سیر محمدی" کی تلخیص کر کے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ہفتہ وار چٹان لاہور میں بالاقساط چھپ چکا ہے۔ مشائخ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ کے اصل محرک و مرتب بھی آپ ہی ہیں۔ کریم پارک راوی روڈ لاہور میں رہائش ہے۔ جامعہ مدنیہ میں نشست رہتی ہے آپ کا وجود با جود ہر مکتب فکر حضرات کے لیے غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت با کرامت رکھے۔

حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہ

اباؤاجداد :- آپ کے اجداد سے حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن بن حضرت شیخ مولانا محمد صالح صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب بیس واسطوں سے حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ عرب شریف سے بغرض جہاد خراسان تشریف لائے اس کے بعد ان کی اولاد سے کوئی بزرگ ابومسلم خراسانی کے ظلم وستم کی وجہ سے خراسان سے سندھ وارد ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ آٹھویں صدی ہجری میں انقلاب وحوادث زمانہ کی وجہ سے سندھ سے پنجاب تشریف لائے آپ کی حقانیت وللّٰہیت اور تبلیغ و دعوت وارشاد سے بہت سے اہل ہنود مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت مولانا مولوی محمد ہاشم صاحب بن حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اوائل گیارہویں صدی ہجری میں موضع بگہ ڈاکخانہ للہ تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں قیام فرما ہوئے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم بن حضرت مولانا محمد عبداللہ بن عطاءاللہ بن شیخ لال اول بن شیخ شہباز بن شیخ کبیر بن شیخ احمدیار بن شیخ رسالت بن شیخ کرم علی بن شیخ جلال الدین بن میاں حسن بن میاں باقر حسین بن محمد باقر بن گل محمد بن حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہم قریشی ومخزومی

حضرت مولانا محمد ہاشم رحمتہ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۱ھ، مورث اعلیٰ بگوی خاندان (۲) حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمتہ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمتہ اللہ علیہ مورث اعلیٰ خاندان حضرت مولانا قاضی عطا محمد صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ساکن تلی تحصیل خوشاب۔

حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمتہ اللہ علیہ بگہ سے چک میاں موسیٰ داخلی جھاوریاں تشریف لائے اسوقت جھاوریاں کو جھاڑ یا ہتار کہتے تھے۔ پھر آپ چک موسیٰ سے جھاوریاں تشریف

لائے۔ مہر محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ہر قسم کی خدمت بنفس نفیس کرتے تھے۔

حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ان کے پانچ فرزند صاحب اولاد ہوئے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد افضل صاحب ۲۔ حضرت مولانا محمد اکمل صاحب

۳۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ۴۔ حضرت مولانا محمد احسن صاحب

۵۔ حضرت مولانا محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم

حضرت مولانا محمد اکمل صاحب بن حضرت شیخ مولانا حافظ جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ حضرت مولانا محمد اکبر صاحب اور حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما حضرت مولانا محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہما کی اولاد میں حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بن حضرت مولانا قائم الدین صاحب بن حضرت مولانا محمد علی صاحب بن حضرت مولانا محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہم تمام حضرات صاحب علم و فضل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ خاص طور پر حضرت مولانا قائم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ امام محمد رضا نومانوی زکوڑی قدس سرہ ساکن زکوڑی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان خلیفہ حضرت قطب برحق شاہ غلام محمد صاحب المعروف حضرت جی صاحب مجددی پشاوری قدس سرہ متوفی یکم شوال ۱۱۷۵ھ ان کا مزار باغ نواب اسد اللہ خان بیرون بجوڑی دروازہ پشاور میں ہے

ان کے فرزند حضرت مولانا محمد خلیل صاحب قدس سرہ نقشبندی اور اویسی قادری سلسلہ میں مجاز طریقت تھے اور صاحب درس و تدریس حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے اساتذہ کرام میں سے تھے۔ ان کا وصال ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں ہوا ان کے فرزند حضرت مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے شاگردوں میں سے تھے تقریباً ساٹھ سال درس و تدریس ارشاد و تلقین میں معروف رہے ان کا وصال ۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء میں ہوا۔

حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب کی ولادت

ولادت باسعادت ۱۳۳۴ھ جولائی ۱۹۱۶ء میں حضرت قاضی نورالدین صاحب بن حضرت قاضی غلام محمود صاحب بن حضرت قاضی ناظرالدین صاحب بن حضرت شیخ عبداللہ صاحب بن حضرت قاضی نور احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد اکمل صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ہوئی۔ آپ کے اجداد میں بڑے بڑے عالم و فاضل صاحب نسبت بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت عفیفہ صاحب زادی رحمۃ اللہ علیہا بنت حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ رمضان ۱۳۱۶ھ ان کے شاگرد فقیر غلام حسین گجراتی مرحوم فرماتے ہیں۔ ؎

قاضی غلام محمد صاحب دسویں ماہ رمضانوں۔ تیراں سو سولاں ہجری کیتا کوچ جہانوں ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا قاضی رکن الدین۔ رکن عالم بن حضرت مولانا شیخ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما تھے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے مقامی حفاظ سے شروع کی۔ جن میں حضرت حافظ قائم الدین صاحب مرحوم اور دیگر اساتذہ سے پڑھتے رہے بعدہٗ حضرت مولانا قاضی عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا غلام مرتضےٰ صاحب نقشبندی بیربلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں موضع نلی تحصیل خوشاب جاتے رہے انکے گھر آپ کی پھوپھی تھیں۔ وہاں ناظرہ قرآن مجید پڑھا پھر جھاوریاں میں پرائمری پاس کی تقریباً ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک۔ چونکہ مڈل میں آگے انگریزی پڑھائی جاتی تھی۔ اس لئے حضرت مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کو لوئر مڈل سکول ڈھکوان داخل کراؤ۔ چنانچہ ۲۹ء ۳۰ء کو ڈھکوان میں پانچویں، چھٹی پاس کی اس کے بعد چک رام داس داخل ہونے ۳۱ء ۳۲ء میں وہاں ساتویں آٹھویں پاس کی اس کے بعد حضرت مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فارسی صرف نحو منطق۔ اصول۔ ادب فقہ۔ حدیث و تفسیر پڑھتے رہے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت کمزور ہوگئے تو فرمایا تم بھیرہ مدرسہ عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ میں داخل ہوجاؤ۔ وہاں حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ۔ منطق و ادب پڑھاتے تھے مزید علوم وہاں دوسرے اساتذہ سے پڑھتے رہے یہ ۳۶ء ۳۷ء کے زمانے کا واقعہ ہے۔

اسی زمانہ میں ۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء میں حضرت مولانا محمد رفیق صاحب قدس سرہ کا وصال ہوگیا۔ وصال سے پہلے بڑی نظر شفقت اور مہربانی سے اپنے سلسلہ نقشبندیہ وغیرہ کی اجازت خلافت سے مشرف فرمایا اور وہ خرقہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد کو زکوڑی شریف کے بزرگوں سے ملا تھا آپ کو عنایت فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خدا بخش صاحب بھیروں رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ دوران تعلیم آپ بیمار ہوگئے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کے کام سے متاثر ہوئے۔

تعلیم کے ساتھیوں میں حضرت مولانا قاضی محمد رضا صاحب ساکن دہلی۔ حضرت مولانا محمد سرور صاحب ساکن کوٹ کمبوڈاکخانہ جھاوریاں اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اکرم صاحب ساکن للہ حال کھیوڑہ۔ حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب ولد میاں زمان خان رحمۃ اللہ علیہما ساکن جھاوریاں وغیرہ حضرات

دوران تعلیم مجلس احرار اسلام سے تعلق رہا تھا جو ۱۹۴۷ء تک رہا۔ اسی زمانہ میں حضرت حاجی صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھیوڑہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد قاسم صاحب موہڑوی قدس سرہ سے منسلک ہوگئے اور انہیں کے ذریعہ حضرت باواجی صاحب موہڑوی قدس سرہ کی خدمت میں موہڑہ شریف حاضر ہوئے۔ اول حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور کچھ عرصہ بعد حضرت باواجی صاحب قدس سرہ موہڑوی نے خلافت سے مشرف فرمایا۔ ان کے وصال شب اتوار ایک بجے ۱۹ ذیقعد ۱۳۶۲ھ ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء ۵ مگھر بکری کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہوگئے۔ بس دو ہی کام تھے ایک اوقات کی پابندی دوسرے اللہ کے راستہ میں نکلنا حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک دفعہ دہلی سے پشاور تک پیدل جماعت کے ہمراہ چلہ لگایا تھا اور زندگی وقف کر رکھی ہے۔ جیسے لوگ کبھی کبھی سفر پر جاتے ہیں آپ اس کے برعکس خال۔ خال گھر تشریف لاتے ہیں اور ہمیشہ سفر پر ہی رہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔ آپ کی کارگردگی۔ خوش اسلوبی سے کاموں کی تربیت دینا۔ آپ
ہی کا حصہ ہے۔ حضرت الحاج قریشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت پاکستان تھے لیکن بڑے
بڑے اہم کام آپ کی زیر سرپرستی میں سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً لنگر۔ عمارات اور دوسرے
اہم کام آپ ہی کے نظام کے ماتحت ہیں۔ رمضان ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء میں حضرت اقدس رائے
پوری قدس سرہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور عام مجلس میں جس میں بڑے بڑے اکابر
حاضر تھے۔ حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ہمارے قاضی صاحب پہلے قاضی
تھے اب پیر بھی ہو گئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ کے بعد
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سے منسلک ہو گئے ہیں۔ اور
حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خلافت اجازت سے مشرف فرمایا ہے۔ حضرت دامت برکاتہم
کو آپ پر بہت اعتماد ہے اکثر ہم سفر رہتے ہیں۔ کئی سالوں سے ہر سال حج پر حاضر حرمین الشریفین
ہوتے ہیں اور حج کے تین چار ماہ بعد تک حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔
تبلیغی کام کے ساتھ ساتھ ارشاد و تلقین کا کام بھی جاری ہے۔ حلقہ بہت وسیع ہے۔ پاکستان
اور بیرون پاکستان کے لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مثلاً سرگودھا، فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ،
شیخوپورہ، جھنگ، ملتان، بہلول پور، منظفر گڑھ۔ میانوالی جہلم، راولپنڈی، کیمبل پور، سرحد، سندھ
کراچی وغیرہ وغیرہ سب جگہ حلقہ موجود ہے۔ فقط واللہ اعلم

آپ کے ہی فرزند حضرت مولانا قاضی محمود الحسن صاحب سلمہ ہیں عالم و فاضل درس و
تدریس میں خوب اچھا ملکہ رکھتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے
حرمین الشریفین کی حاضری ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء میں بیعت سے مشرف ہوئے اور تقریباً ۹۵ھ
۷۵ء میں مجاز طریقت ہوئے۔ غالباً دوبارہ حرمین الشریفین کی حاضری کے موقع پر سلمہ
اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے اجداد سے ایک بزرگ حضرت سید علی بغدادی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں تشریف لائے اور اچ ضلع بہاولپور میں مقیم ہوئے وہاں سے ضلع جالندھر موضع کھوجہ سیداں میں سکونت پذیر ہوئے۔ انہی کی اولاد سے کوئی بزرگ زاں شہر ضلع جالندھر میں وارد ہوئے حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی مشہور سادات کے خانوادہ سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار رحمت علی شاہ چشتیہ سلسلہ میں مجاز تھے اور اپنے علاقہ کے مشہور معروف پیر تھے۔ والد بزرگوار نے حضرت الحاج مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جگراؤں حاضر کیا۔ وہاں تحصیل علوم کے بعد لدھیانہ شہر کے دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ سند حدیث الحاج الحافظ شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ سے دیوبند میں حاصل کی۔ اور سیاسی طور پر جمیعۃ العلماء ہند میں شمولیت اختیار کی اور جنگ آزادی کے ایک نڈر سپاہی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تعلیم و تربیت کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لائے اور سلانوالی ضلع سرگودھا میں قیام فرما ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں اس کے بعد اسی سال تلنبہ ضلع ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ وہاں جامعہ قادریہ۔ عیدگاہ قادریہ اور بچیوں کا تعلیمی مدرسہ اور سکول کھولے اور ساتھ ہی ساتھ جمیعۃ علماء اسلام پاکستان میں شمولیت اختیار فرمائی اور عملی جہاد میں شامل رہے۔ آپ جمیعۃ علماء اسلام ملتان کے صدر اور کل جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم و تدریس اور ارشاد و تلقین جیسے اہم فریضے بھی ادا فرماتے رہے۔

آخر آپ نے تحریک نظام اسلامی اور نظام مصطفےٰ کے زمانہ میں بروز منگل ۲۷ جمادی الاول ۹۷ھ کو وصال فرما گئے۔ مزار مبارک تلنبہ ضلع ملتان میں ہے۔ آپ کے پس ماندگان میں سید مشتاق احمد گیلانی اور سید منور احمد شاہ گیلانی ہیں۔

حضرت قاری محمد اسحاق صاحب مدظلہٗ

ولادت باسعادت ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں جناب محمد اسمٰعیل صاحب ولد
محمد صاحب قوم راجپوت کے ہاں ننہال میں قصبہ ہجرانوالہ کلاں تحصیل فتح آباد ضلع حصار میں
ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار محلہ عالی متصل جی ٹی روڈ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ ابتداء
میں گھر ہی میں سات سال کی عمر میں اپنے چچا زاد بھائی اسلام الدین صاحب سے ناظرہ
قرآن مجید پڑھا حفظ کلام اللہ جناب قاری محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے موضع ڈسکہ
برائیوں ریاست پٹیالہ کی خدمت میں رہ کر کیا۔ جناب قاری صاحب محی الاسلام عثمانی پانی پتی
رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم رائے پور گجران میں۔ فارسی، فقہ، حضرت مولانا
مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف نحو و منطق حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہ سے تحصیل کرتے رہے۔ اس کے بعد
خیر المدارس جالندھر میں کنزالدقائق سے لے کر آخیر مشکوٰۃ شریف تک حضرت مولانا عبداللہ صاحب
رائے پوری مدظلہٗ حال شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب
سے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے تحصیل کی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن
صاحب مدظلہٗ حال شیخ الحدیث تعلیم القرآن راولپنڈی سے فلسفہ اور منطق پڑھی اور کچھ تھوڑا سا عرصہ
منچن آباد ریاست بہاولپور میں حضرت مولانا محمد صالح صاحب مدظلہٗ چشتیاں والے سے اور حضرت
مولانا غلام مصطفٰے ملتانی مدظلہٗ سے میر قطبی، ہدایہ اولین، نور الایضاح، جامی، مختصر معانی وغیرہ پڑھی۔
۱۹۴۱ء میں مدرسہ فتحپوری دہلی میں حاضر ہو کر دورہ میں شمولیت کی اساتذہ میں حضرت
مولانا سلطان محمود صاحب کٹھیالہ شیخاں رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی اور بخاری شریف پڑھی اور ترجمہ
قرآن شریف پڑھا اور حضرت مولانا محمد شریف اللہ صاحب مدظلہٗ حال شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ سے
مسلم شریف پڑھی اور حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلوی مدظلہٗ حال شیخ الحدیث

ٹنڈو اللہ یار سے ابوداؤد شریف پڑھی اور حضرت مولانا سجاد حسین صاحب لکھنوی مدظلہٗ سے ، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ وغیرہ پڑھی۔ ۱۹۴۲ء میں تحصیل و تکمیل سے فراغت حاصل کی۔ ترجمہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تھا۔

دورہ کے بعد حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مدظلہٗ نے مولوی فاضل میں آپکا نام لکھ دیا۔ آپ واپس گھر آگئے اور رائے پور گجران اپنے اساتذہ سے ملنے گئے تو حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رائے پوری اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ نے مشورتاً فرمایا کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہو جا بہت اصرار فرمایا حتیٰ کہ رائے پور سے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ کلاں پور تک تشریف لائے یہی اصرار فرماتے رہے۔ اس سے پہلے بھی ۴۰ء میں مشکوٰۃ شریف کے پڑھنے کے زمانہ میں بھی اصرار فرماتے رہے اور ۴۱ء میں بھی حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہٗ اصرار فرماتے رہے اور ذکر و اذکار، نماز تہجد کی عملاً تربیت فرمائی اور ہر قسم کی منہیات سے بچنے کی تلقین فرماتے رہے۔

غرض کہ مندرجہ بالا حضرات کے بار بار اصرار کے بعد ۴۳ء میں بیعت ہوئے اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ نے فرمایا چڑیاں پھنستی رہی ہیں باز آج ہی پھنسا ہے فرمایا۔ ذکر نفی اثبات گیارہ تسبیح اور اسم ذات چار ہزار بار کیا کرو اور ساتھ ہی ساتھ مراقبات اور اشغالات فرماتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت صوفی عبد الحمید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی پر تشریف فرماتے تھے تو دو آدمی بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہٗ اور دیگر دوستوں کو اٹھو کر فرمایا ان کو بیعت کرلو آپ نے معذرت کی کہ میں نااہل ہوں فرمایا میں بھی نااہل اور حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ بھی نااہل پھر کام کیسے چلے اور آپ سے بیعت کرا دیا اب تو ماشاء اللہ کئی حضرات وابستہ ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مدظلہٗ سرگودھوی سے وابستہ ہیں۔

آپ تحصیل علوم کے بعد آپ کے مکان کے قریب خیر المدارس کی ایک شاخ میں ۴۳ء
۴۷ء تک پڑھاتے رہے تقسیم کے بعد لاہور پہنچے وہاں نسبت روڈ پر مسجد نور کی بنیاد ڈالی
۵۴ء میں مدرسہ عربیہ فاروقیہ کا اہتمام آپ کے سپرد کیا گیا ۶۷ء تک باحسن وجوہ کام
تے رہے۔ اس کے بعد مسجد مدنی محلہ کالا گڑھ راولپنڈی میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد ڈالی —
۶۸ء میں حرمین شریفین حاضر ہوئے زیارت مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ سے مشرف
ئے ۷۳ء میں مکان گلی نمبر ۱۶ محلہ فاروق آباد متصل جامع حبیبیہ مسجد فیصل آباد میں قیام
ہیں۔

اس وقت عمر ۵۲ یا ۵۳ سال کی ہوگی۔
آج مورخہ ۴ شوال بروز سوموار یہ تمام بیان تحریر کر دیا آخر میں آپ نے اپنے دستخط تحریر فرمائے

حضرت مولانا حکیم مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہ

آباؤ اجداد:- آپ کے آباؤ اجداد شیخ المشائخ حضرت شیخ قطب عالم بہاؤالدین زکریا
ملتانی قدس سرہ متوفی ۶۶۶ھ سے نسبی اور روحانی نسبت رکھتے ہیں۔ ان میں سے پہلے
بزرگ حضرت شیخ مخدوم برہان الدین قدس سرہ ہیں۔ جو حضرت شیخ مخدوم چن قدس سرہ کے مرید و خلیفہ
تھے اس علاقہ میں تشریف لائے تھے۔ ان کا سلسلہ مشائخ طریقت اس طرح پر ہے۔ حضرت
شیخ مخدوم چن مرید حضرت شیخ میلون یہ مرید حضرت شیخ حسام الدین ملتانی قدس سرہم۔ یہ مرید
حضرت شیخ سید شاہ عالم کے یہ مرید شیخ سید برہان الدین قطب کے یہ مرید سید ناصر الدین کے یہ
مرید سید جلال مخدوم جہانیاں جہانگشت کے یہ مرید رکن العالم ابوالفتح کے یہ مرید حضرت شیخ صدرالدین
عارف ملتانی قدس سرہم کے کئی شجروں میں حضرت شیخ حسام الدین ثانی قدس سرہ سے آگے چار
اسماء گرامی درج نہیں بلکہ انہیں براہ راست حضرت شیخ صدرالدین عارف قدس سرہ کا مرید لکھا
ہے۔ بہرحال حضرت شیخ مخدوم برہان الدین قدس سرہ کا مزار موضع کھوجے والی متصل لنگر مخدوم[1]

[1] نزد اوڈ ڈوال ضلع ساہیوال

میں ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند حضرت شیخ مخدوم طیب قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے
ہر دو حضرات کا مزار بھی موضع کھوجہ والی میں ہے ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شیخ مخدوم
عبدالکریم صاحب قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے۔۔۔ ان کے خلفاء میں حضرت شیخ حافظ محمد اسمعیل
صاحب المعروف میاں وڈا صاحب سہروردی قدس سرہ۔ حضرت مولانا مولوی تیمور لاہوری قدس
جیسے حضرات تھے یہ مخدوم حضرات کا مشہور و معروف خاندان ہے۔ ان کی اولاد موضع لنگر مخدوم
موضع جلہ مخدوم اور کئی گاؤں میں آباد ہے۔

اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا صاحب مدظلہٗ ہیں آپ کے ننھیال بھی
ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا مولوی فضل الدین
صاحب چشتی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ شمس الدین صاحب چشتی سیالوی قدس سرہم کے
خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو موضع چاچڑ ڈاکخانہ بیربل تھانہ جھاوریاں کے رہنے والے تھے

حضرت مولانا حکیم مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہٗ ابن جناب سلطان محمود صاحب مرحوم

ولادت باسعادت موضع جلہ مخدوم ڈاکخانہ خاص تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہوئی

قرآن کریم مولوی شیر عالم مرحوم سے گھر ہی میں پڑھا۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں مدرسہ چوکی بھاگٹ نوالہ میں پرائمری وغیرہ پڑھی اس کے بعد صرف و نحو معہ
اصول اپنے مدرسہ تعلیم القرآن جلہ مخدوم میں حضرت مولانا مولوی مظفر حسین صاحبؒ سے تحصیل
کرتے رہے۔ جو چکوال ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ اس کے بعد منطق و فلسفہ حضرت
مولانا مولوی ولی اللہ صاحبؒ سے چک نمبر ۱ متصل کوٹ مومن کی خدمت میں رہ کر پڑھے
اس کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ قاری محمد یعقوب صاحب بن اعلیٰحضرت محمد سراج الدین
صاحب قدس سرہما کی خدمت میں موضع لورغا نیوالا متصل چکر امداس رہ کر تفسیر اور فقہ کی
تکمیل ۱۹۲۵ء۔ پھر دورہ حدیث سنہ ۱۹۲۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور سنہ ۱۹۲۵ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب

رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور ذکر و اذکار بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا اور ۱۹۲۵ء میں ذکر و اذکار کی اجازت عنایت ہوئی۔ آپ نے حکمت حضرت مولانا عبد الرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر موضع بکھر بار تحصیل شاہ پور میں تکمیل کی آپ صاحب درس و تدریس۔ امام و خطیب مفتی ہیں علاقہ میں کافی سے زیادہ اثر رسوخ ہے۔ زمانہ حال میں ایسے حضرات سے فیض یاب ہونا غنیمت ہے ذکر و اذکار کی مجالس قائم فرماتے ہیں۔

آپ نے والا نامہ میں یہ دستخط تحریر فرمائے ہیں۔ الداعی مخدوم محمد عبد الغفور بن مخدوم سلطان محمود ساکن جلہ مخدوم براستہ بھاگٹانوالہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ۱۶ ذی الحجہ ۹۶ھ ۹ دسمبر ۷۶ء۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اکرم صاحب للّٰہی مدظلہٗ

آپ کے اجداد میں سلطان التارکین حضرت خواجہ فیض بخش صاحب نقشبندی چشتی نظامی قدس سرہٗ بہت بڑے کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مولانا حافظ خواجہ فیض بخش بن عبد الحفیظ بن محمد اعظم بن حضرت مولانا کلیم اللہ بن اللہ داد بن نور محمد بن محمد اسمٰعیل بن محمد دین بن علاؤ الدین بن نصر بن صید بن عبد اللہ بن خضر بن مینو بن کالا بن شیہا بن جھیجن بن محمد مقیم بن واگھرا بن للہ بانی قصبہ للہ تمیمی انصاری رحمۃ اللہ علیہم۔

ولادت باسعادت حضرت شیخ مولانا خواجہ فیض بخش قدس سرہٗ کی ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ خاندانی بزرگوں کے علاوہ گجرات کاٹھیاواڑ کے علماء و مشائخ سے تمام علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ سند حدیث حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ اوّل آپ نے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری قدس سرہٗ متوفی ۱۲۷۰ھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت پائی اس کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی قدس سرہٗ سے چشتیہ نظامی سلسلہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ صاحب عبادت و ریاضت مجاہدہ اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔

۱۶ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ اپریل ۱۸۶۶ء میں وصال فرمایا مزار مبارک للّٰہ میں ہے آپ کے صاحبزادے

حضرت خواجہ حافظ ناصر الدین صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۵ء) حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب

تونسوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۱۹ھ) سے مجاز طریقت تھے ان کے فرزند حضرت مولانا خواجہ فضل حسین صاحب

رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۹ھ/۱۹۳۱ء) بھی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہٗ کے مجاز تھے۔

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہٗ مولانا خواجہ فضل حسین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں، قرآن مجید والد بزرگوار سے حفظ کیا، پھر اس وقت کی عظیم شخصیت استاذ العلماء و فضلا حضرت مولانا محمد رفیق صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بھربھوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۳۱ یا ۱۹۳۲ء میں چاریاں حاضر ہو کر تمام علوم متداولہ حاصل کیے، حضرت مولانا قاضی عبد القادر صاحب مدظلہٗ، حضرت مولانا مولوی محمد سرور صاحب مدظلہٗ، حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی محمد رضا صاحب مدظلہٗ، خلیفہ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عمر صاحب نقشبندی بیربلوی قدس سرہٗ وغیرہ حضرات آپ کے ہمدرس تھے اور انہی کے ہمراہ بھیرہ مدرسہ عزیزیہ بگویہ جامع مسجد بھیرہ میں بھی مزید تعلیم حاصل کرتے رہے جب حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہٗ دار العلوم عزیزیہ سے گجرات تشریف لے گئے تو آپ بھی دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ گجرات تشریف لے گئے، وہاں ان سے منطق و حساب کی کتابیں پڑھتے رہے اس کے بعد ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہوئے، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۲ھ) اور حضرت مولانا خدا بخش صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھا اس کے بعد دہلی سے رائے پور حاضر ہو کر قطب الاقطاب و قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت سے مشرف ہوئے، ماہ رجب ۱۳۶۶ھ مئی ۱۹۴۷ء میں چار ماہ حاضر رہ کر ذکر و اذکار اور منازل سلوک طے کیے اس زمانہ میں بہت بڑا قافلہ پنجاب سے حاضر ہوا تھا اور حضرت مولانا حافظ محمد سرور صاحب مدظلہٗ کوٹ کمبوہ تحصیل شاہ پور حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی عبد المالک صاحب برادر عزیز حضرت مولانا قاضی عبد القادر صاحب مدظلہٗ، قاضی عبد الخالق صاحب مدظلہٗ، حضرت مولانا غلام محمد صاحب نورخانوی

مدظلہ، حضرت صوفی محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جناب حکیم محمد سلیمان صاحب اور دیگر حضرات ساکنان بھادریاں بھی حاضر تھے، رجب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت سے مشرف فرمایا۔

دوران تعلیم اور بھادریاں کے قیام کے زمانہ میں سیاسی طور پر مجلس احرار سے وابستہ ہو گئے تقسیم ملک کے بعد جب قادیانی مسلمانوں اور پاکستان سے بغاوت کے منصوبے تیار کر رہے تھے، تو تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند میں رہے۔ ۷۴ء، ۴۸ء میں جامع مسجد کھیوڑہ کی خطابت سنبھالی وعظ و نصیحت اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

سیاسی طور پر نظام اسلامی کی ترویج کے لیے جمعیتہ علماء اسلام سے وابستہ ہیں اور تحریک ختم نبوت ۷۵ء کو جیل میں رہے۔ ۷۷ء کے الیکشن میں جمیعت علماء اسلام کی طرف سے قومی اسمبلی کے لیے کھڑے ہوتے ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ میں بھرپور حصہ لیا اور کئی ماہ قید رہے۔ اب بھی جامع مسجد کھیوڑہ تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں خطیب ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ جناب حافظ محمد احمد صاحب اور صاحبزادہ محمد ارشد صاحب۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حسین صاحب اللّٰہی مدظلہ

ولادت ۴۹ھ/۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا خواجہ نظام الدین صاحب چشتی نظامی بن حضرت مولانا خواجہ فضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں للہ تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اور مڈل پاس کرنے کے بعد ۶۰ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں بھاگٹانوالہ تحصیل و ضلع سرگودھا میں انٹرنس پاس کر کے ضلع کچہری جہلم میں ملازم ہو گئے۔ اسی دوران قطب وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ ۷۴ھ مطابق ۵۵ء میں ملازمت ترک کر کے رائے پور حاضر ہوئے اور منازل سلوک طے کیے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے اجازت سے مشرف فرمایا اور دینی تعلیم و علوم کی تکمیل کا حکم فرمایا۔ وہیں رائے پور ہی میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب دھرمکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی ادب، فقہ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ سے انشاء پردازی اور حضرت مولانا الیاس الرحمٰن

صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر جلالین پڑھی۔ اس کے بعد ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں فاضل فارسی پاس کر کے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ ۵۸ء میں بی اے پاس کیا اور ۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی میں درجہ اوّل میں ایم اے پاس کیا اسی سال حضرت مولانا عبد اللہ صاحب تلمیذ حضرت اقدس مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کی خدمت میں بمقام خوشاب ضلع سرگودھا حاضر ہو کر بخاری شریف، تفسیر ابن کثیر، ہدایہ مشکوٰۃ شریف پڑھ کر سند حدیث لی، ۶۵ء میں ایم اے اردو کیا اس کے بعد اپنے استاذ ڈاکٹر راجہ غلام سرور صاحب کی وساطت سے کراچی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا کورس کیا اس کے بعد اپنے استاذ جناب ڈاکٹر غلام سرور صاحب کے قائم کردہ کالج آر اے کالس تحصیل چکوال میں بطور پرنسپل کام کرتے رہے۔

اب تالیف و تصانیف کے ساتھ ساتھ اپنے قائم کردہ مطب میں کام کرتے ہیں، بمقام چوہان ڈھوک کرم خاں گجر خاں ضلع راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رائے پور مدظلہٗ

آپ ایک معزز سکھ زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پرانا نام بلونیدر سنگھ تھا۔ موضع جناں ضلع سنگرور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے۔ تعلیم فرید کوٹ میں حاصل کی۔ وہیں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم مہر شریف ریاست جے پور کی تلقین سے مسلمان ہوئے۔ ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۴ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور آنا جانا رہا۔

ماہ رمضان ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۵ء میں رائے پور مستقل حاضری اختیار کی۔ ذکر و اذکار خوب شد و مد سے کرتے رہے۔ ۱۳۵۶ھ ۳۸-۱۹۳۷ء حزب الانصار کے نام سے ایک سیاسی تبلیغی جماعت قائم کی جس کی سرپرستی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی اور سرپرست کی حیثیت سے نام کے اعلان کی اجازت دی۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ نو مسلموں سے بڑا خصوصی تعلق رکھتے تھے اور ان پر اولاد کی سی شفقت فرماتے تھے۔ ایسے ہی آپ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ معاملہ فرماتے تھے۔ اور آپ کو خصوصیت اعتماد اور تقرب حاصل تھا۔ اور حضرت مولانا محمد اشتیاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کو مدرسہ کا متولی مقرر فرمایا۔ حاجب بغرض تبلیغ آپ سے تعویذات و عملیات بھی کراتے تھے۔ آپ کے ایک فرزند صاحبزادہ حکیم مجیب الرحمٰن

باب سوم

حضرت مولانا محمد مہربان خان قادری سہارنپوری قدس سرہ

ولادت باسعادت، ۸ر جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۰ھ میں جناب گرامی القدر نامدار خان راجپوت مرحوم کے
ہوئی۔ جناب نامدار خاں موضع بھوج پور ضلع مظفر نگر کے راجپوت برادری کے فرد تھے۔ ابتدا ہی سے آپ کو
دین اور دیندار حضرات کی طرف رغبت تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں شروع کی۔ مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا
شیخ محمد فاروقی خلیفہ حضرت شیخ نور محمد جھنجھانوی قدس سرہما متوفی ۱۲۹۶ھ کی خدمت میں تھانہ بھون
حاضر ہو کر مزید تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعدہ جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
قدس سرہ متوفی ۱۳۱۷ھ کے ارشاد سے دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے سرپرست حضرت مولانا
رشید احمد صاحب چشتی صابری گنگوہی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء اور حضرت حاجی عابد حسین صاحب
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء اور مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی خلیفہ حضرت
مولانا شاہ عبد الغنی محدث مجددی مہاجر مدنی قدس سرہ متوفی اور صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب
نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۲ھ اور حضرت مولانا ملا محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید
احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور درس حدیث خود حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء بانی دار العلوم دیتے تھے۔ ایسے شفیق استادوں اور بزرگوں کے سایہ میں تحصیل علوم میں
مشغول رہے اور علوم میں قابلیت و عبور کی وجہ سے کچھ اسباق پڑھاتے رہے اور مدرس کی حیثیت سے
کام کرتے رہے۔ تقریباً چار سال کے بعد ۱۲۸۷ھ تک چھوٹی بڑی کتابیں پڑھیں اور پڑھائیں۔ بعدہ مظاہر العلوم
سہارنپور میں حضرت مولانا محمد مظہر صاحب بن شیخ لطف علی بن حافظ غلام حسن بن غلام اشرف رحمۃ اللہ علیہم
اور حضرت مولانا احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۲۹۷ھ جب کہ حضرت مولانا

سعادت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۳ھ منتظم جیسے مشائخ کے زیر سایہ تکمیل علوم کی اور حضرت مولانا محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں نائب صدر مدرس اور درس حدیث دیتے تھے۔ غرض کہ آپ حافظ عالم باعمل، فارسی، صرف نحو، فقہ، حدیث و تفسیر میں بڑا عبور تھا۔ تحصیل علوم کے زمانہ میں بادر الہ دیوبند کی فراغت کے بعد ۱۲۸۲ھ میں خلاصۃ الاولیا۔ زبدۃ الاتقیاء و اخیار محرم اسرار خفیفت و شریعت احدیث، ہمدم انوار و حدیث الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سرساوی سہارنپوری قدس متوفی ۱۳۰۳ھ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور درس و تدریس کے ساتھ عبادت و ریاضت، مجاہدہ و محاسبہ نفس ذکر و اذکار، تصوّف و سلوک سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہو کچھ ہی عرصہ کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ پر بہت اعتما تھا اور خود لوگوں کو آپ کی طرف متوجہ فرماتے کہ اِن سے بیعت ہو جاؤ۔ اور جب کسی کو خلافت اجازت طریقہ عالیہ میں اجازت فرماتے تو آپ کی مہر ۱۲۸۶ھ بھی چسپاں کرواتے۔

آپ خلیفہ اوّل اور منتظم خانقاہ تھے اور واعظ، خطیب، مفتی اور قاضی اور مجاہد صغیر و کبیر تھے آپ یوپی۔ اور پنجاب کے علاقوں میں دورے کرتے جس میں ارشاد و تلقین اور دعوت الی اللہ غرض ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہ تحریر فرماتے تھے۔ کہ آپ ایک دفعہ کرنال تشریف لائے وہاں دو ماہ قیام فرمایا۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے عجیب و غریب معاملات کرامتوں کا ظہور رہا۔ گویا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آفتاب ہدایت بزرگی اور اجلال کے ساتھ افق سے طلوع ہوا۔ اور شرک و بدعات کی تاریکی اس شہر سے ختم ہوئی۔ جو درویش کے مدعی خلاف شرع تھے۔ ان کے سر شرمندگی سے گریبانوں میں جا گھسے اور جو لوگ کمالات درویشی کے منکر تھے اُن کے منہ پر اَلفقر فخری کی حجت بینہ نے طمانچے مارے اور صدہا لوگ گناہوں سے تائب ہوئے اور انہوں نے سُنت نبوی پر پیرا ہونے کا پختہ عزم کر لیا۔ یہ سفر آخر ذیقعد ۱۲۹۲ھ میں فرمایا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس آیۂ شریف ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کے مصداق تھے۔ آپ کو ایک دفعہ اس لفظ سے کہ خواہش جنت کا ہر شخص مدعی ہے اور طالب دیدار الٰہی ہر شے

کچھ تردّد لاحق ہوا کہ دیدار الٰہی کی خواہش ہر شیئ کو ہونے کے کیا معنی ہیں ایسی فکر میں استغراق ہو گیا اس میں آپ پر منکشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہر شیئ کو ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وان من شیئ الا یسبح بحمدہٖ یعنی ہر شیئ اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔

آپ نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیّت فرمائی کہ قیامت قریب ہے اور شیطان بطور امتحان تمہارے سامنے چند مسائل پیش کرے گا تمہیں چاہیئے کہ ایسے مسائل سے پرہیز کریں جو اختلافی ہوں۔ اور جن پر (سب آئمہ کا) اتفاق ہو۔ ان کے مطابق جواب دو۔ چنانچہ وضو کے مسائل میں کہو کہ میں دہ، در، دہ پانی سے وضو کرتا ہوں اور وہ بالاتفاق پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ اس میں اختلاف بہت کم ہے۔

آپ صبح کے وقت مجلس توجہ قائم فرماتے رہیں مقیم خانقاہ اور مہمانوں کو اس میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ آپ عوارف المعارف کا درس بھی دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت کرنالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف آپ ہی سے پڑھی تھی۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ ۔۔ کو اس عظیم الشان قافلہ کے ساتھ حاضر ہوئے جس میں حضرت قطب الزمان مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور آپ کے شفیق اُستاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر شامل تھے۔ اسی میں آپ کے خلیفہ حضرت حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۷ھ بھی ساتھ تھے۔ یہ حج ۱۲۹۴ھ میں کیا تھا۔

آپ صاحب کشف وکرامات اور صاحب تصرّف بزرگ تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کرنالوی رحمۃ اللہ علیہ نے رہنمائے طریقت میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ کی رات کو تہجد کے وقت توجہ فرمائی۔ تو مولوی محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا۔ کہ میں خود اور حضرت مولانا محمد عبداللہ اور حمد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے چند لوگوں کو آپ کی خدمت میں حاضر دیکھا۔ اور ہر ایک اپنی ہمت اور حوصلہ کے مطابق ذکر کر رہا ہے۔ اور جب صبح

یہ حضرات حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ رات تم لوگوں کو کوئی بات معلوم ہوئی۔ ہم نے تمہیں اور ۔۔ ی عبداللہ صاحب اور حمداللہ خان کو خصوصیت کے ساتھ بلایا تھا۔ غرض کہ یہ آپ کا تصرّف تھا جو دیکھا تھا۔ صحیح پایا۔ آپ کے کشف و کرامات بہت مشہور تھے۔

آپ کو اپنے پیر بھائی بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور درج ذیل القاب سے یاد فرماتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کرنالوی رحمۃ اللہ علیہ، تعلیمات رحیمیہ، اور رہنمائے طریقت میں تحریر فرماتے ہیں۔ منبع علوم یزدانی، واقف اسرار ربانی، رہنمائے سالکان طریقت و حقیقت، پیشوائے عارفانِ حقیقت، حضرت مرشدی و مولائی، اور حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مصنّف قاعدہ نورانی تحریر فرماتے ہیں۔ قدوۃ الاولیا، زبدۃ العلما، مخدومی دانشاذی وغیرہ وغیرہ القاب سے یاد فرماتے تھے۔

آپ اپنے پیر و مرشد اور مشائخ کرام اور استادوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد جنگ آزادی میں برابر شریک تھے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کوشاں رہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ نصرۃ الابرار کے نام سے ملک دشمن اور جاسوس اور انگریز کے ہمنوا افراد کے خلاف نکالا اور جنگ آزادی کی تحریک میں شامل ہونے کے لئے ترغیب تھی اس میں بھی آپ برابر شریک تھے۔ آپ کے دستخط موجود ہیں۔ (انڈیس الاحرار ص ۳۶)

آپ کو پابندئ شریعت مطہرہ کا اس قدر غلبہ تھا کہ مرض وصال بلکہ عین نزع کے وقت تک سُنّت اور نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے رہے۔ آپ صبح کی نماز کے بعد کلمہ سوم تمام سوبار پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا ہمیشہ معمول تھا اور مرتے دم تک ذکر و اذکار، عبادت و ریاضات اور تلقین ارشاد میں مشغول رہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر کے سچے جانشین تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے لے کر تا وصال خود، اور دوستوں اور مہمانوں کی ہر قسم کی خدمت فرماتے رہے۔

آپ نے ۹ رجمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس ہے۔

اولاد

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت مولانا عبدالحمید خان رحمۃ اللہ علیہ ان کی بیوہ صاحبہ ۱۹۶۹ء تک محلہ بازداراں سہارنپور میں سکونت پذیر تھیں۔ ان کی ایک لڑکی بھی تھی۔

(۲) حضرت مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحبزادے تھے۔

(۳) ایک صاحبزادی تھی جن کے فرزند جناب مکرم و محترم امان اللہ خان مدظلہ، بر مکان مولوی ور احمد خان صاحب محلہ چوک بازداراں سہارنپور میں قیام فرما تھے۔

خلفائے حضرات میں دونوں صاحبزادے شامل ہیں۔

(۱) حضرت حاجی شاہ ولی محمد صاحب عرف خلیفہ صاحب رڑھی محی الدین پور ضلع سہارنپور متوفی نومبر ۱۹۵۶ء ان کے سجادہ نشین برادر زادہ حافظ بشیر احمد صاحب ہیں۔

(۲) حضرت حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱ رجب ۱۳۴۷ھ بوڑیہ تحصیل جگادھری ع انبالہ، آج کل سجادہ نشین الحاج عبدالکریم صاحب ہیں۔

(۳) حضرت حاجی کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار بی پور تحصیل جگادھری، قوم کے گوجر تھے۔

(۴) حضرت حاجی صوفی اسلام الدین صاحب رہتکی شہر رہتک پنجاب ساکن مہم تحصیل گوہانہ۔

(۵) حضرت حاجی مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آبادی تحصیل و ضلع انبالہ۔

(۶) حضرت الحاج مولوی عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کھارون تحصیل و ضلع انبالہ، ائیں خاندان سے تھے۔

(۷) حضرت حاجی محبوب علی خان رحمۃ اللہ علیہ بھوانی ضلع حصار۔

(۸) حضرت حاجی منشی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بوڑیہ تحصیل جگادھری۔

(۹) حضرت حاجی حکیم ارجمند صاحب فرزند جناب نجیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آباد تحصیل جگادھری۔ (۱۰) حضرت حاجی صوفی احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہم تحصیل گوہانہ ضلع رہتک۔ وغیرہ جیسے سینکڑوں بزرگ فیض یاب ہوئے۔ (۱۱) حضرت پیر محمد باقر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ساڑھو روی بلاک نمبر ۸ خانیوال۔ ان جیسے بیسیوں حضرات مستفیض ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حاجی محمد اسمٰعیل صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ بوڑیہ تحصیل جگادھری ضلع انبالہ، مغربی پنجاب کے رہنے والے انصاری قوم سے تھے
غالباً حافظ قرآن مجید تھے، پہلوانی کا شوق تھا، علاقہ کے نامور پہلوانوں میں سے تھے، ایک دن
حضرت مولانا محمد امیر باز خان بن محمد نامدار خان صاحب متوفی ۱۳۲۴ھ خلیفہ اعلحضرت الحاج شاہ
صاحب سہارنپوری قدس سرہ متوفی ۱۳۰۳ھ بوڑیہ تشریف لائے اور حسب معمول وعظ فرمایا۔ آپ کی
بیوی صاحبہ نے آپ سے کہا کہ جاؤ تم بھی مسجد میں کیا تمہیں مسجد میں جانا جائز نہیں۔ آپ نے بیوی
فرمایا۔ چلم میں تمباکو ڈال میں مسجد میں جاتا ہوں۔ انہوں نے تمباکو ڈالا، آپ حقہ پیتے ہوئے مسجد
کی طرف چل پڑے، مسجد کے باہر بیٹھ کر حقہ پینے لگے، واعظ ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وعظ
اختتام پذیر ہوا۔

آپ فرمانے لگے، مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے روٹی نہیں کھائی بھوکے ہیں
گھر جا کر بیوی سے فرمایا۔ کھانا پکا دے معلوم ہوتا ہے [illegible] ری صاحب بھوکے ہیں۔

انہوں نے کھیر پکائی اور ایک پیالہ میں ڈال کر دی، آپ کھیر کا پیالہ لے کر مسجد میں حضرت
رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کھیر حاضر ہے، نوش فرمالیں۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے
کھیر تناول فرمائی، آپ کی یہ ادا گھر کر گئی، بیساختہ آپ کے حق میں دعا فرمائی، آپ گھر تشریف
لے گئے، رات کو اور دوست بھائی اکٹھے ہوئے، باتوں باتوں میں یہ بات چل پڑی کہ باز مولوی صاحب
بہت نیک اور بزرگ معلوم ہوتے تھے۔ ایک نے کہا کہ مولوی صاحب سے بیعت ہو جانا چاہیئے یہ طے پایا
کہ صبح ہی سہارنپور جا کر بیعت ہونا صبح چاروں اکٹھے ہوئے غالباً دو، دو پیسے ملا کر ۲/۱ ۲ آنے کی تسکٹ

ہدی جو تقریباً پانچ سیر کے قریب تھی۔ کہ یہ ہدیہ پیش کریں گے۔

سہارنپور حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکر
اِن خدمت کی، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے شکر کے دو حصے فرمائے، فرمایا یہ میرا حصہ ہے
ر یہ مولوی صاحب کا اور فرمایا شکر تو میں نے تقسیم کر لی۔ اب تم مشورہ کر لو دو آدمی ہم سے
بیعت ہوں گے۔ اور دو مولوی صاحب سے، چنانچہ وہاں سے علیحدہ ہو کر گئے۔ ان میں دو
ہدری تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت کے ہوتے ہوئے ہم مولوی صاحب سے بیعت کیوں ہوں۔ ہم
حضرت (قدس سرہ) سے بیعت ہوں گے۔ حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا
ورہ ہوا۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت یہ چوہدری حضرات تو آپ سے بیعت ہوں گے۔

میں اور (حضرت) منشی عبداللطیف صاحب ساکن بوڑیہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرت مولانا
امیر باز خاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ بوڑیہ سے سہارنپور اکیس کوس کے فاصلے پر
ہا۔ ہمیشہ پیدل سفر کر کے حاضر ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ..... اعلحضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کو دبا رہے تھے۔
مزت قدس سرہ نے بہت دعائیں دیں۔ تصوف و سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اجازت و
لافت سے مشرف ہوئے، آپ ذکر و اذکار، مراقبہ و محاسبہ پر اخیر عمر مبارک تک نہایت مستعدی
ر ہمت سے کاربند رہے۔ اور اوابین ہمیشہ بیس رکعت اخیر وقت تک پڑھتے تھے۔ ایک وسیع
عریض جگہ مدرسہ بنا رکھا تھا۔ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ کپڑا بننے کا کام
تھا جو فروخت کر کے گذر اوقات فرماتے تھے۔

ایک دفعہ اوابین سے فارغ ہوئے دیکھا کہ ایک مسافر بیٹھا ہے اس سے کھانا دریافت
فرمایا تو اس نے کہا کہ کھانا ہے۔ جب جانے لگے تو مسافر نے کہا کہ میرا کھانا آپ نہ لائیں کیوں
کہ میں گوشت کے ساتھ روٹی کھاتا ہوں، فرمایا بہت اچھا گھر گئے تو معلوم ہوا کہ گوشت نہیں پھر
قصابوں کے ہاں تشریف لے گئے۔ گوشت دریافت فرمایا لیکن کہیں سے بھی گوشت نہ ملا۔ گھر

ہیں ایک بکری دودھ دینے والی رکھی ہوئی تھی اسے ہی ذبح فرماکر اور گوشت پکوا کر مسافر کی
پیش کیا۔ پھر اذان دی اور عشاء کی نماز ادا فرمائی، بقیہ گوشت کچھ گھر میں رکھا اور باقی خانقا
رحیمیہ سہارنپور اعلحضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

آپ بڑے مستجاب الاعوات تھے جس کام کے لئے ہاتھ مبارک اٹھاتے وہ ہو جاتا۔ اور
کاموں کے لئے دعا سے انکار فرماتے وہ کام نہیں ہوتے۔

حضرت مولانا سید عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہٗ جو آپ کی خدمت میں کافی عرصہ گز
ہوئے ہیں، آپ کے بہت اعلیٰ اور ارفع حالات و کمالات بیانات فرماتے ہیں۔ کہ آپ اد
بات محسوس فرما لیتے تھے۔

کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات کے اتنے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک مستقل
سینکڑوں صفحات کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چھ کوس کے فاصلہ پر گ
ہو گیا ہوا تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میں آپ کو افطاری کے لئے دودھ پیش کرتا تھ
راستہ میں ایک سکھ ملا جس نے شراب پی ہوئی تھی مجھے معلوم نہیں تھا اس نے مجھے سلام دیا میں
آگے بڑھ کر ہاتھ ملا لیا جلدی جلدی چھ کوس کا فاصلہ طے کر کے گھر سے دودھ لا کر مسجد پہنچا۔
آپ نے پانی سے افطاری فرما کر اذان شروع فرما دی۔ کیوں کہ میں ایک دو منٹ دیر سے
اذان کے بعد دودھ پیش خدمت کیا تو فرمایا دوسرے ہاتھ سے پکڑاؤ میں نے بائیں ہاتھ سے پیش
تو فرمایا دائیں ہاتھ سے، پھر بائیں ہاتھ سے طلب فرمایا اسی طرح تین چار دفعہ فرمایا۔ پھر فر
ہی پی لے، میں ... سوچ میں پڑ گیا کیا بات ہوئی۔

آخر میں معلوم ہوا کہ سکھ سے ہاتھ ملایا تھا۔ اس سے پوچھنا چاہیئے۔ دوسرے دن
سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں نے تو تجھ سے زبانی سلام پر اکتفا کیا تھا۔ تو نے خود ہی آ
کر ہاتھ ملا لیا۔ میں نے شراب پی ہوئی تھی۔

آپ زیارت حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

عظیم الشان قافلہ کے ہمراہ جس میں آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد امیر باز خانؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۲ھ اور قطب الزمان حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۳ھ۔ جیسے اکابر اولیا اللہ اور علماء و صلحا حضرات شامل تھے۔ یہ ۱۲۹۴ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت مکہ معظمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ متوفی ۱۳۱۷ھ بھی موجود تھے۔ بہرحال آپ کے پاس مدینہ شریف حاضری کے لئے خرچ نہ تھا۔ کچھ لوگ اسی وجہ سے مکہ معظمہ سے واپس ہو رہے تھے۔ تو آپ کو بھی حضرتؒ نے فرمایا کہ اس قافلہ کے ساتھ وطن واپس چلے جا۔ مدینہ منورہ کی زیارت سے محرومی اور کم ہمتی بے چارگی اور خرچ کی وجہ سے ایک ہوک سی اٹھی رقت طاری ہوئی رونا شروع فرمایا اور بے دلی و بے چارگی سے قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اہل خیر نے ایک اشرفی حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی کہ اپنے ساتھیوں میں جن کے پاس خرچ کم ہو اس کو عنایت فرما دیجئے۔

حضرتؒ نے ایک خادم کے ذریعہ جلدی واپس بلوالیا۔ اور فرمایا اے اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا خرچ بھیج دیا ہے۔ آپ باغ باغ ہو گئے، طبیعت مطمئن ہو گئی اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے دعوت کی آپ حسب معمول معمولات سے فارغ ہو کر مجھے ساتھ لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس شخص نے کھانا پیش خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں چیز کہاں سے لائے، اس نے عرض کیا کھیت سے، الا اللہ، پھر فرمایا فلاں چیز کہاں سے لائے۔ اس نے عرض کیا، فلاں سے فرمایا الا اللہ ایسا ہی سب چیزیں دریافت فرمائیں۔ اور ہر بار الا اللہ کی ضرب لگاتے رہے، آخر میں مجھ سے فرمایا لا اللہ کہاؤ، آپ نے بہت کم کھایا۔

ایک دفعہ آپ مسجد کے ملحقہ جگہ لیٹے ہوئے تھے، قاضی وکیل احمد صاحب ساکن بلوڑیہ کو فرمایا کہ یہاں تین آدمیوں کے لئے جگہ ہے۔ پھر فرمایا قاضی صاحب تم تو پہاڑوں پر جا کے سو گے۔ چنانچہ قاضی صاحب ریاست نہان متصل ناجہ والا ضلع انبالہ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہیں سانپ

نے کا ماٹا وہیں وصال ہوگیا۔ وہیں مزار ہے پھر فرمایا مولوی عبدالسلام شاہ آپ تو بڑے سیر کریں گے ملک ملک کے پانی پیئیں گے چنانچہ وہ ۱۹۴۷ء کے فساد میں پاکستان آ گئے اور چک نمبر ۶ ڈی۔ بی کنڈیاں سے قریب بھکر روڈ پر دھوناوالا پل سے دائیں مغرب کی طرف ایک میل پر قیام فرمایا۔ گویا اپنی اور ان دونوں کی آخری آرام گاہ کی طرف اشارہ تھا۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ جانشین ہوئے، اور ان کے وصال کے بعد آپ کے پوتے حاجی عبدالکریم صاحب مدظلہ، بن حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ مدرسہ کے مہتمم اور خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ بوڑیہ ہی میں قیام فرما ہیں۔ آپ کا انتقال بعمر ۹۰ سال ۹ رجب ۱۳۴۷ھ میں ہوا، مزار مبارک بوڑیہ ہی میں ہے۔

خلفاء:- (۱) حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ فرزند خود اِن کے خلیفہ اِن کے صاحبزادہ حضرت حاجی عبدالکریم صاحب مدظلہ اور ان کے خلیفہ حاجی محمد رفیق صاحب مدرس مدرسہ فیض الاسلام جامع مسجد قدیم دریا خان میانوالی (فردوس جامع مسجد م)

حضرت قاضی وکیل احمد صاحب ساکن بوڑیہ رحمۃ اللہ علیہ مزار ریاست نہان میں ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات حضرت حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب ساکنانِ بوڑیہ حال پاکستان کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔

حضرت حاجی ولی محمد صاحبؒ

آپ عابد زاہد صاحب کشف وکرامات بزرگ گزرے ہیں، حضرت مولانا محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہ کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا حلقہ ارشاد و تلقین بہت وسیع تھا۔ محی الدین پورہ ریڑھی تحصیل وضلع سہارنپور میں خانقاہ قائم فرمائی تھی۔ پنجاب و یوپی میں مریدین بہت ہیں۔ آپ کے

لہ روایت حضرت حاجی محمد رفیق صاحب ساکن دریا خان بروز یکشنبہ ۔۔۔

سجادہ نشین آپ کے بھتیجے حضرت حافظ بشیر احمد صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ اور خانقاہ ساکن ریڑھی، نجم الدین پورہ ہی موجود ہیں۔ عمر مبارک حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً سو سال تھی۔

آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، ساکن چک (ڈی۔بی) ڈاکخانہ چک نمبر۳ (ڈی۔بی) خانقاہ سراجیہ سے مشرق نہر سے پار دو میل کے فاصلہ پر متصل کندیاں ضلع میانوالی۔ میانوالی بھکر روڈ پر قریباً ۹ آنے کرایہ خرچ ہوتا تھا، دھونا نوالہ پل تک جو قریباً میانوالی سے ۱۵، ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے آج کل گیارہ آنے کرایہ ہے۔ شاید اس سے بھی کچھ بڑھ گیا ہو......

حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے، رات کے اٹھنے میں ہم میاں بیوی میں ضد ہو گئی۔ کہ میں پہلے اُٹھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کراؤں گا۔ اور میری بیوی نے کہا کہ میں پہلے اُٹھ کر وضو کے لئے پانی لاؤں گی۔ جب ہم گئے تو دیکھا کہ آپ کا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا، ہمیں سخت تشویش ہوئی۔ چنانچہ ہم دونوں بے ساختہ...... گر پڑے اور بے ہوشی کے عالم میں ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ صحیح و سالم تشریف فرما ہیں۔ فرمایا کہ تخلیہ میں اس طرح نہیں آنا چاہیئے۔ گویا فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ جیسے بلند مراتب سے گزرے ہوئے تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ حلقہ بہت وسیع تھا۔ یو۔ پی اور پنجاب میں انبالہ، کرنال اور دیگر اضلاع میں کافی لوگ ملنے والے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے مریدین اور خلفاء میں سے بہت گہرے تعلقات تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائیوں سے بھی اچھے تعلقات تھے۔ اسی وجہ سے رائے پور اکثر حاضر ہوتے،

ماسٹر نجیب الدین صاحب فرماتے ہیں کہ آپ بالکل امی تھے، آپ کھیتی باڑی کرتے تھے اور ہل جوتتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ گاؤں میں تشریف لائے۔ اور وعظ فرمایا، آپ کی طبیعت کھینچی گئی، بیعت ہوتے سب کچھ ترک کر کے حضرت کے ہو رہے۔ اور منازل سلوک طے کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا حلقہ مریدین اور خلفاء کا بہت وسیع تھا۔

آپ نے بروز جمعرات ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء وصال فرمایا مزار مبارک نجم الدین پورہ

ریڑھی تحصیل و ضلع سہارن پور میں ہے۔ آپ کے بعد سجادہ نشین آپ کے بھتیجے حضرت حاجی بشیر احمد صاحب ہیں۔ خلفاء بہت تھے، مندرجہ ذیل حضرات خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا سید عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، فاضل دیوبند ساکن چک نمبر ۶ (ڈی۔بی) متصل خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی۔

۲۔ حضرت حافظ بشیر احمد صاحب سجادہ نشین محی الدین پورہ تحصیل و ضلع سہارنپور۔

۳۔ حضرت حاجی محمد ادریس صاحب پانی پتی مدظلہ، محلہ نیائی والا چوک شہر گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت حاجی قاری محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغل پور ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں سرگودھا میں قیام فرما ہوئے وہیں انتقال ہو گیا ہے۔

۵۔ حضرت ماسٹر منشی حاجی عبدالمجید صاحب شاہ آبادی، محلہ رام تلائی سیالکوٹ شہر۔

۶۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک لوڑیہ میں ہے۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت جناب سعیدالدین بن میاں متقن صاحب برادر عزیز حضرت مولانا فتح محمد صاحب آبادی کے ہاں ہوئی۔ مصطفیٰ آباد تحصیل جگادھری ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں ہوئی۔ کیونکہ آپ کا خاندان علم و فضل کا گھرانہ تھا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مولوی فاضل اور منشی فاضل بھی کیا تھا۔

آپ کا خاندان تقریباً سارے کا سارا شیخ المشائخ الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قادری نقش بندی مجددی قدس سرہ سے وابستہ تھا جیسا کہ اگلے اوراق میں ذکر آئیگا۔ آپ کے جد امجد حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے۔ آپ نے جد امجد کے پیر بھائی اور سب سے پہلے خلیفہ حضرت مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ سے بیعت کی اور تصوف و سلوک کے اسباق اور منازل طے کر کے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ صاحب متبع شریعت و حقیقت و طریقت صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ بزرگ تھے۔ بڑے

نوٹ:۔ جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب بی۔اے، بی۔ٹی مصطفیٰ آبادی مدظلہ، مذکور ساکن چک نمبر ۱۲۶

ب اور متقی و پرہیز گار تھے۔

اسلامیہ ہائی سکول بیرون شیرانوالہ دروازہ متصل مسجد حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ
اللہ علیہ متوفی ۱۸ رمضان ۱۳۸۱ھ کافی عرصہ پڑھاتے رہے۔ فارسی بہت اچھی پڑھاتے، فارسی کے
ادیب اور ماہر تھے۔ آپ کے تلامذہ اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ کے تلامذہ اور مریدین
میں جناب مہر تاج صاحب آرائیں اکبری منڈی لاہور میں مشہور شخصیت تھی۔

آپ کے چچا کے فرزند حکیم محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن جناب نجیب اللہ صاحب بن میاں نتھن
صاحب مرحوم و مغفور حضرت مولانا محمد امیر باز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر منازل
سلوک مکمل طور پر طے کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حاجی محبوب خان صاحب قادری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت جناب بھولے خان عرف بھلن خان صاحب مرحوم کے ہاں دہلی میں ہوئی۔
آپ کے والد بزرگوار جناب بھلن خان مرحوم ریاست بیکانیر سے دہلی تشریف لائے۔ خاندانی لحاظ سے
آپ پٹھان غوری تھے۔ دہلی میں پہلے کچھ پارے قرآن مجید حفظ کئے۔ کسی نے پارا کھلا دیا تھا۔ بیمار ہو گئے
تھا یا قرآن پاک ناظرہ پڑھا اور دینی تعلیم حاصل کی۔ دینیات کی تقریباً تمام کتابیں پڑھیں کچھ عرصہ آپ
نارنول چلے گئے۔ والد صاحب کی حیات میں خاندان والوں کے پاس اسکے بعد بھوانی ضلع حصار پنجاب میں وارد
ہوئے اور مستقل قیام فرمایا۔ اور زمین خرید کر اپنے مکانات بنائے۔

حضرت صوفی اسلام الدین نہمی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا الحاج محمد امیر باز خان سہارنپوری
قدس سرہ متوفی ۱۳۲۲ھ کی توجہ اور ان کی کوشش سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو
کر بیعت سے مشرف ہوئے، سہارنپور میں وہاں کچھ عرصہ حاضر رہ کر ذکر و اذکار میں مشغول رہے اور
بڑی ہمت اور پابندی سے مصروف رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وطن واپس آگئے۔ اس کے بعد آپ کا حج
کا ارادہ ہوا۔ آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کو بھی ہمراہ لیا۔

زیارت حرمین الشریفین تشریفیا اللہ تعالیٰ زاد شرفہا سے مشرف ہوئے۔ اجازت و خلافت سے

مشرف ہوئے۔ اس کے بعد دوبارہ حج و زیارت حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفہما کو حاضر ہوئے
اہلیہ اور اپنے فرزند جناب حاجی محفوظ خان زید مجدکم کو بھی ساتھ لیکر حاضر ہوئے جب کہ فرزند کا بچپن تھا
اور عمر قریباً چھ سال کی تھی۔ اسی سال حضرت شیخ الہند مولانا مولوی محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ
متوفی ۱۳۳۹ھ بھی حج کو گئے ہوئے تھے غالباً یہ حج ۳۴-۱۳۳۳ھ کا ۱۹۱۶ء کا حج تھا۔[۱]

آپ نے اپنے جیب سے مسجد تعمیر کرائی تھی، کسی سے چندہ وغیرہ نہیں لیا۔ اس سے پہلے
دور بھی، وہیں جا کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ اور مدرسہ بھی بنا رکھا جس میں حفظ و ناظرہ کا انتظام
تھا۔ اس مسجد میں جمعہ بھی پڑھنے کا انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا، اچھے خاصے متمول تھے۔ اللہ
نے کافی دیا تھا۔ اور کاروباری تھے، پہاڑی کوئلے کی ٹھیکیداری کرتے تھے۔ اور ریل کی پٹڑی کے
ٹھیکیدار تھے اور چونے کا کاروبار تھا۔[۲]

سخاوت آپ کی خدمت میں جو سوالی آتا کوئی خالی ہاتھ نہ جاتا۔ اور درویشوں، فقیروں اور غریبوں کی
بہت خدمت فرماتے تھے۔ آخر میں سب کاروبار ترک فرما کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور کمیٹی کی ممبری سے
بھی استعفیٰ دے دیا تھا۔[۳]

قرآن مجید سے خاص لگاؤ تھا۔ جہاں جاتے بچوں سے قرآن مجید سنا کرتے اور قرآن مجید کی
تعلیم کے مدرسہ کھولنے کے لئے ہدایات دیتے۔ اور منزل قرآن مجید یعنی تلاوت کا بہت اہتمام تھا۔
بیں دوران، شب جمعہ اور پیر کی رات کو حلقہ ذکر قائم فرماتے، جس میں سینکڑوں لوگ شامل ہوتے بڑی
کی تعداد میں لوگ بیعت سے مشرف ہوئے، بڑا فیض جاری ہوا۔ چہرہ بہت بارعب اور پُر جلال تھا۔
آدمی چہرہ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا اس لئے چہرہ کپڑے سے ہمیشہ ڈھانپا رکھتے تھے
ہندو مسلمان یکساں طور پر عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ادب کی وجہ سے کھڑے ہو جاتے اور
حالت بہت اچھی تھی، بہت قوی تھی لیکن مجاہدوں اور بعد میں بیماریوں کی وجہ سے بہت نحیف ہو گئے
اور ہر سال ایک اجتماع فرماتے جس میں تمام حلقہ کے لوگ حاضر ہوتے اور تلاوت قرآن مجید کی

---

[۱] یہ سب حالات حضرت حاجی محفوظ خان مدظلہ، نے بیان فرمائے [۲] [۳] حضرت حاجی محفوظ خان صاحب

...یاں تواب فرماتے اور حلقہ ذکر ہوتا اور ارشاد و تلقین فرماتے اور ہر سال بلاناغہ سہارنپور حاضر ہوتے ...کے پیرومرشد رحمتہ اللہ علیہ کئی دفعہ آپ کے ہاں تشریف لاتے اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی ...بدالحمید صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ہمراہ ہوتے۔ بیٹھک میں قیام فرما ہوتے اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری ...تا، دو، دو مہینہ تک ٹھہرتے [۱]

آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ جذب اور وجد طبیعت میں نمایاں تھا۔ ...ب دفعہ جامع مسجد بیوپاریاں میں واعظ ہو رہا تھا۔ آپ کو وجد آگیا اور بے خود ہو گئے گرے اور ...ہ کا پونہچا ٹوٹ گیا تھا۔ عشق الٰہی اور محبت و عشق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت سرشار رہتے تھے۔ ...پ نے جمادی الاول ۱۳۳۶ھ مارچ ۱۹۱۸ء میں وصال فرمایا مزار مبارک بھوانی ضلع حصار میں ہے

اولاد تین صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت حاجی محفوظ خان صاحب، مدظلہ، نے دو، چار پارے ...ظ کئے تھے۔ باقی ناظرہ قرآن مجید پڑھا ہے اور ضروری دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ اپنے والد ماجد سے ...یت ہوئے، ذکر و اذکار و اشغال سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں مشغول رہے اور دستار بندی ہوئی ...ک کی تقسیم کے بعد پاکستان میں قیام فرمایا غلہ منڈی دکان نمبر ۱۵ خانیوال ضلع ملتان جامع مسجد غلہ منڈی ...ں مدرسہ سراج العلوم کے ناظم ہیں، جس کی بنیاد حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد عبداللہ صاحب درخواستی ...ظلہ نے رکھی ہے حفظ و ناظرہ قرآن مجید کا اہتمام ہے۔ طالب علموں کے لئے کھانا، کپڑا صابن کا نظام ہے ...ین دار اور دین پسند ہیں۔ سیاسیات میں جمعیت العلماء اسلام سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت ...اکرامت رکھے اس وقت عمر تقریباً ساٹھ سال کے قریب ہے۔[۲] (۲) جناب محمد عمر خان صاحب زید مجدکم اے، ...سی لائین کراچی میں مقیم ہیں۔ ان کے فرزند وہاں ملازم ہیں۔ (۳) جناب محمد صدیق صاحب کورنگی نمبر ۶ کراچی میں ...یم ہیں ان کے فرزند جناب محمد یوسف صاحب محمد یامین صاحب وغیرہ کئی لڑکے ہیں۔[۳]

از خلفاء حضرت حاجی ولی محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن بیرڑھا محی الدین پور رد
(۷) حضرت مولانا فضل قدیم صاحب سہارنپوری مدظلہ حال ساکن نیک خیل ڈاکخانہ
کھلی تحصیل منگورہ سوات (۸) میاں جی چمن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان کے مرید

---

[۱] [۲] [۳] حضرت حاجی محفوظ خان صاحب مدظلہ ‡ میاں جی اللہ مینہ صاحب مدظلہ ...

(حاشیہ: ...۱۹۸۳ء ۱۱- ۱۲- ... ا ...)

خلفاء میں ہر ایک صاحب علم وعمل عابد وزاہد ہوئے، ان میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات

قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) حضرت حاجی شمس الدین صاحب بھوانی رحمۃ اللہ علیہ ان کا وصال ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء یا ۱۳۸۶ھ

میں ہوا۔ مزار ملتان میں ہے ان کے فرزند جناب صوفی امام الدین صاحب مسجد اندرون بوہڑ دروازہ ملتان [1]

(۲) حضرت حاجی صوفی عبدالحمید صاحب ریواڑی والے رحمۃ اللہ علیہ بہت کاملین میں سے

صاحب سلسلہ تھے اور ایک منظوم شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ تصنیف فرما کر طبع کرایا ہے

اپنے پیر و مرشد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں [1]

غوث ہیں زمانے کے لاریب فیہ

حضرت حاجی محبوب کاملِ نیک طینت باصفا

ان کے فرزند شجاع آباد میں حلوائی کی دکان کرتے ہیں۔ اور ایک لائل پور میں ہے [2]

(۳) حضرت حاجی حافظ امام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوانی والے تقسیم کے بعد حیدر آباد

سندھ میں مقیم ہوئے، وہیں انتقال ہوا۔ ان کے ایک فرزند میٹھائی کی دکان ایک بلاک منڈی

منڈی کے دروازہ خانیوال میں ہے اور ایک فرزند ملتان میں ہے [3]

(۴) حضرت صوفی معزالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستری تھے۔ بھوانی کے رہنے والے تھے

وہیں انتقال ہوا اور وہیں پر مزار مبارک ہے [4]

(۵) حضرت حکیم کبیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوانی والے ان کا انتقال ملتان میں

ہوا، وہیں مزار ہے اور وہیں پر اولاد ہے۔

(۶) حضرت حاجی خلیفہ رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریواڑی والے ضلع، گوڑگانوہ

پنجاب۔

---

[1] [2] [3] [4] حضرت حاجی محفوظ خان صاحب مدظلہ

ان کے علاوہ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ تحصیل ریواڑی شہر میں بہت مریدین تھے۔ وہاں آنا جانا بہت تھا۔ رشتہ داریاں بھی تھیں۔ ایک صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع سیٹو تحصیل ریواڑی کے رہنے والے تھے، ان سے چلے اور مجاہدے بہت کرائے تھے۔ انہوں نے تمام زمین اور جائیداد بھائیوں میں تقسیم کر کے اپنے مرشد کی خدمت میں بھوانی میں قیام پذیر ہوئے۔ وہیں انتقال ہوا ان کے علاوہ جناب شیخ عبدالغفور صاحب مرحوم اور حاجی محمد نذیر صاحب مدظلہ، ان کے بھائی جناب امیرالدین صاحب زید مجدکم ملتان میں کبوتر منڈی میں کریانہ کی دکان کرتے ہیں۔ اللہ اللہ کرنے والے حاجی نمازی ہیں اور ذاکر شاغل ہیں۔[1]

حضرت حاجی صوفی خلیفہ رحیم بخش صاحب رح

والد ماجد کا اسم گرامی جناب میاں امین تھا۔ قوم شیخ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو ریواڑی میں بہت بڑا خاندان متوطن تھا۔ اچھے خاصے کاروباری تھے۔ آپ کے والد ماجد اور خود بھینسوں کی تجارت اور پالنے کا کاروبار فرماتے تھے، بالکل ان پڑھ تھے، لیکن بہت ذہین تھے، یاد بہت اچھی تھی، جو بات ایک دفعہ سن لیتے وہ یاد ہو جاتی تھی۔

حضرت حاجی محبوب خان رحمۃ اللہ علیہ کے ریواڑی میں رشتہ داریاں اور حلقہ مریدین بہت تھا۔ اکثر آنا جانا ہوتا، ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، بیعت سے مشرف ہو کر تمام زندگی معمولات کی پابندی فرماتے رہے۔ استعداد بہت قوی تھی، اللہ تعالیٰ نے نسبت باطنی سے مشرف فرمایا۔ اجازت و خلافت سے مشرف ہوگئے،

سینکڑوں لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور قریباً اسی بیاسی سال کی عمر میں وصال ہوا۔ تقسیم کے بعد شجاع آباد ضلع ملتان میں قیام فرمایا، وہیں وصال ہوا، اور شجاع آباد میں مزار مبارک ہے۔

---

[1] حضرت حاجی محفوظ خان صاحب مدظلہ۔

اولاد (۱) جناب احمد صاحب۔ (۲) محمد اسحٰق صاحب (۳) جناب محمد اسمٰعیل صاحب زید مجدہ کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ شجاع آباد وارڈ نمبر ۳ میں قیام پذیر ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کھارونیؒ

آپ خاندانی طور پہ ارائیں[1] قوم سے تعلق رکھتے، کھارون تحصیل جگادھری کے رہنے والے تھے، آپ عالم باعمل تھے، حضرت مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے فرمائے۔

صاحب نسبت قوی کے مالک تھے، ہمہ وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول تھے اور ذکر و اذکار تصوف و سلوک۔ کے منازل طے کر نے کے بعد حضرت مولانا محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ کھارون تحصیل جگادھری ضلع انبالہ سے سرساوا منتقل ہو گئے۔ جو تحصیل و ضلع سہارنپور میں واقع ہے۔ اور سہارن پور سے جو انبالہ کو لائن جاتی ہے اس پر چھوٹا سا اسٹیشن سرساوا آتا ہے۔ وہاں مسجد کے امام تھے۔ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے،

نہایت ہی بے طمع اور بے نفس، گوشہ نشین، تنہائی پسند بزرگ تھے، چوبیس گھنٹے مسجد میں رہنا اور اللہ اللہ کرنا آپ کا کام تھا۔ باہر پھرتے پھراتے بھی کم تھے، صرف حوائج ضروری کے لئے کسی وقت چلے جاتے ورنہ اکثر اوقات مسجد ہی میں رہتے تھے۔

آپ کے ایک مرید جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب بی۔ اے، بی۔ ٹی چک ۱۲۰ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں رہتے ہیں۔ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے انہیں کے ارشاد کے مطابق آپ نے سرساوا میں تقریباً ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء[2] میں وصال فرمایا۔

مزار مبارک سرساوا تحصیل و ضلع سہارنپور میں ہے۔

---

[1] ارائیں۔ [2] مکتوب جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب مصطفےٰ آبادی۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد عبد اللہ شاہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہ

ولادت باسعادت جناب مولا بخش صاحب اراعی (ارائیں) مرحوم کے ہاں محلہ برج جلال آباد ضلع مظفر نگر یو۔پی میں ہوئی۔ گویا آپ کا آبائی وطن جلال آباد ضلع مظفر نگر (یو۔پی) ہے وہاں سے سہارنپور پچیس ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ درمیانی سفر ہے۔ سواری کا سفر ریل سے زیادہ ہے اور دیوبند دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اور کرنال تقریباً کم وبیش تیس کوس پر ہے۔ اور راستہ میں گنگوہ بھی پڑتا ہے اور کرنال اور مظفر نگر کے حدود ملے ہوئے ہیں۔ غرض کہ آپ کا وطن یہی جلال آباد تھانہ بھون تھا۔

آپ نے حفظ کلام اللہ با تجوید حفظ کیا۔ اور ابتدائی .... تعلیم کافیہ تک حضرت مولانا فتح محمد صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو ایک باخدا اور متشرع عالم اور مشہور بزرگ تھے۔ آپ متوسط کتابوں میں حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب، تھانوی قدس سرہ کے ساتھی اور ہم سبق رہے ہے۔ اور علوم منطق و فلسفہ مراد آباد میں اس فن کے متبحر علماء سے حاصل فرمایا۔ ۱۲۸۳ھ تا ۱۲۸۵ھ دار العلوم دیوبند میں حاضر رہ کر مزید تعلیم حاصل فرمائی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید احمد اور حضرت مولانا محمد فاضل صاحب پھلتی ...... اور حضرت مولانا محمد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرات کی خدمت میں نحو، ادب، منطق، کلام، اصول، فقہ، حدیث کی بہت سی کتابوں کی تکمیل فرمائی۔

اس زمانہ میں حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان صاحب سہارنپوری قدس سرہ اس مبارک مرکز علوم دینیہ میں تعلیم حاصل فرماتے تھے۔ اور درس دیتے تھے اس کے بعد سہارنپور تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۷ھ سے سند حدیث حاصل فرمائی اور پھر دہلی میں حضرت مولانا قطب الدین دہلی والے رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ۱۲۸۷ھ میں بعض کتب احادیث پڑھ کر سند حاصل فرمائی۔ نیز سند مصافحہ بھی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کیطرف سے عطا ہوئی، علم طب دوران

قیام دہلی میں حکیم ہشام الدین صاحب عرف حکیم منجھلے صاحب مرحوم سے پڑھی۔ جو اس زمانے کے قابل اطباء میں شہرہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فن میں بھی اعلیٰ قابلیت اور حذاقت تامہ عطا فرمائی تھی۔ دیوبند اور سہارنپور کے دوران قیام حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ سے اچھے تعلقات رہ چکے تھے اور روابط واتحاد پہلے سے موجود تھا۔ اور انہی کے ساتھ، خلاصۂ اولیاء زبدۂ اتقیاء اخیار محرم اسرار احدیت، ہمدم انوار صمدیت حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم سہارنپور قدس سرہ کی مجلس مبارک میں حاضری کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ اور حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ہی آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت سے مشرف ہوئے۔

ساتویں ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ میں بروز شنبہ (ہفتہ) اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیم فرمودہ معمولات پر عمل شروع کر دیا۔ یہ دور آپ کے عنوان شباب کا تھا اور اکثر اوقات حاضر خدمت رہ کر عبادات ومجاہدات وریاضت میں معروف رہے۔ حضرتؒ نے بھی خاص توجہ سے آپ کی تربیت فرمائی اور اکثر آپ کو لفظ فرزند سے یاد فرماتے تھے۔ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے تمام منازل سلوک طے فرمائے جس کی تفصیل آپ نے تاریخ وار تحریر فرمائی ہے جو رہنمائے طریقت کے نام مبارک سے حضرت شیخ مولانا طفیل احمد ظلہ العالی اور محترم صوفی نظام الدین صاحب مدظلہ، نے کراچی میں طبع کرائی ہے۔ غرض کہ اوّل آپ کو حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ نے اواخر ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ کو اجازت فرمائی، بعدہٗ، محرم الحرام ۱۲۹۳ھ کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا لیکن سند تحریریہ ۲۸ر شوال ۱۲۹۳ھ کو عنایت فرمائی۔ جس پر دونوں حضرات رحمۃ اللہ علیہما کی مہریں چسپاں ہیں۔

آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرس بنا کر شہر کرنال بھیجا تھا اور کچھ عرصہ بعد قصبہ سیہور مضافات بھوپال میں ۱۲۹۹ھ میں بسلسلہ تدریس مقیم رہے۔ اس کے بعد پھر وہاں سے کرنال واپس ہوئے۔ اور معاش کے لئے تدریس کی لائن چھوڑ کر تجارت اور مطب شروع فرمایا اور سلسلہ تدریس اور وعظ وتذکیر وارشاد ہر زمانہ میں جاری رہا مگر ان امور سے سلسلۂ معاش ختم فرمایا۔ گویا آپ قطب کرنال مقرر ہو کر محلہ خان شہید میں مقیم ہوئے۔

اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے ہی وطن ثانی قرار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکابر متقدمین بزرگوں کی نسبت سے سرفراز فرمایا تھا۔ تربیت سالکین میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۳۰۳ھ کے بعد آپ کو ایک مخصوص عظیم الشان اویسی نسبت سے مشرف فرمایا گیا۔ وہ یہ کہ آپ ۱۳۰۴ھ پانی پت حضرت شیخ شمس الدین پانی پتی قدس سرہ کے مزار مقدس سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی نسبت عطا ہوئی اور جب آپ ۱۳۱۳ھ کو حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو حضرت حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ) سے سند اجازت وکلاہ اس مبارک سلسلہ چشتیہ صابریہ کی عطا ہوئی۔

اور حضرت قاری محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلال آبادی سے قصیدہ بردہ کی اجازت مع سند عنایت ہوئی اور اس کے بعد آپ نے اس کی باقاعدہ ریاضت کے ساتھ زکوٰۃ دی اور عامل ہوئے اور نسبت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازے گئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ چشتیہ نظامیہ اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، مداریہ وغیرہ سے بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ سے مشرف فرمائے گئے۔ آپ بہت زبردست جیّد عالم تھے مگر تصوف کا غلبہ تھا اور مزاج شریف میں اخفائے حال بدرجہ کمال تھا۔ بظاہر مطب اور عطار خانہ کھول رکھا تھا اور تجارت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور تاجر معلوم ہوتے تھے۔ اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی تھی کہ آپ کی اولاد امجاد میں بھی یہ سلسلہ تجارت جاری ہے۔ آپ کو ہمعصر بزرگ ان القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ قدوۃ العلماء زبدۃ الحکماء شمس العارفین۔

آپ کے مریدین ومتوسلین ومنتسبین کی تعداد ہند اور بیرون ہند اور پاکستان میں ہزاروں کی ہے۔ آپ کے مواعظ پر تاثیر ہوتے تھے۔ بسا اوقات پورے کے پورے مجمع کو وجد طاری ہو جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام رفیع اور مرتبہ بلند عطا فرمایا تھا۔ آپ ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمائے باطنی سے نوازا ہے۔ اور صاحب شریعت اور عامل سنت اور عبادت وریاضت اور صاحب کشف وکرامات اور تصرفات تھے آپ کو خادم نے زندگی کے آخری اوقات میں عرض کیا کہ آپ فرض نماز بیٹھ کر ادا فرما لیں تو آپ نے رو کر فرمایا کہ ہمارے حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ تو سنت اور نوافل کھڑے

ہو کر پڑھتے تھے، غرض کہ آپ کے وجود مبارک سے صحیح تصوف جو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے ثابت ہوتا ہے یہ مختصر حالات آپ کے تعارفی طور پر عرض کئے اور برکت کے لئے آپ نے بروز یک شنبہ (اتوار) ۲۱ رشوال ۱۳۴۳ھ ۵ مئی ۱۹۲۴ء کو وصال فرمایا، مزار شریف شہر کرنال مشرقی پنجاب (بھارت) میں واقع ہے۔

آپکی اولاد

۱۔ جناب حکیم ظہور الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سب سے بڑے صاحبزادے ہیں ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے ضروری تعلیم اور طب والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں اور بذریعہ مطب خدمت خلق اللہ میں مشغول رہے۔ والد ماجد کے بعد ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۶ء میں انتقال فرمایا، عمر آپ کی ۶۵ رسال ہوئی ان کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔

۱۔ جناب حکیم محمد مظفر حسن صاحب۔ انکے فرزند حافظ افتخار احمد ساکن ملتان

۲۔ جناب حکیم راغب حسن صاحب۔ ان کے فرزند عادل حسن صاحب زید مجدہم انکم ٹیکس

۳۔ جناب حکیم محمد محمود حسن صاحب مدظلہم باقی دو فوت ہو گئے تھے انکے فرزند ڈاکٹر فضل الٰہی

۴۔ اظہار الدین صاحب جو صغر سنی میں فوت ہو گئے۔ ۵ حکیم ظہور الحسن صاحب مدظلہ مدنی

۵۔ جناب مولوی مرغوب احمد صاحب جن کا جوانی میں انتقال ہوا، صرف ۲۶ رسال عمر ہوئی ان کے صاحبزادے جناب مولوی مقصود احمد صاحب مرحوم تھے۔ دو صاحبزادیاں موجود ہیں۔ حکیم ظہور الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔

آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۔ تعلیمات رحیمیہ جو سلوک طریقہ قادریہ مجددیہ میں ہے جس کی تائید میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ تمام خلفاء حضرات رح کی تحریرات اور تقریظات ہیں۔

۲۔ نظرات:۔ جو حضرت شیخ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ ہمعات کا ترجمہ ہے۔

۳۔ الختم الکامل ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تراویح میں ہر سورت سے پہلے بسم اللہ کا

کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ التوحید ہے۔ جو توحید وجودی اور توحید شہودی پر تحریر فرمائی ہے۔

غرض کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا وجود شریف علوم ظاہری و باطنی میں کامل واکمل تھا۔ آپ کے خلفاء حضرات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مندرجہ ذیل بزرگ خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ مولانا مولا بخش صاحب شاہ آبادی قدس سرہ۔

۲۔ حضرت شیخ مولانا مولوی حزبیہ سرحدی قدس سرہ۔

۳۔ حضرت شیخ مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب شاہ آبادی قدس سرہ۔

۴۔ حضرت شیخ مولانا شاہ رکن الدین کرنالوی۔ قدس سرہ

۵۔ حضرت شیخ مولانا شاہ رکن الدین شاہ ساڈھوروی۔ قدس سرہ

۶۔ حضرت حاجی مولانا پیرجی مراتب علی شاہ کیتھلی ساڈھوروی۔ قدس سرہ

۷۔ حضرت حاجی مولانا حافظ نور علی صاحب الملقب بہ خوشبو علی قدس سرہ۔

۸۔ حضرت مولانا ریاض احمد صاحب مدظلہ،

۹۔ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب دیوبندی مدظلہ،

حضرت شیخ عمدۃ الاصفیا حاجی مولا بخش صاحب قدس سرہ

آپ کا اصل وطن شاہ آباد ضلع کرنال مشرقی پنجاب (بھارت) ہے۔ ابتدائی عمر سے جذبۂ حقیقت آپ کے قلب میں موجزن تھا۔ بہت سے بزرگوں کی صحبت و زیارت کا اس سلسلہ میں آپ کو شرف حاصل ہوا۔ اوّل آپ حضرت شیخ شاہ مادھو نقش بندی رحمتہ اللہ علیہ جو وہیں شاہ آباد میں قیام فرماتے تھے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ ایک کبیر السن بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔ حضرت خواجہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید نقش بندی مجددی دہلوی کے اجلہ خلفاء سے تھے انہوں نے حضرت حاجی رحمتہ اللہ علیہ کو بڑے الطاف و توجہات سے مستفید

فرمایا۔ لیکن تکمیل باطن حق تعالیٰ نے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے وابستہ فرما رکھی تھی اس لئے حضرت شاہ مادھو رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں نے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی طرف راہبری فرمائی۔ اور اس لئے برسوں تک آپ حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی جستجو میں سرگرداں رہے۔ بالآخر قدرت کی دست گیری سے آپ اس چشمۂ فیوض پر پہنچے اور خوب سیراب ہوئے۔ حاضر خدمت ہوئے اور بیعت سے مشرّف ہو کر ذکر و اذکار اور مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ اور عمر مبارک کا ایک بڑا حصہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر رہے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ لیکن تاحیات حضرت رحمتہ اللہ علیہ حاضر رہکر گزارا۔ اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جانشین ہوئے اور مستقلاً کرنال ہی کو وطن بنا لیا۔ اور آستانہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ ہی پر حاضر رہے۔

آپ صاحب اسرار، خلفاء میں سے تھے، اور نادر الوجود مقبولین حضرات میں سے تھے فی زمانہ اس پایہ کے بزرگ شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ تجرید و تفرید کا آپ پر غلبہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے نکاح نہیں فرمایا۔ آپ کا وجود حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی ولائیت و کرامت کی بہت بڑی دلیل تھی۔ استقامت کا یہ حال تھا کہ جب عمر مبارک سو سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی، پھر اس پر امراض کا غلبہ بھی رہتا تھا۔ نماز بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ اور معمولات کی ادائیگی میں کبھی بال بھر تفاوت نہیں آنے دیا۔ دو بجے رات سے نوافل و ذکر و اذکار شروع فرماتے اور دن کے آٹھ نو بجے فارغ ہوتے۔ اس کے بعد آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمولات آخر دم تک قائم رہے۔ یہاں تک کہ بروز وفات جب تمام معمولات سے فارغ ہو چکے تو واصل بحق ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا وجود مجسم درویشی تھا۔ آپ نے بروز سوموار صبح آٹھ بجے ۱۲ رجمادی الآخر ۱۳۵۸ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء کو وصال فرمایا۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مرقد مبارک کے قریب پائتیں کی جانب سپرد خاک فرمائے گئے۔ آپ کے متوسلین اور خادمین ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مولوی طفیل احمد صاحب دیوبندی مدظلہ، حال ساکن بستی مواچھ (مجاہد آباد) کراچی شہر

۲۔ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، محلہ ابوالبرکات دیوبند ضلع سہارن پور

۳۔ جناب حضرت صوفی نظام الدین صاحب مدظلہ ....

کرنالوی مدظلہ، مکان نمبر ۲۸۱-۲ کورنگی بس اسٹاف نمبر ۲ المعروف ہوٹل کے سامنے جنوبی سڑک کی طرف

۴۔ حضرت حافظ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت حاجی اللہ بخش شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ حضرت فقیر ریاض احمد مدظلہ، جیسے بزرگ آپ کے حلقہ بیعت میں ہیں۔

حضرت مولانا مولوی عزیز صاحب سرحدی قدس سرہ

آپ صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے، سندِ حدیث اور تکمیل سلوک حضرت کرنالوی قدس سرہ کی خدمتِ اقدس میں حاصل کی اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہ

آپ پنجاب قریب سرحد کے رہنے والے تھے، حضرت کرنالوی قدس سرہ کے تیسرے خلیفہ ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غلامی شاہ سے ملقب فرمایا تھا۔ آپ کی وفات کرنال ہی میں ہوئی۔

حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ

آپ تحصیل کرنال کے رہنے والے تھے ابتداءً آپ اکثر غلبہ حال میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے گرد گھومتے رہتے تھے۔ ایک مدت تک نقاب پوش رہے، آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل وطن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ ہے، بعدہٗ موضع کھارون تحصیل جگادھری

ضلع انبالہ میں اقامت فرما ہوئے۔ اولاً آپ عارف باللہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب قدس سرہ انبالوی سے ارادت فرماتے تھے۔ انہیں کے ارشاد مبارک سے حضرتؒ ...... کی خدمت میں کرنال حاضر ہوئے اور مشرف بخلافت واجازت ہوئے۔ آپ پانچویں خلیفہ ہیں۔

حضرت پیرجی مراتب علی قدس سرہ

آپ کا وطن مبارک شہر کیتھل ضلع کرنال ہے جو حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا وطن مبارک ہے، آپ چھٹے خلیفہ ہیں۔

حضرت حافظ ابو علی صاحب قدس سرہ

آپ کا لقب خوشبو علی ہے، آپ کا اصل وطن موضع کھرڑانہ مضافات شہر انبالہ ہے حضرتؒ کو آپ سے خاص انس تھا۔ آپ ساتویں خلیفہ تھے ایک عرصہ تک آپ پر جذب کا غلبہ رہا۔ اس حالت میں آپ مختلف مقامات پر گشت فرماتے رہے۔ پھر سلوک میں، آپ صاحب خوارق و مقامات جلیلہ بزرگ تھے۔ آپ نے ترک وطن کر کے موضع چھتہ ریاست پٹیالہ میں قیام فرما ہوئے۔ یہ متبرک مقام بنور کے قریب ہے، جو حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ متوفی ۱۰۵۳ھ کا وطن مبارک ہے۔

آپ بہت بلند مقام اولیاء میں سے تھے۔ صاحب فتح بزرگوں میں سے تھے۔ آپ پر ہمیشہ سکر کا غلبہ رہتا تھا۔ اپنے پیر و مرشد کو ہمیشہ ان الفاظ سے یاد فرماتے کہ حضرت مرتبہ غوثیت رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ فرماتے تھے، حضرت غوث عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نے عمر تقریباً اسی سال پائی، ۱۳۶۵ھ و ۱۹۴۷ء کے فتنہ میں ہجرت کے دوران گولی سے شہید ہوئے۔

یہ سب حالات بابرکات حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ ابو البرکات دیوبند نے رسالہ التوحید اور راہنمائے طریقت میں تحریر فرمائے ہیں۔ وہاں سے نقل کیے گئے ہیں۔

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیوبند محلہ ابوابرکات کے رہنے والے بزرگ ہیں، حفظ کلام اللہ اور اردو فارسی صرف و نحو اصول و منطق، منقول و معقول، حدیث اور تفسیر سب دارالعلوم دیوبند سے تحصیل و تکمیل کی ہے۔

اور اس کے بعد وہاں ابتدائی اور اوسط درجہ کے طلباء کو سبق پڑھاتے رہے۔ اسی زمانہ تعلیم میں حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا بالفضل اولنا محمد عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہ کے وصال ۱۳۴۳ھ کے بعد داخل دیوبند لیا۔ ہم درس ہونے کی وجہ سے روابط محبت پیدا ہو گئے۔ اور انہیں جابجا اپنی تحریروں میں عزیز بھائی تحریر فرماتے ہیں، غالباً حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ، کے واسطہ سے حضرت حاجی مولابخش صاحب کرنالوی قدس سرہ متوفی ۱۳۵۰ھ سے بیعت ہوئے اور تصوف و سلوک طریقت پر گامزن ہوئے۔

ذکر و اذکار سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول رہنے لگے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ عالم باعمل، اور عالم و فاضل، ادیب اور صاحب تصانیف بزرگ ہیں حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ کرنالوی قدس سرہ کی تصانیف میں پیش لفظ اور مقدمے اور جابجا حاشیے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور کئی کتابوں کے تراجم آپ ہی کے رہین منت ہیں۔ جس کی تفصیل اس عاجز کو ملنی بہت مشکل ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ذکر و اذکار، مراقبہ اور صاحب توکل و تجرید و تفرید حسن اخلاق، خوش طبع، منکسر المزاج متواضع بزرگ ہیں۔ ایسے نادر الوجود بزرگ اس زمانے میں ملنے بہت ہی مشکل ہیں۔

آپ کا پتہ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب مدظلہ، دیوبندی محلہ ابوابرکات دیوبند

ضلع سہارن پور (ہندوستان) آپ نے تمام زندگی شریعت محمدیہ کے نفاذ واشاعت اور ارشاد وطریقت میں گذارتے ہوئے ابتدائے سال ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء میں وصال فرمایا۔ آپ کی صاحبزادی اور داماد جناب اعجاز احمد صاحب ناظم آباد کراچی میں رہتے ہیں۔ (وَبِاللہِ التوفیق)

حضرت شیخ مولانا طفیل احمد صاحب فاروقی قادری نقشبندی مجددی مدظلہ

آنجناب فاروقی خاندان کے چشم وچراغ ہیں، آپ نے غالباً پرائمری اور اس کے بعد میٹرک تک کرنال میں تعلیم پائی اور چھٹی جماعت پڑھنے کے زمانہ میں حضرت مولانا ...... شاہ محمد عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہ سے بیعت ...... حضرت حاجی نظام الدین صاحب شکارپوری مدظلہ کے واسطہ سے ہوئے تھے اسی طرح تعلیم کے ساتھ ساتھ، ذکر وشغل بھی جاری ہو گیا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کا شمار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں ہونے لگا اور عشق ومحبت بڑھتی ہی گئی۔ ......

مزید تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے زیر تربیت علی گڑھ میں ہوئی اور تمام اخراجات برداشت فرمائے .... اسی زمانہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا اس کے بعد حضرت شیخ ابوعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب کرنالوی قدس سرہ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کرنالوی ...... رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم

دیوبند حاضر ہوئے۔ اور تمام اخراجات فروری ٹیوشنوں کے ذریعہ پورے کرتے رہے۔ حالانکہ مہتمم مدرسہ بار بار اصرار فرماتے رہے لیکن آپ نے کوئی مدد قبول نہیں فرمائی، بعد فراغت وتکمیل علوم دیوبند میں قیام فرما رہے یہ زمانہ بھی لوجہ اللہ مسلمانوں کی خدمت میں بسر فرماتے رہے، اور بہت سے لوگوں کو تعلیمی معاملہ میں مدد فرماتے رہے اور کچھ عرصہ ناظم اور محاسبی کے عہدہ پر دارالعلوم میں مقرر کئے گئے، تنخواہ برائے نام جو کچھ ملتی تھی اپنے اوپر قرض فرماتے رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی، جو کچھ دارالعلوم سے ملا تھا۔ تو وہ دفتر کے حساب کے مطابق سب ادا فرما دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی مدظلہ، سے روابط

محبت پیدا ہوئے، گویا کہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں اسی بنا پر آپ نے دیوبند کو وطن قرار دے لیا تھا اور ۱۹۴۷ء تک وہیں رہے اور کچھ عرصہ دہلی میں قیام فرما رہے۔ تقسیم ہند و پاک کے بعد، کراچی قیام فرمایا، وہاں مدرسہ اور خانقاہ قائم فرمائی۔ اوّل ادارہ دار التصنیف لمیٹڈ فریر روڈ کراچی نمبر ۳ پر دفتر قائم فرمایا جہاں سے ایک رسالہ انٹرنیشنل انگریزی زبان میں ایسے لوگوں کے لئے جو انگریزی تعلیم کے اثر سے اسلام سے محروم اور بیگانہ ہو رہے تھے اور ہو چکے تھے۔ ان کو راہِ راست پر لانے کی مساعی جاری فرمائی جو کئی سالوں سے شائع ہو رہا ہے۔

اس کے بعد جب وسیع پیمانہ پر دار العلوم اور خانقاہ قادریہ غفوریہ رحیمیہ اور دار التصنیف کا پروگرام طے ہوا تو مکران روڈ پر، ملحقہ بستی جس کو مقامی لوگ بستی مواچھ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دار العلوم اسلامیہ اور خانقاہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی اور اس کو مجاہد آباد کے نام سے موسوم فرمایا۔ جو اس زمانہ میں سب سے پر رونق خانقاہ ہے، جس میں تعلیم ظاہری و باطنی، اخلاقی، اصلاحی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت عنایت فرمائی ہے۔ عالم باعمل، صوفیاء، تعلیم یافتہ، گریجویٹ، انگریزی دان وکیل، فوجی غیر فوجی سب وابستہ ہو رہے اور ذکر و اذکار عبادت و ریاضت و مجاہدہ، مراقبہ و محاسبہ نفس میں مشغول و معروف ہو رہے ہیں۔ آپ جیسے مخلصین اور صاحب سخاوت، متوکل، منکسر المزاج صاحب تواضع حضرات فی زمانہ نادر الوجود ہیں۔

جو معمولی و ادنیٰ درجہ کے گذارے پر اکتفا کرتے ہوئے مقصد زندگی خدمت اسلام کو قرار دیتے ہوئے ہوں اللہ تعالیٰ حضرت کے وجود مبارک کا سایہ ہم خادمین پر تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔ آپ دار التصنیف مجاہد آباد صب ریور روڈ کراچی میں قیام فرما ہیں۔

حضرت صوفی حاجی نظام الدین صاحب کرنالوی مدظلہٗ

بچپن سے ہی علماؤ صلحاء صوفیاؤ مشائخ کی طرف میلان تھا۔ گذر اوقات کے لئے تعمیرات کی ٹھیکیداری کرتے تھے، اپنی طرف سے معمار اور مزدور لگا کر کام کرا دیتے تھے خود بھی راج اور معماری [illegible] حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب کرنالوی قدس سرہ سے بیعت ہو کر ذکر و اذکار و [illegible] لی ہیں

مصروف رہتے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصوّف و سلوک کے منازل طے ہو گئے، اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ سلسلہ کی کتب کی اشاعت اور اصلاح و تبلیغ میں ہمیشہ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ، سے خاص روابط ہیں باخبار مجموعہ شجرات ۱۳۸۱ھ ہیں جناب عبد... اصل کرنال[1] کے رہنے والے تھے اب کراچی میں قیام فرما ہیں۔ اللہ والے مارکیٹ بندر روڈ پر مقیم ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت حاجی مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہو گئے تھے۔ انہوں نے بھی اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ (نفعنا باللہ التوفیق)

حضرت مولانا شاہ ابو الحسن علی قادری سہارنپوری قدس سرہ

آپ سہارنپور شہر کے رہنے والے تھے، عالم و فاضل، علم پسند، ادیب تھے، حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق میں مشغول ہو گئے[2] اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں آپ کا خاص مقام تھا جب اسباق و منازل سلوک طے کر لئے تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ جامع مسجد سہارنپور کے خطیب تھے۔ آپ نے تقریباً ۲۲ سال مسند ارشاد و تلقین کو رونق بخشی۔ حضرت الحاج الحافظ مولانا شاہ اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معتقد تھے۔ سلسلہ تعلیم کے زمانہ میں اور بعد کبھی کبھی سہارنپور جاتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ فرماتے کہ آپ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ بہت ہی خلوت پسند، یک سو رہنے والے مقدس بزرگ تھے۔ جامع مسجد کے مہتمم تھے، کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے۔

آپ نے بروز ہفتہ ۲۹ رجب ۱۳۳۶ھ ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء میں وصال فرمایا، مزار مبارک ا... شیخ کے پاس ہے، آپ کے خلیفہ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو محلہ خانی با... متصل جامع مسجد کے رہنے والے تھے۔ آپ کے برادر عزیز جناب منشی نثار احمد صاحب سہارنپوری

---

[1] رہنمائے طریقت۔ [2] شجرات مرتب حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ...

بھتے. آپ کے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت والہانہ دوستانہ تعلقات تھے. از حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ثانی۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب صدیقی قادری مجددی رحیمی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۶۹ھ دسمبر ۱۸۵۲ء میں حضرت حافظ محمد یوسف صاحب بن حضرت مولوی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع جہم تحصیل گوہانہ ضلع رہتک صوبہ پنجاب میں ہوئی۔ حضرت مولوی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی غلام کھٹ مہاجر مکی بن شاہ مبارک بن مولوی عبدالحکیم صاحب ابن شاہ لطف اللہ صاحب نائب گورنر کے فرزند ارجمند تھے جو حضرت سیدنا امیرالمومنین، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی اولاد امجاد میں سے تھے گویا آپ اہل علم اور اہل سردت ......

خاندان کے چشم و چراغ تھے. ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت حافظ محمد یوسف رح سے حاصل کی اور چچاجان حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور رشتہ کے چچا مولوی علاؤالدین صاحب رح سے بھی مزید تعلیم حاصل کی۔

ابتدائی زندگی سے ہی تصوف و سلوک کی طرف طبیعت راغب تھی۔ مقامی اور گرد و نواح کے بزرگان دین، فقیروں، درویشوں اور مجذوبوں کی خدمت میں حاضری کا شوق دامن گیر تھا خصوصاً اپنے گاؤں میں راجپوت برادری کے ایک مجذوب بوعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے انہوں نے آپ سے بہت ریاضت اور چلہ کروائے جو کہ اکثر جنگلوں بیابانوں میں کئے۔ لیکن کہیں قرار نہ پایا اور طبیعت نہ جمی، اور اس زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۵ھ کی خدمت میں حاضر رہے لیکن تسکین نہ ہو سکی۔

اور مزید تعلیم کے لئے اپنے چچاجان حضرت مولانا یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام و تحصیل ہاپڑ ضلع میرٹھ (یوپی) حاضر ہوئے تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ حضرت مولانا کبھی ملازمت کے

سلسلہ میں مقیم تھے۔

چچاجان نے آپ کو اونٹ گاڑی خریدنے کے لئے سہارنپور بھیجا۔ تو آپ وہاں ایک سرائے میں ٹھہرے۔ وہاں ایک منشی عبدالکریم صاحب لاہوری جو کسی رائیشہ کے منشی تھے اور لاہور کے رہنے والے تھے، اور حضرت اقدس، خلاصہ الاولیا، زبدۃ الاتقیا، احیاءِ محمد م ایرا ،احدیت، ہمدم انوار وحدیت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی قادری مجددی قدس سرہٗ سے بیعت تھے، بڑے عابد زاہد بزرگ تھے۔ ان پر قتل کا مقدمہ تھا۔ اور دعا کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ آپ بھی ان کی وساطت سے حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھتے ہی سب کچھ بھول گئے۔ دل وجان سے حضرتؒ .... پر فدا ہو گئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے کئی دن حاضر رہے۔ گاڑی خریدنی بھول گئے۔ وہیں سے گھر واپس آگئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے خالزاد بھائی کے پاس ریاست کوٹہ بوندی راجپوتانہ تشریف لے گئے۔ جو وہاں تحصیلدار تھے آپ نے تحصیلداری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور تیاری کے بعد امتحان دیا اور حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا میں نے تحصیل داری کا امتحان دیا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے اور میں اس کے قابل نہیں کہ پیری مریدی کروں۔ میرے بڑے تو اس قابل تھے۔ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ ایمان ویقین کی دولت سے نوازے۔

حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور اگر اس فقیر کے پاس کچھ عرصہ ٹھہریں تو انشاء اللہ آپ اس قابل ہو جائیں گے اور اپنے بزرگوں سے بڑھ جائیں گے۔

وہاں سے مہم تشریف لائے اور مہم سے پیدل گوہانہ اور پانی پت سے گزر کر سہارنپور پہنچے اور ہمیشہ حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ادب کی وجہ سے پیدل سفر کرنے کا معمول رہا۔ جب سلوک قادریہ کے اسباق پورے ہو گئے تو آپ کو ایک پیر بھائی اور ہم وطن کے ساتھ چلے کرائے۔ جن کا اسم گرامی صوفی احمد حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھا اور پٹھان برادری کے بہت بڑے عابد اور

زاہد، ساری ساری رات ذکر و شغل میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ جب چلوں سے فارغ ہوئے تو آپ کو خلافت و اجازت سے مشرّف فرمایا۔ لیکن صوفی احمد حسن کو خلافت نہ ملی تو اس کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی۔ اور سب پڑھنا چھوڑ بیٹھا۔ آپ کو اس کی بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ آپس میں بہت پیار و محبّت تھی۔ سخت قلق اور بہت افسردہ خاطر ہوئے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عبدالخالق وہ احمد حسن دوبارہ آئے گا۔ میں نے اس کو دل سے نہیں توڑا، وہ آئے گا ضرور، چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ حاضر ہوا اور غلطی کی معافی مانگی اور دوبارہ اسباق قادریہ کی تکمیل کی اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہوئے۔ آپ بہت عرصہ مستقل حاضر خدمت رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی قیام رہا۔ خانقاہ میں ہر قسم کی خدمت سرانجام فرماتے رہے، آپ پانچویں خلیفہ تھے۔

معمولات آپ ہمیشہ جانماز چارپائی کے ساتھ رکھتے تھے۔ ہمیشہ سفر و حضر میں معمولات میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ نماز تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر بہت لمبی دعا فرماتے اور گھنٹوں ہاتھ مبارک کھڑے رکھتے تھے۔ پھر ذکر جہر قادریہ میں مشغول ہو جاتے۔ صبح کی نماز مسجد میں ادا فرماتے، کبھی مسجد میں مراقب ہو جاتے اور کبھی گھر جا کر مراقب ہو جاتے، نماز اشراق پڑھ کر مہمانوں سے ملاقات فرماتے اور کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے، اور اسماء الحسنیٰ کی زکواۃ کے علاوہ روزانہ پڑھنے کا معمول تھا اور تلاوت قرآن شریف سے فارغ ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر مہمان ہوتے تو ان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے پھر قیلولہ فرماتے، اور نماز ہمیشہ باجماعت مسجد میں ادا فرماتے، بہت بڑے باخلاق منکسر المزاج اور صاحب تواضع یکتائے زمانہ تھے۔ سلسلہ قادریہ مجدّدیہ کے پھیلانے میں بہت توجہ سے کام فرمایا، دور دراز علاقہ کے لوگ داخل حلقہ ہوئے۔

وفات ۲ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ تہجد کے وقت وصال سے چند منٹ پہلے بڑے صاحبزادے حضرت پیر عبدالسلام صاحب مدظلہ، کی ہمشیرہ کلاں سے اشارہ سے فرمایا۔

مٹی تیمم کے لئے دو، تیمم فرمایا اور نماز تہجد کی نیت باندھی، ہاتھ اٹھائے، روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ مزار مبارک مہم تحصیل گوہانہ ضلع رہتک میں ہے۔

اولاد

(۱) جناب مولوی پیر عبدالسلام صاحب صدیقی مدظلہ، ساکن نوشہرہ شرقی تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) صاحبزادہ پیر بو علی صاحب مکان نمبر ۷۰۵ (۳۱) محلہ منتر لوپرہ مری روڈ راول پنڈی۔

خلفاء

(۱) حضرت مولوی پیر عبدالسلام صاحب صاحبزادہ خود سب خلفاء کے سامنے سجادہ نشین مقرر فرمایا گیا۔

(۲) حضرت صاحبزادہ حاجی فیض محمد بن حضرت مولوی فضل احمد صاحبؒ سہارنپوریؒ

(۳) حضرت حاجی احمد قصاب ساکن رہتک رحمۃ اللہ علیہ حال کبوتر منڈی ملتان مزار ملتان۔

(۴) حضرت حاجی سعد اللہ صاحب ساکن گوہانہ رہتک حضرت سید مبارک علی شاہ ساکن کلکتہ،

(۵) حضرت حاجی غلام صابر صاحب ساکن ریاست پٹیالہ، حضرت مولوی علی محمد خان راجپوت ساکن بلیالی تحصیل ہانسی ضلع حصار۔

(۶) حضرت حاجی حافظ عبداللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) حضرت حاجی حافظ نثار اللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

جیسے کئی حضرات خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

حضرت مولانا پیر عبدالسلام صاحب مدظلہ،

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۸ھ ۹۱-۱۸۹۰ء موضع مہم تحصیل گوہانہ ضلع رہتک میں ہوئی، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود عالم باعمل اور فاضل بے بدل اور صاحب نسبت بزرگ

تھے، انہوں نے پرورش و تربیت روحانی و جسمانی میں خوب نگرانی فرمائی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مزید تعلیم کے لئے رائے پور اپنے پیر بھائی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ متوفی ۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔

انہوں نے جامعہ رشیدیہ رائے پور گجراں تحصیل و ضلع جالندھر حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں روانہ فرمایا اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم حال ساکن گیارہ چک ۱۱۔ ایل گجراں متصل چیچا وطنی جانب جنوب مشرق خلیفہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے ہم سبق رہے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں تصوّف و سلوک کے اسباق شروع فرمائے اور ایک عرصہ تک حاضری نصیب رہی اور آخری وقت اکثر خلفاء کی حاضری میں خلافت و اجازت اور جانشین مقرر فرمایا، نہایت بااخلاق اور علم دوست صوفی باصفا ہیں۔ سیاست میں حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے ساتھ رہے۔ اور آج کل جو تصوّف و سلوک میں رسومات اور بدعات چل پڑی ہیں۔ ان کو ناپسند فرماتے ہیں۔ قریباً پچاسی سال کی عمر مبارک ہے، پاکستان بننے پر نوشہرہ مشرقی تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخان میں قیام فرما ہوئے۔ یہ سب حالات آپ نے ہی بیان فرمائے۔

شیخ المشائخ حضرت الحافظ القاری عبدالکریم صاحب قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا حافظ محمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع نصیر پور رانجھا میں ہوئی۔ از مضافات قصبہ مڈ رانجھا جانب مغرب، آپ خاندانی طور پر جوت بھٹی خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار اور جد امجد علمی گھرانے سے تھے۔ عالم فاضل، عالم باعمل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے کشف القبور تھا اور ساتھ ہی والد صاحب نے کچھ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ جس سے کشف میں اور تقویت ملی۔

ایک دفعہ آپ حضرت میاں بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو ایسا محسوس ہونے لگا۔

کہ مزار سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ نے والد ماجد سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کسی سے ذکر نہ

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے رائے پور ایک دفعہ دریافت کیا کہ آپ کے والد بزرگوار اور جد امجد عالم باعمل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ یہاں سہارن پور کس طرح آ گئے۔ فرمانے لگے بچپن سے ہی مجھے کشف القبور تھا۔ چھوٹی عمر میں والدین جانور چرانے لے جاتا تھا۔ اور جانوروں کو چھوڑ کر گورستان میں قبروں کے حالات دیکھنے کے لئے کسی قبر پر کبھی کسی قبر پہ بیٹھ جاتا اور جانور کھیتوں میں جا پڑتے۔ کھیتوں والے ہمیشہ والد بزرگوار کی خدمت میں میری شکایت کرتے کہ یہ جانوروں کی نگرانی نہیں کرتا۔ اور کھیت جانور خراب کر دیتے ہیں۔ اور والد بزرگوار ہمیشہ ناراض ہوتے رہتے تھے آئے دن ایسے ہی واقعات پیش آیا کرتے تھے۔

آخر ایک روز کاشت کار نے تنگ آ کر جانور پکڑ لئے اور میں بے فکری سے اپنا وظیفہ پورا کر رہا تھا۔ جب کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا تو والد صاحب کے مارنے کے خوف سے بھاگ نکلا، لاہور حضرت شیخ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب قدس سرہ عرف میاں وڈے صاحب سہروردی کے درس میں حاضر ہوا۔ وہاں جو استاد صاحب پڑھا رہے تھے ان سے پڑھنے کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا پڑھا تو میں دوں گا، لیکن روٹی کا یہاں انتظام نہیں ہے۔ میں حضرت میاں صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے استاد صاحب سے عرض کیا ہے کہ مجھے بھی قرآن مجید پڑھا دو۔ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ پڑھا تو میں دوں گا لیکن روٹی کا انتظام خود کر لو۔ تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں کل روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔

دوسرے دن ایک آدمی نے آ کر کہا کہ تو روٹی ہمارے گھر سے کھایا کرو۔ پھر مجھے خیال آیا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرنا چاہیئے کہ میرے پیر و مرشد کون ہیں، اور ان کے ہاں اگر قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے تو وہاں جا کر پڑھوں۔

چنانچہ مزار شریف پہ جا کر عرض کیا تو فرمایا یہ ہیں تمہارے پیر و مرشد۔

مجھے حضرت میاں حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب قادری مجددی سہارن پوری قدس سرہ کی زیارت

ہوئی تو عرض کیا کہ کہاں قیام فرما ہیں۔ فرمایا سبزی منڈی شہر سہارن پور میں۔

میں نے عرض کیا کہ وہاں قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا کہ پھر وہاں جا کر کیوں نہ پڑھوں۔ لیکن میرے پاس کرایہ نہیں ہے۔ فرمایا کرایہ کل کو مل جائے گا۔

چنانچہ صبح ایک آدمی آیا اور کرایہ دے گیا۔ اس وقت ریل گاڑی دہلی سے سہارن پور اور لاہور تک آتی تھی، آگے نہیں جاتی تھی، آپ ریل پر سوار ہو کر لاہور سے سہارن پور پہنچے، وہاں محلہ دریافت کر کے حاضر خدمت ہوئے، لوگ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے نکل رہے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز نفل مسجد میں پڑھ رہے تھے، باہر جوتا پڑا تھا میں نے پہچان لیا، جو شکل و صورت حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دکھائی تھی اسی کے مطابق تھی۔ اور ادب کے ساتھ بیٹھ گیا، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا آ گئے ہو، پھر کیا تھا دین کا ہو رہا۔

غرض کہ آپ کی راہنمائی کے لئے کیا کیا اسباب بنا دیئے، قرآن مجید با تجوید حفظ کیا اور ضروری مسائل اور لکھائی پڑھائی سیکھی اور ساتھ ہی ساتھ حضرت رح ..... سے بیعت ہو کر تصوف و سلوک کے اسباق شروع کئے اور عبادت و ریاضت میں سال ہا سال تک مشغول رہے، جب تصوف و سلوک اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق تمام ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وصول الی اللہ کی دولت سے مالامال فرمایا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہر چہار سلاسل قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ صابریہ، کبرویہ اور قلندریہ و مداریہ وغیرہ سلاسل میں اجازت اور خلافت سے مشرف فرمایا۔

اسی زمانہ میں آپ نے عرض کیا کہ میرا جی تعویذ لکھنے کو چاہتا ہے۔ فرمایا ہاں میرے بچے ضرور لکھا کرو اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔[1] حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رح نے رسالہ التوحید، مصنفہ حضرت مولانا مولوی عبد اللہ شاہ کرنالوی قدس سرہ متوفی ۱۳۴۲ھ میں آپ کو چھٹا خلیفہ تحریر فرمایا ہے اور اسی طرح رہنمائے طریقت مصنفہ حضرت مولانا مولوی عبد اللہ شاہ صاحب قدس سرہ میں لکھا ہے کہ آپ صاحب نعمت اور ہر ایک بجائے آفتاب حقیقت تھے۔

---

[1] ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ قلمی مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہادلنگری رح

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور مقبولین میں سے تھے۔ اپنے پیر بھائیوں سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے ملنے کے لئے کئی بار تشریف لے جاتے اور کافی عرصہ قیام فرماتے۔ ایسے ہی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے، میرے زمانہ حاضری میں رائے پور بار بار تشریف لے جاتے تھے۔

جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مدظلہ، بن حضرت قاری عبدالکریم صاحب قدس سرہ اپنی والدہ ماجدہ بنت جناب راؤ امام علی خان رائے پوری مرحوم سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد کے ایک چچا مولوی احمد یار صاحب مرحوم تھے۔ ابتداء میں والد بزرگوار سے قرآن مجید حفظ کیا کرتے، پھر جانور چرانے چلے جاتے، اور ساتھ ہی ساتھ سبق یاد کیا کرتے اور بچپن سے کشف قبور بھی حاصل تھا نو دس سال کی عمر مبارک تھی کہ والد ماجد داغ مفارقت دے گئے۔ ....

آپ کے دو اور بھائی تھے اور ہمشیرگان بھی تھیں تو آپ مزید قرآن مجید حفظ کرنے کی غرض سے بغیر بتانے کے گھر سے پیدل لاہور پہنچے اور درس حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ...... کے مزار مبارک سے بھی روحانی استفاضہ حاصل کرتے رہے۔

تقریباً تین سال تک اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ عرض کیا کہ میرے پیر کون ہیں تو انہوں نے حضرت سہارنپوری قدس سرہ کی زیارت کرائی اور کرایہ کی بشارت فرمائی، سہارنپور کی طرف روانہ ہوئے اور کسی نے پیچھے سے دوڑ کر کرایہ عنایت فرمایا، اس وقت عمر مبارک تیرہ چودہ سال کی تھی۔ اور اس وقت ریلوے لائن لاہور تک ہی تھی، یہ زمانہ ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء سے پہلے کا تھا۔ آپ سہارنپور سبزی منڈی میں مغرب کے وقت پہنچے، نماز کی جماعت ہو رہی تھی۔ آپ کے وضو کرنے تک نمازی مسجد سے نکل گئے۔ آپ نے نماز پڑھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہاں ملیں گے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں میں نماز سے فارغ ہو کر آپ کو ساتھ لے چلوں گا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بھی پہچان لیا۔ تو ادب سے کھڑے ہو گئے، مصافحہ کیا

تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے چاند تو کہاں رہا۔ تمہارا ہم انتظار کرتے رہے اور تو نے ہی ہمیں لاہور بلایا تھا۔ آپ نے عرض کیا کہ میری کیا مجال تھی وہ تو حضرت میاں وڈّے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا تھا۔

غرض کہ آپ وہیں کے ہو رہے قرآن مجید باتجوید حفظ کرنے کے بعد مزید تعلیم اور خانقاہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور بیعت ہو کر ذکر و اذکار کا سلسلہ عالیہ قادریہ، مجدّدیہ اور نقشبندیہ کا سلوک طے فرمایا اور مزید چلّے کئے۔ جب تمام سلوک طے ہو گیا۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرّف فرمایا، آپ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت اور صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ بزرگ تھے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ میں وصال فرمایا، تب گھر بھائیوں کو والا نامہ لکھا تقریباً ۲۰ سال کے بعد، بھائیوں نے آپ کی ہمشیرہ محترمہ مرحومہ کو اطلاع کی کہ وہ مخدوم علی پور مضافات لنگر مخدوم سے نصیر پور پہنچی وہاں سے پیدل کر پیدل لاہور پہنچی راستہ میں چھوٹی سی بچی تھی، بیمار ہو کر فوت ہو گئی۔ اور کسی گاؤں میں دفن کرا دی، لیکن سہارن پور پہنچ کر بھائی کی زیارت کی تب چین آیا، وہ آپ کو ساتھ گھر لائی، گویا بیس سال کے بعد گھر پہنچے۔

اس کے بعد للیانی تحصیل بھیرہ، حال تحصیل بھلوال میں شادی ہوئی، جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی پہلی بیوی کے فوت ہونے کے بعد اپنے گاؤں نصیر پور میں بھٹی خاندان میں ہوئی اس بیوی سے ایک بچی ہوئی اور اس کا بھی انتقال ہو گیا، پھر تیسری شادی، جناب راؤ امام علی خان رائے پوری مرحوم کی صاحبزادی عائشہ بی بی مرحومہ اس کی والدہ سرحد کے علاقہ کی تھیں۔ .... حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے ذریعہ سے ہوئی جن کے بطن سے ایک فرزند جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مدظلہ، ہیں۔ جب کہ والد بزرگوار کے وصال کے وقت صرف چھ ماہ کے رہ گئے تھے۔ اب تقریباً ساٹھ سال کی عمر ہے[1]۔

آپ نے حسب دستور کئی چلّے کئے مثلاً حضرت شیخ علی احمد صابر قدس سرہ کے مزار مبارک پر پیران

---

[1] ۱۳۹۵ھ میں .... [2] از جناب چودھری ماسٹر خورشید صاحب گمتھلوی زید مجدہم۔

کلیر شریف میں اور حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ کے مزار مبارک اور حضرت شیخ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ ۴۶۵ھ کے مزار پر لاہور میں اور حضرت شیخ مولانا مخدوم برہان الدین قدس سرہ کے خلیفہ اور شاگرد حضرت میاں بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نصیر پور رانجھا کے مزار پر، جو سلسلہ سہروردیہ کے مشہور بزرگ دسویں گیارہویں صدی کے مشائخ کبار سے تھے۔

غرض کہ آپ نے بہت سے بزرگوں کے مزارات مبارکہ سے بھی استفاضہ فرمایا، آپ صاحب نسبت اور صاحب کشف وکرامات اور عامل کامل بزرگ تھے۔

آپ کا حلقہ ارادت سہارن پور شہر اور ضلع اور یوپی اور میرٹھ، اور مشرقی پنجاب میں بہت ہی وسیع تھا۔ اپنے علاقہ میں ہمیشہ اخفاء رکھا بہت کم کسی کو بیعت فرماتے تھے، بلکہ آپ کے ایک شاگرد جناب حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ، ساکن ٹھٹھ بیریاں فرماتے ہیں میں آپ کے ہمراہ ایک دورہ میں رہا، سہارنپور رائے پور اور مضافات، اور میرٹھ اور انبالہ وکرنال مشرقی پنجاب میں بہت وسیع حلقہ تھا۔ لیکن واپسی پر مجھے منع فرمادیا کہ کسی کو مت بتانا کہ ان کے مرید ہیں اور پیری مریدی کرتے ہیں۔

آپ نے نصیر پور میں مدرسہ تعلیم القرآن کھولا تھا اور جناب قاضی نبدو صاحب مرحوم آپ کی وفات تک حفظ وناظرہ کی تعلیم دیتے رہے اور خود بھی سنتے اور پڑھاتے رہتے تھے۔

حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرمایا ایک دفعہ رئیس کا انتقال ہوگیا، ان کے ورثاء میں ترکہ تقسیم کرنے کے سلسلہ میں جھگڑا ہوا تو وہ آپ کو لے گئے، آپ کو معلوم ہوا کہ ایک بھینس مُردہ ہے اور اس کو کُتے چاروں طرف سے نوچ رہے ہیں۔ اور کسی مولوی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ۔

آپ نے فرمایا یہی ہے کہ یہ ہی ورثا کتّوں کی طرح جھگڑ رہے ہیں۔

آپ ایمان کے اقسام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک قسم ایمان کی یہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا

...اللہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ۔ (الآیۃ) :۔ یہ قسم ایمان کامل کی ہے۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب پانی پت کے رہنے والے بہت متقی اور عابد بزرگ تھے، جمعہ کے ... منبر کے پاس آکر بیٹھ جاتے اور پندرہ پارے قرآن مجید کے تلاوت کرتے، ہمیشہ کا معمول تھا، ان ... انتقال ہوا تو قادیانیوں نے کہا کہ وہ آگ میں جل رہے ہیں، مسلمان گھبرا گئے تو آپ کو وہاں ... پت لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں، مولوی صاحب تو بڑے کامل ایمان بزرگ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا میں داخل ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قبرستان ... مجھے قبروں پر چار بندر بیٹھے نظر آئے میں نے لاٹھی لے کر مارنے کا ارادہ کیا اور دوڑا تو وہ قبروں ... گھس گئے، معلوم ہوا کہ یہ ارواح ہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ آپ کے بلند واقعات بیان فرماتے تھے، اور فرماتے تھے، ... یہ برکات ذکر ہیں۔

حضرت مولانا محمد خلیل بن مولانا قائم الدین رحمۃ اللہ علیہما[۱] حج وزیارت حرمین الشریفین کے لئے ... ضر ہوئے، راستہ میں گر گئے اور بے ہوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، جس میں حضور ... لی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو سلسلہ قادریہ ... ذکر تلقین کر دو۔ انہوں نے تعمیل حکم میں ذکر تلقین فرمایا توجہ سے واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ عرصہ ... کے بعد جذب کا غلبہ ہو گیا۔ تو آپ کی خدمت میں حاضر کئے گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ ذکر اور توجہ حضرت ... علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے۔ تو ان سے کوئی بڑھ کر ہو تو مولوی صاحب کو جذب سے نکالے، لیکن ... بے فکر رہو یہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ٹھیک ہو گئے تھے۔

حضرت حافظ محمد یعقوب صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ آپ کو کئی لوگ اپنے ... کی قبروں پر لے جاتے، تو آپ فرماتے یہ قبر فلاں ولد فلاں کی ہے۔ اس کی قوم اور اس کا پیشہ تک بیان فرما دیتے تھے، اور ان کے والد یا کسی بزرگ کی قبر فرماتے یہ ہے، تو دریافت کرنے والے شرمندہ ہوتے اور اقرار کرتے کہ ہمیں یاد نہیں رہا، واقعی آپ صحیح فرماتے ہیں۔

[۱] ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

حضرت سوندھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار فرماتے تھے، آپ کے کشف سب کے سب صحیح پائے ہیں، لیکن خدا معلوم کیا بات ہے آپ اپنی زندگی کے متعلق جو فرماتے تھے، وہ پورا نہ ہوا اس سے پہلے ہی وصال ہو گیا۔

آپ کے پوتے جناب احمد بخش صاحب سلمہٗ، تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نصیر پور کلاں کا سخت بیمار تھا، کئی حکماء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اسے حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اسے شفاء کاملہ عاجلہ عنایت فرمائے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تندرست ہو جائے گا۔

اسی رات کے آخری حصہ میں وہ خود بخود چارپائی سے اُٹھ کر کمرہ میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا، اس سے پوچھا کہ تم تو چارپائی سے اُٹھ نہیں سکتے تھے، اس نے کہا کہ یہاں قاری صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ چارپائی سے اُٹھ اَب تو تندرست ہو گیا ہے، اسی وقت سے میری تمام بیماری اور تکلیف جاتی رہی کہ گویا بیمار ہی نہ تھا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ آپ جنات کے بادشاہ تھے، کوئی بھی جن آپ کے سامنے دم تک نہ مار سکتا تھا ایک دفعہ سہارنپور میں ایک لڑکی کو سایہ کی تکلیف ہوئی کہ تمام عامل اور بزرگ اور اس وقت کے درود گنڈا تعویذ کرنے والے عاجز آ گئے۔ آخر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ تشریف لے گئے، اس وقت سایہ اور جنات کی تکلیف جاتی رہی، بیمار لڑکی تندرست ہو گئی جن جل گیا پھر آپ چند دوستوں اور مریدوں کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور وہاں انہیں دکھایا کہ یہ جن جنات کے بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اور یہ تمام جنات اس کا ماتم کر رہے ہیں، اور دوسری طرف بہت سے بزرگانِ دین اور فرشتوں کی جماعتیں کھڑی ہیں اور زبانِ حال سے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر تم نے قاری صاحب سے ذرہ بھر بھی کوئی شرارت یا تکلیف دینے کی کوشش کی تو تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔

غرض کہ آپ صاحب عبادت و ریاضت عامل کامل اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔

۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء اپریل و مئی میں طاعون پڑا، ہمدردی اور ایثار کا جذبہ بہت زیادہ تھا

وقت بیماروں کی دیکھ بھال اور فوت شدہ کی نماز جنازہ اور ان کی قبروں اور دفنانے میں لگے رہتے تھے۔
اسی بیماری میں آپ کی شہادت ہوئی، مزار مبارک نصیر پور کلاں رانجھا میں ہے، جو مڈھ رانجھا سے مغرب و شمال کی طرف چار میل کے فاصلہ پر ہے، اور جو کوٹ مومن تحصیل بھلوال سے مڈھ رانجھا کو سڑک جاتی ہے چک میانہ سے آگے موضع جالپ سے شمال کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت حکیم سید امیر الحسن شاہ صاحب سہارنپوری قدس سرہ المعروف حکیم بولات تھے۔ جن کے خلیفہ حضرت صوفی برکت علی صاحب مدظلہ ہیں۔ سالار والا تحصیل لائل پور میں بڑی خانقاہ اور دار العلوم تعلیم القرآن، اور جامع مسجد تعمیر کرائی، بڑی مقبولیت کے مالک ہیں۔ ایک بہت بڑا کتب خانہ اور غرباء کیلئے شفاخانہ کھولا ہے۔

(۱) حضرت سوندے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری۔

آپ کے فرزند حضرت حافظ محمد یعقوب صاحب مدظلہ ہیں جن کے ننھیال رائے پور کے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں (۱) جناب محمد اسلم صاحب

(۲) جناب محمد افضل صاحب۔

(۳) جناب احمد بخش صاحب۔

(۴) محمد ریاض سلمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

آپ صاحب جائیداد ہیں، چار پانچ مربع زمین کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔

حضرت مولانا فیض محمد صاحب قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مصطفیٰ آباد ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں ہوئی، آپ کی قوم و برادری و خاندان ارائیں خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپکے والد ماجد صاحب علم و فضل اور صاحب جائیداد بزرگ تھے، آپ نے تعلیم میرٹھ شہر میں پائی، پھر دہلی میں مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث سے سند حدیث حاصل فرمائی، اس کے بعد وطن تشریف لے آئے۔

آپ غیر مقلدوں سے بہت متاثر تھے، بلکہ متشدد اس لئے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، جناب شیخ اکبر

صاحب مصطفیٰ آبادی رحمتہ اللہ علیہ، مصطفیٰ آباد کے رہنے والے صاحب علم وفضل اور صاحب ثروت بزرگ تھے کسی ریاست میں ڈل افسر مقرر تھے، اور حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ کے خاص خادمین ومریدین میں سے تھے۔ اکثر حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے والے تھے، ایک دفعہ آپ ریاست سے گھر واپس تشریف لائے تو سنا کہ اپنے قصبہ کے ایک مولوی صاحب فارغ التحصیل ہو کر آئے ہیں آپ کے ملنے کے لئے تشریف لائے آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے، باتوں باتوں میں تصوّف وسلوک کی طرف ترغیب دلائی، آپ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی لیکن وہ بار بار رغبت دلاتے رہے، آخر ایک روز سخت مجبور کر کے جبراً حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ متوفی ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ کے آستانہ پر لے کر حاضر ہوئے اور مجلس والے مکان کے باہر ہی بٹھا دیا۔ جناب شیخ صاحب حاضرِ خدمت ہوئے اور مصافحہ و ہدیہ سلام مسنون عرض کیا۔ فرمایا کب آئے؟ عرض کیا کہ حضرت ریاست سے گھر آیا تھا، زیارت کے لئے حاضر ہوا، فرمایا آپ تو آ گئے اور مولوی فیض محمد کو باہر بٹھا دیا، شیخ صاحب آپ کو بلا کر لے گئے، حضرت رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش طبعی میں ملے، مصافحہ سے مشرّف فرمایا اور بہت کچھ دریافت حال فرماتے رہے اور ارشادات عالیہ سے مشرّف فرماتے رہے رات کو ایک مخصوص جگہ فرمایا کہ مولوی صاحب وہاں لیٹ جانا، آپ اسی جگہ پر لیٹ گئے، رات خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش اور سفید لباس پہنے ہوئے ایک بزرگ ہیں، ہاتھ میں چمٹا ہے اور آپ کے اردگرد بہت چوہے ہی چوہے ہیں، وہ بزرگ چمٹا سے پکڑ پکڑ کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال رہے ہیں جب وہ ختم ہو گئے آپ کو چمٹا سے پکڑ کر تنور میں ڈالنے لگے، تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت جانوروں کو کیوں جلا رہے ہیں۔ یہ کس حدیث میں لکھا ہے کہ زندہ جانوروں کو جلایا جائے۔ میں تو آخر انسان ہوں، وہ فرمانے لگے انسان نہیں ہے تم تو غیر مقلدوں کی باتیں لے کر بزرگوں پر تنقید کرتا ہے۔

پھر آپ نے عرض کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں، فرمایا کہ میں سعدی ہوں، اس سے آپ سخت پریشان ہوئے اور جب صبح مجلسِ مبارک میں حاضری ہوئی، تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فضائل تقلید پر بیان فرمایا کہ آپ حیران رہ گئے اور ارشادات عالیہ کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ شیخ اکبر سے کہا کہ مجھے بیعت کرا دیجئے۔

انہوں نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مولوی فیض محمد صاحب بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما لیا۔ آپ بیعت سے مشرف ہو کر عبادات و ریاضات و مجاہدات ذکر و اذکار میں مصروف ہو گئے۔ اور سخت سے سخت مجاہدے فرمائے۔ کہ آپ کے مجاہدے اور ریاضات ذکر و اذکار لوگوں میں مشہور ہو گئے۔ جب تصوف و سلوک کے اسباق مکمل ہو گئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا، آپ نے اپنے قصبہ میں خانقاہ قائم فرمائی اور آستانہ عالیہ قادریہ کی طرح مدرسہ قائم فرمایا۔ جس میں آپ خود، درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے، آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا، دور دور تک کے لوگ حاضر ہوتے اور بہت سے لوگ ظاہری و باطنی علوم سے مشرف ہوئے۔

آپ صاحب تصوف بھی تھے، آپ نے تصوف و سلوک میں اور اپنے حالات و واقعات و واردات لکھے اور معمولات اور عملیات و تعویذات تحریر فرمائے اس کا نام سراج الفیض رکھا، اس کو طبع کرایا، لیکن حوادثات زمانہ میں نایاب ہو گئی اور ایک قلمی بیاض بھی تھی وہ بھی ضائع ہو گئی ہے، آپ کا بڑا کتب خانہ تھا جو تقسیم کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔ آپ کا سن و تاریخ ولادت و وصال نامعلوم ہے۔ آپ کے دو خلفاء حضرات کے اسمائے گرامی ملے ہیں۔ مزار مبارک مصطفیٰ آباد میں ہے۔

(۱) حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند خود۔

(۲) حضرت صوفی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دو دھیڑو کلاں پرگنہ چرتھاول ضلع مظفر نگر انڈیا۔

حضرت مولانا الحاج عبداللطیف صاحب سیفی قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۷ء میں حضرت مولانا قاری فیض محمد صاحب بن حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں مصطفیٰ آباد تحصیل جگادھری میں ہوئی، ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے اور علاقہ کے دوسرے اساتذہ سے حاصل کی۔ پھر سہارنپور شہر میں مدرسہ مظاہر العلوم میں حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب چشتی صابری قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حدیث کی تکمیل کی اور حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا رشید احمد صاحب چشتی صابری، قادری، نقش بندی، اور سہروردی مجددی گنگوہی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کی زیارت سے مشرف ہوئے

پھر لاہور تشریف لائے اورنٹیل کالج لاہور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب حنفی ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۹ھ فرزند مولوی صابر علی صاحب ٹونکی مرحوم کی خدمت میں مولوی فاضل اور منشی فاضل کیا۔ پھر مڈل سکول میں عربی ٹیچر رہے، اور کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ حمیدیہ میں جو حمائیت اسلام شیرانوالہ کی ایک شاخ تھی اس میں بھی پڑھاتے رہے۔

پھر مدرسہ نعیمیہ لاہور میں صدر مدرس رہے، جس کی بنیاد ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۸ء میں خان بہادر مولوی محرم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے ڈالی، یہیں آپ سے حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ھ پڑھتے رہے، جو آپ کے خاص الخاص تلامذہ میں سے تھے،

پھر آپ لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور مسجد فتح پوری میں استاد مقرر ہوئے، پھر صدر مدرس بنائے گئے، حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور ساکن کٹھالہ شیخاں تحصیل پھالیہ کو ہمراہ لے گئے تھے، دہلی میں بھی آپ سے پڑھتے رہے، استاد شاگرد کے مابین بہت پیار و محبت و شفقت تھی، آپ دہلی سے ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں واپس گھر آ گئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ صدر مدرس مقرر فرمایا۔

آپ نے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کو سنبھالا جس میں قرآن کے حفظ و ناظرہ کا درجہ تھا، اور اردو کی لکھائی پڑھائی، حساب کتاب بھی ساتھ ساتھ پڑھاتے تھے اور ساتھ ہی وعظ و نصیحت تبلیغ و اشاعت اسلام اور ارشاد و تلقین شریعت و طریقت اور تصوف و سلوک سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول و مصروف رہتے جس کی اجازت و خلافت و سجادہ نشینی اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

آپ کا بڑا کتب خانہ تھا جس میں ہر فن کی کتابیں تھیں جو ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۷ء میں تقسیم پنجاب کی وجہ سے ضائع ہو گئیں۔ آپ پاکستان تشریف لائے، آپ کے یار دوست اور شاگردوں کی خاصی تعداد اکال گڑھ جس کو آج کل علی پور چٹھہ کہتے ہیں جو گوجرانوالہ سے شمال مغرب میں ۲۸ یا تیس میل کے فاصلہ پر وزیر آباد لائل پور لائن پر واقع ہے۔ آباد ہوئے آپ کو بھی وہ وہیں لائے، وہاں ایک مدرسہ قائم فرمایا

جس کو مدرسہ انوار العلوم کہا جاتا ہے۔ کافی عرصہ تعلیم اور ارشاد و تلقین فرماتے ہوئے بروز ۶ر شوال ۱۳۸۶ھ ۱۸ر جنوری ۱۹۶۷ء میں دو بجے دن بعمر ۷ سال وصال فرمایا، مزار مبارک متصل مسجد بھٹی والی مدرسہ انوار العلوم کی جانب جنوب میں واقع ہے، علی پور چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

آپکی اولاد حضرت مولانا مولوی محمد حنیف صاحب سیفی مدظلہ، اپنے والد ماجد کے شاگرد، مولوی فاضل عالم فاضل بی اے بی ٹی، مدرس، مدرسہ اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ لوئر مال لاہور، مکان نمبر ۱ رتن چند روڈ نیا میو ہسپتال، مسجد مائی لاڈو کے متصل جانب مغرب بر لب سڑک لاہور میں قیام فرما ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سلیم پوری نقش بندی متوفی ۱۳۷۵ھ مرید و خلیفہ حضرت مولانا ابو سعد احمد خان صاحب نقش بندی مجددی متوفی ۱۳۶۰ھ قدس سرہ سے خاص تعلق تھا۔ اس لئے ان کے سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی سے بیعت کرایا، الحمدللہ آپ باشرع، عالم فاضل بزرگوں کے معتقد اور مہمان نواز ملنسار بزرگ ہیں،

(۲) جناب ماسٹر میاں محمد افضال صاحب زید مجدہم ساکن علی پور چٹھہ مدرس سکول سکھیکی منڈی ضلع گوجرانوالہ (۳) جناب محمد اقبال صاحب زید مجدکم ریلوے میں ملازم ہیں۔ رشتہ داروں میں جناب حکیم عبداللطیف صاحب علی پور چٹھہ میں قیام فرما ہیں۔ [1]

(۱) شاگردوں میں جناب صوفی محمد امیر حسن صاحب زید مجدہم پکی ڈیوڑھی علی پور چٹھہ میں رہتے ہیں۔

(۲) جناب مولوی محمد یامین صاحب مصطفیٰ آبادی متوفی مرحوم بروز جمعہ ۹ر شعبان ۱۳۹۱ھ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے پاس آپ کی کتابیں تھیں، مثلاً سراج الفیض اور قلمی بیاض اور دوسری دینی کتابیں ان کتابوں کے شوق میں راقم علی پور حاضر ہوا، لیکن مولوی صاحب مرحوم سخت بیمار تھے اور اسی بیماری میں انتقال ہو گیا تھا، ان کے فرزند جناب ملک محمد اسلم صاحب مصطفیٰ آبادی ہیں ان سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی دوبارہ حاضری نہ دے سکا۔

---

[1] یہ سب حالات حضرت مولانا محمد حنیف صاحب سیفی کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔

حضرت مولانا فتح محمد صاحب مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ

آپ کی تاریخ ولادت میسّر نہیں ہوسکی، آپ صاحب علم وعمل وفضل بزرگ تھے، حضرت مولانا قاری فیض محمد بن حضرت مولانا کریم بخش صاحب مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ داروں اور خاندان سے تھے، اور ایک بزرگ کے فرزند تھے اور مصطفےٰ آباد کے نمبردار بھی تھے، اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد نمبردار مقرر ہوئے، آپ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی، سہارنپوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور تصوف وسلوک میں مشغول ہوئے، ذکر واذکار میں مرمٹے، حتیٰ کہ بارگاہ رحیمی سے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے، بڑے خدا پرست بزرگ تھے، آخر عمر میں نمبرداری وغیرہ ترک کر کے گوشہ نشین ہوگئے تھے، اپنے باغیچہ میں ایک خلوت خانہ بنا کر اس میں اللہ، اللہ کرتے رہتے تھے، بہت سخی تھے، کئی حاجت مند، مقروض، تنگ دست اور کئی بچیوں کی شادی وغیرہ کے لئے حاضر ہوتے اور اپنی حاجت عرض کرتے تو آپ اپنا رومال یا چھڑی عنایت فرماتے اور فرماتے کہ فلاں مہاجن کو دکھا کر کہنا، کہ اتنی رقم دے دے، آپ کے حکم کے مطابق وہ مہاجن رقم دے دیتا تھا، آپ اس سلسلہ میں کافی مقروض ہوگئے تھے، آپ کے وصال کے بعد وارثین نے یہ قرض ادا کیا، آپ کے فرزند جناب نوازش صاحب مرحوم تھے، ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) جناب عبدالکریم صاحب۔

(۲) منشی رحیم بخش۔

(۳) جناب نانون صاحب رحمۃ اللہ علیہم

جو حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ جانشین درگاہ رحیمیہ سہارنپور کے فیض یافتہ تھے اور اجازت وخلافت سے مشرف تھے۔ آپ کے برادرِ عزیز جناب میاں بھّن صاحب مرحوم تھے ان کے ...... فرزند حضرت مولانا سعدالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے فرزند حضرت مولانا نصیرالدین صاحب قادری مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرتِ اقدس مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ، جن کا تذکرہ پہلے

اوراق میں موجود ہے۔

آپ کے پوتے ..... جناب ماسٹر حاجی نجیب الدین صاحب بی اے، بی، ٹی بن جناب عبدالکریم صاحب مرحوم، شاگرد داور داماد مولانا الحاج عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آبادی متوفی ۶، شوال ۱۳۸۶ھ ۱۸، جنوری ۱۹۶۷ء ہیں جو مرید عم محترم حضرت مولانا ضیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء، خلیفہ حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد امیر باز خان قدس سرہ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ؒ ..... کھارون والوں سے فیض پایا، ان کے وصال کے بعد حضرت حاجی خلیفہ ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز جمعرات ۱۰، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ ۲، اکتوبر ۱۹۶۰ء سے فیض یاب ہوتے رہے، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن ریڑھی محی الدین پور و تحصیل و ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے ماسٹر صاحب آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں، زیادہ معلومات نہیں عنایت فرما سکے۔

حضرت الحاج الحافظ القاری مولانا مولوی نور محمد صاحب قادری لدھیانوی قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت حافظ علی محمد صاحب بن محکم بن جیون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع مانگٹ تحصیل و ضلع لدھیانہ میں ہوئی، آپ کے جد امجد کا اسم گرامی محکم بن جیون ہے، میرے ناقص خیال میں محکم الدین ہونا چاہیئے، عوام لوگ اکثر ادھورا نام بولتے ہیں، ہمارے علاقہ میں ایسے اکثر نام محکم الدین ہی ہیں چونکہ حضرت قاری احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت مولانا نور محمد صاحب قدس سرہ نے ایسا لکھا ہے ہم نے بھی ایسا درج کر دیا۔

آپ ارائیں برادری کے چشم و چراغ تھے آپ کے آباؤ اجداد کا پیشہ روزگار کاشت کاری تھا، آپ کے والد ماجد خود بھی حافظ تھے۔ دینداری کی طرف رغبت تھی اس لئے آپ کو حفظ کلام اللہ میں لگا دیا حفظ کے بعد ابتدائی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، مزید تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حاضر ہوئے وہاں حضرت مولانا محمد مظہر صاحب بن لطف علی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۳۰۲ھ حضرت مولانا احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۲۹۵ھ حضرت مولانا سعادت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منتظم متوفی ۱۲۸۳ھ اور حضرت مولانا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ، حضرت

مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۵ھ اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۴ھ خلیفہ شیخ المشائخ الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ متوفی ۱۳۳۱ھ جیسے اساتذہ کرام سے بقایا درسی کتابیں اور سند حدیث حاصل کی اور علوم مروّجہ کی تکمیل کی۔ اور حضرت اقدس الحاج الحافظ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ متوفی ۱۳۳۷ھ خلیفہ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سہارنپوری قدس سرہ آپ کے ہم سبق تھے۔ شائد لدھیانہ میں بھی مدرسہ عربی اللہ والے ہیں حضرت مولانا شاہ محمد صاحب بن حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے پاس ہم سبق رہے ہوں، سہارنپور میں آپ کا قیام مسجد بخارا میں رہا اور سبق مظاہر العلوم میں پڑھتے تھے۔ گویا تینوں حضرات آپس میں دوست اور محبت اور شفقت اور بے تکلف تھے، اور تینوں ایک ہی مرشد ارشد کے خلیفہ ہوئے۔

بہرحال آپ بزمانہ تعلیم یا بعد از تعلیم حضرتِ اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سہارنپوری قدس سرہ سے بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق شروع فرمائے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے، جب منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ تعلیم القرآن کے ناظم آپ ہی تھے، آپ کو تعلیم دینے کی اچھی مشق تھی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۳۱ھ میں ہوا تو آپ نے لدھیانہ میں مدرسہ حقانی کی بنیاد ڈالی، جس میں مروّجہ تعلیم کے ساتھ حفظ قرآن و تجوید اور فقہ و حدیث و تفسیر اور عربی کا نصاب اور فارسی مڈل کے درجہ میں اور اردو پرائمری کے درجہ میں رکھی گویا تمام تعلیم مروجہ کی تکمیل کے لئے انتظام فرمایا، آپ کی موجودگی میں عرصہ تک کامیاب رہا۔ پرائمری کا معائنہ انسپکٹر مدارس انگریزی سے کراتے اور دینیات عربی و فارسی کا معائنہ مولوی مشتاق احمد صاحب مرحوم عربی ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ سے کراتے تھے۔ جن کا اصل وطن ہندوستان تھا

یہ مدرسہ شہر کے کنارے پر تھا، پرائمری درجہ باغ سردار محمد خان مرحوم میں اور ساتھ ہی مسجد پہلے کی تھی جس کو آباد فرمایا اور مڈل کا درجہ کمیٹی کی جگہ بواسطہ جناب حکیم مولوی پیرجی احمد شاہ صاحب

ٹوہانوی مرحوم سیکرٹری کمیٹی شہر نے لے کر دی، اس میں عمارت تعمیر کی گئی۔

لیکن مدرسہ کی کمیٹی میں روسا شہر تھے ان میں اکثریت اِن لوگوں کی تھی جن کا دینی پہلو کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا کسی دینی امور پر ان لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا جس کی وجہ سے آپ مدرسہ سے دست بردار ہو گئے اور آپ کی علیحدگی سے بڑا نقصان یہ ہوا، کہ دینی، عربی، فارسی مدرسہ سے ختم کر دی گئی، صرف پرائمری اور مڈل سکول رہ گیا اور نام بھی بدل گیا بجائے مدرسہ حقانیہ کے اسلامی مدرسہ ہو گیا، جیسے آج کل اسلامیہ سکول اور کالج ہیں کلمہ نماز تک نہیں سکھایا جاتا، آپ کو مدرسہ سے سبکدوش ہوئے تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفہما کا ارادہ کیا، تو آپ کو بھی ہمراہ لے گئے، بہت بڑا قافلہ تھا، اسی سفر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ بھی ساتھ تھے، اور اسی سفر حجاز میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا، یہ سفر بابرکت ۱۳۲۵ھ میں کیا تھا. واپسی پر آپ کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل وہیں رائے پور بلا لیا، وہاں مدرسہ فیض ہدایت کی ایک شاخ قصبہ رائے پور میں کھولی جس میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ پڑھایا جاتا، اس وقت قصبہ کی حالت دینداری کے لحاظ سے کچھ اچھی نہ تھی، جامع مسجد میں کسی بزرگ کا عرس اور قوالی ہوتی تھی۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی برکت اور آپ کی کوشش و ہمت اور توجہ سے رفتہ رفتہ لوگوں کی اصلاح ہوئی، جامع مسجد سے قوالی موقوف ہوئی اور دوسرے محلہ چوہتائی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آپ کی مساعی جمیلہ سے کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے بھی موقوف ہو گئی۔ یہ آپ کے اخلاص کی برکت اور کرامت تھی تا وصال حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وہیں قیام رہا. حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور برکت سے علاقہ یو۔پی، پنجاب کے علاقوں میں مثلاً ضلع انبالہ، ضلع کرنال میں سلسلہ تعلیم القرآن کریم، حفظ ناظرہ اور اردو لکھائی پڑھائی کے مکاتب کثرت سے جاری ہو گئے، اُن کا معائنہ اور نگرانی آپ کے سپرد تھی، اور بعض جگہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خود بھی ساتھ جاتے،

حضرت پیرجیؒ قاری مولوی مغیث الدین صاحب ساڈھوروی اور حضرت حکیم مولوی عمردراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو فتح پور ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے، بھی آپ کے ہمراہ جاتے، تقریباً نو سال تا وصال حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رائے پور میں قیام رہا۔

آپ نے ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں واپس لدھیانہ آکر مدرسہ ام المدارس تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔

نیرد آنکہ ماند پس از وے بجا   مکاتیب درس کلام خدا

چنانچہ آپ نے رمضان ۱۳۳۸ھ اپریل ۱۹۲۰ء میں کوٹھی شہزادہ ہمدم برلب سڑک شاہزادہ شہر لدھیانہ میں باقاعدہ طور پر مدرسہ شروع فرمایا، شہزادہ صاحب مرحوم نے بلا کرایہ کوٹھی آپ کے سپرد فرمائی جس کا رقبہ ۲۲۰۰/- گز مربع تھا، اللہ تعالیٰ شہزادہ صاحب مرحوم کو اجر عظیم عنایت فرمائے، اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، تقریباً ۱۴ برس تک مدرسہ وہیں رہا، کیوں کہ بعد میں شہزادہ صاحب مرحوم کی ملکیت سے کوٹھی نکل گئی تھی اس کے پاس مقابل زرعی زمین خرید کر مدرسہ تعمیر کر لیا گیا یہ ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے اور ساتھ ہی ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کی گئی اور ساتھ ہی سلسلہ تعلیم المعلمین کی ایک جماعت قائم فرمائی کہ قرآن کریم کے حافظوں اور ناظرہ خوانوں کو نورانی قاعدہ عم اردو، حساب خوشخطی سکھانے پڑھانے کا طریقہ سکھایا جاتا تھا۔

پارہ عم حفظ اور ضبط کا انتظام اور مدرسہ کا طریقہ تعلیم سکھایا جاتا تھا کہ یہاں سے فارغ ہو کر کسی مدرسہ میں پڑھائیں یا اپنا مدرسہ قائم کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ لڑکیوں کا تعلیمی انتظام فرمایا، قرآن کریم، نماز، روزہ کے مسائل، عقائد کی تصحیح اور لکھنا، پڑھنا پہلے درجہ کے مطابق پرائمری تک تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میرا اس مدرسہ کے کھولنے کا مقصد اور منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑکے اور لڑکیاں صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ نماز، روضہ اور وضو کا طریقہ مسجد میں استادوں کی نگرانی میں سکھایا جاتا تھا، طریقہ تعلیم نہایت آسان اور بچوں کی دلچسپی کا باعث اور طبی اصولوں کے مطابق وقت تھوڑا کام زیادہ اور تعلیم کے وقت زدوکوب کی ضرورت نہیں پڑتی، یہی ہماری ترقی اور کام

کا باعث ہے۔ جو مدرسے چالیس سال پہلے تھے ان میں یہ رونق نہ تھی، تمام طالب علموں کے لئے کھانا و رہائش، معہ نقد وظیفہ مدرسہ کی طرف سے ہوتا تھا۔

مدرسہ کی طرف سے کوئی چندہ کرنے والا سفیر نہ تھا اور نہ آپ چندہ جمع کرتے، کوئی خود بخود دیتا تو اس کو مدرسہ کے لئے یا سفر و حضر میں اگر کوئی آپ کی خدمت کرتا تو اپنے لئے قبول نہ فرماتے بلکہ مدرسہ کے لئے قبول فرماتے مدرسہ کا خرچ بہت بڑھ گیا تھا، اپنا خرچ بھی تھا، مگر آپ بے فکر رہتے اور کوئی تردّد نہ فرماتے سب خرچ اپنے وقت پر پورے ہو جاتے۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں ایک کلاس صنعت و حرفت کی شروع فرمائی جس میں ہوشیار بچے دوسرے بچوں کو چھریاں بنانا سکھاتے، اپنے صاحبزادے الحاج حافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ماسٹر مقرّر فرمایا۔ آپ کا طریقۂ تعلیم بہت مقبول تھا۔ سب پیر بھائیوں نے اور حضرت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت تعریف فرماتے تھے اس سلسلہ میں بہت تصانیف بھی فرمائیں۔

(۱) قاعدہ نورانی عربی خورد و کلاں۔
(۲) نقشہ حرفی مفردات جلی قلم۔
(۳) نقشہ حرفی و مرکبات۔
(۴) نورانی قاعدہ اردو خورد و کلاں۔
(۵) اسلام کی پہلی کتاب
(۶) نماز مترجم منظوم معہ شش کلمہ و صفت ایمان۔
(۷) رسالہ بے نمازاں مع گناہ کبیرہ۔
(۸) کنز المصلّی۔
(۹) رسالہ عظمت القرآن۔
(۱۰) اخلاق تعلیم۔
(۱۱) عقد انامل دس ہزار تک انگلیوں پر گنتی کا مسنون طریقہ۔ (۱۲) رسالہ تعلیم المعلّمین (حصہ اوّل و دوم)۔

---

(۳۶۵) آپ نے ۲۲ صفر ۱۳۷۱ھ ۲۱ نومبر ۱۹۵۱ء بروز جمعرات بعد اذان فجر اس دارِ فانی سے دار البقا کی طرف کوچ فرما گئے، رحمۃ اللہ علیہ ورحمۃً واسعۃً مزار شرقپور میں ہے۔

بعدہ آپ کے فرزند حضرت مولانا قاری عبد الحمید صاحب مہتمم مدرسہ ہوئے، اور ۱۹ ذیقعد ۱۳۷۹ھ ۱۶ مئی ۱۹۶۰ء میں ام المدارس گلبرگ نمبر ۸ لائلپور میں، مدرسہ اور مسجد کی سنگِ بنیاد اکابرین کے دست مبارک سے رکھا گیا، حضرت قاری صاحب خود فاضل دیوبند ہیں، اللہ تعالیٰ زندگی دراز فرمائے، خلفاء

یہ بہت مفید نصاب تعلیم ہے جو خانقاہ رحیمیہ سہارنپور میں اور اس سلسلہ کی دوسری خانقاہوں میں رائج رہا، اور اب سب قاری حضرات اس کو اپنا رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ندوی نے اپنی مشہور تصنیف نزہۃ الخواطر جلد نمبر ۸ میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ مجلس مبارک میں اکثر بیان فرماتے تھے۔ اور ایک عرصہ تک اکٹھے بھی رہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ آپ تقریباً نو سال رائے پور میں رہے، چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ آپ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے، عموماً قرض دار اور اولاد سے بھی محروم تھے۔

ایک دفعہ تخلیہ میں حاضر ہو کر حضرت میاں صاحب الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب کیا بات ہے، کیوں روتے ہو، عرض کی حضرت میں صبح شام دیکھتا ہوں کہ حاجت مند حضرات حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی قرض کے لئے، کوئی فراخی رزق کے لئے، کوئی اولاد کے لئے کوئی مایوس العلاج مریضوں کے لئے عرض کرتے ہیں اور اپنے اپنے مقصود پاکر ہر حاجت مند آستانہ عالیہ سے واپس جاتا ہے۔ تو میں بھی تنگی معاش کی وجہ سے قرض سے زیر بار ہوں۔ اور اولاد نرینہ سے بھی محروم ہوں، فرمایا انشاء اللہ قرض بھی نہ رہے گا تنگی معاش بھی نہ ہوگی اور ایک لڑکا ہوگا، حافظ و عالم اور دوسرا بھی حافظ و عالم، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نماز باجماعت، تہجد، اشراق و چاشت اور اوابین وغیرہ بڑی پابندی سے ادا فرماتے، اور ذکر و اذکار، مراقبہ و شغل میں ہمہ وقت مشغول رہتے۔ تلاوت قرآن پاک باقرأت تلاوت فرماتے۔

ایک دفعہ اپنے چھوٹے صاحبزادہ کو بعد نماز ظہر سے عصر تک تین، چار پارے قرأت سے سنائے، پڑھتے ہوئے صاحبزادہ کو سنانے کے مضمون پر ہاتھ سے اشارہ اور آہستہ سے زبان سے کچھ کہتے جاتے تھے، آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے، سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ اور مجددیہ کے اوراد و وظائف اور تعلیمی سلسلہ میں اتنا انہماک اور محویت تھی کہ گھر بار کچھ یاد نہ تھا، حتیٰ کہ آپ کی جدی جائیداد دریا برد ہو

۔اور پھر اس کے بدلہ میں زمین ملی تو وہ برادری اور عزیزوں میں تقسیم فرمادی۔اور خود تنگی و ترشی سے
ندگی بسر فرمائی۔

بروز بدھ ۹ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ یکم جولائی ۱۹۲۵ء کو آپ کی طبیعت ناساز ہوئی، کبھی کبھی بخار معمولی
نے لگا۔ چلتے چلتے طبیعت زیادہ خراب ہوتی گئی۔

۲۲ ذوالحجہ ۱۴ جولائی سے پہلے اپنی تمام جائیداد غیر منقولہ مدرسہ کے نام وقف فرمادی، اور اس کا متولّی
چھوٹے صاحبزادے الحاج الحافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مقرّر فرمایا اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۴ جولائی
اپنے شاگردوں اور روساء شہر کی موجودگی میں مدرسہ کا تمام نظم و نسق سپرد فرمایا۔

بروز بدھ بوقت ۹ بجے ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء ۱۵ جولائی کو وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ
جعون :۔ ہزاروں آدمی جنازے میں شامل ہوئے، نماز جنازہ کی امامت، آپ کے صاحبزادے حضرت
حافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی، نیل گنج قبرستان میں مزار مبارک ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔

(۱) حضرت حافظ نورالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدیم زمانہ کا مڈل پاس، صنعت و حرفت کا
ہر پاس، علمی قابلیّت و استعداد کے مالک تھے، حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
قدس سرہ کو بارہا تراویح میں قرآن کریم سنایا۔

(۲) حضرت صاحبزادہ حافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بعد سجادہ و مسندنشین ہوئے۔
[illegible]ء میں لاہور محلہ اچھرہ میں مدرسہ قائم فرمایا، پھر شرقپور شریف دروازہ ملکانہ میں مدرسہ قائم فرمایا
ہیں آپ نے ایک یادداشت لکھی جس سے یہ تمام مضمون قریباً قریباً لیا گیا ہے۔

یہ تحریر بروز جمعرات ۲۰ شوال ۱۳۶۷ھ ۲۶ اگست ۱۹۴۸ء میں تمام فرمائی۔

حضرت مولانا قاری عبدالحمید صاحب مدظلہٗ آپ کے فرزند ہیں۔

آپ نے ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء میں ایک بڑے قافلہ میں معیت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر
صاحب قدس سرہ حج و زیارت حرمین الشریفین زادہم اللہ تعالیٰ شرفہا سے مشرّف ہوئے۔ (بقیہ ص ۳۶۳ پر)

حضرت شیخ مولانا کلیم اللہ قادری عرف ٹوپی والے قدس سرہٗ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد اکرم بن حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم قدس سرہما کے ہاں بھوبا محرم خان
تحصیل تلہ گنگ ضلع اٹک میں ہوئی۔ حفظ کلام اللہ اور دیگر علوم دینی اپنے والد صاحب کے علاوہ علاقہ کے
علماء سے حاصل کئے۔ مزید تزکیہ نفس و روح کے لئے شیخ المشائخ شیخ الاسلام حضرت مولانا اخوند عبدالغفور
صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ آپ
بے حد خوب صورت تھے کہ آپ جیسا ساری دنیا میں کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ
نے دیکھ کر فرمایا۔ اے میرے چاند تجھے بیعت تو کر لیتا ہوں لیکن انگریز کی نوکری نہیں کرو گے اور ساری
زندگی بال نہیں رکھو گے سر پر ٹوپی پہنو گے تہ بند باندھنا اور کرتہ کی بجائے چادر استعمال کرنا۔

آپ نے یہ سب شرطیں منظور کر لیں اور بیعت ہو گئے۔ تصوف و سلوک کے منازل طے کرنے کے
بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ ڈھڈیاں اور اس کے بعد کھو
تحصیل پنڈ دادن خان میں قیام فرمایا۔ جہاں ظاہری و باطنی علوم سے لوگوں کو بہرہ ور فرمایا۔ کھوڑ
کے گرد و نواح میں حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ مردوں اور عورتوں کا ہجوم گھیٹا رہتا تھا لیکن آپ
آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ سید و شریف برہنہ پا حاضر ہوتے تھے۔ حضرت اقدس رائے
پوری قدس سرہٗ سے بڑی محبت تھی۔ تین سال کے تھے کہ اپنے ہمراہ ساتھ لے جاتے تھے
بزرگوں کے مزارات کے گیڑے پھیرتے اور جب کسی بزرگ سے ملاقات ہوتی تو اس سے د
کراتے اور لعاب دہن منہ میں ڈلواتے اپنے پاس رکھ کر حفظ کلام اللہ کرایا۔ آپ نے ۵ شعبان
۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء بساکھ ۴۸ ۱۹ بکرمی کو وصال فرمایا مزار شریف ڈھڈیاں شریف
کے قبرستان میں ہے۔

آپکے ایک فرزند جناب مولوی سعید اللہ مرحوم ریاست نانگل کاٹھیاواڑ میں کسی رئیس کے ملازم
انکے فرزند میاں امام الدین مرحوم تھے رحمۃ اللہ تعالےٰ رحمۃ واسعاً۔ انکے تین فرزند ہیں۔ ا۔ مولانا عبدالرحمٰن۔ بھائی
فضل صاحب، بھائی اسلام صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ (از حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ)

باب چہارم

حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب اخوندزادہ عرف ہڈے ملا صاحب قدس سرہ

ولادت باسعادت علاقہ شلگر مضافات غزنی میں ہوئی، اس علاقے میں احمدزئی اور سلیمان خیل قبائل آباد ہیں۔ آپ سلیمان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا خاندان صاحب علم و فضل تھا اسی لئے اخوندزادہ مشہور تھا، ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں شروع فرمائی پھر سبد ہوگر اور غزنی میں پھر دراسازاں کابل میں جو اس زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا، مختلف اساتذہ کرام سے تعلیم میں کمال پیدا کیا۔ حضرت قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرڑوئی کی خدمت میں گیارہ سال رہ کر علوم حاصل کئے۔

...... علم و فضل کی دولت سے مالامال ہو کر آپ جلال آباد میں تشریف لائے، اور اس کے مضافات میں جانب جنوب ۸ر کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع ہڈہ میں قیام فرما ہوگئے۔ اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے اسی سلسلہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ذوق پیدا ہوا، اسی شوق و ذوق میں حضرت شیخ المشائخ شیخ مولانا الحاج حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس میں سیدو شریف علاقہ سوات بنیر حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ مجددیہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اور عبادت و ریاضت کے ساتھ ذکر و اذکار اور اسباق قادریہ میں مشغول ہوگئے، اور ریاضت و مجاہدہ شاق کئے، اور سلوک کی منازل طے کر کے سلوک و تصوف کے بلند مقامات حاصل کئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے آپ کے پیر و مرشد ۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء سے جہاد میں حصہ لے رہے تھے، پہلے سکھوں سے پھر انگریزوں سے آپ بھی اس میں شامل ہوگئے۔

خیال ہے کہ آپ ۱۲۶۶ھ ۱۸۴۹ء سے آپ ہر جہاد میں شامل رہے، حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کے وصال کے بعد بھی آپ ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ء تا ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء تقریباً ۲۵ سال تک انگریزی

سے لڑتے رہے آپ زیادہ تر مہمند اور مالاکنڈ کے علاقہ میں جہاد فرماتے رہے۔ اور باجوڑ کے مشہور مجاہد عمرا خان جندول کے ساتھ انگریزنے ۱۳۱۵ھ اور ۹۷-۱۸۹۵ء میں جنگ لڑی تھی اس وقت بھی آپ نے مالاکنڈ ایجنسی کے محاذ پر دادِ شجاعت دیا اور جب آپ کے پیر بھائی حضرت مولانا سعداللہ خان المعروف بہ سرتور فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مالاکنڈ میں انگریزوں کے خلاف جہاد فرمایا تو آپ غازیوں کی صف اوّل میں تھے اسی جنگ میں حضرت حاجی ترنگ زئی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے یہ ۱۸۹۷ء میں جہاد کیا گیا اور مشہور چکدرے کا کیمپ مجاہدین نے جلا دیا تھا اور یہاں (باجوڑ) سے مہمند کی طرف سے انگریزوں نے جب حملہ کیا تو آپ مہمند کے محاذ پر جہاد کی قیادت فرماتے رہے۔

غرض آپ عالم باعمل، صاحب باطن بزرگ اور مرد مجاہد تھے، اخیر وقت تک انگریزوں کے استبداد کے خلاف تلوار چلائی اور اپنے بعد اپنے خلفاء کے سپرد فرماکر آپ نے ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں وصال فرمایا مزار مبارک ہڈہ شریف میں ہے، مضافات جلال آباد افغانستان، ڈاکخانہ ایضاً۔ کابل سے، آٹھ کیلومیٹر جلال آباد سے تین میل جنوب کی طرف۔

خلفاء

(۱) حضرت مولانا صاحب تگاؤ عرف اخوندزادہ صاحب، حمیداللہ ان کے فرزند محمد نصیر عرف میاں گل جان علاقہ افغانستان مغربی سمت، صاحب سجادہ نشین رہے۔

(۲) حضرت مولانا عبدالصمد صاحب المعروف گرذی کنی ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ سرکانڑ میاں صاحب نام محمد اکبر موضع سرکانڑی علاقہ افغانستان ان کے خلیفہ

حضرت شیخ مولانا کریم داد صاحب المعروف انزرے ملاں صاحب ہیں۔

(۴) سید کاکا صاحب نوری کاظمی آشنغیل لواڑگی لنڈی کوتل خیبر ایجنسی قدس سرہ۔

لہ تھانہ میں علاقہ اکبرپورہ تحصیل نوشہرہ لیشاور ان کا وصال ۱۲۹۵ھ میں ہوا

لہ سرکانڑ اور اسلام پور کے درمیان دریا ہے، اسلام پور مغرب کی طرف ہے۔

(۵) صوفی مجاہد عالم گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فقیر آباد (شینواری) ننگرہار افغانستان۔

(۶) حضرت شیخ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ....

(۷) " شیخ دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹، ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ تنگر پورہ ہشت نگر روڈ

(۸) حضرت شیخ صاحب باڑہ مولانا فضل صمدانی صاحب باڑہ چارسدہ۔

(۹) حضرت صوفی عبدالشکور صاحب عرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ منتخاک حضرت عمر فاروق رضی کی اولاد سے تھے۔ (۱۰) حضرت شیخ ولی احمد صاحب عرف سنڈاکی ملاں صاحب قدس سرہ آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد قمر صاحب مدظلہ عرف شمس و قمر صاحب ساکن چونرہ درش خیلا تحصیل مٹا سوات ان کے خلفاء میں حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی (۲) حضرت قاری محمد ابراہیم میواتی نانوتوی مدظلہ جمشید روڈ سٹاپ ۳ کراچی ۵۔ (۱۱) حضرت شیخ مولانا صاحب موضع کلہنور،

(۱۲) حضرت شیخ میر سادات جان باچا صاحب " " " بادشاہ صاحب اسلام پور

(۱۳) " بڑے میاں صاحب تلیفہ صاحب بڑہ۔ اصل نام محمد سعید جان چار باغ صفا، بڈے ماحے سے ایک میل پر شمال کی طرف جلال آباد کے قریب۔

(۱۴) شیخ صاحب مدراکی علاقہ کوہستان

(۱۵) حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۶) " " مولوی حبیب اللہ خان صاحب ساکن صر یخ تحصیل چارسدہ۔ وغیرہ وغیرہ جیسے سینکڑوں خلفاء کرام ہوئے۔

حضرت شیخ مجاہد فی سبیل اللہ حضرت صوفی عالم گل صاحب ننگرہاری قدس سرہٗ

آپ ننگرہار سمت مشرقی افغانستان ضلع جلال آباد کے رہنے والے اور شینواری خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل شیخ المشائخ حضرت مولانا نجم الدین صاحب عرف بڈہ ملاں قدس سرہٗ کی خدمت میں بڈہ شریف رہ کر حاصل کی اور سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں بیعت ہو کر تمام سلوک

سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے منازل طے کئے اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ شریف کی ہر قسم کی جانی و مالی خدمت کرتے رہے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں کارہائے نمایاں سر انجام دیتے رہے۔

جب تمام منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور ارشاد و تلقین اور درس و تدریس کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ انگریزوں کے ساتھ جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب المعروف حضرت حاجی ترنگزئی صاحب قدس سرہٗ کو اجازت فرمائی تو انہوں نے اپنی مسکینی محتاجی و منکسر المزاجی کی وجہ سے اس بارِ گراں کے اٹھانے سے معذرت کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اصرار فرمایا۔ آخر آپ کو فرمایا کہ ان کو علیحدہ لے جا کر سمجھاؤ کہ اگر تم اپنے کو نا اہل اور نا قابل سمجھ کر معذرت کر رہے ہو تو ہمارے کہنے سے معذرت مت کر۔ اگر پھر بھی نہ مانے تو زبردستی اقرار کراؤ۔

آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ لے جا کر سمجھاتے رہے، لیکن جب دیکھا کہ بے حد اصرار کے بعد بھی نہیں مانتے تو آپ جوش میں آ گئے اور تلوار میان سے نکال لی اور فرمایا آپ کو یہ کام کرنا پڑے گا ورنہ سر قلم کر دیا جائے گا۔

حاجی صاحب آپ کے قدموں پہ گر گئے۔ عرض کیا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر منظور ہے۔

آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر اور معتمد علیہ تھے

آپ نے صوفی آباد ضلع جلال آباد علاقہ ننگرہار میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ صاحبِ عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ اور صاحب کشف و کرامات و تصرفات بزرگ اور جہاد فی سبیل اللہ انگریزوں سے کرتے رہے۔ آپ کا وصال وہیں ہوا۔

آپ کے عہد ارشاد و تلقین اور جہاد فی سبیل اللہ کے زمانہ میں اسی سلسلہ کے بزرگ حضرت مولانا عبدالحق باجا المعروف باجا ملاں رحمۃ اللہ علیہ باجا گدی یزئی بنیر کی زیارت کے گدی نشین تھے۔ اور حضرت بابڑہ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا اصل نام عبدالکریم تھا اور جناب عبدالحنان

احب مرحوم سالار زئی بالوکڑہ باجوڑ کے فرزند ارجمند تھے ۔ اور جان صاحب کے اسم گرامی سے مشہور
تھے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب المعروف احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔ کامہ علاقہ ننگر ہار کے
ہنے والے اور حضرت مولانا جان محمد المعروف سنڈا کی ملا آف کوہستان رحمۃ اللہ علیہ اور یہ حضرت مولانا
ین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور بزرگ ہیں اور حضرت مولانا فضل محمود ولد حضرت مولانا نور محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہما ساکن چارسدہ اور حضرت مولانا جان صاحب باجوڑ عرف ڈوڈا جان رحمۃ اللہ علیہ ساکن
ردکلی کاسپہ باجوڑ یہ دوسرے بزرگ ہیں اُن جیسے سینکڑوں حضرات صاحب نسبت بزرگ اور
مجاہد فی سبیل اللہ تھے ۔

حضرت شیخ المشائخ الحاج مولانا فضل واحد صاحب قدس سرہ

۱۲۶۸ھ ، ۱۸۴۹ء میں
ولادت باسعادت حضرت شیخ سید فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ[1] کے ہاں موضع ترنگزئی تحصیل چارسدہ
ضلع پشاور میں ہوئی ، یہ موضع چارسدہ سے تقریباً اڑھائی تین میل کے فاصلہ پر آباد ہے ۔
اور صاحب تذکرہ صوفیائے سرحد نے ۱۸۵۶ء سن ولادت لکھی ہے ۔
(۱۳۰۳ھ از قاضی حبیب الحق صد ۲۱ ۔)

---

[1] بن فضل احمد بن رستم خان ، بن حیدر خان ، بن عرب خان ، بن نصرت خان ، بن دولت خان ، بن معظم خان ، ابن پیر شمسی بابا بن سید جلالہ ضلع مردان ، بن قدوۃ الاولیا بہاؤالدین بودلہ بابا بن برہان الدین بن رکن الدین ، بن ناصر الدین ، بن ابوبکر بن اسماعیل بن عمر بن سید شاہ داؤد شاہ ، بن محمد سلطان ، بن جعفر بن علی بن سید جود بن داؤد محمد بن فتح بن فرید ۔ محمد صلاح الدین بن احمد ثانی ، بن محمد کلان ، بن عبدالملک ۔ ابن زین الدین بن احمد اول ، بن مودود بن عبدالعزیز بن داؤد اول بن محمد حسن طاہر ، بن جمال الدین ، بن جمیل الدین ، بن موفق ، بن حاجی سید اسحاق ابن ابوالحسن ، زاہد بن سید موسیٰ بن محمد عالم بن ابوالقاسم بن عبداللہ ابن محمد اول بن حسن بن عباس بن موفق اول بن اسحاق ، بن امام موسیٰ کاظم ۔ رحمۃ اللہ علیہم

آپ سادات کرام کے خاندان سے ہیں، آپ کے جداعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید بہاؤالدین
رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے صاحب زہد و ورع اور تقویٰ تقدس میں غیر معمولی شہرت رکھتے تھے، اور
بودلہ یا پیر بودلے بابا کے نام سے مشہور تھے، جو سلطان شہاب الدین غوری رحمتہ اللہ علیہ کے عہد حکومت
میں غازی افغان محمد زئی (مامون زئی) قندھاریوں کی استدعا سے آپ کے والد ماجد حضرت سید بابا
قندھاروی رحمتہ اللہ علیہ نے ۵۸۵ھ میں غازیوں کے ہمراہ علاقہ اشنغر (ہشت نگر) میں بھیجا تھا
ان کی دینی راہنمائی اور اصلاح و تزکیہ نفس فرمادیں۔

موضع نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ عبداللطیف بری
رحمتہ اللہ علیہ کا بھی حضرت سید بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جا
گویا یہ خاندان سادات کرام مدت سے اس علاقہ میں تبلیغ دین، اشاعت اسلام میں مصروف آرہا ہے

ابتدائی تعلیم آپ نے اس دور کے مشہور عالم حضرت مولانا ابوبکر اخوندزادہ رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل
اس کے بعد تھکال میں تعلیم حاصل کرتے رہے، علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ وطن تشریف لائے
اپنے لئے کھیتی باڑی گذر اوقات کے لئے شروع فرمائی، اسی زمانہ میں زیارت حرمین سے مشرف
ہوئے، آپ کی جوانی کے زمانہ میں حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالغفور صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور آپ
کے خلفاء مریدین، معتقدین، منتسبین حضرات انگریزوں سے جہاد میں مصروف تھے، اور حضرت سید
احمد بریلوی شہید بالاکوٹ قدس سرہ کے خلفاء اور مریدین بھی ان جہادوں میں شامل تھے
اسلامی امور کے تحت مسلمانوں کے مشہور بزرگ ان جہادوں میں شامل تھے۔ آپ بھی جہاد کے
میں زیر قیادت حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب عرف ہڈے ملا صاحب قدس سرہ قریباً ۱۴ھ
۱۸۹۷ء میں مالاکنڈ کے مقام پہ حاضر ہوئے، اور مالاکنڈ، ہیرکلی، بٹ خیلہ، اور چکدرہ کے محاذ پر آپ
نے خوب داد شجاعت دی۔

اسی جہاد کے موقع پر حضرت شیخ ہڈے ملا قدس سرہ کو قریب سے دیکھا، ان کی اہل
جہاد کا جذبہ اسلامی ورد، ارشاد و تلقین، ذکر و اذکار، جود و سخا دیکھ کر عقیدت و محبت گھر

آپ نے علاقہ مہمند میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ، مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت تک حاضر رہ کر فیوض باطنی اور اُن کی برکات سے مستفید ہوتے رہے۔

۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلیفہ مجاہد حضرت صوفی عالم گل ننگری باری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے۔ بقیہ سلوک و تصوف کی تعلیم مکمل کی اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے، حضرت صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دستار مبارک اور تلوار عنایت فرمائی۔

آپ نے دوسرا حج ۱۹۰۸ء میں کیا، واپسی پر اپنے پیران طریقت کے نقش قدم پر گامزن ہوئے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر، ارشاد وتلقین، اصلاح وتبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہو گئے۔ اور پشاور ومردان میں اور اِن کے گرد ونواح میں دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ ہی کی تحریک پر حضرت مولانا علی احمد معروف بہ لانڈا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدرسہ قائم فرمایا۔ ایسے ہی ایک مرکزی دار العلوم موضع گدر تحصیل صوابی ضلع مردان میں قائم فرمایا، جس کے ماتحت پچاس مدارس تھے جن کے معاون اور سرپرستی مندرجہ ذیل بزرگوں کے سپرد تھی۔

(۱) جناب تاج الدین صاحب بی۔ اے سکنہ بغداد ضلع مردان۔

(۲) حضرت مولانا مولوی شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ اتمانزئی۔

(۳) " " " قاضی سمیع الحق صاحب کرڈی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) " " " عبد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن لاہور۔

(۵) " " " عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن اتمانزئی۔

مذہبی تعلیم اِن مدارس میں لازمی تھی، باقی نصاب عربی، فارسی، اردو، حساب، جغرافیہ، تاریخ، دینیات، طبیعیات اور انگریزی، ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ جب انگریزوں نے آپ اور آپ کے رفقاء کی تحریک آزادی ہند اور ظلم واستبداد کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے دیکھا اور محسوس کیا کہ یہ حضرات جان ومال اور ہر تکلیف کو آسان سمجھتے ہیں تو آپ اور آپ کے رفقاء کو ۱۹۱۰ء میں گرفتار

کر لیا۔ آپ کو اور آپ کے رفقاء کو تین تین سال قید کی سزا دی کچھ حضرات جیلوں میں شہید ہو گئے۔ جو زندہ رہا ہو انہوں نے آپ کے ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔ انگریز نے اسی زمانہ میں اسلامیہ کالج پشاور تھکال بالا کے مقام پر قائم کیا تاکہ آپ کی تحریک، جہاد اور آزادی، دینی تعلیمات جیسے اہم امور کو ناکام بنا دیا جائے اور ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم میں آپ سے انگریز کو خطرہ بڑھ گیا تو آپ کو گرفتار کرنے کی شدت سے ضرورت محسوس کی۔ اعظم خان مہمند نے آپ کو اس سازش سے مطلع کیا تو آپ نے ہجرت فرمائی، رات کے وقت آپ بمعہ اہل و عیال ہجرت کر کے طوطائی بنیر پہنچے براہ لونڈخوڑ رمضان مبارک وہاں گزار کر اعلان جہاد فرمایا، ۲۷ دن تک یہ سلسلہ شروع رہا، اس کے بعد آپ وہاں سے سرخ کمر میں تشریف لے گئے۔

آپ کے پہلے مرکز مجاہد آباد ترنگ زئی کو انگریزوں نے برباد کر دیا۔ اور مسجد کو گرا دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ریشمی خطوط کے ذریعہ مکہ مکرمہ سے مزید جہاد کی ترغیب فرمائی جو کہ تمام ہندوستان میں یہ خطوط پہنچائے گئے۔

حضرت شیخ خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہ، حضرت شیخ مولانا سید تاج محمود صاحب امروٹی و حضرت شیخ مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ لاہوری جیسے حضرات اس تحریک میں شامل تھے، اور تمام ہندوستان سے سرحد میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہر قسم کی امداد مہیا کی جاتی تھی۔ بہر حال آپ نے سوات باجوڑ، دیر، سرحدی قبائل مہمند وزیرستان اور دوسرے آزاد قبائل میں تبلیغ وارشاد اور جنگ آزادی، جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے،

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ "نقش حیات" میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی مرحوم کے علاوہ جن مشاہیر کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریک میں ہمنوا، اور ہم خیال بنایا ان میں سے نہایت سرگرم ممبر جناب حاجی ترنگزئی صاحب بھی ہیں۔ موضع ترنگزئی تحصیل چارسدہ، متصل موضع اتمان

زئی رجو مشہور افغان لیڈر عبد الغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب ہیں، موصوف اسی،
گاؤں کے رہنے والے تھے آن کا نام فضل واحد تھا، لوگوں میں اپنے نام سے مشہور نہ تھے نہایت
متقی، پرہیز گار، اور صاحب علم و عمل اور مشہور پیران طریقت وسلوک میں سے تھے۔ حضرت
مولانا نجم الدین صاحب مرحوم معروف بہ بڑے ملاں ، اور ان کے خلیفہ حضرت صوفی عالم گل
صاحب ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ، کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب
ر بڑے ملا ، حضرت مولانا شاہ عبد الغفور صاحب سواتی معروف بہ حضرت سوات صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت سوات صاحب اور بڑے ملا صاحب
رحمۃ اللہ علیہما ان اطراف (صوبہ سرحد) میں بہت زیادہ بااثر وغیور مجاہد گزرے ہیں۔ ان
حضرات نے اپنے اپنے زمانہ میں انگریزی اقتدار کے خلاف سالہا سال علم جہاد بلند رکھا
تھا اور انگریزی اقتدار کو حد سے زیادہ نقصان پہنچاتے رہے تھے۔ حریت اور آزادی،
کے جذبات ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھے (ان کے وصال کے بعد ان کے
خلیفہ حضرت صوفی عالم گل صاحب ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بعد) حضرت حاجی
فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پیران طریقت کے قدم بہ قدم تھے جذبات،
حریت وآزادی اور جہاد دینی کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے۔ انگریزی علاقہ ضلع پشاور
میں خدمات دینیہ، تبلیغ اور تسلیک میں ابتدا سے مشغول تھے ضلع پشاور اور یاغستان
میں ان کے ہزارہا ہزار مریدین تھے اور مخلصین تھے اور انتہائی شہرت اور مقبولیت کے
مالک تھے۔ ان اطراف میں عام مسلمانوں میں جس قدر قبولیت ان کی تھی کسی دوسرے پیر
کی نہ تھی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار مولانا عبید اللہ صاحب[7] اور حضرت
مولانا عزیر گل صاحب مدظلہ کو ان کی خدمت میں بھیج کر اپنے مشن میں داخل کیا اور جہاد حریت
کے لئے آمادہ کیا اور استدعا کی کہ وہ اپنے وطن سے آزاد علاقہ یاغستان میں ہجرت کر،
کے چلے جائیں اور وہاں کے مرکز کو سنبھالیں اور اپنے شاگردوں کو رجو کہ بے شمار تھے اور

اپنے اپنے علاقوں میں تعلیم و تدریس وغیرہ میں مشغول تھے، لکھا کہ وہ حاجی ترنگ زئی صاحب کی تابعداری کریں اور ان کی امداد و اعانت میں کسی کوتاہی کو روا نہ رکھیں۔
چنانچہ ۱۹۱۴ء میں اعلان جنگ عمومی کے بعد حاجی ترنگ زئی صاحب وہاں پہنچے، اور جہاد آزادی کے جھنڈے کو بلند کیا اور پلٹنیں کی پلٹنیں صاف کر دیں۔
آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ حاجی ترنگ زئی صاحبؒ اسی دم خم سے مہمند علاقہ میں اخیر تک رہے اور وہیں ان کی وفات ہو گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ و رضی عنہ وارضاہ آمین۔"

(ج ۲، ص ۱۸۸ تا ۱۸۹)

۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء میں باجوڑ کے علاقہ میں جہاد فرمایا اور ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں شب قدر اور ڈھاکہ کے علاقہ میں اس زمانہ میں سرجارج روس کیپل جلال آباد پر حملہ کرنا چاہتا تھا، ۱۹۲۰ء میں ایسے بیمار ہوئے آپ کسی حد تک پاؤں سے معذور ہو گئے، لیکن ہمت نہ ہاری۔
۱۹۳۰ء میں مینی اوغلی کے مقام پر جہاد فرمایا جو ۲۲ اپریل سے، رنومبر ۱۹۳۰ء تک جاری رہا انگریزوں نے مجاہدین کے مورچوں پر بمباری کی۔
۱۹۳۱ء میں آپ کے خلاف دو سازشیں کی گئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگریزوں کے شر سے محفوظ فرمایا[1]
۱۹۳۳ء میں آپ نے انگریزوں کو شکست دی، ۱۹۳۵ء میں آپ کے کیمپ پر بمباری کی گئی لیکن غازیوں نے انگریزوں کی مشہور پلٹن جسے گائیڈ پلٹن کہا جاتا ہے تباہ و برباد کر دیا۔ بہر حال آپ عالم باعمل صوفی، متقی بزرگ تھے، تمام زندگی جہاد فی سبیل اللہ اور ارشاد و تبلیغ میں مصروف رہے۔ آپ کے ہم عصر بزرگوں نے آپ کو

---

[1] قتل کا منصوبہ بنایا از قاضی صاحب ص ۲۴
قاضی حبیب الحق صاحب ص ۲۲ وہاں بیعت و ارشاد اور درس و تدریس اور جہاد اور لنگر جاری فرمایا، ۱۹۱۲ء تک میں جہاد فرماتے رہے۔ اور ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء کی جنگوں میں داد شجاعت دی۔ (قاضی حبیب الحق صاحب ص ۲۳) بہت صاحب کرامات اور تصرفات تھے، آپ کے پاس سامان آلات نقل و حرکت نہیں تھا۔ انگریز کے پاس سب کچھ تھا مگر ہر بار کامیاب آپ تھے۔

باباہ اعظم، غوث وقت، شیخ المشائخ، شیخ الافاغنہ جیسے بلند و اعلیٰ القاب سے یاد فرمایا۔

آپ نے بروز منگل ظہر اور عصر کے درمیان، ۱۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء میں بمقام غازی آباد (سرخ کمر) مہمند علاقہ میں وصال فرمایا، وہیں مزار مبارک ہے۔ وصال کے وقت عمر مبارک ۸۱ سال تھی

ے بنا کرد ند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

لے تذکان باحسنت ان بکونا = انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

آپ کے ساتھ جہاد میں حضرت شیخ نجم الدین عرف ہڈے ملا قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت شیخ ملا صاحب چکنور، حضرت شیخ ملا صاحب تگاؤ، حضرت شیخ ملا صاحب ماکڑہ، حضرت شیخ ملا صاحب سرکانی، حضرت شیخ بادشاہ صاحب اسلام پور، حضرت شیخ استاد صاحب ہڈہ شریف، قدس اسرارہم اور دیگر حضرات شامل رہے۔

آپکی اولاد تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ جن میں حضرت شیخ صاحبزادہ فضل اکبر المعروف بادشاہ گل صاحب مدظلہ العالی[۱] جو غالباً ۱۹۱۶ء سے سپہ سالاری کی خدمت انجام دیتے۔[۲]

آپ کے خلفاء
(۱) حضرت شیخ مولانا ہوتی باچہ رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحیم صاحب) خاص ہوتی تحصیل و ضلع مردان۔
(۲) " " مطیع اللہ ازو کڑی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۳) حضرت شیخ مولانا کوہستان منگا تحصیل و ضلع مردان، منگا تحصیل چارسدہ از قاضی حبیب الحق صاحب۔
(۴) " " عبدالصمد صاحب درگئی تحصیل چارسدہ۔
(۵) " " تورسک موضع تورسک بنیر " "

---

[۱] منجملہ فضل شاہ باچاگل، مختصر آسوانح چند بزرگان صوبہ سرحد قلمی ص ۲۵ رسالہ از حضرت قاضی حبیب الحق)

[۲] چھوٹا فضل معبود باچاگل، فرزند کبیر فضل اکبر مدظلہ، المعروف مشر باچا والا صاحب کے ہمراہ جہادوں میں شامل رہے۔ پاکستان کے بننے پر جمیعت العلمائے اسلام کے صدر بنے، دوسرے بھی شامل رہے۔ ایک آزاد علاقہ غازی آباد، ایک کابل اور ایک پاکستان میں آباد ہیں را وسطے ۱۹۴۸ء کے جہاد کشمیر میں بہت داد شجاعت دیا۔ از مختصر آسوانح چند بزرگان صوبہ سرحد قلمی از قاضی حبیب الحق صاحب ص ۲۵ کشادہ باد برحمت ہمیشہ ایں درگاہ۔ بحق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔

(۶) " " " فقیر صاحب یکی تحصیل صوابی ضلع مردان۔ غالباً حاجی شیر اللہ سکنہ پرمولی حال بلوٹہ نڈ یہ پہلے یکی اور قاسم میں رہتے ہیں۔ (از قاضی حبیب الحق صاحب)

(۷) حضرت شیخ مولانا محمد ایوب صاحب بمقام طورو تحصیل و ضلع مردان۔

(۸) " " " فضل مولا خدا نور کلی مردان سے پانچ میل، تحصیل و ضلع مردان ڈاک خانہ مردان۔

(۹) " " " پیر محمد اعظم صاحب ترنگ زئی حال بنیر عرف چلے پیر مقام و ڈاک خانہ چلہ۔

(۱۰) " " " ایلئی ملاں صاحب کوہستان، .... بنیر ایلئی ایجنسی مہمند آزاد علاقہ آپ پشاور آگئے وہیں وصال ہوا اور وہیں پر مزار مبارک ہے۔

(۱۱) حضرت شیخ مولانا جند ول مولانا دیر حال بنیر نواب کے خاص بنگلہ میں قیام فرما رہے ہیں۔

(۱۲) " " " قاضی صاحب حق ساگی رح .... ویہ ول مہمند ایجنسی علاقہ غیر

(۱۳) " " " مجاہد حاجی محمد امین صاحب رح ...... متوفی ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ مزار مجاہد آباد

(۱۴) " " " شیخ محمد خان صاحب " " موضع محمد نارٹی ڈاک خانہ خاص تحصیل چارسدہ۔

(۱۵) " " " سالار میر غواص ریاست باجوڑ " بابڑہ چارسدہ،

(۱۶) " " " فضل صمدانی بن مولانا عبد القدیم، بن مولانا عبد الرحیم بن مولانا محمد رمضان۔ قدس سرہ

(۱۷) " " " عبد اللہ صاحب اور ان کے فرزند حضرت مولانا مولوی مطیع اللہ صاحب مدظلہ العالی

۱۸

حضرت مولانا علامہ مولوی محمد شفیع اللہ صاحب مدظلہ بمقام بام خیل ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع مردان .... حضرت جند ول مولانا المعروف بابا جی صاحب مدظلہ، موضع تنگی قریب معیار علاقہ دیر میں قیام فرما ہیں۔ از حضرت صاحبزادہ خادم الدین صاحب مدظلہ، تورڈھیر۔

ان کے علاوہ آپ کے ساتھی حکیم محمد اسلم صاحب سنجری، " عبد الجلیل صاحب موضع طورو ضلع مردان

حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب رح اکبر پورہ ..... " سید توران شاہ صاحب رح وغیرہ وغیرہ

" قاضی شیر رحمان صاحب رح ملیارہ۔

نیز آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا عبد الدیان صاحب پنجابی رح صاحب سلسلہ بزرگ گزر چکے ہیں۔

مفتی سیف الرحمٰن ابن مفتی [illegible] صاحب [illegible]

حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۳۰۲-۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء بمقام سلیمان خیل علاقہ خلیل مہمند ضلع پشاور میں ہوئی آپ کے والد ماجد جناب اسعد خان شیخ محمد خیل کی ذیلی شاخ عالم خان شنواری سے تعلق رکھتے تھے آپ ۱۳۱۶ھ تا ۱۳۱۸ھ / ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۱ء موضع شیخ محمدی کے پرائمری سکول میں پڑھتے رہے ساتھ ہی ساتھ قرآن مجید بھی پڑھتے رہے ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں اپنے گاؤں میں دینی تعلیم شروع کی ۔ اس کے بعد موضع شینکئی، ضلع کیمل پور اور دیگر مختلف مقامات پر تعلیم حاصل کی ۔ اس کے بعد حضرت مولانا سید مہربان علی شاہ صاحب قدس سرہ سے اکوڑہ خٹک میں بیعت ہوئے جن کے فرزند حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب (فاضل دیوبند خلیفہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ) ہیں ۔

اس کے سال بعد حضرت شیخ مولانا محمد عمر صاحب عرف ملا صاحب مبارک کربوغہ قدس سرہٗ ، (المتوفی ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرماتے رہے ۔ اور مختلف جہادوں میں شمولیت کی اور داد شجاعت دیا ان کے وصال کے بعد ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء میں آپ نے تیسرا حج ادا کیا ۔ اس کے بعد آپ حضرت شیخ مولانا فضل واحد صاحب المعروف حاجی ترنگزئی ، صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو جنگ آزادی کے مشہور غازی اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال کے علاقہ سرحد میں امیر تھے کی خدمت میں سرخ کر غازی آباد میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ کی تکمیل کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے ۔ اور ان کی زیر کمان مختلف محاذوں پر انگریزوں کے خلاف داد شجاعت بھی دیتے رہے ۔ پاکستان بننے کے بعد جب قادیانیوں نے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا محاذ قائم کیا ۔ تو آپ بھی تحریک تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو گئے ۔ اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔

حضرت حاجی صاحبؒ خود تحریر فرماتے ہیں، بروز منگل سترہ شعبان ۱۳۵۲ھ کو حضرت قاری المبتعان عبد الحمید صاحب اکبر پوری سے سند تحریر کرا کے عنایت فرمائی جس کے گواہ جناب محمد ادریس صاحب طورو، اور ایلئی ملاں صاحب ہیں رحمۃ اللہ علیہم[1]

جماعت ناجیہ صالحہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا پروگرام اصلاح عامہ تھی کہ لوگ رسم ورواج سے اجتناب کریں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہوں اس کا صوبہ سرحد میں بہت پھیلاؤ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ علماء وصلحا اور آئمہ مساجد نے شمولیت فرمائی۔

آپ اپنے پیر ومرشد کے ہمراہ قریباً ہمہ وقت انگریز دشمن اسلام سے جہاد میں مصروف رہے۔

جب لیگ نے نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ لگایا تو آپ ایمانی حرارت کی وجہ سے اس دھوکہ میں آگئے، جس کا واضح ثبوت ہے، لیگ اپنے عہد حکومت میں اسلام کے خلاف ہمیشہ آگے رہی اور کوئی قانون شریعتؐ کا نہ چلایا بلکہ ہمیشہ قانون انگریزی کو اپناتے رہے۔

اور جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں، اوڑی کے مقام پر مصروف جہاد رہے اور وہاں بم کے ٹکڑے سے سخت زخمی ہوئے، اور ہسپتال میں داخل رہے۔ آپ آزاد مجاہد تھے، حضرت حاجی ترنگ زئی قدس سرہ کے فیض یافتہ تھے۔ دین کے معاملہ میں حکومت کی پرواہ نہ فرماتے۔

ایک دفعہ مجاہدین کے ہمراہ فردوس سینما کے پاس سے گذرے تو آپ نے سینما کی عمارت پہ فائر کیا اور فرمایا یہ تو اسلام کی توہین ہے۔ اور استہزا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، پشتوں میں نعتوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور عربی میں بھی قصیدے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کئی بار حرمین الشریفین حاضر ہوئے اور وہاں سے بہت سی کتابیں لاتے رہے ایک بڑا ذخیرہ جمع فرمایا۔

آپ نے بروز شنبہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۶۷ء میں وصال فرمایا۔ اور حاجی آباد

---

[1] سلسلہ طریقہ قادریہ ص۱ وص۱۵۔

میں جامع حاجی صاحب کے سامنے دفن کئے گئے۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۔

وَمَا کَانَ قَیسٌ ھُلکُہٗ ھُلکُ وَاحِدٍ ٭ وَلٰکِنَّہٗ بُنیَانُ قَومٍ تَھَدَّمَا

آفتاب . پوشد اندر حجاب ٭ رحمت حق باد بروئے بے حساب

الحمدللہ آپ کا حلقۂ عقیدت بہت وسیع ہے۔ اور دور، دور تک پھیلا ہوا ہے۔

.... آپ کے بعد آپ کے چچازاد بھائی حضرت مولانا میرا گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ ، ۳ مارچ ۱۹۷۷ء) جانشین ہوئے۔

(استفادہ از جناب وحید الرحمٰن شاہ۔ بی اے آنرز ایم اے صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور)

آپ کے ایک صاحبزادے حضرت مولانا عرفان اللہ صاحب مدظلہ، مسند نشین ہیں ؎

گر نخل رفت میوۂ او پائیدار ہست ٭ دریا اگر گذشت در شاہوار ہست

از تواریخ المشائخ صوبہ سرحد قلمی مصنفہ جناب قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ، — ساکن زرمولی تحصیل صوابی ضلع مردان۔ آپ کے خلفاء

(۱) حضرت شیخ مولانا میرا گل صاحب مدظلہ، مجاہد آباد تحصیل چارسدہ۔

(۲) حضرت شیخ مولانا دیدار محمد صاحب مدظلہ، باجوڑ۔

(۳) " " " فردوس صاحب " اتمانزئی۔

(۴) " " " ولی اللہ " پشاور

(۵) " " " آدم خیل " عدل خیل علاقہ ایجنسی درہ

(۶) " " " عبدالحمید " ننگرہار (افغانستان)

(۷) " " " شمر گل " ٹٹار (چارسدہ)

(۸) حضرت شیخ مولانا صحبت اللہ پشاوری صاحب

(۹) حضرت شیخ مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ، الٰہ آباد ضلع مردان

(۱۰) حضرت مولانا میرا گل صاحب مدظلہ، ٹاٹارہ تحصیل ... ضلع مردان

ان جیسے بیسیوں حضرات خلفاء کرام میں سے ہیں۔ بہت بڑا وسیع حلقۂ ارادت تھا۔

حضرت مولانا قاضی سمیع الحق صاحب کرڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت با سعادت حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب بن حضرت مولانا قاضی محمد نور اللہ صاحب بن حضرت مولانا قاضی محب اللہ صاحب بن حضرت مولانا قاضی رحمت اللہ صاحب غزنوی رحمت اللہ علیہم کے ہاں موضع اکبرپورہ تھانہ پبن تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد

حضرت مولانا قاضی رحمت اللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے فرزند حضرت مولانا قاضی محب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غزنی ملک افغانستان سے موضع کرڑوی تشریف لائے اور مستقل قیام فرمایا۔ آپ جید عالم و فاضل صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ اور درس و تدریس سے فارغ ہوکر اور اد و اشغال میں مشغول رہتے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب زہد و تقوی متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ اور صاحب کرامات کثیرہ بزرگ تھے۔ مزار مبارک کرڑوی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے[1]

حضرت مولانا قاضی مُحب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

والد بزرگوار کے بعد مسند نشین ہوئے اور اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت مولانا قاضی نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ اور اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند آرائے درس و تدریس ہوئے۔

حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب بن حضرت مولانا قاضی محمد نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما

---

[1] تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد۔ جلد دوم ص ۲۹ مصنفہ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ

بڑے جید عالم تھے۔ علوم متداولہ کا مکمل درس دیتے تھے۔ سینکڑوں طلباء حاضر خدمت رہ کر علوم کی دولت سے مالامال ہوتے۔ غزنی۔ کابل۔ ہرات تک کے طلباء حاضر ہوتے۔ آپ ان کے کھانے۔ کپڑے کا معقول انتظام فرماتے۔ اولاد سے بھی زیادہ شفقت و محبت سے پیش آتے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے علماء و فضلا اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔

حضرت مولانا خواجہ نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا اخون حافظ عبدالغفور صاحب سیدوی سواتی قدس سرہٗ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد اسرائیل صاحب اور حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن ظورو ضلع مردان جیسے عالم و فاضل[1] صاحب درس و تدریس حضرات تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب زہد و تقویٰ۔ صائم الدہر۔ قائم اللیل صاحبِ فتویٰ، مفتی جامع فضائل و کمالات بزرگ تھے۔ آپ نے ۱۲۹۵ھ میں وصال فرمایا گڑھی میں مزار مبارک ہے۔

حضرت مولانا قاضی سمیع الحق صاحب قدس سرہٗ

حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند ہیں

اپنے والد ماجد کے علاوہ علامہ عصر حضرت مولانا مولوی نصیر احمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۸ھ اور اتمان زئی تحصیل چارسدہ کے مشہور عالم صاحب درس و تدریس حضرت مولانا شاکر اللہ صاحب کے والد بزرگوار سے علوم اخذ کئے۔ تحصیل و تکمیل علوم کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ اور والد بزرگوار کے سچے جانشین ثابت ہوئے۔ اور افتاء و قضا

---

[1] تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۴ بحوالہ تحفۃ الاولیاء۔ صفحہ ۲۸ مصنفہ حضرت مولانا قاضی امیر احمد شاہ صاحب اکبرپوری رحمۃ اللہ علیہ

جیسے اہم امور کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

سوات، بنیر، دیر، چترال، باجوڑ، کابل، غزنی، ہرات تک آپ کے شاگردوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور بڑے بڑے صاحب درس وتدریس۔ مفتی وقاضی ائمہ مجاہد شیخ طریقت جیسے حضرات مستفید ہوتے۔ مثلاً حضرت شیخ کاکا شاہ صاحب بنوری قدس سرہٗ اشخیل لواڑگی، لنڈی کوتل خیبر ایجنسی اور حضرت مولانا قاضی عبدالغنی صاحب بھٹی کوٹ۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب صریخی۔ حضرت مولانا برکت اللہ شاہ صاحب ساکن ڈاگ اسماعیل خیل حضرت مولانا عبدالقیوم ساکن ڈاگ اسماعیل خیل۔ حضرت مولانا شارح میاں صاحب، حضرت مولانا علامہ عبدالمالک ساکن ڈاگ مذکور۔ حضرت مولانا محمد زمان صاحب ساکن پانڈو لاحاں رحمتہ اللہ علیہم وغیرہ وغیرہ

آپ سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے۔ مجاہد عظیم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب المعروف صاحب سوات قدس سرہٗ سے کمال درجہ کی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اور حضرت آقا سید احمد شاہ صاحب پشاوری رحمتہ اللہ علیہ سے بھی عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا۔

مجاہد کبیر حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب المعروف حضرت حاجی ترنگ زئی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی کمال تعلق تھا۔ علمی اور جہاد میں ہر قسم کے مشورے آپ سے لیتے تھے۔ اور اکثر جہادوں میں شریک کار ہو کر دادِ شجاعت دیتے رہے[۲]۔ اسی وجہ سے انگریزوں نے آپ کو تین سال قید کی سزا دی۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک پشاور جیل میں رہے۔ اور جذبہ جہاد ہی کے پاداش میں تحریک خدائی خدمت گار سے منسلک رہے۔ اور اسلام کے دشمن انگریز کے خلاف ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ فرماتے۔

---

[۱] تذکرۃ علماؤ مشائخ سرحد۔ جلد دوم

[۲] تذکرۃ علماؤ مشائخ سرحد۔ جلد دوم صہ ۴۳

تقریباً ۶۵ برس قرآن و حدیث ۔ فقہ ۔ اصول ۔ منطق ۔ الٰہیات ۔ ریاضی ۔ قرأت ۔ تجوید نظم اور فلسفہ وغیرہ جیسے علوم سے لوگوں کو مستفیض فرما کر ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء میں یہ آفتاب علم و عمل غروب ہوگیا ۔ مزار مبارک آبائی گورستان موضع کڑدی میں ہے ۔

حضرت مولانا قاضی سیف الدین صاحب کڑدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی سمیع الحق صاحب کڑدی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں ۔ ابتدائی کتابیں والد بزرگوار سے پڑھیں ۔ اُن کے علاوہ حضرت مولانا شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع اتمان زئی تحصیل چارسدہ اور حضرت مولانا صاحبزادہ مزین الدین صاحب المعروف ۔ صاحب حق (جو میرے ناقص خیال میں قاضی معز الدین[۱] بن حضرت قاضی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہما) کی خدمت میں موضع رجڑ تحصیل چارسدہ میں بھی تحصیل علوم کرتے رہے ۔ اس کے بعد ہندوستان کا سفر فرمایا ۔ حضرت مولانا محمد امان اللہ صاحب برادر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علیگڑھی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں پانچ برس حاضر رہ کر ریاضی اور الٰہیات کی تکمیل کی ۔ نیز حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل علوم میں مصروف رہے ۔ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قندہاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میرٹھ حاضر رہ کر حکمت و فلسفہ پڑھا حضرت مولانا مولوی عبدالجلیل صاحب طوردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدراس حاضر رہ کر فقہ و علم کلام پڑھا اور حضرت مولانا محمد مشتاق احمد صاحب برادر کبیر حضرت مولانا ابوالحامد صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں بدایوں حاضر رہ کر دارالعلوم سنیہ میں تمام درس نظامی کی تکمیل کی غرض کہ قریباً بارہ سال ہندوستان کے مختلف خطوں میں تحصیل علوم کرتے رہے ۔

---

[۱] تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۶۲

اور حضرت علامہ مولینا غلام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع منتھرا علاقہ دوآبہ کی
خدمت میں حاضر رہ کر سند حدیث حاصل کی اور حضرت مولینا محمد شاہ رسول صاحب
رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم گدر ضلع مردان کی خدمت میں حاضر رہ کر سند حدیث حاصل کی اور
علی گڑھ ۔ مدراس ۔ بدایوں ۔ میرٹھ میں درس وتدریس میں بھی مصروف رہے ۔ اور کابل
باغ عرق ۔ کرہ دمان ننگرہار ۔ ڈھیری ممین خان ۔ بانڈہ ملاحاں ننگرہار ۔ افغانستان میں
خوگیانی وغیرہ مقامات پر درس وتدریس میں مصروف رہے ۔

حضرت شیخ حاجی ترنگ زئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ
نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق طے کئے ۔ اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ عبادت
ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہ کر منازل سلوک طے کئے اور خلیفہ ماذون ہوئے ۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ میں انگریز دشمن اسلام سے مشغول
رہے ۔ اسی سلسلہ میں ایک بار پیر ومرشد حضرت حاجی ترنگزئی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت
میں رہ کر واپس وطن آئے ۔ تو انگریزوں نے گرفتار کر کے تین سال قید کی سزا دی
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں خان عبدالغفار خان
کے ساتھ مل کر خدائی خدمت گار[1] میں شامل رہے جب انہوں نے کانگریس سے
الحاق کیا ۔ تو جدا ہو کر جمعیۃ اخناف صوبہ سرحد کی ایک مذہبی وسیاسی تنظیم قائم فرمائی ۔

صاحب عبادت وریاضت ومجاہدہ اور مجاہد فی سبیل اللہ ۔ صاحب درس وتدریس
قاضی مفتی ، جیسے اہم امور دینیہ میں تمام زندگی مصروف ومشغول رہ کر بروز ۲۸ رمضان
۱۳۸۷ھ میں وصال فرمایا ۔ مزار مبارک موضع گڑدی میں ہے[2]

---

[1] تذکرۂ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم صہ ۸۶

[2] تذکرۂ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم صہ ۸۶

حضرت قاری عبدالمستعان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد بزرگوار قاری کندل صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع اکبر پورہ تحصیل نوشہرہ کے رہنے والے تھے۔ موضع پھندو کے مشہور قرار سے حفظ کلام اللہ کیا تھا۔ قاری صاحب سی خاندان کے ایک فرد ہیں۔ اس خاندان نے قرآن مجید کے حفظ اور علم قرأت کی بہت خدمت کی ہے اور ہر فرد قاری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ حضرت شیخ مولانا فضل احد المعروف حاجی ترنگزئی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور کاتب مراسلات تھے۔ حضرت حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند خلافت آپ ہی نے تحریر کی ہے [۱]

حضرت حاجی شیر اللہ صاحب المعروف فقیر صاحب پلوڈان مدظلہ

آپ اصل پر موبلی ڈاک خانہ خاص کے رہنے والے تھے۔ غالباً کچھ عرصہ بمبئی میں رہے اور فقیر صاحب جی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ اب موضع پلوڈنڈ متصل موضع سلیم خان تحصیل میں قیام فرما ہیں۔ حضرت حاجی ترنگزئی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں اور اکثر جہادوں میں شامل رہ کر داد شجاعت دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد جہادِ کشمیر میں شامل رہے تاحال بحمداللہ زندہ ہیں۔ اللہ پاک حیات نافعہ دے اور تادیر زندہ رکھے۔ آمین فقط والسلام

حضرت شیخ کاکا صاحب بنوری آف شیخلی قدس سرہ

آپ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کہ از مشائخ کبار سلسلہ ہذا کی اولاد سے ہیں۔ آپ بھی صاحب علم وفضل تھے ___ اور صوفیاء ومشائخ کے گھرانہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت قاضی سمیع اللہ صاحب بن حضرت قاضی محمد غلام کرڈی قدس سرہما تھے۔

آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف بڈے لاں صاحب قدس سرہ سے

---

[۱] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۲ سلسلہ قادریہ از حضرت مولانا محمد امین صاحب

بیعت ہو کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر ہر قسم کی خدمت کرتے رہے۔ جب ذکر و اذکار، سلسلہ عالیہ مجددیہ کے اسباق مکمل طے کر لئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مختلف محاذوں پر انگریز دشمن اسلام سے جہاد میں مشغول رہے اور دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ سکھوں کی حکومت میں ہجرت کر کے مضافات پشاور سے علاقہ خیبر ایجنسی آزاد قبائل میں منتقل ہو گئے[۱]۔ اور جب انگریزوں نے اس علاقہ پر حملے کئے تو آپ مختلف جگہوں پر منتقل ہوتے ہوئے موضع آشخیل لواڑگی لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت مقبولیت سے نوازا۔ علاقہ کے لوگ دینی اور ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ ور ہوتے۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہنے والوں میں سے تھے، غالباً آپ نے ۱۳۶۶ھ مطابق سنہ میں وصال فرمایا۔

آپ صاحب تجرید و تفرید بزرگ تھے۔ آپ کے برادر حضرت مولانا سید محمد اسحٰق صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا سید محمد صدیق صاحب بنوری مدظلہ، سجادہ نشین ہیں۔ اور دار العلوم صدیقیہ آشخیل لواڑگی لنڈی کوتل کے مہتمم[۲]۔

آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کی اولاد سے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم نیوٹاؤن کراچی اور امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بنوری مدظلہ، مہتمم دار العلوم سرحد بھی انہی کی اولاد سے ہیں۔ یعنی ہمشیرہ حضرت سید کاکا صاحب بنوری قدس سرہ۔

یاد رہے کہ محمد ابراہیم عرف کاکا صاحب بن محمود شاہ بن میر بادشاہ بن میر موسیٰ بن غلام حبیب رحمۃ اللہ بن عبد الاحد بن محمد اولیاء بن حضرت سید آدم بنوری خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔

حاشیہ صفحہ ۳۸۷

[۱] علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۴۲۔

[۲] حضرت مولانا سید محمد صدیق صاحب بنوری مدظلہ، سجادہ نشین آشخیل لواڑگی لنڈی کوتل۔

باب پنجم

حضرت مولانا الحاج الحافظ ولی اللہ صاحب قادری مجددی عرف تیراہ صاحب رح قدس سرہٗ

آپ کا اصل وطن موضع نرپاپ چپری تحصیل و ضلع کوہاٹ ہے۔ اور خاندان بڑہ خیل بنگش کے نور نظر ہیں۔ آپ عالم و کامل و فاضل تھے، حضرت اخوند صاحب سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف صاحب سوات کے خلفاء کاملین ہیں سے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارک میں اکثر جہادوں میں حاضر رہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد، مسلمانوں کے ازلی دشمن انگریز کے خلاف تھے، وطن سے ہجرت کر کے تیراہ اور گزئی قیام فرما ہوئے، وہیں سلسلہ ارشاد و تلقین اور درس و تدریس اور جہاد بالسیف کا شروع فرمایا، تمام زندگی امر المعروف اور نہی عن المنکر، بدعتوں اور شیعوں اور انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے، اپنے پیر و مرشد کی طرح شریعت، و طریقت و حقیقت اور سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل خود بھی رہے۔ اور اسی پر دوسروں کو بھی تلقین فرماتے رہے۔

اپنے ملک اور گزئی، افریدی، بنگش، خٹک، وزیرستان کوہاٹ، بنوں اور دوسرے علاقوں میں آپ کا سلسلہ جاری رہا ہے آپ صاحب اخلاص اور اخلاق حمیدہ اور سخاوت میں بے مثل تھے۔ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت صاحب مجاہدہ عبادت اور ریاضت اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ اسی میں تمام زندگی صرف فرمائی۔

آپ نے (ماموں زئی) میں وصال فرمایا مزار مبارک ماموں زئی .... اورگزئی تیراہ ضلع کوہاٹ میں ہے۔

آپ کے جانشین حضرت الحاج صاحبزادہ محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ جنہوں نے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلیفہ حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب المعروف صاحب مبارک کربوغہ ملاں صاحب سے خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ خلفاء میں درج ذیل حضرات کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب رح المعروف کربوغہ ملاں صاحب ساکن کربوغہ ڈاک خانہ خال

تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ۔

(۲) حضرت مولانا.......... المعروف پاپندہ ملّاں صاحبؒ

(۳) " " جمال الدین صاحبؒ عالم فاضل، مزار شریف ماموں زئی۔

(۴) " " وزیر ملّاں صاحبؒ ضلع بنوں حاجی مرزا علی خان گردیک عرف فقیر صاحب ایپی انکے بھتیجے

(۵) " " بلوسین ملّاں صاحبؒ علاقہ خٹک۔ شمالی وزیرستان

(۶) " " آقاخیل ملّاں صاحبؒ میدان افریدی وزیرستان علاقہ محسود

(۷) " " راج گل ملّاں صاحبؒ " " " "

(۸) " " تنذی ملّاں صاحبؒ علی شیر زئی۔

(۹) " " حافظ جی صاحبؒ قوم علی خیل اورگزئی۔

(۱۰) " " صاحبزادہ عبدالرزاق صاحبؒ مزار شریف بمقام خواہ سنوری خیل۔

وغیرہ وغیرہ جیسے عالم و فاضل و مجاہد بزرگ صاحب سلسلہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ جو انگریز اور شیعوں سے جہاد میں مصروف رہے اور شریعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں تمام زندگی مشغول رہے اور اچھے اصلاحات نافذ فرمائے۔ اور آپ کے پوتے حضرت حاجی اخوانزادہ محمد سعید صاحب مد بن حضرت مولانا محمود صاحبؒ مزار شریف ماموں زئی اورگزئی تیراہ کے سجادہ نشین ہیں، انہیں کے مکتوب سے یہ تمام حالات ماخوذ ہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمد عمر شاہ صاحب قادری المعروف ملّاں صاحب کرپوغہ قدس سرہ

آپ کی ولادت باسعادت حضرت عبداللہ شاہ بن جناب علی اصغر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں ہوئی، آپ فرماتے تھے کہ ہمارے آباؤ اجداد اصل بخارا سے تشریف لائے تھے۔ اور ہمارے دادا جناب علی اصغر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بہت ہنگامے ہوئے جس کی وجہ سے ہمارے شجرہ نسب کی کتابیں جل گئیں۔ اور جب انگریز اس علاقہ پر قابض ہوئے تو انہوں نے ہمارے خاندان والوں کو قریش کے لقب سے کاغذات میں درج کیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم علاقہ کے نامور علماء سے پڑھی، پھر حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالغفور صاحب المعروف اخوند صاحب سوات قدس سرہ کی خدمت میں تقریباً تیراں سال بیدو شریف حاضر رہے۔ علوم مروجہ کی تکمیل کی اور سند حدیث حاصل کی اور شریعت و طریقت کے فیوض و برکات سے مالامال ہوتے رہے۔ اور جہاد بالسیف انگریزوں سے کرتے رہے۔

حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کی خدمت میں شریعت و طریقت اور حقیقت و تصوف و سلوک ذکر و اذکار، فکر و مراقبات اور جہاد فی سبیل اللہ انگریز دشمن خدا اور رسول اور مسلمانوں کے ساتھ مشغول ہوتے رہے، حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے وصال کے وقت حضرت مولانا مولوی الحاج ولی اللہ صاحب ماموں زئی تیراہ رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ فلاں صاحب کر بوغہ کو خلافت اور اجازت سے ماذون کریں، حضرت تیراہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسپر عمل فرماتے ہوئے خلافت و اجازت سے مشرف

آپ نے اپنے وطن کر بوغہ تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ صوبہ سرحد میں خانقاہ قائم کی۔ آپ صاحب علم و فضل اور علم و عمل اور عالم و فاضل اور صاحب درس و تدریس اور حسن صورت و سیرت و حسن عقیدہ تھے، اللہ تعالیٰ نے درجات عالیہ و مناقب بلند عنایت فرمائے تھے۔ تمام لوگ ہم وطن آپ کو مثل والد بزرگوار سمجھتے تھے اور تمام مطیع و فرماں بردار تھے، آپ کے فرمانوں کے خلاف ہرگز نہیں کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی صائم الدہر، قائم اللیل رہتے تھے، عبادات و مجاہدات مزاج بن گئے تھے آپ منکسر المزاج تھے، سادہ کھانا، سادہ لباس پسند فرماتے تھے، بلکہ صوفیوں کا لباس زیب تن فرماتے تھے، کھانے اور لباس فاخرہ کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے، اور لذیذ کھانوں سے ہمیشہ نفرت تھی۔ حالانکہ لنگر میں ہر قسم کے لذیذ اور بیش قیمت کھانے موجود تھے، جو طالبان حق، ذاکرین، مجاہدوں اور مہمانوں کو کھلاتے تھے، مہمان روزانہ تین چار سو سے کم نہ ہوتے تھے، کبھی کبھی یہ تعداد ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ سب کو بلا تکلف کھانا ملتا تھا۔ اور تمام عمر امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصروف رہے۔

قال اللہ تعالیٰ کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ کے مطابق عمل پیرا رہے اور ہر قسم کی نشہ آور چیزوں، مثلاً افیون، چرس، بھنگ

سے سخت منع فرماتے اور نشہ آور چیزیں کھانے پینے والوں کو سخت سزا دیتے، ایسے لوگ آپ کے خوف اور دبدبہ کی وجہ سے بہت ڈرتے تھے، نشہ آور چیزوں کی خرید و فروخت نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے ہی ہر قسم کے شریعت کے خلاف کام کرنے والوں اور بدعتیوں کو سزا دیتے تھے۔ یا تو وہ لوگ توبہ کر لیتے ورنہ وطن چھوڑ کر کہیں دور چلے جاتے اور گاؤں میں محتسب مقرر فرما رکھتے تھے۔ اور ان کو دُرّہ دے رکھا تھا اور حکم تھا کہ بے نمازیوں، جواریوں، سود خوروں اور ناجائز کاروبار کرنے والوں کو سزا دو ان کو ہرگز معاف نہ کرو۔ اس لئے یہ تمام خرابیاں ختم ہو گئی تھیں، شاذ و نادر کسی پر چوری اور سود خوری وغیرہ جرموں کا شبہ ہو جاتا اور دین کے دشمنوں اور اہل حرص و ہوا وغیرہ جرموں کا شبہ ہو جاتا تو ثبوت ملنے پر ان کو سزا کا حکم دی جاتی، بدعتیوں سے مقابلہ فرماتے رہتے تھے، اس میں کسی بادشاہ، نواب و خان اور امیر کا کوئی لحاظ نہ تھا، بلکہ آپ کی ہیبت اور خوف سے ڈرتے رہتے تھے۔ اگر خلاف شرع شریف کام کرتا تو بروز جمعہ ارشاد فرماتے کہ فلاں آدمی نے خلاف شریعت کام کیا ہے۔

اس سے ہر قسم کے معاملات اور لین دین اور اس سے ملنا جلنا، بیٹھنا، اٹھنا اور دوستانہ تعلقات ترک کر دیں۔ صاحب مبارک کے ارشاد کے مطابق تمام اہل گاؤں ترک تعلقات کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے گھر کے آدمی بھی اس سے اجتناب کرتے اس کی زندگی تنگ ہو جاتی اور مجبوراً توبہ تائب ہو جاتا تھا۔ اگر کسی نے شادی شدہ عورت اغوا کی۔ آپ اس کو جبراً واپس کرواتے وہاں زانی آپ کے ڈر سے روپوش ہو جاتا اور خود جلاوطنی اختیار کر لیتا اور آپ کی وفات کے بعد ایسے لوگ وطن آئے۔

ایک دفعہ انگریز حکمران جس کو لاٹ کہتے ہیں اس نے آپ کو پشاور طلب کیا۔ یہ خبر سب اطراف و نواح میں پھیل گئی اور بڑا شور و غل مچ گیا۔ زمین پر لرزہ آ گیا اور مریدین، قوم خٹک و بنگش و تیرا، اکورم ایجنسی، منگل، جدران، مسعود، وزیرستان وغیرہ علاقوں سے لاتعداد مخلوق جمع ہو گئی۔ حاضرین نے اور آپ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ پشاور نہیں جانا۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پشاور بھیجا وہ جب لاٹ کے سامنے آئے تو اس نے کہا کہ تیرا والد کیا کرتا ہے۔ اس کو کہو کہ تمہاری حرکات و سکنات جو تم کرتے ہو وہ سب انگریزی قانون کے مخالف ہیں۔ اس کام سے

باز آجائیں ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔

صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہم امر بالمعروف ونہی عن المنکر تمام عمر اور آخر دم تک کریں گے اس سے ہم باز نہیں آسکتے۔ اگر انگریز نے ہمیں مردکا تو ہم ہجرت کرجائیں گے۔ یہ کوئی مضائقہ نہیں۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی۔ گورنر بالکل خاموش ہوگیا۔ آگے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی، پھر کبھی آپ کی طلبی نہ کی من کان للہ، کان اللہ لہ۔

: آپ کے حلقہ ارادت میں اکثر وبیشتر لوگ عالم وفاضل، علمائے متجرین اور مدرسین اور عالم باعمل وفقہاء مشہورین، عابد وزاہد تھے، مثلاً کفتئی، طلئی ملاں صاحب کہ عالم بے مثال تھے اور مولوی صاحب عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سورانی اور شب قدر ملاں صاحب کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بالجملہ تمام علمائے کرام علاقہ بھر کے داخل بعیت تھے۔ اس کے علاوہ علاقہ خوست وگردیز از افغانستان اور منگل، جدران غالباً بلوچستان، کوہاٹ اور پشاور، بنوں، لکی مروت اور وزیرستان، جنوبی وشمالی اور تیراہ، ریاست دیر اور ملتان اور میانوالی پنجاب میں لاکھوں لوگ حلقہ ارادت میں منسلک تھے۔

آپ صاحب کرامات وتصرفات ومکشوفات تھے، جن کی تعداد اور دائرہ تحریر میں لانا بڑا مشکل ہے۔ آپ نے ۵ رجمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۱ء میں وصال فرمایا، مزار مبارک بمقام وڈاک خانہ کربوغہ شریف تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ میں مرجع خاص وعام ہے کسی نے تاریخ وصال کہی۔

صاحب مبارک است لقب پیش خاص وعام

نامش بروزگار عمر شاہ محال بود

در پنجم جمادی الثانی پس از ہزار۔!

سہ صد وچہل نو شد بحق وصال بود

تاریخ وصال عربی میں سہ

ولما نحل الیوم محبوب، فقال ربہ خذ قام عزدب

اور بحساب ابجد یہ ہے۔

دہ کر بوغی صاحبا، یعنی ۱۳۴۹ھ

اولاد

(۱) حضرت صاحبزادہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے شاگرد اور خلیفہ۔ ان کے صاحبزادے حضرت قاضی صاحبزادہ محمد یحییٰ صاحب۔

(۲) حضرت صاحبزادہ قاضی عبدالحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت صاحبزادہ عصام الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے دو فرزند تھے۔

(۱) حضرت صاحبزادہ نجم الدین صاحب۔ (۲) حضرت صاحبزادہ شمس الدین صاحب۔

(۴) حضرت صاحبزادہ گل ابا رحمۃ اللہ علیہ ان کے فرزندوں میں حضرت صاحبزادہ سلطان محمد صاحب ہیں۔ (۵) حضرت صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حضرت صاحبزادہ عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب ہیں۔ (۷) حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند حضرت صاحبزادہ فضل کریم صاحب ہیں۔ (۸) حضرت صاحبزادہ عبدالمالک صاحب مفتی رحمۃ اللہ علیہ اِن کے صاحبزادے جناب محمد سعید صاحب ہیں۔

(۹) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو والد صاحب کے شاگرد اور مرید اور حضرت بہارئی ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت صاحب کربوغہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد اور خلیفہ تھے۔ (۱) حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ عبدالجلیل صاحب مدظلہ، ان کے صاحبزادے صاحبزادہ نصر اللہ جان سلمہٗ ہیں۔ حضرت عالم باعمل اور صاحب علم و فضل، اردو، فارسی، عربی میں خوب مہارت رکھتے ہیں۔ بڑی شفقت و نوازش و عنایت سے یہ سب حالات و کمالات ان کے مکتوبات سے ماخوذ ہیں۔ یہ راقم کے پاس موجود ہیں۔ آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ مذکورۃ الصدر صاحبان سجادہ نشینان رہیں۔ ہر ایک صاحب برکت ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ما اعطی۔

خلفاء تمام حضرات صاحبزادگان کے علاوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب المعروف نوۂ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار

مبارک کرہ بوغہ شریف۔

(۲) حضرت مولانا مولوی ٹھٹھی نصرتی ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قوم خٹک تحصیل کرک ضلع کوہاٹ، وہاں حضرت مولانا محمد جمیل صاحب ۔قوم خٹک سے ہیں۔

(۳) حضرت مولانا مولوی بالیمینوں ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قوم بنگش ضلع کوہاٹ۔

(۴) " " " بٹانوں ملاں صاحب " " ساکن میدان افریدی عرف بٹنے ملاں علاقہ محسود۔

(۵) حضرت مولانا مولوی درغرط ملاں صاحب " " وزیرستان شمالی

(۶) " " " شوہ فقیر صاحب " " "

(۷) " " " قاضی شنکئی صاحب " " " دانا سے مشرق کو۔

(۸) " " " محمد یعقوب صاحب " " المعروف امزلے ملاں صاحب علاقہ میراں شاہ دَریہ خیل تحزئی ۔(براستہ میراں شاہ وزیرستان) یا بنوں سے مغرب کو تین چار میل۔

(۹) حضرت مولانا مولوی حاجی سال خور فقیر صاحب میسکی موسکی ساکن روڑ ڈاک خانہ میرعلی وزیرستان۔

(۱۰) حضرت مولانا مولوی پےوندہ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسعود وزیرستان۔

(۱۱) حضرت " " قاضی گل داد صاحب المعروف دانا قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن وانا۔ وزیرستان

(۱۲) " " " مسعود ملاں صاحب رح ساکن مسعود وزیرستان۔

(۱۳) " " " منڈہ ملاں صاحب رح ساکن کورم ایجنسی وزیرستان۔

(۱۴) " " " صاحبزادہ محمود رح مزار شریف ماموزئی تیراہ اقوام اورکزئی۔

(۱۵) " " " بی سوطوملاں رح ملی شیرزئی اورکزئی تیراہ

(۱۶) " " " حافظ صاحب تورغرح مسعود زئی قوم تیراہ

(۱۷) " " " گنگانی ملاں صاحب رح قوم شیخاں اورکزئی تیراہ

(۱۸) " " " غلام سرور صاحب رح باڈہ (بڈہ) ملاں صاحب ضلع بنوں۔

(۱۹) " " " ذیگا لوز ملا صاحبؒ " "

(۲۰) " " " درمۂ خیلو ملاں صاحبؒ علاقہ سورانی " "

(۲۱) " " " قاضی لطیف اللہ صاحبؒ ساکن تر نا تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی۔

(۲۲) " " " محمد حسن صاحب المعروف مماخیلؒ تحصیل لکی مروت ضلع بنوں۔

(۲۳) " " " بیارئی ملاں صاحبؒ ساکن طینری ریاست دیر براستہ مالاکنڈ۔

(۲۴) " " " محمد الیاس صاحبؒ المعروف بوٹان ملاں صاحب، لوٹان، تیراہ وزیرستان۔

(۲۵) " پیر صاحب چن بادشاہ صاحب پشاوریؒ مزار شہر پشاور محلہ قصہ خوانی۔

(۲۶) " مولانا مولوی دورہ خیل ملاں صاحبؒ ڈاکخانہ خاص تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ[۱]۔

غرض کہ یہ تمام حضرات علمائے متبحرین مدرسین تھے۔ اور علمائے عامل کامل، اور متقی مشہور با الزہد والصلاح، مگر تین بزرگ مدرس نہ تھے، حضرت فقیر صاحب شوہ وزیرستان رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر صاحب میکی وزیرستان حضرت پیر صاحب چن شاہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہما لیکن بسبب حسن عقیدہ وسیرت ہیں اللہ تعالیٰ نے درجات عنایت فرمائے تھے۔ اور تمام لوگ ہم وطن اور مضافات ان حضرات کو مثل والد بزرگوار سمجھتے تھے اور مطیع و فرمابردار تھے اور ان کے فرمان کے خلاف ہرگز نہ کرتے تھے۔ الحاصل ہر ایک خلیفہ صاحب مبارک کا حضر خدمت دین میں مشغول رہا، مطابق آیۃ کریمہ وامروا بالمعروف ونہو عن المنکر پر کاربند رہے۔ ہر ایک کے لاتعداد خلفاء اور مریدین تھے، جن کے حالات تحریر میں لانا بہت مشکل ہے۔ حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع بہار تیمرگرہ ضلع دیر۔ براستہ مالاکنڈ ایجنسی المعروف بیارنی ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن طینری[۲] از مضافات ریاست دیر ——— صاحب درس وتدریس اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت مبارک صاحب کربوغہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، ان کے حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب بن حضرت مولانا صاحب مبارک کربوغہ شاگرد اور خلیفہ تھے اور تلامذہ اور خلفاء کا وسیع حلقہ تھا اور خلفاء میں (۲) حضرت قندھار باباؒ ساکن ریاست باجوڑ (۳)

---

[۱] از صاحبزادہ محمد سعید صاحب مدظلہ، ماموں زئی تیراہ، [۲] از صاحبزادہ احمد جان صاحب ساکن پلوٹی ملاکنڈ ایجنسی۔
[۳] ان کی اولاد میں صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب جو کراچی میں ایم اے انگلش کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا اللہ ڈھنڈ ڈھیری صاحب مدظلہ مضافات مالاکنڈ ایجنسی ڈاک خانہ خاص براستہ مردان[1] اور حضرت مولانا الحاج ولی اللہ صاحب رح کے سلسلہ طریقت ہیں۔ اسناد سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ اخوند محمد صدیق بشونتڑی قدس سرہ متوفی صفر ۱۱۸۹ھ سے آگے اِن کے دوسرے شیخ، حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہ متوفی بروز جمعہ ۲۸ رشوال ۱۱۸۰ھ سے اِن کو حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ سے اِن کو حضرت شاہ عالم دہلوی قدس سرہ سے اِن کو حضرت شیخ منور شاہ الٰہ آبادی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۹ھ سے اِن کو حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ قادری سہروردی گجراتی قدس سرہ متوفی ۱۰۸۵ھ ۱۶۷۶ء سے اِن کو اویسی طور پر حضرت شیخ سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ متوفی ۵۶۱ھ ۱۱۶۶ء سے آگے جنیدیہ ابصریہ سلسلہ طریقت ہے جو آئندہ اوراق میں معہ تذکرہ آرہا ہے۔

باب ششم

حضرت شیخ مولانا عبدالوہاب صاحب مشہور بہ پیر مانکی شریف قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۲۲ھ آپ کی حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سرحد کے مشہور گاؤں اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ شجرہ نسب یوں ہے ضیاء الدین[1] بن بدر الدین بن محمد ابراہیم بن کرم بیگ بن فتح محمد بن محمد یوسف المعروف مرنی بابا۔

آپ کے خاندان کے لوگ ۱۰۵۰ھ کے مشہور بزرگ شیخ محمد یوسف المعروف مرنی بابا مزار موضع پڑا انک راجی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا خاندان ۱۱۶۰ھ سے دلازاک وادی پشاور میں آباد تھا۔ (دلازاک عدل زئی) وہاں سے کوئی بزرگ اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ میں آباد ہوئے۔ جب سکھوں نے پنجاب اور سرحد کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور مسلمان اُن کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ تو آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اور دو بھائیوں نے ہجرت فرمائی اور موضع بدارشی جو نوشہرہ چھاؤنی سٹیشن کے عقب میں واقع ہے قیام فرمایا حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] متفل بٹ خیلہ اصل نام محمد ہے ان کے ایک صاحبزادے اشرف علی کی وفات ۱۹۶۷ء میں ہوئی۔ اور فرزند ہیں چھوٹے کا نام باچا گل ہے۔

وہیں ایک مسجد میں امام مقرر ہوئے اور سکھ حکومت کے آخری ایام میں وہیں وصال فرمایا اور ڈیرہ کٹی خیل کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ موضع ڈیرہ کٹی خیل چھوڑ کر کڑی میں نقل مکانی فرمائی جو موضع بدرشی سے تھوڑی دور پہاڑوں کے عقب میں واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد عالم باعمل بزرگ تھے۔ غالباً تعلیم علوم ظاہری والد ماجد کے زیر اثر تکمیل کی ہو گی۔ ابتدائی تعلیم اکوڑی، بدرشی ۔۔۔ اور مختلف عالموں سے اور دھیر کٹی خیل (متصل اکوڑہ خٹک) اس زمانہ میں حضرت شیخ المشائخ الحاج حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہ اخوند بید و شریف سوات کے عرفان و تصوّف کی شہرت سارے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کو طلب حق اور معرفت الٰہی کے ذوق و شوق نے مجبور و مہجور کر کے آستانہ عالیہ پر حاضر کر دیا۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددّیہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت سے مشرف ہو کر ذکر و اذکار اور شغل و مراقبہ اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

جب سلسلہ عالیہ قادریہ مجددّیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوّف کے منازل طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ ۱۲۸۰ھ ۱۸۶۳ء میں آپنے حضرت رحمۃ اللہ کی زیر قیادت جہاد امبیلہ میں حاضری دی اور اسلام دشمن انگریز کے خلاف[۱] بڑی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھلائے۔

حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے خوش ہو کر خاص منظورِ نظر فرما لیا۔ خلافت و اجازت سے مشرّف ہو کر آپ ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت اور مجاہدوں کے ساتھ ساتھ اعلائے کلمۂ حق اور امر بالمعروف میں اور جہاد فی سبیل اللہ انگریز ظالموں کے خلاف مریدین کی جماعت آپ کے ساتھ رہتی اور آپ اس علاقہ کے گاؤں اور قصبوں میں پہنچ کر تبلیغ اسلام اور اشاعت سلسلہ کرتے۔ تبلیغ اسلام اور احیائے کلمۃ الحق اور سلسلہ کی اشاعت کو اپنا مقصد حیات بنا لیا تھا۔ رشد و ہدایت اور ارشاد و تلقین کی مجالس قائم فرماتے۔ اور آپ کی شہرت تمام علاقہ میں دور دور تک پھیل گئی تھی اور عوام میں مولوی صاحب کٹی خیل کے نام سے مشہور[۲] ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے از راہِ عقیدت

---

[۱] [۲] ملے اور ڈھری ملاں صاحب میاں صاحب مشہور تھے۔ آپ موضع سینچر و تشریف لے گئے۔ از واقعات جہاد مالاکنڈ عبدالکریم قلمی

آپ کو بہت سی زمین پیش خدمت کی۔ آپ رد بدعت میں خاص توجہ فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے ریاحی چٹان کو تڑوا دیا۔ جو اس وجہ سے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے۔ حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے کاکاخیل کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر صلح فرما دی۔ کٹی خیل میں پانی کی سخت قلت تھی۔ آپ نے حضرت اخوند صاحب قدس سرہ سے عرض کیا۔ اس کے بعد آپ مانکی تشریف لائے۔ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۱ء اور خانقاہ سلسلہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ اور تبلیغ، واصلاح اور ارشاد، تلقین اور ذکر و اذکار کا مرکز قائم فرمایا آپ صوفیا اور طالبانِ حق کو دیہات اور قریوں اور گاؤں میں تبلیغ کے لئے روانہ فرماتے۔ ان صوفیوں کو لوگ (مانکی کے شیخ) کے لقب سے یاد کرتے۔

انگریز بڑا چالاک اور فریب کار تھا، مشائخ اور صوفیاء اور علماء اور رؤساء اور عوام میں اختلاف پیدا کرانا تھا تاکہ اس کی حکومت دور دراز ملکوں تک پھیل جائے۔ اور مدت مدید تک مسلمانان عالم کو غلام بنائے رکھے۔ اس نے آپ سے اپنے پیر بھائی حضرت شیخ نجم الدین صاحب المعروف بڈے ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بڑا اختلاف اور فتنہ برپا کر دیا تاکہ لڑاؤ اور حکومت بڑھاؤ کی سکیم مضبوط ہو۔ یہ دونوں بزرگ اپنے پیر و مرشد کی طرح انگریز کے خلاف ہر محاذ پر جہاد میں حصہ لیتے تھے۔ ان دونوں میں فروعی مسائل کے اختلافات کھڑے کرکے آپس میں الجھا دیا۔ آپ کو مغربی تہذیب و تمدن اور تعلیم سے نفرت تھی۔ جو مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ اور غلامی کے طوق میں جکڑنے کے لئے ایک ذریعہ انگریز بنا رہے تھے اور سکولوں میں عیسائی پادری عیسائیت پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کی سادگی ختم کرنے کے لئے ولائتی اشیاء کو رواج دے رہے تھے۔ اس سے بھی سخت نفرت تھی، حتیٰ کہ آپ خانقاہ میں حاضر ہونے والے حضرات سے دریافت فرماتے کہ پیدل آئے ہو یا کہ انگریز کے گدھے[1] پر سوار ہو کر آئے ہو اگر آنے والا عرض کرتا کہ پیدل آیا ہوں تو بہت خوش ہوتے۔

آپ لباس میں بہت سادگی فرماتے، گھریلو کھدر کا لباس زیب تن فرماتے، دستار مختصر باندھتے تھے۔ اور شان و شوکت اور تکلف سے بیزار تھے۔

---

[1] ریل گاڑی کو۔

آپ نے حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کے وصال کے بعد تقریباً ۲۷ سال تک تبلیغ واشاعت اور ذکر واذکار، ارشاد وتلقین اور انگریزوں کے خلاف جہاد فرماتے رہے۔

آپ نے ۱۹ شعبان ۱۳۲۲ھ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں وصال فرمایا۔ مانکی شریف میں مزار پر انوار ہے جو تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کا مشہور گاؤں ہے۔

اولاد آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحق ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت شیخ عبدالرزاق عرف حاجی گل رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت شیخ عبدالقیوم عرف فقیر اپیین حمزی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت شیخ عبدالواسع رحمۃ اللہ علیہ۔

اور صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا عقد آپ کے بھتیجے کے ساتھ موضع کٹی خیل میں ہوا۔ صاحبزادوں میں آپ کے سجادہ نشین اور خلیفہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ متوفی بعمر ۸۰ سال ستمبر ۱۹۲۸ء۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ عبدالرؤف ثالث صاحب سجادہ نشین متوفی ۱۹۳۴ء ان کے فرزند امین الحسنات کی شہادت ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔ ان کے بعد روح الامین سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ (۲) آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف فقیر اپیین حمزی دخ ڈاکخانہ درگئی مالاکنڈ ایجنسی۔

(۳) حضرت شیخ صاحبزادہ صاحب خویشگی رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹ حاجی بہادر کوہاٹ۔

(۴) حضرت شیخ ملاں صاحب کابل افغانستان موضع پزیرہ ہند کوڈامان

(۵) " " میاں صاحب کاکڑک (کاکڑدوم) " افغانستان۔

(۶) " " گنڈیری ملاں صاحب رانی زے " مولانا شائستہ گل لنڈی شاہ منہ

لے ۔ سے جنکا پورا نام حضرت صاحبزادہ روح الامین صاحب مدظلہ ہے

(۷) " " دکنی ملاں صاحب " حیدر آباد دکن۔

(۸) " " مولانا عبدالحنان صاحب عرف یار حسین ملاں صاحب ڈاک خانہ خاص تحصیل

[?]رابی ضلع مردان۔

(۹) حضرت شیخ حاجی صاحب بنوں محمد اعظم صاحب موضع سورانی بنوں۔

(۱۱) حضرت شیخ حافظ عبدالرحیم صاحب ...... ڈاک خانہ سکول گل درگئی مالاکنڈ ایجنسی۔

(۱۲) " " مولانا تاج الدین صاحب لاہور۔ ضلع مردان

(۱۳) " " شلمان ملاں صاحب پیر چہل لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی ان کے فرزند حضرت

[?]اجی گل صاحب قدس سرہما ہوئے۔

(۱۴) حضرت شیخ اچینی ملاں صاحب قدس سرہ ضلع پشاور بمقام لنڈی کوتل۔

(۱۵) " " نیراہ ملاں صاحب کوہ دامان بمقام رضاخیل آزاد علاقہ آج کل اخونزادہ

[?]صاحب ہیں (۱۶) حضرت شیخ جنت شاہ ملاں صاحب باجوڑ بمقام دوزخ شاہ آزاد قبائل۔

(۱۷) حضرت شیخ مولانا محمد اعظم صاحب بمقام و ڈاک خانہ چمبلہ علاقہ بنیر ریاست سوات۔

آپ کی تصانیف میں دو کتابیں مشہور ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم

(۱) احکام المذاہب۔

(۲) ہدایت الابرار۔

آپ کے خلفاء حضرات کے خلفاء۔

(۱۸) حضرت شیخ پنجخرہ و عبدالقیوم صاحب باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجخرہ۔

حضرت شیخ باباصاحب یار حسین عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ مولانا جلال الدین

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نویکلی متوفی ۱۳۸۶ھ

(۲) حضرت شیخ قاشقار ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چترال۔

حضرت مولانا محمد حسن صاحب المعروف جبرز ملاں ضلع مردان جامع ملفوظات ہدایۃ السالکین۔

حضرت مولانا صاحب انگی مروت (قطب گڑھ) (۱۸) حضرت شنگی ملاں صاحب جلوزئی (قطب گرد
کے شاگرد صاحبزادہ نورالحق بن حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ادمڑ میانہ نوشہرہ پشاور۔
حضرت شاہ صاحب موضع غوریوالہ ضلع بنوں۔

حضرت شیخ مولانا محمد تسلیم صاحب عرف شلمان بابا قدس سرہ

ولادت باسعادت شنواری علاقہ سمت مشرقی افغانستان میں ہوئی۔ آپ شنواری قوم کے تھے، صاحب علم و فضل، حضرت شیخ عبدالوہاب عرف پیر مانکی شریف قدس سرہ کی خدمت اقدس حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے تحصیل اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

جب آپ نے منازل سلوک طے کر لئے تو کمال مہربانی سے حضرت شیخ پیر مانکی صاحب قدس سرہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ پیر و مرشد کے ساتھ ہر جہاد میں حاضر رہے اور داد شجاعت دیتے رہے اور ان کے ارشاد سے موضع پیر وخیل متصل لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ جو آگے چل کر بہت بڑی مرکزی جگہ کی صورت اختیار کر گئی۔

آپ قرآن و سنت کے پابند اور طریقت و حقیقت میں کامل صاحب عبادت و ریاضت مجاہدہ بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت عنائت فرمائی تھی۔ لوگ دور دور سے حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔ آپ کا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ ہر ہفتہ کے بعد جو کچھ خانقاہ میں موجود ہوتا سب خیرات کر دیتے۔ غربا اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ لنگر بہت وسیع تھا۔ مہمانوں اور متعلقین کے لئے ہر وقت رہتا تھا۔ ایک دفعہ سات گائیں اور ایک اونٹ بچ گیا۔ فرمایا انہیں ذبح کر کے غربا و مساکین میں تقسیم کر دو۔ خادمین نے عرض کیا کہ حضرت آئندہ ہفتہ میں لنگر کے کام آئیں گے۔ یا بچوں کے کام آئیں گے رہنے دیجئے۔ فرمایا آئندہ ہفتہ کا اللہ آپ انتظام فرمائیں گے۔ اور باقی رہا بچوں کا معاملہ اگر وہ

ہوں گے اللہ کی یاد میں لگے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ اِن کو خود دیں گے۔ ورنہ میں بردن کے لئے کیسے جمع کرسکتا ہوں۔

آپ نے بتالیس دن پہلے شکرانے (ہدیے) لینے بند فرمائیے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو میری ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور وصال سے تین روز قبل اپنے فرزند حضرت حاجی گل صاحب سے فرمایا کہ تمہارے پاس دو چادریں ہیں تو لاؤ انہوں نے پیش خدمت کر دیں۔ تو اپنے بدن کے کپڑے اتار کر خیرات کر دیئے اور خود فرزند کی چادروں سے بدن ڈھانپا اور تیسرے روز مغرب کی نماز باجماعت ادا فرما کر تسبیح کے ورد میں مشغول ہو گئے۔ اسی میں اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ رَاجعُون پڑھا۔ اور واصل الی اللہ ہو گئے ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مزار مبارک موضع ہیر درخیل لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی میں ہے[1]۔

حضرت شیخ مولانا عبد الحق صاحب عرف حاجی گل صاحب قدس سرہ

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ علاقہ کے علماء و فضلاء سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ تکمیل علوم کے بعد یا دوران تعلیم اپنے والد بزرگوار سے طریقت کے اسباق حاصل کئے، عبادت و ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ ساتھ والد بزرگوار اور خانقاہ کی ہر قسم کی خدمت میں مصروف و مشغول رہے، جب تصوف و سلوک کے اسباق مکمل ہو گئے۔ تو والد بزرگوار نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور والد بزرگوار کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ والد بزرگوار کے خادمین و مریدین کی ہر قسم کی خدمت میں و ارشاد و تلقین میں مصروف رہے اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت نصیب فرمائی۔ دور، دراز علاقوں سے لوگ حاضر ہو کر فیض یاب ہونے لگے۔

آپ نے مرکز کو قائم کرتے ہوئے اس کو اور ترقی دی۔ لوگ آپ پر جان نچھاور کرنے لگے آپ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار اور پیران طریقت کے نقش قدم پر چلتے ہوتے انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے۔ تقریباً ۲۱ سال مسند ارشاد و تلقین پر متمکن رہ کر بروز جمعرات ۲۵ شعبان ۱۳۸۹ھ ۶ نومبر ۱۹۶۹ء میں وصال فرمایا۔ والد بزرگوار کے پہلو میں مزار مبارک ہے۔

[1] از حضرت شیخ گل صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب عرف شیخ گل مدظلہ

عالم و فاضل بزرگ ہیں اور حضرات کے علاوہ حضرت مولانا قاضی امان اللہ ساکن ڈاگی بار
تحصیل صوابی ضلع مردان کے شاگرد رشید ہیں۔ عالم و فاضل صاحب عبادت و ریاضت، ذکر
سخی، مہمان نواز ہیں۔ اپنے والد بزرگوار حضرت حاجی گل صاحب قدس سرہ کے بعد مسند نشین ہو
آپ کے دوسرے بھائی حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مدظلہ ہیں اور چچازاد بھائی حضرت مولا
عبدالرؤف صاحب مدظلہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے خاندان کو ابداً والآباد تک زندہ جاوید رکھے آمین۔ سب حالات حضر
مولانا عبدالعزیز صاحب عرف حضرت شیخ گل کے ارشاد مبارک سے ماخوذ ہے۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب المعروف بابا یار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت احمد بابا بن حضرت قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع یار حس
تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہوئی۔

آپ کے جد امجد حضرت قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب
تورڈھیری قدس سرہ کے اجلہ خلفا میں سے تھے۔ اور والد بزرگوار حضرت احمد بابا رحمۃ اللہ علیہ
شیخ المشائخ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اور ماذون۔
ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی، مزید تعلیم صوبہ سرحد کے مختلف مقامات کے
مشہور اساتذہ سے حاصل کی۔ اور موضع سوڑیزئی جو پشاور شہر سے مشرق کی طرف تین میل
کے فاصلے پر آباد ہے وہاں علماء کی باکمال شخصیتیں گذری ہیں مثلاً حضرت مولانا قلندر اخونزا
صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف اصولی اخونزا
صاحب وغیرہ آپ نے بھی سوڑیزئی میں فقہ کی تکمیل، تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شیخ المشا
حضرت مولانا حافظ اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس میں سیدو شریف

سوات میں حاضر ہوئے[1]۔ بیعت سے مشرف ہو کر پہلا سبق سلسلہ عالیہ قادریہ کا حاصل کیا اور
درس وتدریس کے ساتھ ذکر واذکار میں مشغول رہنے لگے اسکے بعد حضرت سوات علیہ الرحمۃ
۱۲۹۱ھ میں وصال فرما گئے۔ تو آپ ۔۔۔۔ حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب مانکی شریف
خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا اخون حافظ عبد الغفور صاحب قدس سرہما کی خدمت میں
حاضر ہو کر باقی اسباق کی تکمیل کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ ۔نقشبندیہ چشتیہ
سہروردیہ مجددیہ میں اجازت وخلافت سے ماذون فرمایا۔

آپ نے اپنے گاؤں موضع یار حسین میں خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور سلسلہ قادریہ کی خصوصی
طور پر ترویج واشاعت شروع فرمائی۔

تعلیم وتکمیل کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں چالیس اور پچاس تک طلباء حاضر
رہتے جنہیں تمام درس نظامی کی تعلیم دیتے اور ان کی رہائش اور کھانے اور کپڑا اور
دیگر ضروریات زندگی کا انتظام فرماتے۔

غرض کہ آپ تمام عمر درس وتدریس ۔ ذکر وفکر ۔ مراقب ومجاہدہ اور تزکیہ نفس میں
مصروف ومشغول رہے ۔ زہد و ۔ ورع میں یگانۂ زمانہ تھے ۔ آپ کا دامن دنیا کی محبت و
آلائش سے پاک تھا ۔ درویشانہ اور فقیرانہ زندگی گذارتے تھے ۔ استغنا کا یہ عالم تھا کہ معتقدین
ومخلصین ہزاروں روپے اور زمین پیش کرتے لیکن آپ قبول نہ فرماتے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ کا خاص مقام تھا ۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر کاربند رہنے کی ہر وقت تاکید فرماتے ۔ عقد بیوگان میں بہت محنت فرمائی۔
فرقہا باطلہ منکر حدیث ۔ منکر فقہ ۔ نیچری ۔ قادیانی ۔ چکڑالوی ۔ شیعوں جیسے بدعقیدہ لوگوں سے
سخت نفرت تھی ۔ اور شدت سے ان کی تردید فرماتے ۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت

---

[1] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد ۔ جلد دوم صفحہ ۲۳۷

زیادہ ہے۔ اُن میں نامور علماء درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا محمد غفران صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہباز گھڑ صوابی روڈ تحصیل و ضلع مردان متوفی ۱۱ شوال ۱۳۶۲ھ (۲) حضرت مولانا غازی الدین صاحب امازو گھڑی رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا عبدالعلی صاحب المعروف صاحب حق صاحب یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت مولانا محمود صاحب المعروف صاحب حق صاحب مردان رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم و فاضل صاحب درس و تدریس ہوئے۔

آپ نے قریباً ۳۷ سال درس و تدریس اور تصوف و طریقت اسباق و درسیات دیتے ہوئے ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار جا معیار حسین میں ہے۔

اولاد آپ کے دو صاحبزادے ہیں (۱) حضرت مولانا عبدالحمید صاحب المعروف صاحب حق، مدظلہ سجادہ نشین ہیں، صاحب ذکر الٰہی اور صاحب عبادت و ریاضت صاحب کراماتِ کثیرہ ہیں۔ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالستار صاحب مدظلہ

خلفاء (۱) حضرت مولانا جلال الدین صاحب قوان کلی تحصیل صوابی بروز ۱۵ شعبان ۱۳۸۶ھ کو وصال فرما گئے ہیں سجادہ نشین حضرت مولانا فصیح الدین صاحب مدظلہ ہیں

(۲) حضرت مولانا عبدالخالق بادشاہ صاحب مدظلہ ساکن محب بانڈہ ضلع مردان

(۳) حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۹ھ سجادہ نشین مانکی شریف تحصیل نوشہرہ پشاور

(۴) حضرت مولانا فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیرخہ خیل تحصیل پشاور

(۵) حضرت مولانا فضل حق صاحب المعروف قاشقار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت شیخ شاہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاشقار وغیرہ وغیرہ جیسے بیسیوں حضرات نے درس و تدریس اور تصوف و سلوک کے فیضان جاری فرمائے ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب قدس سرہٗ

ولادت باسعادت نواں کلی تحصیل صوابی میں ایک علمی گھرانے میں ہوئی نواں کلی اور
(ا)فات میں بڑے بڑے عالم وفاضل حضرات علماء کرام ومشائخ عظام تھے مثلاً حضرت مولانا
ی قاضی قریب اللہ بن حضرت مولانا سعادت رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبدالحنان
ب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جیسے حضرات موجود
تھے خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا احمد شاہ صاحب قادری بن سلیمان شاہ ابن اتم بابا
ۃ اللہ علیہم جو وقت کے عالم وفاضل پیر طریقت تھے۔ خلیفہٗ ماذون ء پیر طریقت علامہ وقت۔
م حاذق مولانا نور احمد صاحب المعروف بہاری پیر مردانی قدس سرہٗ کے خاص شاگردوں
ں شمار ہوتے تھے اور نواں کلی میں درس وتدریس اور تصوف وسلوک میں یکتائے زمانہ تھے۔

غرض کہ آپ اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر۔ علوم متداولہ معقول ومنقول میں کمال حاصل
اور نفوس قدسیہ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ علامہ
بدالحنان صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں موضع یارحسین تحصیل صوابی میں حاضر رہکر تحصیل علوم کے
علاوہ بیعت سے مشرف ہوئے۔ ذکر واذکار سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں مشغول ہوگئے۔ جب
تصوف اور سلوک کی منازل طے ہوگئیں۔ تو اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نواں کلی میں
درس وتدریس اور ذکر واذکار کی مجالس میں مشغول ہوگئے۔ آپ صاحب عبادت وریاضت ومجاہدہ
صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں کمال رکھتے تھے۔ صاحب درس وتدریس بزرگ
تھے۔ آپکے مدرسہ میں تیس چالیس طالب علم ہمیشہ حاضر رہتے جن کی ضروریات آپ پوری فرماتے تھے اور
بیسیوں طالب حق حاضر رہتے خانقاہ ذکر واذکار سے پر رونق رہتی۔ آپ نے ساری زندگی اسلام کی خدمت
میں گذارتے ہوئے ۱۳۸۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک نواں کلی تحصیل صوابی مردان میں ہے۔ آپکے سجادہ نشین حضرت مولانا فصیح الدین
آپکے برادر عزیز ہیں صاحب علم وفضل بزرگ ہیں خلفاء میں حضرت مولینا گل رحیم صاحب مدظلہ ہمارے سلام نستاری مدظلہ فاضل دیوبند بزرگ ہیں جن
کا اگلے اوراق میں تذکرہ آرہا ہے۔

حضرت مولینا مولوی محمد گل رحیم صاحب اسماری قادری مدظلہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا فضل الرحیم بن حضرت مولانا آدم خان رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں موضع اسمار ضلع دیر میں ہوئی۔ جو کانجی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان علاقہ دیر میں آباد تھا۔

جناب حضرت مولانا آدم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم صاحب درس و تدریس صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ بمقام اغوزباغ۔ جو کہ اسمار کے قریب ایک درہ میں ہے، آباد ہوئے، وہاں سے غالباً آپ کے والد بزرگوار اسمار میں منتقل ہوئے۔

ابتدائی تعلیم والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا رحم الدین صاحب المعروف مزاصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ اسی عرصہ میں حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور خوشنویسی حضرت مولانا کریم داد صاحب رحمۃ اللہ سے موضع گل ضلع دیر۔ اور حضرت مولانا زیارت گل المعروف اُستا صاحب ساکن جبہ مضافات اکبرپورہ تحصیل نوشہرہ۔ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اکبرپوری۔ حضرت مولانا احمد شاہ صاحب نواں کلی تحصیل صوابی۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نواں کلی۔ حضرت مولانا قاضی صاحب المعروف اُستاد صاحب اسوٹہ مضافات نواں کلی۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب المعروف باباجی صاحب یارحسین۔ حضرت مولانا شائستہ گل صاحب۔ حضرت مولانا صاحب چکیسر ڈلی مردان)۔ جناب حکیم احمد نور صاحب مردان۔ حضرت مولانا سید عبدالغفار صاحب موضع چوچی شانی ضلع سوات۔ حضرت مولانا سمندر خان صاحب طورو ضلع مردان رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے ہندوستان تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا گلستان خان صاحب اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے سہارنپور میں اور دیگر علماء سے استفادہ کیا۔ اور وہاں سے دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے۔ اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحب

مولانا مفتی ریاض الدین صاحب۔ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب، حضرت مولانا ظہور احمد صاحب
حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب
گلاؤٹھی۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب ملتانی۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی
حضرت مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی۔ حضرت مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندی۔ حضرت
مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک مدظلہ، حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب کیمبل پوری
رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ جیسے اساتذہ کی موجودگی میں سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت مہتمم صاحب
دارالعلوم دیوبند نے آپ کو دارالعلوم کمنگرھا شہر بنارس میں مدرس بنا کر بھیجا۔ وہاں ایک
سال تک احادیث پڑھاتے رہے اور اس کے بعد واپس دیوبند آکر استاد خوشنویسی مقرر ہوئے
تین سال تک یہ فرائض سرانجام فرمائے۔

دیوبند سے واپس آکر صوبہ سرحد کے مختلف مقامات پر مدرس رہے نیز خیر المدارس ملتان:
مولانا عبدالحنان صاحب عرف یارحسین باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بلالیا۔
اور تقریباً درس نظامی کا نو برس تک درس دیتے رہے۔

بیعت آپ دوران تعلیم حضرت مولانا عبدالحنان صاحب المعروف یارحسین باباجی[1]
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ
ذکر واذکار سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں بھی مشغول رہے۔ اُن کے وصال کے بعد
اُن کے خلیفہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب نواں کلی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی اور
خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

اُن کے علاوہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قادری المعروف ملاں صاحب ڈنکل
خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد اکبر صاحب المعروف سرکانڑول میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہما

---

[1] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۶۷

(حاشیہ: ... بیعت ... حضرت)

خلیفہ حضرت اڈے ملاں صاحب قدس سرہٗ اور حضرت حاجی صاحب بارگام خلیفہ حضرت بادشاہ صاحب تنیکورگ رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے حضرات سے روحانی تربیت حاصل کی۔

آخر آپ پشاور شہر تشریف لائے۔ اور مسجد دلاور خان میں خطابت فرماتے رہے اور محلہ جنگی پشاور میں کتب خانہ رحیمیہ کھولا اور ساتھ ہی ساتھ کتابت فرماتے رہے اور اس کے بعد دن اور رات میں اکثر اوقات اپنے سلسلہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب تقویٰ متقی پرہیزگار متوکل بزرگ ہیں ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں قریباً عمر مبارک ۶۳ سال تھی تین سال پشاور کے قیام کے بعد کراچی تشریف لے گئے۔

آپ کی شادی موضع یار حسین میں ہوئی۔ دوران قیام تین صاحبزادے ہیں۔

اولاد (۱) محمد جلال الدین صاحب (۲) محمد جمال الدین صاحب (۳) اور محمد کمال الدین صاحب۔ ان میں محمد جمال الدین صاحب کتب خانہ پر کام کرتے ہیں۔

فقط و باللہ التوفیق

حضرت مولٰنا مولوی میر احمد صاحب تیراہی بابا رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۳۵ھ ۱۸۲۰ء کو جناب اخونزادہ نصر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ حضرت اخونزادہ فقیہہ اعظم محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف تیراہ ملاں صاحب کے رشتہ میں چچا تھے۔ عالم باعمل اور عالم و فاضل بزرگ ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب المعروف حضرت مانکی باباجی صاحب قدس سرہٗ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ۔ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے صاحب درس و تدریس۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر۔ رسم و رواج بیاہ، شادی اور ختنوں

وغیرہ کی رد فرماتے ۔ رنڈیوں کے ناچ گانے بند فرمائے ۔ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے شاگرد تھے ۔ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا ۔ وصال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا ۔ مزار مبارک تیراہی پایاں میں ہے ۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پھیلی ہوئی ہے ۔ ان میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بالوگڑھی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات صاحب درس و تدریس خاص طور پر قابل ذکر ہیں ؎

وصال ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوا ۔ مزار تیراہی پایاں میں ہے ۔

حضرت مولانا اخونزادہ محمد شریف صاحب تیراؤ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آباؤ اجداد

آپ کے دادا حضرت مولانا اخونزادہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل اور صاحب درس و تدریس بزرگ تھے ان کے فرزند حضرت مولانا اخونزادہ علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکی ولادت ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں ہوئی ۔ ان کی تعلیم و تربیت پوری توجہ سے کی ۔ مزید تعلیم کیلئے حضرت مولانا مولوی محمد غلام صاحب ساکن گڑوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل نوشہرہ کی خدمت میں بھیجا اور حضرت مولانا شمس آبادی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی آپ صاحب درس و تدریس بزرگ تھے بعمر ۸۵ برس ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں وصال فرمایا ۔

ولادت باسعادت

۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں حضرت اخونزادہ محمد شریف صاحب حضرت اخونزادہ علی احمد بن حضرت اخونزادہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں موضع تیراؤ پایاں تحصیل پشاور میں ہوئی ۔ جو پشاور شہر سے شمال کی جانب ۲½ میل کے فاصلہ پر برلب سڑک چنر منی ۔ یہ موضع تیراہی پایاں واقع ہے ۔ آپ کے دادا اور والد بزرگوار بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے ۔ اس لیے ابتدائی تعلیم خود شروع

؎ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۸۴

کرائی اور مزید تعلیم کیلئے خصوصاً فقہ حضرت مولانا قاضی صاحب بٹھنی رحمۃ اللہ علیہ اور اصول، میراث، منطق اور دیگر علوم حضرت مولانا واحد گل صاحب ساکن تہکال بالا سے تکمیل کی۔ ہدایہ کامل آپ کو حفظ تھا۔ ۲۷ برس کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل کی اور درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔

سلسلہ عالیہ، قادریہ، زاہدیہ میں حضرت مولانا ابوالبرکات عبدالحق صاحب المعروف ثانی صاحب مانکی شریف سے بیعت ہوکر سلسلہ اسباق مکمل کئے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار اور عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوئے۔

سوات، باجوڑ، بلوچستان، کابل، غزنی، ہرات، قندھار تک کے طلبا حاضر ہوکر فقہ اور دیگر علوم کی تکمیل کرکے واپس ہوتے۔ قریباً ہروقت چالیس طالب علم قیام پذیر رہتے جن کا کھانا، کپڑا اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام خود فرماتے۔

آپ نہایت متقی، پرہیزگار، متبع سنت، متواضع، منکسرالمزاج اور انتہائی مہمان نواز ہیں۔ تقریباً نوے سال عمر مبارک ہوگی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت ملاں صاحب بازار کلاں پشاور۔ کنڈا ملاں صاحب محلہ سرکیاں پشاور۔ حضرت مولانا گل رحیم صاحب اسماری امام مسجد محلہ باجوڑی پشاور۔ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب محلہ ریتی، حضرت مولانا امام الدین صاحب محلہ مشتنگری۔ مسجد سہا ڈھیر، حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدرس لوہارگی، شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالحق صاحب المعروف حاجی گل صاحب قدس سرہٗ اور ان کے برادران حضرت مولانا عبدالرشید صاحب اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحبان جیسے حضرات آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد فاضل صاحب امام مسجد پل پختہ پشاور اور حضرت حافظ محمد صدیق صاحبان۔ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ سلسلہ قائم ودائم فرماوے[۱]۔ آمین

---

[۱] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۱۸۲

حضرت مولینا مولوی شائستہ گل المعروف متہ ملا صاحب مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۰۳ھ میں حضرت مولینا محمد علی صاحب بن ملک العلماء حضرت مولانا عمر دراز رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں موضع لنڈی شاہ متہ میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت والد ماجد سے شروع کی اور علم نحو ۔ ایلئی ملا ن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بنیر میں جاکر پڑھا اور حضرت لالہ کالا مولینا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع لالہ تحصیل پشاور میں پڑھا جو حضرت اخون صاحب سوات علیہ الرحمت کے خلفا میں سے تھے ۔ اور حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب مڈھنی ، حضرت ، مولانا ڈاگی یار حسین ضلع مردان رحمۃ اللہ علیہما سے بھی تحصیل علوم کرتے ہوئے ۔ حضرت ، مولانا مولوی عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں اور حضرت مولانا ماجد علی صاحب سے دار العلوم حنفیہ جونپور میں سند حدیث حاصل کی اور علم تجوید اور قرات حضرت قاری عبد السلام صاحب بن حضرت مولانا قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کی ۔ غرض کہ ہر فن کے نامور علماء و فضلا سے تحصیل و تکمیل علوم کی تقریباً تیس برس کی عمر میں فراغت حاصل کی ۱۳۳۲ھ میں اور اپنے آبائی دار العلوم حنفیہ سلفیہ لنڈی شاہ متہ میں درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے ۔

بیعت طریقت ۔ سلسلہ عالیہ ۔ قادریہ زاہدیہ میں شیخ المشائخ حضرت مولانا ، عبد الوہاب صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئے ۔ اور علم ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوئے ۔

۱۳۷۰ھ میں حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔ وہاں علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ مشائخ اور اماموں سے ملاقاتیں ہوئیں ۔ اور حضرت مولانا عبد الغفور صاحب

مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ میں مقیم رہے۔

آپ تقریباً سنتالیس سال تک علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض فرماتے رہے آپ کے تلامذہ میں حضرت مولٰنا عبدالودود صاحب قریشی مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم اشرفیہ مسجد مہابت خان پشاور، حضرت مولانا محمد گل رحیم صاحب اسماری مدظلہٗ، حضرت مولانا غلام نبی صاحب مدظلہٗ، مدرس مدرسہ ٹل ضلع کوہاٹ ساکن سنگور (سرنبلہ) وغیرہ جیسے حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اُن کے علاوہ کابل، چکیسر، اسمار، سوات چترال تک تلامذہ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

اولاد

(۱) حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہٗ عالم و فاضل صاحب درس و تدریس

(۲) حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب مدظلہٗ ناظم دارالعلوم حنفیہ سُنیہ

(۳) حضرت مولانا عبدالدیان صاحب مدظلہٗ مدرس دارالعلوم حنفیہ سُنیہ

(۴) حضرت مولانا فضل سبحان صاحب مدظلہٗ کراچی میں خطابت فرماتے ہیں

آپ کے چاروں صاحبزادے عالم و فاضل ہیں۔

حضرت مولانا مولوی شاہ صنم صاحب المعروف خادم احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت جناب فتح محمد خان افغان کے ہاں موضع سوئیڑی زئی پایاں تحصیل پشاور میں ہوئی۔ بڑے عالم و فاضل اور فاضل مظاہر العلوم تھے حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ اور حضرت مولانا مولوی عنایت الٰہی صاحب، حضرت مولانا کفیل صاحب اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی و سہارنپوری اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات سے ۱۳۲۱ھ میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند حاصل کی۔ واپس وطن تشریف لاتے۔ اور حضرت حافظ کریم بخش صاحب سیٹھی کی استدعا پر دارالعلوم جٹاں میں صدر مدرس مقرر ہوتے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک وہاں درس و تدریس

میں مشغول رہے اُس کے بعد اپنے گاؤں سوڑیزئی مسجد میاں گان میں درس و تدریس شروع فرمایا۔

حضرت پیر صاحب مولانا عبدالحق صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گہرے تعلقات تھے اور اُن کے فرزند حضرت پیر عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے شاگرد رشید تھے آپ نے تمام زندگی اسلام کی خدمت میں گذارتے ہوئے بعمر ستّر برس ۱۸ رمضان ۱۳۷۰ھ ۶ جنوری ۱۹۵۱ء میں فوت ہوئے۔ حضرت مولانا فضل اللہ صاحب المعروف صاحب حق صاحب مدظلہٗ مسند نشین ہیں۔

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں جناب محمد امین صاحب مرحوم کے ہاں موضع تیراہی بالا میں ہوئی۔ حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تیراہی میں ابتدائی تعلیم سے فقہ اور اُصول فقہ تک کی تکمیل کی۔

مزید تعلیم کیلئے حضرت مولانا محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع ریگی متصل یونیورسٹی پشاور میں حاضر خدمت ہو کر نظم، منطق، الٰہیات، حدیث و تفسیر وغیرہ علوم کی تکمیل کی۔

اپنے گاؤں میں درس و تدریس میں مشغول ہوتے اور ساتھ ہی حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ثانی مانکی شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں مرید ہو کر ذکر و اذکار تصوف و سلوک میں مشغول ہو گئے۔ اپنے شیخ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔

حضرت مولانا محمد صاحب مدظلہٗ آپ کے فرزند ہیں۔ اُن کی ولادت ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بازار کلاں پشاور شہر کی خدمت میں حاضر رہ کر مسجد بیٹھیاں میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ مزید تعلیم حضرت ابوالبرکات مولانا عبدالحق صاحب ثانی مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل

علوم کرتے رہے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اور مزید تعلیم کے لیے دہلی دارالعلوم حسینیہ میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین سال حاضر رہ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ صاحب درس و تدریس نہایت با اخلاق متبع سنت مہمان نواز متواضع شخصیت ہیں۔ اس وقت ۶۶ سال عمر ہے[1]۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت شیخ مولانا فضل الٰہی المعروف مشر میاں صاحب حضرو قدس سرہٗ

ولادت باسعادت قریباً ۱۲۴۲ھ یا ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۳ء یا ۱۸۲۹ء کو اگر در ضلع ہزارہ میں جناب سید مہر علی شاہ صاحب کے ہاں ہوئی جو سادات گھرانہ کے ایک فرد تھے۔ بچپن میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابتدا حفظ کلام اللہ کے بعد فارسی اور صرف و نحو ادب، منطق، اصول، منقول و معقول، فقہ اور حدیث و تفسیر کی تکمیل فرمائی جس کی تفصیل نہیں ملتی۔ جسکی زیادہ وجہ یہ ہے کہ آپ اگرور سے حضرو تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ والدہ ماجدہ اور ہمشیرگان تھیں اور حضرو میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور خاندان کے متعلق کبھی کوئی بات نہیں فرمائی۔ اور نہ ہی اساتذہ کرام کے متعلق کبھی کچھ فرمایا۔ جب عشق الٰہی کی طرف جذب ہوا تو کئی بزرگوں سے ملاقات ہوئی مگر کسی کی طرف دل کو اطمینان نہ ہوا اسی دوران ذکر شروع فرمایا۔ رات دن میں قریب پچاس ہزار بار ذکر فرماتے تھے اور ساتھ ہی جہاں کوئی بزرگ سننے میں آتا حاضر خدمت ہوتے۔

اسی دوران ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ننگے پاؤں دوڑتے جا رہے ہیں۔ دریافت کیا کیوں دوڑے جا رہے ہو؟ تو فرمایا۔ حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی (قدس سرہٗ) تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بھی ننگے پاؤں دوڑ پڑے۔ بازار

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۶۷

بھینی کی ایک مسجد کے کونے کے پاس زیارت ہوئی ہے آپ کے ہمراہ علما و صلحا و صوفیا و مشائخ کا مجمع ہے۔ آپ نے مصافحہ کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دائیں طرف ایک بزرگ کے ہاتھ میں آپ کا ہاتھ دے دیا۔

اس کے بعد آپ پیر و مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے کافی عرصہ تقریباً سات آٹھ ماہ کے بعد گھر واپس آئے اس کے بعد کسی سے شیخ المشائخ حضرت مولینا حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ ساکن سیدو شریف سوات کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ آپ سیدو شریف حاضر ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مولوی مسلول الٰہی بھی تھے حضرت سوات علیہ الرحمت حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ کچھ پنجابی میں اور کچھ پشتو میں فرمایا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

آپ نے عرض کیا میں پشتو سمجھ سکتا ہوں اور بول بھی سکتا ہوں میں حضرو ضلع اٹک سے حاضر ہوا ہوں۔ ایک مولوی ہوں بیعت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہمراہی مولوی مسلول الٰہی صاحب سے اور آپ سے فرمایا غسل کرلو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غسل و وضو فرما کر آپ کے ساتھی اور دوسرے لوگوں کو بیعت فرمایا۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا "کچھ ذکر کرتے ہو؟" عرض کیا "پچاس ہزار بار" فرمایا "بہت خوب" فرمایا "میں اب آپ کو ۹ اسباق قادریہ تعلیم کرتا ہوں آپ نے عرض کیا کہ ناراضگی معاف۔ اتنا بار اٹھانے کے قابل نہیں۔ فرمایا "میں خود طے کراتا ہوں"۔ آپ نے عرض کیا کہ دوسروں کی طرح ایک سبق تعلیم فرما دیں۔ فرمایا نہیں سب اسباق کرنے ہیں۔ جو شخص پچاس ہزار بار ذکر کرتا ہے اس کو یہ مشکل نہیں۔ گیارہ ہزار بار ذکر کیا کریں۔ اور دوسرے اسباق نفی اثبات ۲ ذکر ملکوتی ۳۔ اسم ذات ۴ اور مراقبہ حاضر و ناظر۔ ۵۔ ذکر لاہوتی ہُو (ھو)۔ ۶۔ ذکر عروجی اللہ ھو (۷) ذکر نزولی ھُو اللہ (۸) ذکر عجز اَنْتَ الْهَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِیْ اِلَّا هُوْ۔

(۹) توسل بہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ

بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وغیرہ۔ تعلیم فرمائے اور فرمایا میری طرف سے اجازت ہے۔ لوگوں کو تعلیم کرو۔ آپ نے عرض کیا۔ آپ ناراض نہ ہوں میں دوبارہ حاضر ہوں گا" فرمایا "بہتر" آپ واپس گھر آگئے۔ یہ جوانی کا زمانہ تھا۔ چھ سات ماہ کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب سوات علیہ الرحمت نے فرمایا۔ مولوی صاحب غسل کر لو۔ میں بھی غسل کر لیتا ہوں۔ آپ نے غسل کر لیا۔ حضرت سوات علیہ الرحمت بھی غسل فرما کر حجرہ مبارک میں آگئے۔ حالات وکیفیات دریافت کر کے تین بار معانقہ اور مصافحہ فرمایا اور اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا کہ جاؤ سلسلہ عالیہ قادریہ، مجددیہ وشاہ دولہ کی اشاعت کرو۔ لنگر دو۔ گھر آکر حسب حکم پیر و مرشد۔ دعوت واصلاح وارشاد وتلقین اور درس وتدریس کا کام شروع فرمایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی بلند مراتب اور ارفع واعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور بہت ہی مقبولیت سے نوازا۔ دور دور سے لوگ حاضر ہونے لگے

عالم وحافظ، امام وخطیب اور واعظ اور مدرس، صاحب درس وتدریس ہو کر واپس ہوئے۔ اور علوم باطنی سے فیض یاب ہو کر صاحب ارشاد ہوئے اور عوام کی کوئی انتہا نہ رہی۔

مزید برآں آپ نے کئی چلے کئے ایک بار دریائے سندھ کے کنارے اللہ الصمد کا چلہ فرمایا رات دن وہیں رہتے تھے۔ وہاں کے ایک زمیندار نے بہت سی زمین پیش خدمت کی تو آپ نے ایک خادم کو عنایت فرما دی۔

آپ اپنے علاقہ کا غلہ استعمال نہ فرماتے بلکہ سوات شریف کے علاقہ یا کافروں کے علاقہ سے غلہ منگوا کر اپنے استعمال میں لاتے تھے۔

کسی عالم نے عرض کیا کہ حضرت کافروں (غیر مسلموں) کے علاقہ کا کیوں غلہ استعمال فرماتے ہیں۔ فرمایا اس علاقہ کے مسلمان چوری کرتے ہیں ان پر عشر واجب ہے وہ نہیں دیتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے اور بچیوں کو اپنی جائداد میں سے حصہ نہیں دیتے ایسے لوگوں

بجائے ان کافروں سے غلہ خریدنا بہتر ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں ۔ لیکن چوری نہیں کرتے ۔ نماز روزہ ، عشر و زکوٰۃ ان پر واجب نہیں اور دوسرے لوگوں کی زمین پر اپنا قبضہ نہیں کرتے ۔ آپ غذا نہایت سادی استعمال فرماتے ۔ وہ بھی صرف رات کو اپنے ہاتھ سے خود تیار فرما کر اپنی زمین کی سبزی اور ساگ پات ۔ اس میں نہ نمک اور نہ ہی مرچ ، نہ ہلدی استعمال فرماتے نہ اور کوئی مصالحہ تاکہ نفس کی اصلاح رہے اور ایک چھوٹی سی روٹی استعمال فرماتے تھے ۔

بہر حال آپ کھانا ، لباس اور دوسری ضروریات زندگی بہت سادی استعمال فرماتے تھے ۔ اور دوسروں کی مدد ، غریبوں ، مسکینوں ، یتیموں ، بیواؤں کی خدمت کھلے دل سے فرماتے تھے ۔ جو کچھ آتا وہ تقسیم فرماتے تاکہ ترکہ نہ بنے ۔

آپ طالب علموں اور مہمانوں ، ذاکرین و طالبین کیلئے کھانا ۔ خود بنفس نفیس لاتے چھوٹی سی ہانڈی میں چنے یا مسور کی دال اور تھوڑی سی روٹیاں ہوتیں ، طالب علموں طالبین و ذاکرین کو کھلا کر اہل خانہ کو کھلاتے ۔

نہایت منکسر المزاج ، مسکین الطبع ، متواضع ، حسن اخلاق ، حسن صورت و سیرت تھے ہر قسم کے دعویٰ سے گھبراتے تھے ۔ فنا فی الشیخ ۔ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے بلند درجات متمکن تھے ۔

آپ کے شاگردوں اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا جس میں عالم و فاضل حافظ صوفی و شیخ سب شامل تھے ۔ جو ہر قسم کے فیض سے مستفیض ہوئے ۔

صاحب عبادت و ریاضت تھے ۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو چھت سے کپڑا باندھ کر اور اپنی گردن میں ڈالتے تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہوا اور معمولات پورے ہو سکیں اور بعض اوقات چارپائی پانی والے حوض میں ڈال کر چارپائی پر معمولات پورے فرماتے جب کبھی اونگھ آجاتی تو پانی میں گر جاتے اور نیند کھل جاتی ۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کا معمول تھا۔ سوموار اور جمعرات کو نہیں رکھتے تھے۔ قرب وجوار میں بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کی حاضری دیتے اس لیے پیدل سفر یا تانگہ یا گھوڑی وغیرہ سے سفر فرماتے تو روزہ کی وجہ سے اور نہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

ایسے ہی حضرت شیخ محمد یحیٰی صاحب نقشبندی اٹکی خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاری قدس سرہما کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔ ان دنوں میں بھی سوائے پانی اور چائے کا قہوہ استعمال فرمانے کے اس کے علاوہ کوئی چیز تناول نہ فرماتے۔ بہرحال ضروریات زندگی نہایت سادہ لذت کے عادی تھے۔ اسی پر ہمیشہ کاربند رہے۔

آپ صاحب رعب وداب، قوی ہمت تھے۔ لوگ سامنے آنے سے گھبراتے اور نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایسے ہی ایک بار سوات شریف سے واپس آ رہے تھے۔ ہمراہ مریدین اور خادمین کی ایک جماعت تھی۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس زمانہ میں انگریز مالاکنڈ پر ہر قسم کا قبضہ جمانے کی فکر میں تھا۔ اور لوگوں پر بہت تشدد اور ظلم کر رہا تھا۔ سامنے سے انگریز جنرل جو نہایت بدمزاج اور ظالم تھا نمودار ہوا۔ خادمین نے عرض کیا کہ آپ گھوڑے سے اتر آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ ظالم سختی سے پیش آئے۔ آپ نے بڑے اطمینان اور سکون سے فرمایا تم لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ جب وہ قریب آیا۔ تو خود ہی اپنی ٹوپی اتار کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی راہ اختیار کی اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

بہرحال آپ قوی النسبت صاحب کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ جو آج تک زبانِ زدِ خلائق ہیں۔

مرضِ وصال

۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں مرضِ طاعون پڑا جس میں آپ کے صاحبزادے محمد اکبر صاحب مرحوم اس مرض سے وفات پا گئے۔

بروز اتوار ۴ ذیقعدہ مطابق ۸ جون کو مرض وصال میں مبتلا ہوئے۔ اور طاعون کی گلٹی نمودار ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ سخت بخار ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تیمم فرماتے۔ اقامت خود فرماتے مزید برآں بارہ رکعت + نماز اوابین

۶۔ ۸ رکعت نماز اشراق ۔ بارہ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے تیسرے روز بروز منگل بالکل آرام آگیا۔ زین اور دوسری ضروریات کا حساب ادا فرماتے رہے اس دن میاں خدابخش پراچہ مرحوم نے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت بخشی ہے اجازت ہو تو بندہ شکرانہ کے طور پر کھانا پکوا کر لوگوں کو کھلاؤں۔ فرمایا "جیسے آپ کا جی چاہے"۔

اس کے بعد انہوں نے کئی ایک بکرے وغیرہ جانور ذبح کرا کے سالن روٹی اور پلاؤ تیار کرانا شروع کیا۔

آپ حسب معمول نماز ظہر کے بعد اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر۔ تفسیر روح المعانی کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے اور ارشاد باری وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ ترجمہ: "اور لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے" اور ارشاد باری ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔

ترجمہ۔ اور مت گمان کر ان لوگوں کو کہ مارے گئے اللہ کے راستہ میں۔ مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ نزدیک رب اپنے کے رزق دیئے جاتے ہیں۔ خوش ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے اُن کو اللہ نے فضل اپنے سے اور خوش خبری لیتے ہیں ساتھ اُن لوگوں کے نہیں ملے ساتھ اُن کے پیچھے ان کے سے یہ کہ نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جیسے حدیث شریف میں ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَرْتُ عَلَىٰ مُوسَىٰ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ۔ ترجمہ: "معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گذرا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے"۔

اور اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۝ ترجمہ ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اور اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

ترجمہ ۔ بیشک اللہ نے حرام فرما دیا ہے ۔ زمین پر کھانے اجسام انبیاء علیہم السلام کے وغیرہ وغیرہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز سے پڑھتے رہے ۔ جو کہ غالباً اولیاء اللہ کرام کی حیات کی طرف اشارہ تھا غرض کہ عصر تک اسی میں مشغول رہے اور اول وقت ہی اپنے فرزند حضرت مولانا میاں خدابخش صاحبؒ سے فرمایا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ابھی تھوڑا سا وقت باقی ہے ۔

پھر دوبارہ فرمایا کہ نماز کا وقت نہیں ہوا ۔ فرمایا آج تھوڑی دیر پہلے ہی پڑھ لو ۔ چنانچہ اذان دی گئی ۔ آپ نے فرمایا مجھے جلدی مسجد لے جاؤ ۔ چارپائی پر یا دو آدمیوں کے سہارے مسجد تشریف لے گئے ۔ بہرحال آپ مسجد پہنچے ۔ اول پگڑی باندھی پھر نماز سنت کی نیت باندھ لی ۔ سلام کے بعد باجماعت نماز ادا فرمائی ۔ نماز کے بعد واپس بیٹھنے کی جگہ تشریف لائے ۔ جہاں اب مزار ہے آپ نے فرمایا میں لیٹنا چاہتا ہوں ۔ آپ کو لٹا دیا گیا ۔ اوپر چادر اوڑھ لی اور فرمایا کہ میاں خدابخش پراچہ کو کہو کہ مہمانوں کو کھانا کھلا دے ۔ سب لوگ اس میں مشغول ہو گئے ۔ اتنے میں آپ نے بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد فرمایا ۔ کسی نے کہا کہ حضرت بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ رہے ہیں ۔ دیکھا تو واصل باللہ ہو چکے تھے ۔ یہ حادثہ ۱/۲ ۴ بجے شام بروز منگل ۶ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۲۴ء میں پیش آیا ۔ کھانا وغیرہ لوگوں کو بھول

۱؎ مسند ابی یعلیٰ بیہقی ابن بزاز و ابن عدی رحمۃ اللہ علیہم ۲؎ ۴ ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

گیا۔ کسی کو کوئی ہوش نہ رہا دوسرے روز صبح آٹھ بجے نماز جنازہ پڑھنے کا شرف ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے موسم بہار بنا دیا۔ نماز جنازہ میں بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحاء و صوفیا شامل ہوئے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ بھی اتفاقاً اس علاقہ میں پہنچے اور نماز جنازہ میں شامل ہوئے[1]۔ مزار مبارک مسجد کے صحن کے ساتھ مشرقی و شمالی کونے میں ہے اوپر برآمدہ ہے۔ وہاں قطعۂ تاریخ بھی کندہ ہے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

پیر ما شمع ہدایت بود عارف باکمال!	طالبان راہ خدا را رہنمائے بے مثال
در ورع۔ در زہد و تقویٰ گوئے سبقت بردہ بود	ای خدا در رز حضرت دِہ ذرا جاہ و جلال
بر زبان پیر و برنا ایں خبر مشہور شد!	قطب عالم شمع یزداں کرد از دنیا رحال
ایں قدر محسوس شد از اشتقاق ای بے حال	رفت از دنیائے دوں آں چشمۂ آب زلال
گفت ہاتف از رقم در گوش واقد ایں سخن	رفت واز دار فنا آں صاحب طیب خصال

اولاد: (۱) حضرت میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ فاضل دیوبند (۳) حضرت مولانا میاں محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آخر الذکر آپ سے کچھ عرصہ پہلے وفات پا گئے۔

حضرت مولانا میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ آنکھ ایسے ماحول میں کھولی جو دارالعلوم اور خانقاہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ جیسے اہم مرکز میں شمار ہوتا تھا۔ والد بزرگوار حضرت مولانا میاں فضل الٰہی صاحب قدس سرہٗ کے علاوہ دوسرے نامور اساتذہ سے تحصیل علوم کیا۔ اور سند حدیث دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ اس کے بعد کافی عرصہ کیلاس پور یا پلاس پور میں مدرس رہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق اپنے والد بزرگوار سے پائے۔ بقایا اسباق حضرت حاجی بیرکنڈ ضلع ہزارہ خلیفہ حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ سے طے کئے۔ اور تکمیل کی۔ کافی عرصہ تک سیدو شریف

---

[1] نماز جنازہ آپ کے فرزند حضرت مولانا میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔

حاضری دیتے رہے ۔کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔ آخر میں کچھ ایسے حضرات سے واسطہ پڑا کہ خانقاہی نظام ہی دگرگوں ہوگیا ۔ سادہ لوح انسانوں کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ دیوبندیت کا اثر ہے ۔حالانکہ دیوبند والے حضرات اب تک تصوف وسلوک اور خانقاہی نظام پر کاربند ہیں ۔

حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ ....

حضرت شیخ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ۔ حضرت شیخ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مدرس ومحدث دارالعلوم دیوبند ۔حضرت شیخ مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی بانی مظہر العلوم سہارنپور از خلفاء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہم حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری محدث کبیر مظہر العلوم سہارنپوری حضرت شیخ مولانا محمد الیاس صاحب بستی نظام الدین دہلی بانی تبلیغی جماعت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب محدث ومجاہد کبیر تحریک ریشمی رومال اور حضرت .... شیخ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی محدث ومجاہد کبیر و شیخ الاسلام تحریک جمیعۃ العلماء ازخلفاء حضرت گنگوہی قدس سرہٗ ، قدس اللہ اسرارھم اُن کے نزدیک تر ہو کر اُن کا مطالعہ فرمادیں تو انشاء اللہ ہر ایک شیخ وقت۔ محدث زمان قطب العالم ،قطب الارشاد پاؤگے اُن کے خلفاء کو دیکھو اُن کے مریدین سے ملو تو انشاء اللہ ہر ایک تصوف کے رنگ میں رنگا ہوا معلوم ہوگا ۔

خصوصیت کے ساتھ عرض کرتا ہوں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے اور اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہما جو حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ ، خلیفہ حضرت الحافظ مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ سیدو شریف اور حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے سچے جانشین تھے۔ اُن کے ہزاروں کی تعداد

ملیں فیض یافتہ حضرات موجود ہیں جو تصوف میں ڈوبے ہوئے ملیں گے۔

بہر حال کچھ حضرات نے بوجہ حسد ان حضرات کو بدنام کر رکھا ہے۔ اور کچھ حضرات جو اپنے کو دیوبند کی جانب منسوب فرماتے ہیں۔ لیکن ذہناً اُس کے خلاف ہیں ان وجوہات سے متاثر ہو کر بعض سادہ دل حضرات دور دور رہتے ہیں۔

باب چہارم

حضرت شیخ قاضی سُلطان محمود قادری قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۶ھ کے آخری مہینوں میں مئی ۱۸۴۰ء بیساکھ سمہ بکرمی حضرت مولانا جناب غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت قاضی غلام مصطفیٰ[لہ] کے ہاں اوان شریف میں ہوئی، جب آپ بطن مادر میں تھے، والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید الطائفہ جنید بن محمد ابوالقاسم بغدادی قدس سرہ کی سواری اِن کے گھر آ رہی ہے یہ آپ کی ولادت کی تعبیر تھی، حضرت جدامجد مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا اسم گرامی سلطان محمود رکھا، جب آپ کی عمر مبارک تین چار سال کی ہوگی تو حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی تھی۔

۱۲۶۰ھ میں ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگرانی ہوئی۔ اور نسخ و نستعلیق دونوں خطوں کی مشق بھی کی، آپ تحصیلِ علم کی طرف بڑے شوق و ذوق سے مشغول ہو گئے آپ کی شادی تحصیل علم ہی کے زمانہ میں ہو گئی تھی، مگر اس کا علم کے حصول میں کوئی اثر نہ پڑا، علم کی تکمیل کے لئے آپ نے بہت کوشش فرمائی، وطن میں پھر وطن سے باہر دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے، جاجیوالا تحصیل گجرات مفتی شیخ احمد صاحب سے موضع ملکہ تحصیل کھاریاں میں مولوی صدرالدین صاحب چنن گکھڑ ضلع گجرات میں حضرت مولوی ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت مولوی نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع کھائی ضلع جہلم میں اس کے بعد موضع کدلیھتی تحصیل چکوال ضلع جہلم اور تھوا محرم خان ضلع کیمبل پور میں ایک نابینا عالم سے جن کے فرزند کا اسم گرامی غلام قادر تھا جو آپ کی خدمت میں ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء تک حاضر ہوتے رہے تھے۔ وغیرہ حضرات سے تحصیل علوم کرتے رہے۔

لہ غلام مصطفیٰ بن غلام محمد، بن حافظ محمد محفوظ، بن محمد جمیل بن حافظ بن محمد جمال، بن حافظ ضیاء الدین ؒ

موضع اخلاص کیھی والا میں ایک بہت بڑے عالم سے آپ نے ہدایہ کا ربع سوم پڑھا۔ اس سے نو کوس کے فاصلہ پر موضع میروال میں ایک افغانی عالم سے علم ہندسہ و ہیئت کی مشہور کتاب شرح چغمنی پڑھی اور آپ نے فتح جنگ اور اخلاص میں بھی تحصیل علوم میں مشغول رہے، میروال سے آپ چھچھہ (حضرو ضلع کیمبل پور) میں اور موضع غور غشتی میں، وہاں سے دوبارہ میروال میں افغانی استاد سے میر زاہد اور رسالہ قطبیہ کے اسباق میں شرکت کی پھر موضع پیر زئی میں حضرت مولانا دوآبی رحمتہ اللہ علیہ سے چند ماہ تحریر اقلیدس اور میر زاہد (امور عامہ) اور صدرہ قاضی مبارک کے مشکل مقامات حل کئے پھر وہاں سے کافر ڈھیری میں ایک عالم جو بحر مواج اور تمام فنون میں ایک دریا تھے[1]، اور اتمان زئی، ہشت نگر، تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں بیضاوی شریف پڑھی اور موضع چکی میں بھی اور موضع نو تھا میں ایک پٹھان مولوی صاحب مرحوم سے آپ نے دوبارہ میر زاہد، قطبیہ کو ۔۔۔۔ پڑھا اور قصبہ چکوال ضلع جہلم میں بھی پڑھتے رہے اور موضع کدلیھی والے واجب الاحترام استاد نے آپ کو قاضی کا لقب دیا تھا۔

زمانہ تعلیم میں بہت پریشانیاں علاوہ تکلیفیں اٹھانی پڑیں تین، تین، چار، چار دن تک کھانا نہ ملتا بھوکے پیاسے اور پیدل سفر کرنے سے پیروں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔

بعض اوقات گداگر نا پڑتا اور کچھ کتابیں لکھ کر فروخت کر کے گذر اوقات فرماتے، غرض کہ تکمیل و تحصیل علم کے لئے ہر فن کے صاحب کمال اساتذہ کو تلاش کر کے کمال حاصل فرمایا اور ہر فن کی ایک ایک کتاب آپ کو زبانی یاد تھی، بڑے متبحر عالم فاضل تھے۔

حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم غیر مقلد اور حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن عمر چک تحصیل کھاریاں قاضی گجرات آپ کے تبحر علم کے معترف تھے، جب آپ

---

[1] حضرت مولانا سید احمد المعروف کافر ڈھیری ملا صاحب ساکن اتمان زئی، برہان المومنین علی عقائد المضلین رابطہ روحانی صہ ۱۰۴ ۱۲۰

با فرڈھیری میں بسلسلہ تعلیم قیام فرماتے تھے، اپنے استاد صاحب کے بڑے بھائی جو حضرت اخوند صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اوصاف حمیدہ اور فضائل و خصائل بہت بیان فرمایا کرتے تھے، اور ننگرہار ضلع جلال آباد افغانستان کے ایک ہم سبق طالب علم کا اصرار تھا کہ حضرت اخوند صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر برکت کی دعا کرانی چاہیئے اسی ارادہ سے صفر کے مہینہ سے رمضان تک انتظار میں رہے آخر رمضان شریف ۱۲۸۲ھ میں سردیوں کے شروع میں روانہ ہو کر امان زئی اور وہاں سے چوتھے روز سیدو شریف سوات میں حضرت اخوند صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں چاشت کے وقت حاضر ہوئے۔ ایک خادم فقیر درہ والا پشاوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی حاضری کی اطلاع عرض کی، اس وقت حضرت رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں قیام فرماتے تھے، فرمایا ڈیرہ خواہ (بہت اچھا) ایک خوشاب کے رہنے والے طالب علم نے آپ سے بار بار کہنا شروع کر دیا کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہو جاؤ، اور آپ کی طبیعت بھی مائل ہونے لگی، جمعتہ الوداع کے دن بعد نماز حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے طلب فرمایا، تمام خانقاہوں کے صاحبزادے اور علماء و فضلاء اور صلحا کی موجودگی میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے گمٹی کے کپڑے کی دس گز لمبی دستار آپ کے سر پر باندھی، پہلا پیچ باندھ کر باقی حاضر مجلس صاحبزادوں کو حکم فرمایا کہ باقی دستار باندھیں اور مجمع عام میں دعائے خیر فرمائی، جس رات عید کا چاند نظر آیا، اس رات آخر شب کو جب حضرت رحمتہ اللہ علیہ وضو کرنے کی جگہ تشریف لائے تو آپ جرأت کر کے حاضر ہوئے، حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا اور پہلا سبق تعلیم فرمایا (لا الٰہ الا اللہ)

صبح آپ عید کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھ کر پشاوریوں کی ایک جماعت کے ساتھ پشاور آگئے وہاں سے وطن پہنچے اور تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا، ایک طالب علم نے آپ سے گلستان سعدی، رحمتہ اللہ علیہ اور نفرک کا سبق شروع کیا۔

آپ ستر ہزار سے ایک لاکھ بار نفی اثبات کا ذکر بالجہر کرتے رہے، چھ ماہ کے بعد چار یا پانچ ساتھیوں کے ہمراہ دوبارہ حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور ربیع الثانی یا جمادی الاول ۱۲۸۳ھ کو حاضر ہوئے ساتھیوں میں میاں نور احمد صاحب مرحوم جو آپ کے والد بزرگوار کے چچا غلام عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے، کافیہ اور میاں نظام الدین ولد بابا نور صاحب مرحوم نے تفسیر حسینی پڑھنے کی استدعا کی حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے چند سبق پڑھائے، آپ فرماتے تھے کہ مجھ پر اتنی ہیبت طاری تھی کہ کچھ پوچھ نہ سکا۔ جب واپس ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور بہت اُلفت دلنوازش اور مہربانی ظاہر فرمائی۔ اور دوسرا سبق ذکر لا اللہ تلقین فرمایا اور شجرہ طریقت عطا فرمایا۔

تیسری حاضری مئی کا مہینہ شروع ہو رہا تھا کہ سیدو شریف کی حاضری کا ارادہ فرمایا، والد ماجد نے فرمایا کہ گرمی کا موسم ہے اور سفر لمبا ہے لیکن محبت نے بیقرار کر رکھا تھا۔ آپ نکل کھڑے ہوئے، رات کا سفر کرتے، دن کو آرام فرماتے، تیسرے دن پیروں میں آبلے پڑ گئے، آپ نے پنجوں کے بل چلنا شروع کیا، پنجے تھک گئے تو قدموں کے پہلوؤں پر چلنا شروع کیا، یہ بھی تھک گئے تو ایڑیوں کے بل چلے، راستہ میں پہاڑی نالہ جس کو سُواں کہتے ہیں عبور کیا آبلے پھوٹ گئے اور سب زخم ہو گئے اور بخار ہو گیا۔ اسی حالت میں موضع رتہ مشمولہ راول پنڈی پہنچے، وہاں سات روز تک بخار رہا، اور کف پا سے لہو اور پیپ آتی رہی، آٹھویں روز زخم پر جست کی ٹکیہ باندھی اور سفر شروع کیا اور پنج کٹھا مضافات حسن ابدال میں معلوم ہوا کہ راستہ بند ہے اور گزرنے والے کو چھ ماہ قید اور گرفتار کرنے والے کو پچاس روپے انعام ملیں گے۔ آپ پشاور پہنچے۔ پشاور سے آپ براستہ علی مسجد، باغستان، آزاد قبائل میں سے جانا چاہتے تھے مگر حافظ صاحب للہ داد نے بتایا کہ یہ راستہ بڑا خطرناک ہے، پھر آپ ہشت نگر کی طرف سے روانہ ہوئے، راستہ کی ایک مسجد میں اتفاقاً کچھ طالب علم مل گئے، وہ آپ کو اس طرح وہاں سے نکال کر لے گئے کہ کسی پہرے دار کو پتہ بھی نہ چلا، جب کہ پہرے دار سوار ہے تھے، گرمی بہت سخت تھی، بہت سخت تکلیف ہوئی، راستہ میں ایک مسجد تھی، رات وہاں ٹھہر گئے مگر وہاں دونوں بستیوں والوں کا آپس میں جھگڑا تھا، بندوقیں چل رہی تھیں، ایک گاؤں جلا دیا گیا۔ بہر حال فریقین میں صلح ہو گئی اس کے بعد تیسرے چوتھے روز سیدو شریف پہنچے، وہاں جہاد کی تیاریاں ہو رہی تھیں، مجاہدین میں روپیہ اور ہتھیار تقسیم ہو رہے تھے۔ اور کئی جگہ بندوقیں اور بارود تیار کیا جا رہا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اتنے مصروف تھے کہ قدم بوسی دشوار تھی، غسل خانے میں تشریف لائے وضو کے لئے تو دور سے نظر مبارک آپ پر پڑی تو فرمایا "دو لڑے کئی مولوی را غلیدے او دروازہ کھولو مولوی

آگیا) آپ بے تاب ہو کر حضرت کے قدموں پر گر پڑے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دستِ مبارک سر پر پھیرا اور فرمایا مولوی صاحب کتنے دن میں یہاں پہنچے ہو، عرض کیا چوبیس دن میں، فرمایا سبحان اللہ بڑی مشقتیں اور مصائب برداشت کر کے یہاں پہنچے ہو۔

ایک بار فرمایا کوئی مخلص ورے (بڑا مخلص ہے) کوئی جانہ رازی ہے (بہت دور سے آیا ہے) جب کبھی خواتین کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ میوہ بھیجتے تو آپ کو بھی بھیجتے لیکن جہاد کے انہماک کی وجہ سے زیارت مشکل تھی، ایک روز آرام گاہ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤں مبارک دراز فرما دیئے۔ آپ نے جلدی سے قدم مبارک چوم لئے، آٹھ دس روز حاضر رہ کر واپسی کی اجازت حاصل کی حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تیسرا سبق اسم ذات کا مراقبہ تعلیم فرمایا (شاید اسم ذات اور اسم ذات کا مراقبہ) واپسی پر پنجکٹھا کے نواح میں حسن والہ میں ایک مسجد میں چند روز تک قیام فرمایا، تکان دور ہونے پر سفر پہ روانہ ہوئے۔

تین ماہ بعد پھر گھر سے روانہ ہوئے اور موضع واہ میں آرام کے لئے قیام فرمایا، ملک شیر محمد خان مرحوم نے وہیں درس و تدریس اور قیام کے لئے اصرار کیا، مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حسب سابق بڑے صبر و استقلال سے سفر کی تمام تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چند روز کے بعد اسباق قادریہ کا چوتھا سبق اسم ذات (اللہ) تلقین فرمایا۔ رخصت کے وقت بڑے پیار و محبت سے پشتو میں ارشاد خود ہی فرمایا۔ مولوی دو جائے سرد منیش بلکہ در جائے گرم بہ نشین۔ (مولوی سرد مقام میں قیام نہ کریں، بلکہ گرم جگہ قیام کریں۔ یعنی واہ کے مقام پر قیام نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

چند ماہ کے بعد پھر حاضر ہوئے، حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ نے پانچواں سبق "ھُو" تلقین فرمایا۔

تین چار ماہ کے بعد پھر حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے، تو تین سبق "اللہ ھو"، ھو اللہ "، اَنْتَ الْهَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْهَادِیْ اِلَّا ھُوْ"، ایک ساتھ تلقین فرمائے۔

جب آپ ساتویں بار حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا مولوی تمہارے

سبق تمام ہو گئے ہیں۔ اب چلہ کرو، پہلا چلہ چالیس دن کا ہوگا، اور دوسرے دو چلے دس، دس دن کے ہوں گے

نیز فرمایا کہ اس طریق میں صوفیہ کے چار قدم ہیں۔

پہلے میں مراقبہ کے وقت باریک باریک انوار نظر آتے ہیں، دوسرے میں مراقبہ کے وقت آفتاب و مہتاب نظر آتے ہیں۔ تیسرے میں مراقبہ کے وقت خود اپنے سبقوں کی آواز کانوں میں آتی ہے اور چوتھے میں جمیع ماسوی اللہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور فرمایا کہ حضرت اخوند درویزہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۴۸ھ کی کتاب ارشاد الطالبین میں اسکی تفصیل و شرائط خلوت و چلہ ملیں گے۔

آپ نے تمام چلے پوری شرطوں کے ساتھ تمام کئے اور جو جو آثار حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے تھے، سب نظر آئے، یہ تمام تعلیم پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ میں پوری ہوئی اور ان تمام حاضریوں میں جو حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں دیں، چھ میں کل سبق تمام ہوئے اور ساتویں حاضری میں چلے تمام ہوئے۔

اس کے بعد آپ رمضان المبارک میں حاضر ہوئے حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ نے بہت شفقت فرمائی کچھ دیر حاضر خدمت رہ کر واپس وطن ہوئے، راستہ میں آپ بیمار ہو گئے، بہت مشکل اور سخت تکلیف اٹھا کر گھر پہنچے، اس کے بعد نوبیں بار حاضری کے لئے گھر سے روانہ ہوئے، جب سیدو شریف پہنچے صرف چند روز حاضر رہے، واپسی کی اجازت کے وقت حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے، ہاتھ پکڑ کر قریب فرمایا اور سینہ مبارک سے آپ کا سر قریب کر کے فرمایا" مولوی از خانہ بچند روز می آئی۔ (مولوی یہاں گھر سے کتنے دنوں میں پہنچتے ہو) آپ نے عرض کیا کہ " قربانت شوم گاہے بہ نہ روز گاہے، بہ دہ روز قربان ہو جاؤں، کبھی نو دنوں میں کبھی دس دنوں میں فرمایا، بابے مقام تو دور است بعد از ان اگر دل تنگ شوی بہ زیارت حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ بروخوشحال شوی برو برو برو (تمہارا گھر بہت دور ہے اگر کبھی تنگ دل ہوا کرے، تو حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرو، خوشحال رہو گے، جاؤ، جاؤ، جاؤ۔

اس حکم کی تعمیل میں گجرات حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آپ حاضر ہونے لگے، یہاں

سے کچھ مدت کے بعد حکم ہوا کہ اپنے پیر و مرشد حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ یہ دسواں سفر اختیار فرمایا ہمراہ کچھ لوگ رتہ (راول پنڈی) کے بھی ہم سفر تھے، قیام کے تیسرے روز زوال کے وقت حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہمراہیوں کو عام لوگوں کی موجودگی میں طلب فرما کر طریقۂ عالیہ قادریہ کا سبق تلقین فرمایا اور اسی مجمع میں آپ کو فرمایا "مولوی راہ حق بگو (یعنی لوگوں سے بیعت لو اور انہیں خدا کا راستہ بتاؤ)

آپ نے عرض کیا کہ من گناہ گارم ولائق برداشتن این بار نیم (میں گنہگار ہوں اور اس بوجھ کو اٹھانے کے لائق نہیں ہوں۔

حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا کدام گناہ میکنی (آپ کونسا گناہ کرتے ہیں)

آپ چپ ہو گئے، حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی، یہ ۱۲۹۰ھ کا سفر تھا، واپسی پر جو کچھ زادِ راہ تھا وہ گم ہو گیا، موضع سنگ بانی پہنچے وہاں رتہ امرال کے بعض ہمراہیوں نے زبردستی مہمان نوازی کی اور نیک بخش نان بائی سے کھانا خرید کر کھلایا آپ کو قے اور اسہال شروع ہو گئے اور بخار بھی ہو گیا، بڑی مشکل سے رتہ (راول پنڈی) پہنچے وہاں تین روز بخار رہا، دوسرے یا تیسرے روز ایک نیم مجذوب نے بڑی تسلی آمیز کلمات بیان فرمائے کہ اس بیماری سے دل تنگ نہ ہونا اور نہ ڈرنا۔ بلکہ پیر و مرشد کی توجہ کا اثر ہے۔ حکیم اور دوا کی ضرورت نہیں، شربت اور چائے جو تمہارے مرشد ارشد پیا کرتے ہیں، وہ پیا کرو، تین یا چار شب کے قیام کے بعد گھر کو روانہ ہوئے، تقریباً گیارہ روز کے بعد گھر پہنچے۔

۱۲۹۱ھ میں آپ حاضری کے ارادے سے موضع چھنی قریب مندرہ علاقہ پوٹھوہار تک پہنچے، ایک غیبی اشارے کی بنا پر واپس گجرات حضرت شیخ شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۵ھ کے مزار پر حاضر ہوئے۔

حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ دو مرتبہ آستانہ عالیہ پہ حاضر ہوئے ایک بار حضرت والدہ محترمہ (مور بی بی افغانی زبان) رحمۃ اللہ علیہا اہلیہ محترمہ حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر دوسری بار آپ کے ہمراہ حافظ امام الدین صاحب جہلمی، حافظ سمندر صاحب

امام رسالہ ملتانی، پیر نور اللہ شاہ سیالکوٹی، مولوی احمد اللہ صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہم ہمراہ تھے،

حضرت مورنی بی رحمۃ اللہ علیہا نے بڑی شفقت فرمائی اور فرمایا تم لوگ ہمارے نوزاد حقیقی فرزند ہو اور دونوں وقت اپنی ڈیوڑھی پر کھانا کھانے کے لئے ارشاد فرمایا اور رخصت کے وقت ایک چھوٹی سی چادر اور قمیص تبرکاً مرحمت فرمائی اور پابندی شریعت کا حکم فرمایا۔

آپ نے بطور اویسی اہل قبور حضرات سے بھی کسب فیض فرمایا، حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے حضرت شیخ شاہ دولہ گجراتی قدس سرہ کے مزار پر ۱۲۹۰ھ میں پہلی حاضری دی تزکیہ نفس کے لئے انہوں نے بہت مشقت اور سخت مجاہدہ کرائے گندی نالیاں صاف کرنے اور سجادہ نشینوں کے گھوڑوں کی لید سر پر اٹھانے کا حکم ہوا اور مزدوری کر کے کھانا کھاؤ اور روزانہ چالیس پارے کھڑے ہو کر پڑھتے تدریجاً یعنی ایک روز گیارہ پارے پھر چند روز بعد پندرہ پھر بیس پھر پورا قرآن مجید پھر پانچ اور پھر چالیس پارے، پھر لب بند کر کے اور زبان تالو سے لگا کر پھر کچھ عرصہ بعد اسی ترتیب اور مقدار سے کم کرتے کرتے روزانہ اس طریقہ سے ۹ مہینے لگے اور زانوں تک پاؤں پر ورم آگیا اور مغرب کے نفلوں میں سورۂ یوسف اور سورۂ یٰسین لازمی پڑھتے، نیز کبریت احمر، درود مستغاث، حزب البحر یا حزب الاعظم، دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ، یہ تمام وظائف بھی کھڑے ہو کر پڑھتے تھے، پھر حضرت شیخ مسعود فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کرنیکا حکم ہوا، آپ سیالکوٹ ایک شب رہ کر واپس ہوئے، حضرت شیخ چوگانی، حضرت شیخ سلیمان، حضرت شیخ ملہو کھوکھر، حضرت شیخ صاحب موٹا، حضرت شیخ سجان، حضرت شیخ دیوہ ردنالہ اور بہت سی نوگزی قبروں اور حضرت سید پیرکی، حضرت صاحب کوہ کلاں، حضرت پیر غائب، حضرت شیخ شاہ عبداللہ غازی، پیرے شاہ کھڑی شریف، حضرت شیخ طاہر، دھونکل اور سیالکوٹ، ملتان، حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا، حضرت شیخ رکن عالم ملتانی قدس سرہم سے فیوض و برکات، حاصل کئے

ان کے علاوہ پنڈدادنخان، بھیرہ، لاہور، حجرہ شاہ مقیم شیر گڑھ ضلع ساہیوال اور کلانور، بٹالہ اور موضع مسانی اور اس سے آگے آپ ۲۶ رمضان ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء کے بعد اور ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء سے پہلے دہلی پھر اجمیر شریف اور پانی پت کرنال اور کلیر شریف ضلع سہارنپور کے دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے

نفل نمازوں میں آپ کثرت سے تلاوت فرماتے اور آیۃ الکرسی اور آیۃ نور سَو سَو بار سے کم نہ پڑھتے۔

آپ عبادات و ریاضات و مجاہدات میں اتباعِ شریعت و سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند تھے آپ فرماتے تھے کہ میرا جامۂ شریعت بہ برکت حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں جلا، چنانچہ مرض الموت میں شریعت کی یہاں تک پابندی تھی کہ جب پہلو بھی خود نہیں بدل سکتے، نماز باجماعت کے لئے چارپائی قبلہ رُخ کرکے نماز میں شامل ہو جاتے۔

آپ علم ظاہری کو بہت ضروری سمجھتے تھے، ورنہ عمل کے لئے اور کوئی دستور العمل نہیں رہتا، اور فرماتے جو بھی پڑھو اس پر عمل کرو اور فرماتے تھے مبدءِ فیض کے خیال کو جس کے فیوض پہاڑوں کی چوٹیوں سے سمندر کی گہرائیوں تک لاانتہا ہیں اپنا قبلہ دل بناؤ اور اسی سے عمل کی توفیق مانگو، حضورِ دل کے ساتھ درود شریف پڑھنا تمام بیماریوں کا علاج ہے، اسے قرآن مجید کے بعد پڑھا جائے، آپ دعائے ماثورہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے،

فرماتے تھے کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہو، اللہ جل شانہٗ سے بہت محبت اور عاجزی کرتے رہو، ہر پیار اور محبت میں اس کا پیار اور محبت منظورِ نظر رہے، ہر وقت اس سے مناجات کرتے رہا کرو

آپ فرضِ عبادت، حقوقِ والدین، استادوں کی تعظیم و تکریم، اسراف سے بچنا، تضیعِ اوقات سے بچنا۔ کسبِ معاش، فرضِ منصبی، خدمتِ خلقِ خدا کی تاکید فرماتے،

فرماتے تھے کہ بے آرامی اس راہ کی خصوصیت ہے اس راستہ میں خونِ جگر پینا اور مُردہ بن جانا پڑتا ہے، نیز فرماتے تھے کہ کسی کے دل کو نہ دکھاؤ، اور غریبوں اور عاجزوں، مسکینوں اور محتاجوں کی خبر گیری کرو، حُبِ مال، حبِ جاہ، تقلید جامد اور معصیت کو ناپسند فرماتے، امراضِ باطنی، شہوت شکم و فرج کا علاج گرسنگی ہیں، خاموشی سے دروغ و غیبت اور گلہ جیسے مذموم حرکات سے انسان بچ جاتا ہے۔ ہر کام اللہ کے لئے ہونا چاہیئے، اگر نوکری اللہ کے لئے ہے تو وہ بھی عبادت ہے۔ تمام عالم مِلکِ خدا ہے اور تمام مخلوق، بندگانِ خدا ہیں۔ پس مخلوق کی خدمت، خالق ہی کی خدمت ہے، وقت ضائع نہ کیا جائے، ایک لحظہ بے کار نہ جائے، اصل درویشی رضائے الٰہی اور توکل ہے، دل کا دھیان ہر آن اپنے رب

کی طرف لگا رہے وہ جس طرح تمہیں پیدا کرنے والا ہے، اسی طرح تمہارے اعمال کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔

حضرت غوثِ زماں اخوند صاحب قدس سرہ کے طریقہ میں عام و خاص ذکر جہر سہ ضربی کرتے ہیں۔ کم از کم ہزار مرتبہ یا جتنی طاقت ہو لیکن حضوریٔ دل ضروری ہے، اسمِ ذات اور پاس انفاس کی بھی تعلیم فرماتے تھے اور فرماتے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ تہذیبِ نفس ریاضت شاقہ برداشت کرنے سے آتی ہے اور کسی مردِ خدا کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔

غرض کہ آپ کی ذات بابرکات شریعت و حقیقت و تصوّف کی جامع شخصیت تھی، آخر دم تک اسی پر رہے اور اسی پر وصال فرمایا۔

جب سِن مبارک ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی مجاہدوں اور ریاضت شاقہ کی وجہ سے طبیعت میں ضعف اور جسم مبارک میں لاغری و کمزوری پیدا ہوئی تو بیماریوں نے آگھیرا۔

۳۴ھ ۱۹۱۵ء میں آپ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس سے اور زیادہ ضعف بڑھ گیا، ساتھ ہی ساتھ علاج بھی نامور حکماء سے فرماتے رہے اور امراض و آلام کے باوجود فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہا، دور، دور سے لوگ حاضر ہوتے رہے اور فیض یاب ہو کر واپس ہوتے۔

آخری ایام میں ملنے والوں کو رضائے الٰہی اور توکل علی اللہ کی وصیت فرماتے تھے، آپ نے یکم شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۳۳۷ھ ۲ مئی ۱۹۱۹ء میں وصال فرمایا۔

آوان شریف میں اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کے پاس مزار مبارک ہے، تحصیل و ضلع گجرات بھمبر روڈ پر کشمیر جموں کی سرحد کے قریب ہے۔ **آپ کے خلفاء**

حضرت شیخ صاحبزادہ محبوب عالم مدظلہ العالی سجادہ نشین مقیم سہدہ متصل گجرات، گجرات شہر کی ضلع کچہری سے چند فرلانگ پر جس کو سول لائنز بھی کہتے ہیں، بھمبر روڈ پر مدینہ آبادی کے قریب۔

حضرت مولانا مولوی قاضی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن پنڈی سرہال ضلع کیمبلپور۔

حضرت صوفی مستری احمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن رتہ امرال مشمولہ راولپنڈی۔

حضرت شیخ ماسٹر مولا بخش صاحب مجیبٹی رحمۃ اللہ علیہ، مزار پشاور شہر میں ہے۔

حضرت شیخ مولوی سراج الدین صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مزار لاہور میں ہے۔

حضرت شیخ حافظ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار چک نمبر ۵ اشمالی ضلع گجرات۔

حضرت شیخ سائیں فیروز دین عرف سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار پہاڑی کے قریب دریا کے

ے موضع کھلابٹ ضلع ہزارہ۔

حضرت شیخ پیر شیر شاہ صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک پنڈی میانی تحصیل و ضلع گجرات۔

" " ملاں نیاز الدین صاحب تیراہی " " " " ہری پور ہزارہ میں ہے۔

" " سید محمد شاہ صاحب " " " " کوٹ جھراں تحصیل و ضلع گجرات

" " مدراسی علاقہ مدراس " " حضرت شیخ سائیں فتح دین صاحب ساکن منصور پور

لپور تھلہ ریاست)

حضرت شیخ پیر خادم حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن مانگو وال علاقہ ریاست کپور تھلہ۔

" " اشراقی صاحب سیالکوٹی۔

" " محمد سلیم صاحب الہ آبادی (انڈیا)

" " سائیں مراد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

" " مولوی خلیل الرحمان صاحب ڈھوک شمسی۔

" " حافظ الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابڑ (زرگر) متوفی بعمر ۵۵ برس ۱۳۵۷ھ

زار مبارک پشاور میں ہے۔

حضرت مولوی نیاز محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وکیل موضع دھوگڑی ضلع جالندھر۔

حضرت قاضی محبوب عالم صاحب قادری گجراتی مدظلہ العالی

ولادت باسعادت ۱۳۰۹ھ ۱۸۹۱ء حضرت قاضی میاں محمد مسعود صاحب بن حضرت قاضی غلام غوث

صاحب بن حضرت قاضی غلام مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع محمد پور آدان المعروف آدان شریف ہوئی یہ ضلع گجرات کی آخری سرحد متصل میرپور پر واقع ہے۔

شیر خوارگی کے دنوں میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا، والد ماجد نے دوسری شادی کر لی آپ کی پرورش حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ کے سایہ عاطفت میں ہوئی، حضرت قاضی رحمۃ اللہ نے تعلیم و تربیت اپنا فرزند بنا کر کی، تعلیم بہترین اساتذہ سے دلوائی مثلاً حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل دیوبند رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ار شوال ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء اور گیارہ سال کی عمر مبارک میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مثنوی شریف پڑھی، آپ عالم فاضل صاحب عبادت و ریاضت و صاحب کشف و کرامات صاحب تصرف بزرگ ہیں

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کے وصال پر ۱۹۱۹ء میں آپ کو سجادہ نشین بنایا گیا، آپ حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کے ظاہری و باطنی جانشین ہیں۔ اب نظر مبارک سے معذور ہیں۔ عمر مبارک ۸۰ سال ہو چکی ہے، گویا حضرت اخوند صاحب سواتی قدس سرہ کے بعد تیسرے درجہ پر موجود ہیں یعنی ایک واسطہ درمیان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر مبارک دراز کرے۔

حضرت شیخ مولانا عبدالرحیم صاحب دہلوی قادری قدس سرہ

ولادت ۱۸۳۰ء میں ہوئی۔ اور پرورش حیدر آباد دکن میں پائی۔ حضرت شیخ الحاج مولانا عبدالغفور صاحب قادری بنیری المعروف اخون صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حفظ قرآن مجید کیا۔ اور نحو و فقہ کی تحصیل کی۔ اور بیعت سے مشرف ہوئے اور وطن واپس ہوئے۔ حضرت اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اور دہلی کے اساتذہ سے مزید تحصیل کی۔ طب وقت کے حکماء سے پڑھی۔ حضرت کی خدمت میں سوات حاضر ہوئے، اور کافی عرصہ حاضر خدمت رہے۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے اور وطن واپس آ گئے۔ اور عبادت و ریاضت اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔

تصانیف ہیں رسالہ صرف اور مرأۃ القرآن قرأت و تجوید میں اور روضۃ النعیم واعظین اور
...تہ رحیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک میں اور ترویج الایامی اور فتح سنت الاسلام اور بر
...رسالے تصنیف فرمائے۔

آپ کا خاندان سلطان محمد غوری مرحوم اور سکندر لودھی کے عہد میں ان کے امراء میں شامل تھا
...سرکاری خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر منتقل ہوتے رہے۔ مثلاً دہلی، جونپور
بنگالہ، بریلی محلہ، نور محلہ، اور حیدر آباد دکن۔

آپ کے اباؤ اجداد مستقل طور پر ۱۱۹۱ھ میں برصغیر ہندو پاکستان آباد ہوئے اور آپ کے
...امجد میر سیف اللہ خان، نظام الملک کی فوج میں اپنے والد سید حیدر خان کی جگہ حیدر آباد دکن
...ایک صدی کے سردار لشکر مقرر ہوئے تھے۔ ۱۳۳۲ھ میں انہوں نے اپنا فوجی منصب چھوڑ دیا
...اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر دوران سفر بمقام برہان پور
...تقل کھنداوہ فوت ہو گئے۔ تاہم ان کے صاحبزادہ میر عبداللہ خان نے جو شاہ عبدالرحیم کے
...الد تھے اپنے خاندان کے ہمراہ بخیر و عافیت دہلی پہنچ گئے۔ آپ قریب دو سال کے تھے، دہلی
...یں ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے شروع کی اور دہلی میں حضرت حافظ محمد فضل عظیم قادری پشاوری
...رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز کیا۔ مگر وہ جب کسی وجہ سے پشاور چلے گئے تو اپنے استاد
محترم سے مزید تعلیم کے لئے آٹھ سال کی عمر میں پا پیادہ پشاور پہنچے۔ اور تمام مشقتیں و تکلیفیں اس
چھوٹی عمر میں برداشت کیں اور پشاور میں کلام اللہ کی ناظرہ تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ان ہی استاد
محترم کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق حضرت اخون شاہ محمد عبدالغفور صاحب قادری قدس سرہ
کی خدمت میں سیدو شریف (سوات) بیر احاضر ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس کے بعد
باطنی اور روحانی تعلیم کے ساتھ عربی صرف و نحو اور فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اور حضرت اخوند
صاحب سے بیعت ہو گئے۔ اور پیر و مرشد کے ارشاد و حکم سے دہلی آئے۔ باقی کتب درسیہ یعنی
حدیث و تفسیر اور طب کی تعلیم حاصل کر کے دوبارہ سیدو شریف حاضر ہوئے۔ جب باطنی تعلیم اور

روحانی تربیت مکمل ہوگئی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔
دہلی جانے کی اجازت دے دی۔ لہذا آپ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے کچھ عرصہ پہلے پہنچ گئے
آپ کے اساتذہ مفتی صدر الدین آزردہؒ (۲) مولانا محمد کریم اللہ دہلویؒ تھے۔
(۳) حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی المعروف بہ حاجی میاں محدث مہاجر مکی مجددیؒ۔
(۴) شیخ الوقت سید عثمان مرغنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور طب حکیم احسن اللہ خان دہلوی اور
فیض علی گڑھیا والےؒ سے حاصل کی۔ اور ۱۸۵۷ء کے بعد آپ نے بنگال رجمنٹ میں تعلیمی ملازمت
اور امامت اختیار فرمائی اور پندرہ سال تک فوجیوں کو عربی، فارسی، اور پشتو پڑھاتے رہے
انگریز افسر آپ کے شریفانہ اخلاق اور علمی قابلیت کے ہمیشہ معترف رہے۔ ملازمت کے آخری
زمانہ میں حج کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے۔

واپسی پر اکثر علماء مشائخ نے اصرار کیا کہ علاقہ ہریانہ میں رسوم بد کے خلاف جہاد کریں آپ وعظ
و تبلیغ کے ذریعہ مذموم مشرکانہ ہندو رسموں سے اور نکاح بیوگان کے لئے آمادہ فرمائیں۔ جب کہ مسلمان
نکاح بیوگان کا نام لینے والوں کو مار ڈالتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے پیر و مرشد کی پرواہ نہیں
کرتے تھے۔ بہر حال آپ نے ان تمام بد رسموں کے خلاف تبلیغ و جہاد شروع کیا۔ اور وعظ و نصائح
اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کی اشاعت کی اور نظم و نثر کے ذریعہ جہاد فرمایا۔ اپنا خرچ خود برداشت
کرتے کسی سے کوئی نذرانہ نہ لیتے تھے۔

ایک دفعہ رہتک کے بیوپاریوں سے گانا بجانا اور ڈھول، باجے بجانا اور سہرا گنگنانے سے بند ہ
کرائی انہوں نے پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ تو آپ نے تمام مسجد کلاں کی تعمیر و مرمت میں دے دیا۔
اور سینکڑوں نکاح بیوگان کرائے۔ آپ کی باقی تصانیف یہ ہیں۔
رسالے کفر توڑ، رستم چھوڑ، منکر مروڑ، فتح سنت الاسلام، رانڈوں کی شادی، رسالہ یتیم
کتاب اللغات، تحفۃ التصحیح فارسی منظوم چیستان قمریاں وغیرہ۔
ان کے طبع کراتے ہیں نواب صاحب محمد محمود علی خان چھتاری، نواب شائستہ خان، نواب [illegible] خان

نواب مصطفیٰ خان، رئیس خان جہانگیر آباد، حاجی فیض احمد خان رئیس تاؤلی، نواب محمد سعادت خان والی دوجانہ وغیرہ نے آپ کی ہر ممکن معاونت کی آپ نے جھجر ضلع رہتک میں جامع مسجد اور مدرسہ قوت الاسلام رحیمیہ قائم فرمایا۔

وفات ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۵ء بروز سہ شنبہ ظہر وعصر کے درمیان۔ دہلی میں بعض احباب نے تاریخ وفات لکھی۔ (تندرضی اللہ عنہ)

نماز جنازہ جامع مسجد دہلی میں مزار درگاہ خواجہ باقی باللہ کے پختہ احاطہ کے گوشہ میں ہے۔ تذکرہ یادگار دہلی سے صاحب نزہۃ الخواطر نے نقل فرمایا ہے۔

آخری عمر میں دردِ گردہ کی بیماری سے بعمر پچپن سال وفات پائی۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔

(۱) شاہ جمیل الرحمان۔

(۲) مولوی امان الرحمان۔

(۳) کیپٹن حبیب الرحمان۔

(۴) سعید الرحمان۔

(۵) حافظ عثمان الرحمان۔

اور ایک صاحبزادی زوجہ علامہ راشد الخیری۔

آپ کا تذکرہ بینات کراچی ذوالحجہ ۹۵۔ جنوری ۱۹۷۶ء

از نزہۃ الخواطر جلد ۸ صفحہ ۲۵۰، از حافظ سید رشید احمد صاحب ارشد سابق صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی۔

حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب قدس سرہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۶ھ؎ کابل میں ہوئی، پڑھتے ہوئے سیدو شریف حاضر ہوئے. کافی عرصہ حاضری کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے. درج ذیل اشعار جو قبر مبارک پر لوح ہے اس پر کندہ ہیں

حاجیٔ احمد علی گنجینۂ اسرار و نور

قلزم معنی در بحرِ معرفت کردہ عبور

وای باین زہد و تقوی زیرِ خاک بے ثبات

رفت از دنیا از اہلِ قبور!

اعتقادے داشت با پیر خود و با جدِ پیر

در دلِ خود داشت پنہاں الفت ایمان و نور

جائگے مرقد پیر او در خطۂ دل کش سوات

اسم پیر اخوند عرفا در اصل عبد الغفور

او بہ پہلوی مزار جد پیر خویش خفت

تا ز روحش فرق باشد از سر قرب حضور

نام اقدس جد پیر او محمد باشعیب

در مقام توردھیری عزلت گزیں گشتہ بود

دفن چوں کردند جسم پاک در زیر خاک

شد منور آں زمین چوں چشم بینا پر ز نور

یا الٰہی بر سر گورش ز فضل و جود خویش

ابر رحمت بار و ریزاں باد یوم النشور

؎ عمر مبارک کے مطابق کے ۷۲ سال تھی.

تا پرسیدم کجا شد چیست تاریخ وصال
ناگہاں آمد سروش غیب گفتا بالغفور ! (سنہ ۱۳۱۹ھ)

گفت تاریخ فوت زینگونہ
مولوی صاحب ادخلوا الجنۃ (سنہ ۱۳۱۹ھ)

بعمر ۶۴ سال اولیاء اللہ پیر باشریعت تھے۔ کابل کے رہنے والے تھے۔ ان اشعار سے آپ کے علم وفضل اورعشق ومحبت، زہد وتقوٰی، توکل علی اللہ اجاگر ہوتاہے آپ نے طورو تحصیل وضلع مردان میں قیام فرمایا جہاں درس وتدریس اور ارشاد وتلقین میں مصروف رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ فیض وبرکات سے مشرف ہوئے آپ کے دو فرزند تھے حضرت مولانا عتیق اللہ صاحب اور حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مدظلہما۔

آپ کے پوتے حضرت مولانا میر عبد اللہ صاحب مدظلہٗ بن حضرت مولانا عطاء اللہ عالم باعمل صاحب درس وتدریس اور صاحب تصنیف ہیں۔ حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری کے مؤلف ہیں جو تاحال طبع نہیں ہوئی۔ آپ کے ہاں مرأۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد شعیب صاحب تورڈھیری قدس سرہٗ کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

حضرت شیخ مولانا پیر فقیر اللہ صاحب المعروف فقیر بکوٹی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۵ء میں موضع بچہ شریف علاقہ چکار (آزاد کشمیر) کے ایک بزرگ اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر بمقام رجوعیہ ضلع ہزارہ میں حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو دارالعلوم کے مہتمم اور صدر مدرس تھے۔ اور حضرت شیخ مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی سادگی اور انکساری سے بہت متاثر ہوئے، تھوڑے عرصہ میں خداداد ذہانت کی وجہ سے تمام طلبار میں ممتاز اور محنتی شمار ہونے لگے۔

اسی زمانہ میں آپ اپنے شفیق استاد حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بیدو شریف حاضر ہوئے۔ ایک ہی حاضری میں آپ کے حالات بدل گئے۔ تواضع اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت خرچ کرنے لگے۔ اس درس گاہ میں دس گیارہ سال حاضر رہے۔ علم فقہ صرف نحو منطق، معقول اور تفسیر و حدیث کی تکمیل کی تیرہ، چودہ سال کی عمر میں ۱۲۶۳ھ ۱۸۵۹ء میں تکمیل کر کے سند فضیلت سے مشرف ہوئے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ بکوٹ تحصیل و ضلع پونچھ (آزاد کشمیر) میں میرے بھائی کی جگہ قیام کرو، امامت اور درس و تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دو۔ کیوں کہ میرے بھائی فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے یتیم بچوں کی نگرانی کرنا، آپ محترم استاد صاحب کے حکم کی تعمیل میں بکوٹ تشریف لے گئے۔ امامت اور خطابت اور درس و تدریس اور پرورش یتامیٰ میں مشغول ہوئے، تھوڑی مدت میں آپ علاقہ بھر میں مشہور ہو گئے۔ پونچھ ہزارہ اور کشمیر کے کونے کونے سے طالب علم حصولِ علم کے لئے اکٹھے ہوئے۔

آپ نہایت ہی سخی اور بامروت بزرگ تھے۔ ایک عالم باعمل، بامروت اور سخی کے نام سے بکوٹ میں زیادہ مشہور ہو گئے۔

سلوک و تصوف کی تفصیل نہیں ملی۔ آپ فرماتے تھے میری بیعت بذریعہ خواب حضرت الحاج مولانا عبدالغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں ہوئی، فیوض و برکات حاصل کئے۔ جب بھی سیدو شریف حاضر ہوتے، ننگے پاؤں اور باوضو حاضر ہوتے اور مختصر قیام کرتے تاکہ سیدو شریف کی حدود میں رفع حاجت کی نوبت نہ آنے پائے، اتنی تعظیم مدنظر رکھتے۔

آپ نے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ فرمائی۔ آٹھ نو سال میں اُسے اپنے والد مرحوم کی جگہ امامت تفویض فرما کر آپ نے دوسری مسجد میں درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ اور خطابت کے فرائض بھی ادا فرمانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد معہ چند طلباء، ریاست کشمیر اور پونچھ کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ جس قریہ میں مسجد غیر آباد دیکھی، وہاں کوشش فرما کر اس کی آبادی کا انتظام فرمایا۔ اور جس گاؤں میں مسجد نہ تھی، وہاں فوراً مسجد کی تعمیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مرتبے عنایت فرماتے۔ اور بڑی مقبولیت سے نوازا کہ طالبانِ حق دور دور سے حاضر ہونے لگے۔ علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہونے لگے۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ہر کام میں ملحوظ رکھتے۔ سود، شراب، جوا، زنا، چوری، دھوکہ بازی، سرود (مزامیر) نشہ آور اشیاء حتیٰ کہ نسوار، تمباکو سے بھی سختی سے منع فرماتے، اور سب چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔

لباس اور کھانا، سادہ مطابق شریعت ہوتا، سب مہمانوں کو کھانا کھلا کر خود تناول فرماتے بسا اوقات بچے ہوئے ٹکڑے اور ریزہ پھانک کر پانی کا گھونٹ بھر لیتے۔ کھانا خود تقسیم فرماتے۔ جو دعوت کرتا، منظور فرماتے، جب کھانا سامنے آتا تو فرماتے کہ میرے مہمان دور سے آئے ہیں پہلے ان کو کھلاؤ، خود سوکھی روٹی تناول فرماتے، ہمیشہ مسجد میں قیام فرما ہوتے اور ہمیشہ مجلس وعظ و ارشاد و تلقین میں مشغول رہتے۔

نذرانے قبول فرماتے۔ مگر ذرا بھی شائبہ حرام ہونے پر زیادہ سے زیادہ رقم واپس فرما دیتے جو کچھ آتا اسے بیوگان۔ یتامیٰ، غربا اور مستحق افراد پر صرف فرماتے، کچھ بھی پاس نہ رکھتے۔ سائل ہمیشہ آپ کے گرد رہتے۔ کوئی کہتا کہ پانچ سو کا قرضدار ہوں، کوئی دو سو۔ کوئی ایک سو کا، عرض کرتا۔ آپ ہر سائل کا سوال پورا فرماتے۔

غرض کہ آپ ہر طرح کامل و مکمل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب تلقین و ارشاد بزرگ تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ کئی ایک کشف و کرامات آپ کے مشہور اور زبان زد خلائق ہیں۔ آپ کے استاد صاحب کے بھتیجے مولوی محمد حسین صاحب قتل کے مقدمہ میں ملزم تھے۔ آپ کی توجہ سے سیشن جج سے بری لکھا جاتا حالانکہ وہ چودہ سال سزا لکھتا تھا۔ اسی طرح تین بار ہوا مجبوراً اِن کو بری کر دیا۔

ایک اور شیخ نور زمان ساکن بچہ شریف علاقہ چکار، قتل کے مقدمہ میں ملوث ہوا۔ اس کے والد نے عرض کیا تو اس کو بار نا فرمایا لیکن وہ بار بار یہی عرض کرتا رہا تو آپ نے فرمایا جا جٹا احمدا تیرا لڑکا قتل میں نہیں۔ موضع گمر دلاں والے گناہ میں چھ ماہ قید ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک سکھ تحصیلدار مظفر آباد نے دیہہ نمبردار بچہ شریف علاقہ چکار کو بہت مارا جو آپ کے مکان کے سامنے۔ اس نے فریاد کی آپ کو رحم آیا، آپ نے توجہ فرمائی، دوسرے دن وہ حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوا۔ اور مظفر آباد جا کر بمعہ بیوی بچوں کے حاضر ہوئے سب گھرانہ مسلمان ہوا۔ گنگارام ساکن باغ ضلع پونچھ نے عرض کیا کہ میں باغ کا رہنے والا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہمیشہ وہیں تحصیلداری کے عہدہ پر رہوں اور تبادلہ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ الصمد ہمیشہ پڑھتے رہو، اس نے ایسا ہی کیا۔ تمام عمر باغ میں ہی تحصیلدار رہا۔

ایک تھانیدار پولیس پونچھ معہ افسر مال حاضر ہوئے، تھانیدار آپ کا ملنے والا تھا، اس نے تین سو روپیہ کی تھیلی حاضر کی، فوراً جلال میں آگئے فرمایا حرام مال فقراللہ کے لئے لائے ہو فوراً واپس لے جاؤ، بغیر مصافحہ اور ملاقات کے واپس کر دیا۔ فرمایا توبہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔

بعد میں وہ توبہ تائب ہوا، عبادت گزار رہا۔ حتیٰ کہ ریٹائر ہونے کے بعد جمعہ کی خطابت اور امام نماز کے فرائض انجام دیتا رہا۔

ایک شخص حاضر ہوا ساٹھ روپے حاضر خدمت کئے۔ عرض کیا کہ فلاں آدمی نے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس نے ۶۵ روپے بھیجے ہیں، پانچ روپے تم نے رکھ لئے ہیں، اس نے پانچ روپے حاضر کئے، معذرت چاہی، فرمایا میں حرام مال نہیں لیتا۔ اسے واپس دے دو۔ اسی وقت ایک شخص نے ایک روپیہ حاضر خدمت کیا، ہاتھ مبارک میں رکھ کر غور سے دیکھا اور قبول فرما لیا۔ کسی نے عرض کیا کہ اتنی رقم واپس کردی اور ایک روپیہ لے لیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نظر مجھے عطا فرمائی ہے وہ تجھے نہیں،

آپ صاحب رعب و جلال تھے، ہیبت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی عرض کرنا چاہتا بڑی ہمت سے عرض کرتا۔

آپ نے ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲ء میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار شریف ہے۔

اولاد صاحبزادہ محمد عتیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تھے۔ والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۹ سال کی عمر تھی۔ فارغ التحصیل ہو کر سجادہ نشین مقرر ہوئے، کافی عرصہ بیمار رہے چھوٹے بھائی صاحبزادہ عتیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ تکمیل علوم ہندوستان کرکے ۱۹۴۲ء میں واپس آئے تو بڑے بھائی نے سب امورات اور سجادہ نشینی ان کی سپرد فرمائی اور ۱۹۴۹ء میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما ہوئے۔

حضرت مولانا محمد عتیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی عمر چھ سال تھی، والد ماجد کے وصال کے وقت خانقاہ اور مسجد اور لنگر کی کماحقہ نگرانی فرمائی اور علم و عمل اور تصوف و سلوک میں مخلوق خدا کی رہبری فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی روحوں پر انوار و تجلیات کی بارش برسائے آخر ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء میں وصال فرمایا۔

ان کے بڑے صاحبزادے محمد ازہر صاحب سجادہ نشین ہیں۔ خلیق اور عالم، متقی مدظلہ، چھوٹے صاحبزادے دارالعلوم بلیندری میں ضلع پونچھ میں تحصیل علوم میں مصروف ہیں۔ از تذکرۃ الاولیاء جدید ماہنامہ سلسبیل جنوری، فروری ۱۹۷۳ء مضمون نگار مولانا محمد یوسف صاحب۔

حضرت شیخ مولانا عبدالمجید صاحب المعروف قاضی خان قدس سرہٗ

ولادت باسعادت قریباً ۱۲۴۴ھ میں حضرت مولانا قاضی صفی اللہ بابا بن مہدی شاہ شہید بن مسعود شاہ بابا بن کلا خان بن رسول خان بن پائندہ خان بن اسمٰعیل خان بن علی شیر خان بن لوباخان بن محمود خان بن منذرؒ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں غازی بابا علاقہ بائیزئی میں ہوئی

آباؤ اجداد آپ کے اجداد میں مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب محمود زئی شیخ جانا کے خاندان سے وابستہ ہے۔ آپ موضع اسوٹہ تحصیل صوابی ضلع مردان میں آباد ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ مہدیؒ شاہ شہید جد امجد حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ (۲) قطب شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت مولانا حمید اللہ المعروف اسوٹہ بابا قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ سیدو شریف سوات کے (۳) محسن شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ از اجداد قاضیاں اسوٹہ ؎۲

حضرت مہدی شاہ شہید بن مسعود شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت قاضی صفی اللہ بابا رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیر قدس سرہٗ کے اکابر خلفاء میں سے تھے حضرت غوث الزمان مجاہد اعظم مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کے پیر بھائی تھے۔ اور آپس میں بہت محبت رکھتے تھے حضرت شیخ الشیوخ تورڈھیری قدس سرہٗ کے وصال کے بعد دونوں بزرگ سوات کی طرف ہجرت فرما گئے۔ حضرت غوث الزمان مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ اپنے آبائی وطن سوات میں مقیم ہو گئے۔ ؎۳

؎۱ یاد رہے کہ محمود خان ماموں زئی بن منذر بن عمر بن مندے بن خشی بن کند بن خرشبون (خیر الدین) سڑا بن بن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم رضی اللہ عنہم تک پورا شجرہ نسب ہے۔

؎۲،۳ چند بزرگانِ دین اسلام صوبہ سرحد کی مختصر سوانح از حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ پرموی ضلع مردان و سوانح قاضیان پرموی مصنفہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب صفحات نمبر ۱، ۲، ۳، ۴۔ و ضمیمہ تاریخ افغانی صفحہ ۴۶۶ و ۴۶۹

علاقہ سوات حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں مشغول ہو گئے۔ اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں خوب محنت فرمائی۔

آپ نے پہلے شادی موضع بازار میں حضرت قاضی فضل ربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صالح خاندان کے فرد تھے۔ ان کی ہمشیرہ سے فرمائی۔ رستم کے لوگوں نے رہائش کے لیے مکان اور لنگر بنا کر پیش خدمت کیا۔ اور گذران کے لیے کاشتی زمین پیش خدمت کی۔

کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی حضرت محمد نجیب بابا فرزند محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی دختر سے موضع غلاماں عرف باڑی بابا سے ہوئی اور وہیں ایک صاحبزادہ عبدالحق صاحب پیدا ہوئے۔ وہیں آپ نے درس و تدریس اور سلسلہ طریقت جاری فرمایا۔ اسی زمانہ میں موضع پرملی کا ایک وفد حضرت غوث الزمان قدس سرہٗ کی خدمت میں سیدو شریف حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہمیں ہماری رہنمائی کے لیے ایک باعمل متقی پرہیزگار عنایت فرمائیے۔ کیونکہ حضرت غوث الزمان قدس سرہٗ نے پرملی میں کسی نا اہل بیعت فرمائی تھی اور سکونت فرما رہے تھے اسی وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خطیب اور امام اور مدرس اور طریقت و سلوک کے اسباق تلقین فرمانے کے لیے فرمایا اور رستم کو خیرباد کا حکم فرمایا تاکہ عوام جو سیدو شریف جملہ امور دینیہ کے لیے حاضری سے معذور رہتے ان کی دل جوئی ہو سکے اور جمعہ و عیدین پڑھائیں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر و مرشد کے ارشاد سے رستم کو خیرباد فرمایا اور رستم کی زمین وغیرہ جن لوگوں نے پیش خدمت کی تھی ان کو واپس فرما دی اور ضروری سامان لے کر پرملی وارد ہوئے۔ پرملی کے لوگوں نے آپ کو مسجد لوباجیل میں بٹھایا اور ایک بالائی مقام پر جامع مسجد اور سکونتی مکان تعمیر کر کے پیش خدمت کئے جو بستی کے شمال مغربی کونے میں ہے۔ اور مخیر حضرات نے کاشت کاری کے لئے زمین پیش

بہرحال حضرت قاضی صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ غازی بابا علاقہ بائیزی میں مقیم ہو گئے۔ ایک روایت
میں آپ پہلے سے غازی بابا میں سکونت فرماتے اور وہیں شادی ہو چکی تھی اور وہیں
درس و تدریس اور ارشاد و تلقین فرمایا کرتے آپ کا وہیں مزار مبارک ہے۔

حضرت شیخ مولانا قاضی صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں حضرت مولانا قاضی عبدال...
صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاولد فوت ہوئے۔ وہیں مزار ہے۔ (۲) حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل
صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ مجید کے بہت اچھے حافظ تھے۔ اپنی جدی بستی اسوٹہ میں
آباد ہوئے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت حافظ نورالحق صاحب و فضل حق صاحب
رحمۃ اللہ علیہما صاحب اولاد ہوئے۔

حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ صاحب تذکرہ اپنے والد بزرگوار
سے تحصیلِ علوم کرتے رہے۔ مزید تعلیم کے لئے علوم شرعیہ کیلئے وطن کو خیرباد فرمایا اور
حضرت مولانا جام دار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع یعقوبی تحصیل صوابی میں حاضر ہو
کر تحصیل علوم کی۔ وہاں آپ کے ہم سبق حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹہ بابا
قدس سرہٗ جو آپ کے رشتہ دار تھے اور بعد میں پیر بھائی ہوئے۔ اور جناب حسن علی
خان صاحب ساکن کالوخیل حضرت مولانا قریب اللہ صاحب ساکن لواں کلی۔ حضرت مولانا
عبدالحلیم صاحب ساکن ڈاگئی۔ حضرت مولانا تاج الدین صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہم مہتمم
دارالعلوم متوکلین دہلی بھارت جیسے حضرات ہم سبق رہے تحصیل و تکمیل علوم کے بعد
موضع رستم علاقہ سدم تحصیل صوابی درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور اسی زمانہ
میں شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں سید و تشریف

خدمت سکتے ۔ وہاں آپ نے مستقل رہائش فرمائی اور درس وتدریس اور طریقت کے اسباق شروع فرمائے اور طالب علم اور طالب مولیٰ حضرات جوق در جوق حاضر ہونے لگے چنانچہ مواضعات شیوہ، شیخ جانا، تارنجی، شیر درہ، مہر علی، غلامان، یچی اور دیگر گرد و نواح کے لوگ حلقہ ارادت میں منسلک ہوتے ۔

کبھی کبھی آپ سیدو شریف حاضر ہوتے تو آپ کے ہمراہ کافی جماعت حاضری کیلئے شامل ہوجاتی ۔

آپ کے پیرومرشد ہمیشہ انگریزوں سے جہاد میں مشغول رہتے اور آپ بھی ہر قسم کا جہاد میں حصہ لیتے تو انگریز ہر قسم کی نگرانی کرتے چنانچہ ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء کے جہاد امبیلہ جس کو غزائے بنیر بھی کہتے ہیں اسی بنا پر بنفس نفیس حاضر ہوسکے اور خفیہ طور پر مجاہد اور نقد و جنس روانہ کرتے رہے اس جہاد میں انگریز نے شکست کھائی تھی ۔

علمی مناظرے ۔ آپ مناظرہ بھی کرتے تھے ۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے کئے ایک مناظرے فرماتے ۔

قاضی کا لقب درگاہ سیدو شریف سے ملا ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قاضی خانا ۔ قاضی خان (فتویٰ قاضی خان) کھول دو جب آپ نے اچانک کتاب کو کھولا ۔ تو مطلوبہ مسئلہ نکل آیا اسی دن سے قاضی صاحب مشہور ہوگئے اس سے پہلے وہاں حضرت قاضی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ غالیگی سوات کے قاضی تھے ۔

آپ صاحب تصانیف تھے ۔ جو اکثر ضائع ہوگئیں صرف ایک رسالہ سیف الدین نامی موجود ہے جس پر پیر بھائیوں اور دیگر ہم عصر علماء کے دستخط ہیں آپ صاحب کرامات کثیرہ تھے جن کو طوالت کی وجہ سے نہیں لکھا ۔ جو سوانح حیات قاضیان پر مولی مصنفہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن غلامان تحصیل صوابی نے تحریر فرمائے ہیں ۔

آپ کی روحانی اولاد اور نسبی اولاد آج تک موجود ہے ۔

وصال حضرت قاضی صاحب قدس سرہ المعروف قاضی بابا نے ۲۳ رمضان ۱۳۰۹ھ

مطابق ۱۸۹۲ء میں وصال فرمایا اور جامع مسجد کے پاس شمال میں مزار مبارک ہے

اولاد (۱) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاولد فوت ہو گئے
(۲) حضرت قاضی عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں صاحبزادہ فیض
تھے۔ آپ نے ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ میں وفات پائی (۳) حضرت قاضی عبدالحق صاحب

حضرت قاضی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۸۵ھ۔ ابتدائی اور انتہائی تعلیم گھر ہی والدِ
دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔ ۹ سال کی عمر میں آپ کو والد بزرگوار اپنے شیخ رح
کی خدمت میں سید و شریف لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا
تبرکاً لباس بھی عنایت فرمایا۔

اسی زمانہ میں تحصیل علوم میں منہمک ہو گئے۔ فارغ التحصیل ہو کر وطن
اور والد ماجد سے بیعت ہو کر اسباق طریقت حاصل کیے اور معمول کے سخت
اس کے علاوہ بھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے والد بزرگوار نے اجازت
فرمایا اور بعدہٗ سجادہ نشین ہے جب کہ بوقت جنازہ مجمع عظیم میں دستار بندی کی
آپ بہت بڑے عالم و فاضل اور اپنے زمانہ کے فرید الدھر تھے اور ہر فن
فارسی۔ ریاضی۔ فرائض و ادب وغیرہ میں بہت ماہر اور حاضر جواب تھے۔ گویا ہر فن
اسی لیے فارغ التحصیل طلبار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ عربی اور فار
میں شعر بھی فرمائے ہیں سه

من لم یمتد و علی خدہٖ شیٔ من الشعر   فلا تعتمد علی جدہٖ شیئاً من الشـ

ترجمہ:۔ بے ریش یعنی نابالغ کے وعدہ پر سر مو بھروسہ مت کرو۔

غرض کہ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ۔ ذکر و اذکار اوراد و و

صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ صاحب تقویٰ اور طہارت توکل و تفرید و تجرید بزرگ تھے آپ کی اولاد پر ایک دفعہ مقدمہ قتل وارد ہوا تو عدالت نے آپ سے صفائی مانگی تو آپ نے صاف انکار فرما دیا اور اپنی اولاد کی پرواہ نہ فرمائی۔

آپ بہت وجیہہ اور بارعب بزرگ تھے جس راستے سے گذرتے تھے لوگ بے ساختہ کھڑے ہو جاتے۔

آپ نے ۹ ۲؍شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں بعمر اسی سال وصال فرمایا۔ تاریخ وصال "اَمَنَید" "یُغفرُ" مزار مبارک والد بزرگوار کے پاس ہی ہے۔ پر محلی تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔ براستہ مردان۔ صوابی روڈ پر لواں کلی سے مزنب شیوہ کا اڈہ ہے جہاں سے تانگے جاتے ہیں۔

اولاد آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔ فرزند اکبر حضرت قاضی سیف الحق اجمیری مدظلہٗ اُن سے چھوٹے حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ اُن سے چھوٹے شمس الحق، بدرالحق۔ یمین الحق آپ کی زندگی میں وصال فرما گئے۔

حضرت قاضی سیف الحق صاحب مدظلہٗ ولادت باسعادت ۲۹ ؍رمضان ۱۳۲۶ھ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرکے اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندوستان چلے گئے۔ پہلے دہلی میں تحصیل علوم کرتے رہے مزید تعلیم کے لیے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ جہاں معقول و منقول کی سند حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ معینیہ میں منسلک ہوئے اور تاحال اجمیر شریف ہی میں حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے جوار میں تجرد و عزلت کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو زندہ جاوید رکھے۔ آمین

حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ ولادت باسعادت ۱۷؍ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی مزید تعلیم کے لیے اجمیر شریف بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کرتے

رہے چند سال کے بعد بوجہ علالت حسب مشورہ حکماء واپس وطن آگئے۔ اور حضرت وال
کی خدمت میں تکمیل کی اور اسباق تصوف و سلوک شروع کئے۔

حضرت قاضی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے تھے اس لیے بروز عید
۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ کو مجمع عظیم میں حضرت قاضی حبیب الحق مدظلہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضار خ
وغیرہ تفویض فرمائے اس لیے آپ خطیب اور مفتی ہیں اور صاحب تصنیف ہیں۔

مقیاس القیاس۔ بیان الحق۔ مرد اور عورت۔ اردو طبع ہو چکی ہیں اور داستان
منظوم فارسی سیرۃ الرسول اردو خطبات حبیبی عربی اور دیگر اولیاء سرحد وغیرہ بھی غیر مطبوعہ
اور اشعار میں بھی خاص مناسبت ہے عربی، فارسی، پشتو وغیرہ میں قطعات، قصیدے ا
نعت لکھے ہیں

اور سیاسی طور پر مسلم لیگ کے حق میں رہ کر ترقیاتی منصوبوں۔ سکول اور ڈاک
اور سکول میں اسلامیات جاری کرایا۔ اور عوام کے فوائد کے لیے کئی ایک کام سرانجام د
اور صدر ایوب کے زمانہ میں بنیادی جمہوریت کے ممبر رہے اور اس کے باوجود خاندانی
منصوبہ بندی کی تردید فرماتے رہے غرض کہ آپ دین اور دنیاوی معاملات میں کافی خد
انجام دیتے رہتے ہیں۔ راقم الحروف کو کے لیے کافی معلومات کی
معاونت فرمائی۔ اور بیس روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کئے۔

آپ صاحب اولاد ہیں غالباً پانچ فرزند ہیں۔ سراج الحق۔ سعید الحق۔ محمد ابراہیم
محمد نعیم سلمہم باقی کے اسماء گرامی نہیں ملے۔ فقط

شیخ المشائخ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹہ بابا قدس سرہ

ولادت باسعادت موضع اسوٹہ میں حضرت شیخ شرف شاہ بن قطب شاہ بن مسعود شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ یاد رہے کہ اسوٹہ اور شیوہ اور پر مولی قریب قریب مضافات آباد ہیں۔ جو مردان سے ۱۶۔۱۷ میل پر نواں کلی ہے۔ صوابی روڈ پر اور نواں کلی سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ شمال کی طرف ہے۔ حضرت قاضی عبدالمجید صاحب پر مولی رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے چوتھی پشت میں حضرت مسعود شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ یکجا ہیں اور سلسلہ نسب حضرت شیخ قاضی عبدالمجید صاحب پر مولی قدس سرہ کے حالات میں گذر چکا ہے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت و پرورش گھر ہی میں پائی مزید تعلیم کے لیے حضرت مولانا جاندار صاحب[1] ساکن یعقوبی تحصیل صوابی ضلع مردان سے تحصیل علم کرتے رہے۔ وہاں حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحب پر مولی۔ جناب حسن علی خان کالوخیل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا قریب اللہ نواں کلی۔ جناب عبدالحلیم صاحب ڈاگی۔ مولانا تاج الدین کابلی مہتمم دارالعلوم متوکلین دہلی بھارت رحمۃ اللہ علیہم جیسے عالم و فاضل ہم سبق رہے تھے۔ تکمیل علوم کے بعد شیخ المشائخ غوث دوران حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہ سیدو سوات سے بیعت ہو کر اسباق طریقہ عالیہ قادریہ میں مشغول و مصروف ہو گئے۔ اور اکابر خلفاء میں ہوئے۔ اور علاقہ کے بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ صاحب عبادت و ریاضت

---

[1] آپ کرٹپہ علاقہ پنج پادے بنیر کے رہنے والے۔ موضع یعقوبی تحصیل صوابی ضلع مردان میں قریباً پچاس سال درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں وصال فرمایا۔ مزار یعقوبی میں ہے۔ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صفحہ ۲۴۴

اور پابند کتاب و سنت۔ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت بزرگ تھے۔ اور صاحب کرامات و تصرفات تھے جو آج تک لوگوں میں مشہور ہیں۔

آپ نے ..... ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اسوٹہ تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔ براستہ نواں کلی اور اڈہ شیوہ نواں کلی سے تانگہ جاتا ہے۔

اولاد آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت صاحبزادہ عزیز اللہ باچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) صاحبزادہ صبغت اللہ باچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاولد فوت ہو گئے۔

حضرت صاحبزادہ عزیز اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین اور مسند نشین ہوتے آپ کے غالباً پانچ فرزند تھے۔

(۱) صدیق اللہ (۲) مطیع اللہ (۳) مدار اللہ (۴) ولی اللہ (۵) فرید اللہ صاحب مدظلہم۔ آپ شیخ صاحب حق صاحب اسوٹہ کے نام سے مشہور تھے۔

ہر مشکل و تکلیف کے لیے فرماتے قرآن حکیم کا قلب سورۂ یٰسین ہے اور سورۂ یٰسین کا قلب سَلٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِیْمِ ہے اس کے پڑھنے کی ترکیب بغیر سی کے کپڑا پہن کر اول آخر درود شریف گیارہ بار بعدہٗ قلب سورۂ یٰسین ۱۱ ہزار بار۔ ہر ہزار پر نماز نفل دوگانہ تین روز تک برائے ہر مطلب پڑھا جائے۔ تو انشاء اللہ ہر مطلب پورا ہو[1]

آپ نے آخر رجب ۱۳۶۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ مدار اللہ صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے دو صاحبزادے (۱) صاحبزادہ خانم، صاحبزادہ عنایت اللہ سلمہٗ اللہ تعالیٰ ہیں۔ حضرت شیخ اسوٹہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفے صاحب سلسلہ ہیں

حضرت شیخ مولانا عزیز اللہ صاحب حق صاحب اسوٹہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مندرجہ ذیل قصیدہ لکھا گیا ہے جو کہ آپ کے مرید نے لکھا ہے ؎

---

[1] حضرت مولانا عبد القدوس صاحب مدظلہ تورڈھیر

...بوده مه شعبان که رفت ازین جهان — صاحب حق آں عزیز اللہ نور اسماں

...ن گریم حبیب و دلہا پارہ سازم از فراق — تن کنم جان جان بجانان میدہم جاں

...له در دریائے حیرت کردم اندموج غم — تا بگیرم دُرِ شاہی گوہرش بیکراں

...ت ہاتف وائے ریحاں ایں چہ فکر و حیرت است — عارض نورائے سن وتاریخش بخواں

ازنتائج فکر حضرت مولانا ابو حبیب محمد عبد الرحمن ریحان سلمہ المنان از چلینہ سودم ڈاک

...ستم ضلع مردان ثم ریاست بیکانیر آخر رجب سنہ ۱۳۶۵ھ

حضرت ... جزادہ مدار اللہ بن عزیز اللہ صاحبؒ سجادہ نشین کے دو فرزند ہیں۔ صاحبزادہ ...م اور صاحبزادہ عنایت اللہ اور صاحبزادہ صدیق اللہ کے فرزند شریف اللہ ہیں ا۔ اور صاحبزادہ فرید اللہ کے صاحبزادے محمد یعقوب صاحب ہیں فقط والسلام بروز منگل ۱۲ ذلقعید سنہ ۱۳۹۶ھ

حضرت شیخ مولانا حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ عرف اسوٹہ بابا کے صاحب سلسلہ خلفاء

حضرت مولانا صاحبزادہ عبد الحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چینا خورہ سوات المعروف بابا صاحب

(۱) حضرت مولانا چغرزو ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر دو کے مزار اسوٹہ میں پیر و مرشد کے جوار میں ہیں۔

حضرت مولانا صاحبزادہ عبد الحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چینا خورہ علاقہ سوات عام طور پر لالہ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا مزار اسوٹہ میں پیر و مرشد کے مزار کے پاس ہے۔ اُن کے بعد حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہ چینا خورہ میں مسند نشین ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے سلسلہ مبارکہ کو چند در چند ترقی نصیب فرمائے۔ اور دوسرے خلیفہ حضرت شیخ بٹی بابا رحمۃ اللہ علیہ ساکن بنٹی گلی بنیر اور آپ کے خاص مریدین میں حضرت مولانا حافظ ذاکر اللہ صاحب تھے۔ انکے والد حضرت مولانا حافظ شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی سنہ ۱۲۱۷ھ مرید و خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب تورڈھیر رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اپنے والد صاحب کے پیر بھائی حضرت سوات رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

ہوئے اور طریقت کی تکمیل حضرت مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف اسوٹہ بابا رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور مجاز طریقت ہوتے ۔ آپ موضع لاہور تحصیل صوابی سے موضع ڈاگی یار حسین قیام فرما ہوتے ۔ اور وہیں آپ نے ۱۲۹۷ھ میں وصال فرمایا ۔

حضرت مولانا مولوی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا ذاکر اللہ صاحب قدس سرہ سے حفظ قرآن اور علوم درسیہ کی تکمیل کی ۔ اور والد بزرگوار کے بعد حضرت مولینا مولوی شاہ منصور سندی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم معقول کو پڑھا ۔ اور حضرت مولانا مولوی عبد العلی صاحب المعروف صاحب حق تعجبی رحمۃ اللہ علیہ سے معانی اور عقائد کی کتابیں پڑھتے رہے ۔ اور حدیث و تفسیر کی کابل اور قندھار و ہرات میں تکمیل کی ۔ واپس وطن آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور حضرت مولانا حمید اللہ عرف اسوٹہ بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ۔ اور سلسلہ طریقت کے اسباق حاصل کئے ۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے فرمایا حضرت شیخ عبد الوہاب صاحب المعروف مانکی باباجی صاحب قدس سرہ سے آپ کی تکمیل ہو گی ۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ڈاگی سے جلبی جو تورڈھیری کے قریب ہے درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا تو وہاں آپ کے استاد حضرت علامہ سندی شاہ منصور نے فرمایا کہ آپ مانکی شریف ضرور حاضر ہوں اس کے بعد آپ حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شیخ کی وصیت بہت ضروری ہے ۔ تاہم آپ نے وہاں حاضر رہ کر تصوف و سلوک کی تکمیل کی ۔ حضرت شیخ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ جلبی سے مردان وارد ہوئے ۔ اور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے مسجد الکلام بعد میں ارشاد العلوم کے نام سے مشہور ہوا ۔

آپ نے ایک سو دو سال ۱۰۲ کی عمر میں وصال فرمایا ۱۳۲۲ھ میں مزار مردان میں ہے آپ کے ایک فرزند حضرت مولینا مولوی مصلح الدین صاحب المعروف صاحب حق صاحب مردان کے نام سے مشہور ہیں عالم و فاضل صاحب درس و تدریس ہیں اس وقت عمر ۵ [illegible] سال سے ۵۹ تک کے قریب ہے ۔

از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۲۷۸ تا ۲۸۶

حضرت شیخ صاحبزادہ مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ

حضرت مولانا قاضی فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آباؤ اجداد آپ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد زبیر بن حضرت مولانا حافظ گل بابا رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں متولد ہوئے۔ تورڈھیر ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع مردان میں۔ آپ نے والد بزرگوار اور عم محترم شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ سے تحصیل علوم کیا۔ اور بیعت ہو کر علوم باطنی کی تعلیم حاصل کی اور کافی عرصہ حاضر خدمت رہے۔ حتیٰ کہ وصال کے وقت بھی حاضر تھے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد جنگی سے واپس آکر تورڈھیری میں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ اپنی تمام زندگی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پروگرام اور نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہے اور مشائخ کی تابعداری میں اپنے معمولات کی پابندی فرماتے رہے۔ آخر اسی حال میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس مسجد و کنوئیں کے متصل ہے۔

اولاد آپ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب (۲) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر صاحب (۳) حضرت مولانا صاحبزادہ لطیف اللہ رحمۃ اللہ علیہم۔ تینوں حضرات اپنے والد بزرگوار کے شاگرد اور مرید تھے لیکن خلافت و اجازت حضرت مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ سے پائی تھی۔ تینوں حضرات صاحب درس و تدریس اور صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کو خاص طور پر حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تورڈھیر قیام کرو اور حضرت شیخ مولانا صاحبزادہ محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ کے مزار مبارک کی خدمت کرو اور انگریز کے ابتدائی عہد میں آپ کا عہد زریں درس و تدریس اور علم و فضل، عبادت و ریاضت۔ توکل و تجرید و تفرید میں یکتائے زمانہ تھا۔ انگریز نے مزار مبارک کی خدمت گزاری اور جاگداد تینوں بھائیوں کے نام کر دی۔

اس لیے آج تک آپ کی اولاد یہ خدمت سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۳ رجمادی الثانی ۱۳۰۶ھ میں وصال فرمایا
آپ کی اولاد میں حضرت مولانا محمد صالح صاحب عالم و فاضل کے والد حضرت مولانا عبدالباقی صاحب
مدظلہما فاضل دیوبند بزرگ ہیں۔ اُن کے والد حضرت صاحبزادہ عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت
مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہی کے پاس کتاب ہزار مسائل پشتو زبان میں لکھی
ہوئی تصنیف حضرت شیخ مولانا رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ

آپ حضرت مولانا صاحبزادہ قاضی فضل اللہ قدس سرہٗ
کے فرزند ارجمند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے شاگرد اور مرید تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت
شیخ مولانا حافظ اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں سیدو شریف حاضر ہوئے۔ کافی عرصہ حاضر
رہے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ اخون صاحب قدس سرہٗ نے آپ ہی کو حضرت کوٹھہ
ملاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معذرت خواہی کے لیے بھیجا تھا۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب درس و تدریس اور مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ تھے۔
آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالشکور
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال ۱۲۸۲ھ میں ہوا، مادہ تاریخ وصال بشتو دکبلہ۔ یعنی جنۃ

حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس سرہٗ

عالم و فاضل صاحب درس و تدریس اور صاحب عبادت و
ریاضت اور مجاہدہ بزرگ تھے۔ آپ حضرت شیخ مولانا
عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ۵ محرم ۱۳۱۷ھ
مطابق ۱۸۹۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار تور ڈھیری میں ہے۔

آپ کے ایک مرید مولوی غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ افصح الشعراء ساکن کامل پور موسیٰ ضلع کیمبلپور
تحریر فرماتے۔ زبدۃ العارفین، قدوۃ الواصلین، تخت نشین شریعت تاجدار ممالک معرفت جناب ہدایت مآب

...صاحب عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ سے

جس تمشں مادہ تاریخ وصال از ہجرت   چونکہ ساکن یکبارہ چمن رضوان شد

آپ کے تین فرزند تھے۔ (۱) حضرت صاحبزادہ عبدالنذیر صاحب (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب
حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالنذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عالم و فاضل صاحب درس و تدریس، صاحب عبادت و ریاضت بزرگ تھے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ محمد سعید جان صاحب عرف بڑو میاں قدس سرہٗ کی خدمت میں چارباغ علاقہ افغانستان حاضر ہو کر خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ دو بیاضیں آپ کی قلمی آپ کے فرزند حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب فاضل دیوبند مدظلہ کے پاس موجود ہیں جس میں بہت سے بزرگوں کی تاریخ وصال اور عربی، فارسی، پشتو اشعار اور ہر قسم کے امراض کے نسخہ جات اور عملیات موجود ہیں۔ جو افادہ عام کے لیے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

نسخہ برائے توری (تلی)۔ تیزاب گندھک ۲ قطرہ۔ بورہ عز ۲ تولہ۔ میوہ سرخ ۳ تولہ۔ مرچ سیاہ ۹ دانہ شربت سکنجبین ۲ تولہ۔ سفوف بنا کر برائے تلی خوراک ۲ ماشہ ہمراہ شربت مذکور

نسخہ برائے بواسیر خونی۔ یہ وہاں استعمال کیا جاتا ہے جس کے مستوں سے دھار بندھ کر خون آئے اور اوکڑو بیٹھنے سے مستے باہر آجائیں۔ سم الفار سفید۔ رسکپور تولہ تولہ میدہ کریں۔ سلائی سرمہ دانی تر کر کے یا انگشت تر شدہ سے لگا کر مستوں پر استعمال کریں۔ تین چار روز استعمال کریں۔ کالے کپڑے کی دھونی دیں۔ تین دن کے بعد آٹا، پیاز، گڑ، گھی کی ٹکیری بنا کر باندھیں مستے گر جائیں گے۔ بڑی سخت دوائی ہے۔ از حضرت مولانا محمد سندی صاحب کالوخان رحمۃ اللہ علیہ۔

برائے انجیر (خنازیر) شنگرف رومی۔ سنکھیا۔ رسکپور۔ ۳، ۳ ماشہ میدہ کر لیں۔ زخم پر لگائیں۔ اگر اس میں چونہ ملالیں تو بہت مفید ہے۔ صاف ہونے پر۔ اولے سار۔ پارہ۔ نیلا تھوتھا۔ تولہ تولہ ملا کر میدہ کر لیں تاکہ

پارہ مردہ ہوجاوے۔ مسکہ اپار چالیس بار دھو کر ملا کر۔ عصر کے وقت اور چاشت کے وقت صاف کرکے آب گرم سے دھو کر مرہم لگاویں۔ از ملا اسمٰعیلا و حضرت مولانا عبدالعلی صاحب یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ از بیاض حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

عملیات برائے حب إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ تا عَذَابُ الْحَرِيقِ۔ (پارہ عم) - ایک سو ایک بار پڑھ کر کسی چیز پر دم کرکے کھلاویں۔ از ملاں صاحب المعروف جل ملاں مانر ٹی پایہ از خلفاء حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی رحمۃ اللہ علیہما۔

حصار برائے ایمان درود ۱۰۰ بار۔ درمیان ۷۸۶ بار الٰہی بحرمت عیسیٰ روح اللہ۔ الٰہی بحرمت موسیٰ کلیم اللہ۔ الٰہی بحرمت ابراہیم خلیل اللہ۔ الٰہی بحرمت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ از ملا کوہستان

برائے ہر مشکل و تکالیف جو حضرت شیخ آسوڈہ بابا قدس سرہٗ کے تذکرہ میں لکھا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

۷۸۶

۲۳	۱۸	۲۵
۲۴	۲۲	۲۰
۱۹	۲۶	۲۱

برائے ہر حاجت و ہر مراد و ہر مشکل تعویذ اسم ذات کا یہ ہے۔

بہرحال آپ ہر فن مولا تھے اور کامل و اکمل بزرگ۔ طب میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے یکم محرم ۱۳۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ مزار تور ڈھیر تحصیل صوابی میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ۔ ولادت باسعادت ۲۵ شعبان ۱۳۱۶ھ میں فاضل دیوبند بزرگ ہیں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن یعقوبی متوفی بروز عیدالاضحیٰ یعنی ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ بروز چہار شنبہ جن کی تاریخ وصال۔ المغفورہ سے برآمد ہوتی ہے اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جلالی۔ متوفی ۲۷ ذی الحجہ بروز پنجشنبہ ۱۳۶۱ھ اور حضرت مولانا سعدالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی بروز اتوار ۲۲ صفر ۱۳۶۲ھ ۲۸ فروری ۱۹۴۳ء جیسے اساتذہ تحصیل علوم کیا۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس وقت اکاسی ۸۱ سال کی عمر ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے رکھے۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ (۱) صاحبزادہ فضل قدوس (۲) صاحبزادہ محمد فاروق (۳) صاحبزادہ

عتیق الرحمن سلمہٗ (۲) حضرت مولانا صاحبزادہ فضل عظیم مدظلہٗ فاضل دیوبند بزرگ ہیں۔ ولادت ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ زیادہ معلومات میسر نہیں ہو سکے۔

حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب نے تاریخ وصال حضرت بادشاہ صاحب امیرجی اولاد حضرت شیخ سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن نوشہرہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہٗ تحریر کی ہے۔ بروز سہ شنبہ ۲۲ صفر ۱۳۴۴ھ۔ فقط واللہ اعلم۔

حضرت مولانا صاحبزادہ لطیف اللہ صاحب بن حضرت شیخ مولانا قاضی فضل اللہ صاحب قدس سرہما

آپ بھی عالم و فاضل حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ صاحب درس و تدریس صاحب عبادت و ریاضت، صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تاریخ وصال میسر نہیں ہو سکی۔ آپ کے صاحبزادہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کے دو صاحبزادہ تھے۔ (۱) صاحبزادہ حمید اللہ (۲) صاحبزادہ نقیب اللہ۔ سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ فقط۔

حضرت شیخ مولانا صاحبزادہ غلام سرور صاحب بیگی قدس سرہٗ

آبا و اجداد آپ کے اجداد سے حضرت شیخ اخون محمد رفیق صاحب قندھاری قدس سرہٗ مشہور و معروف عالم و فاضل اور مجاہد بزرگ تھے۔ اُن کے ایک فرزند حضرت صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ محمد شعیب بن حضرت شیخ رفیع القدر المعروف حافظ گل قدس سرہما کے تایا تھے جس کی تفصیل حضرت شیخ قدس سرہٗ کے تذکرہ میں گذر چکی ہے۔ انہوں نے حاجی خیل متصل بام خیل میں قیام فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ اُن کے سات صاحبزادے تھے۔ (۱) عبدالرحیم (۲) غلام ابراہیم (۳) محمد یٰسین (۴) محمد یوسف (۵) عبدالکریم (۶) احمد (۷) حاجی بلال۔ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۷۔ لاولد گذرے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب (۲) صاحبزادہ سید شاہ (۳) صاحبزادہ اکبر شاہ۔ حضرت صاحبزادہ سید شاہ کے فرزند سید میر صاحب

رحمۃ اللہ علیہما تھے۔

حضرت صاحبزادہ اکبر شاہ کے دو فرزند تھے۔ (۱) محمد حسین (۲) قابل شاہ رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قاد

صاحبزادی تھی جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں تھیں اور تین صاحبزادے تھے۔ (۱) صاحبزادہ محمد شفار (۲) صاحب

غلام سرور (۳) صاحبزادہ محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ تینوں بھائی عالم و فاضل بزرگ تھے۔ حضر

اخون عبد الغفور صاحب سواتی قدس سرہٗ سے منسلک تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد انور صاحب

علیہ کا تحریر کردہ شجرۂ نسب آج بھی حضرات باچگان کے پاس موجود ہے۔

حضرت صاحبزادہ غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب ر

علیہ خاص طور پر قابل ذکر اور قابل تعریف ہیں۔ حضرت شیخ مولانا اخون عبد الغفور صاحب سواتی ق

کے خلفاء سے تھے۔ کافی عرصہ حاضر خدمت رہے اور اکثر حاضر خدمت ہوتے تھے اور ہر قسم کا غلہ اور

گھی اور مجاہدین بھیجتے رہتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علی

اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ گود میں بٹھلا کر پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا۔ کیا پڑھتے ہو۔ عر

صرف" فرمایا۔ بس آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہی کافی ہے۔ یہ آپ کی دعا تھی کہ صرف میں اتن

کہ بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے۔ آپ کے وصال کے وقت آپ کے صاحبزادے چھوٹے چھوٹے ر

حضرت صاحبزادہ عبد اللہ صاحب کے فرزند صاحبزادہ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہما تھے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ ابوالظفر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ، والد بزرگوار کی وفات کے وقت کم سن

رہ گئے تھے۔ اس لیے مختلف اساتذہ کی خدمت میں حاضر رہ کر علم و فضل میں کمال حاصل کیا ا

سلوک حضرت شیخ مولانا محمد سعید جان مجددی قدس سرہٗ چارباغ کابل سے اخذ کیا۔ جو خاندانی نس

علاوہ حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڈے ملاں قدس سرہٗ کے فیض یافتہ تھے اُن کی خدمت میں

حاضر رہ کر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے وصال کے وقت صاحبزادگان کم سن رہ گئے تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے موجود ہیں حضرت

صاحبزادہ حبیب النبی صاحب مدظلہٗ المعروف باچہ صاحب عالم وفاضل اور فاضل طب ہے گویا دینی ودنیوی
رہنمائی فرماتے ہیں (۲) حضرت صاحبزادہ محمد ولی النبی صاحب المعروف باچہ صاحب مدظلہٗ عالم وفاضل صاحب
درس وتدریس بزرگ ہیں۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد (لائل پور) میں شیخ الحدیث رہے۔ بہت مہمان نواز بزرگ
حضرت شیخ مولانا اخون محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ کی تصنیف مراۃ الاولیاء کا ترجمہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں
راقم بھی حاضر ہوا۔ اور احوال العارفین کے سلسلہ میں معلومات میں اضافے ہوئے۔ انہوں نے اپنا
خاندانی شجرۂ نسب کی زیارت کرائی۔ ان اوراق میں مندرجہ ذیل عملیات تحریر تھے۔ راقم نے اجازت چاہی تو
بڑی خوشی سے اجازت سے مشرف فرمایا۔ وہ یہ ہیں (۱) یَا وَدُوْدُ۔ وَدِّ ذْبِینِی وَبَیْنَکَ۔ عروج ماہ میں
جمعرات کو روزہ رکھے۔ شب جمعہ کو خلوص نیت سے روزانہ ۱۵۶۲۵۔ پندرہ ہزار چھ سو پچیس بار پڑھے۔ یعنی
جمعرات سے جمعرات تک یک لکھ پچیس ہزار بار۔ اسی طرح چار ہفتہ عمل کریں اور پانچ لکھ تعداد پوری کرے۔
خوراک سواق۔ گفت وگو سے اجتناب کرے۔

برائے کشادگیٔ روزگار یہ اسم گرامی۔ الکریم الوہاب۔ ذوالطول روزانہ جتنا پڑھ سکے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ
کشادگی فرمادیں گے۔

برائے قضائے حاجت عروج ماہ شب جمعہ کو بعد العشاء تا ۱۲ روز۔ دن کو روزہ رکھے۔ رات
کرے۔ بسم اللہ اللہ الصمد یا سمیع یا سما۔ ۳۲۵۰۰۰ یعنی تین لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے
روزہ افطار جو یا خرما یا زبیب یا سواق سے کرے۔ باقی سب پرہیز۔ گفت وگو سے، جماع سے پرہیز
کرے یہ زکات پوری ہوگی۔

یہ عملیات ان حضرات کے خاندانی مجرب ہیں۔ باقی کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے
(۳) حضرت صاحبزادہ مطیع النبی صاحب مدظلہٗ صاحب علم وعمل بزرگ صاحب اولاد ہیں۔ مریدین
کا وسیع حلقہ ہے۔ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ فقط۔

حضرت شیخ مولانا محمد سندی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت موضع اسوٹہ تحصیل صوابی میں حضرت شیخ آخوند بی قندھاریؒ کے ہاں ہوئی۔
آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ مولانا احمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ قندھار افغانستان سے تحصیل علوم کے لیے خام شیوہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ اور حضرت شیخ مولانا اخون عبد الغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں ....

سیدو شریف حاضر ہوئے علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کی دینداری، فضیلت علم اور عمل سے متاثر ہو کر حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹہ باباجی قدس سرہٗ نے اپنی دختر حبالہ عقد میں دی۔ اسی نیک بیوی کے بطن سے حضرت مولانا محمد سندی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور ناناجان اور ماموں حضرات رحمۃ اللہ علیہم۔ سب علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور تھے۔ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میں کمال پیدا کیا۔ حضرت شیخ مولانا اخون عبد الغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں مزید تحصیل علوم ظاہری و باطنی حاصل کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی آمدورفت بہت رہتی تھی۔ افغانستان بھی جایا کرتے تھے۔ صاحب درس و تدریس تھے۔ آپ کے شاگردوں کا سلسلہ بڑا وسیع تھا۔ طلباء کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا قاضی امان اللہ بن حضرت مولانا مولوی محمد حمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ م ۱۲۸۹ھ ساکن ٹھاگی یار حسین تحصیل صوابی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبد القیوم صاحب فاضل دیوبند مدظلہ کے دادا بزرگوار ساکن کالو خان بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے نسخوں میں ایک نسخہ برائے خونی بواسیر حضرت مولانا صاحبزادہ عبد القدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے نقل کیا تھا جو ان کے تذکرہ میں درج کیا ہے۔

وصال آپ کا اغلباً ۱۳۲۲ھ میں وصال ہوا ۲۳-۶-۷۶ء تک آپ کی صاحبزادی زندہ تھی۔ لیکن بہت بوڑھی اور معذور کے کچھ بتا نہیں سکتی۔ از والا نامہ حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدظلہ کالو خان

باب ہفتم

حضرت سید سر سید باچہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت موضع میاں ڈھیری تحصیل۔ آپ حضرت سید اورنگ شاہ بن حضرت فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ شیخ المشائخ، غوث اعظم حضرت ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے۔ شجرہ نسب اور طریقت ذیل ہے۔ حضرت سید سر سید باچہ بن اورنگ شاہ بن فیروز شاہ بن غلام شاہ المعروف جی بن سید مصطفٰے المعروف بوقر صاحب بن شاہ داد بن نصراب بن شاہ جی بن امیر شاہ رسول شاہ بن نور محمد بن خلیل شاہ بن زندہ شاہ بن سید لعل شاہ بن سید بہاؤ الدین بن قطب شاہ بن مبارک شاہ بن محمود شاہ بن زند علی بن سید عبدالرہاب بن سید عبدالقادر سید عبدالمؤمن بن سید عبدالشکور بن سید عبدالرزاق بن سید علی بن سید عیسیٰ بن سید اللطیف بن سید محمد ثانی بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید جعفر بن سید محمد اوّل بن السادات شیخ المشائخ حضرت سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ زیہ۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ ملک عرب سے بغداد اور بغداد سے وارد سندھ ئے۔ حضرت سید عبدالقادر بن حضرت سید عبدالمؤمن رحمۃ اللہ علیہما سندھ سے لاہور شریف لائے امر بالمعروف نہی عن المنکر میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہ وقت آپ کا عقیدت مند تھا۔[1] آپ کا مزار لاہور میں ہے۔ آپ کی اولاد محلہ گیلانیاں میں آباد ہے۔ حضرت سید نصراب بن حضرت سید شاہ جی صاحب قدس سرہما لاہور سے پوٹھوار تشریف لائے حضرت سید داد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغرض جہاد علاقہ سوات تشریف لے گئے

---

[1] تحقیقات چشتی بحوالہ

موضع کانا میں شہید ہوئے۔ ۲۷ رمضان ۱۱۲۳ھ میں وہاں بابا صاحب کے نام سے مشہور

حضرت سید مصطفیٰ المعروف لوقہ بابا رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ بزرگوار حضرت داؤد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے زیور سے آراستہ تھے۔ قائم اللیل اور صائم النہار مستجاب الدعوات تھے۔ آپ رات کو کئی بار تمام قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۳ رمضان ۱۱۵۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار موضع لوقہ میں ہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت سید غلام شاہ عرف میاں جی رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل صاحب بزرگ تھے۔ آپ کے بہت سے خلفاء تھے۔ آپ نے بعمر ۷۰ سال ۲۴ رمضان ۱۲۲۴ھ میں وصال فرمایا۔

خلفاء (۱) حضرت سید فیروز شاہ فرزند خود (۲) حضرت کنگلو میاں (۳) حضرت غلام میاں ستانی (۴) حضرت عبدالشکور میاں نوانکلی (۵) حضرت حافظ جی صاحب (۶) حضرت قاضی صاحب گندف (۷) حضرت اخون صاحب سوابا رحمۃ اللہ علیہم

حضرت سید فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ظاہری و باطنی کے وارث ہوئے۔ آپ نے ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت سید فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت سید اورنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے علوم ظاہری اور نسبت باطنی کے وارث ہوئے ان کے علاوہ ان کے مریدین اور خلفاء میں حضرت شیخ محمد بشیر عرف بابا جی صاحب بام خیل رحمۃ اللہ علیہ نے موضع بام خیل تحصیل صوابی میں خانقاہ قائم فرمائی جو آج تک مشہور ہے۔

حضرت سید فیروز شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھ فرزند علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے اور پانچویں فرزند حضرت سید اورنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ ان

موضع کرغائی، نعمان کابل افغانستان میں ہے۔ حضرت سید سرسید باچہ رحمۃ اللہ علیہ۔
آپ حضرت سید اورنگ شاہ قادری افغانی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے۔ عالم باعمل صوفی
منش صاحب ولایت بزرگ تھے اپنے آبائی طریقۂ قادریہ اویسیہ کے علاوہ شیخ الاسلام
حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہٗ سے سلسلۂ قادریہ عالیہ میں اجازت و
خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے افغانستان اور سرحد کے علاقوں میں سلسلہ کی
خوب اشاعت فرمائی وہیں وصال ہوا وہیں مزار مبارک ہے۔

از علماء و مشائخ سرحد ص ۲۱۴ تا ۲۲۲

حضرت میاں شیخ دین محمد المعروف شکرپورہ باباجی صاحب قدس سرہٗ

آپ ایک ہندو گمد یال نامی کے گھر ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ موضع شکرپورہ
تحصیل پشاور میں جو چارسدہ روڈ پر دس میل کے فاصلہ پر دریائے شاہ عالم کے
کنارے، علاقہ پتہ داؤدزئی میں واقع ہے۔ آپ کو والد صاحب نے پرائمری سکول
موضع تحقی میں داخل کرایا۔ اس کے بعد ہائی سکول میں دسویں پاس کی۔ آپ بچپن سے
ہی نیک طبیعت اور اخلاق پسندیدہ کے مالک تھے۔ ابتدائے جوانی میں حضرت اخون پنجو بابا
رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پہ حاضری دیتے
تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے رہنمائی ہوئی۔ حضرت خواجہ نجم الدین
المعروف ہڈہ ملاں قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دیں۔ آپ ایک دوست محمد امیر کے
ہمراہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اور
اسلامی نام شیخ دین محمد رکھا اور علوم ظاہری باطنی کی دولت سے مالا مال ہوئے اور
ریاضت و عبادت و مجاہدہ کے ساتھ تبقلدر، سبحان خواڑ، جمرکنڈ کے میدانوں میں

انگریزوں کے خلاف پیر و مرشد کے ہمراہ جہاد میں مصروف رہے اور چمرکنڈ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چہار سلاسل میں خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ لنگر جاری کرنے کی ہدایت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم فرمایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تبلیغ اور جہاد میں مصروف رہے۔ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۳۵ء تک حضرت شیخ الافاغنہ حاجی ترنگ زئی قدس سرہٗ مجاہد کبیر اور تحریک آزادئ ہند اور تحریک ریشمی رومال اور تحریک حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے سرگردہ رہنما کے ساتھی رہے۔ آپ نے آزاد قبائل سرحد، افغانستان اور مختلف علاقوں میں اشاعتِ اسلام اور توسیع سلسلہ مبارکہ میں تبلیغ فرمائی۔ آپ صاحبِ کرامت اور صاحبِ تصرف بزرگ تھے۔ آپ نے ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۴ء میں وصال فرمایا۔

حضرت شیخ محمد حسین مدظلہ آپ غیر مسلم تھے۔ حضرت شیخ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شیخ نے آخری وقت سے پہلے تمام مریدین کے سامنے اپنا عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور تمام مریدین کو فرمایا۔ ان کو میری جگہ سمجھنا۔ آپ بہت متقی، پرہیزگار، متبع سنت اور پاکیزہ اخلاق کے مالک ہیں۔ متوکل علی اللہ اور زہد و ریاضت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضرت مولانا نصیر محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ مسجد غز محلہ یکہ توت کے امام ہیں۔ مرشد کے نقشِ قدم پر عمل پیرا ہیں۔ اب ان کا فرزند مولوی نور احمد صاحب بقیہ حیات ہیں

از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صہ ۳۳ تا ۳۸

حضرت مولانا مزمل شاہ صریخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت موضع صریخ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں حضرت مولانا نذر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب یوسف زئی افغانوں سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سے تقریباً تین سو سال سے صاحب درس و تدریس چلے آرہے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار منطق میں خاص مقام رکھتے تھے۔ اصل وطن موضع کالوخان تحصیل صوابی ضلع مردان تھا۔ وہاں سے موضع صریخ تحصیل چارسدہ میں آباد ہوئے۔ ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۱ء میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد صریخ میں اپنے فرزند حضرت مولانا مزمل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ درس و تدریس سپرد فرماکر خود باجوڑ تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال کیا۔

غرض کہ حضرت مولانا ایسے باعمل عالم بزرگ کے فرزند تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے تمام علوم کی تحصیل و تکمیل کر کے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ کابل، غزنی ہرات، ایران، آزاد قبائل، صوبہ سرحد کے کونہ کونہ سے طلباء حاضر ہوکر علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں درج ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۱) حضرت مولانا فضل قادر المعروف خفہ ملا ترنگزئی (۲) حضرت مولانا شاکر اللہ ترنگزئی (۳) حضرت مولانا نجم الدین المعروف صاحب حق صاحب ہڈہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشہور بزرگ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں آپ شیخ الاسلام قطب الاقطاب حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ سے مجاز طریقت تھے۔ آپ نے تمام زندگی درس و تدریس اور ذکر و فکر میں گذارتے ہوئے بعمر ۷۵ سال ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۵ء کے قریب انتقال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت مولانا حبیب اللہ صریخی

رحمۃ اللہ علیہ جانشین ہوئے۔

حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

بھی جید عالم تھے اپنے والد کے علاوہ اپنے والد کے مختلف تلا[مذہ] سے تکمیل علوم کی۔ آپ کے درس میں بیک وقت سینکڑوں طلباء تحصیل علوم کرت[ے] تھے اور بڑے بڑے جید عالم مثلاً حضرت مولانا فضلِ ربانی متھرانو، حضرت مولینا محمد شریف کوچیان اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحب کانگرہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے فت[اویٰ] وقت آپ کے شاگرد رہے تھے۔ آپ حضرت خواجہ نجم الدین عرف ہڈہ ملاں صاحب قدس [سرہٗ] کے خاص تربیت یافتہ اور خلافت و اجازت سے مشرف تھے۔ آپ نے ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد علی اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ جانشین [ہوئے]۔

حضرت مولانا علی اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد بزرگ کے علا[وہ] حضرت مولانا قطب الدین صاحب غورغشتی۔ محدثِ جلیل حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاوری۔ حضرت مولانا قاض[ی] میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشہور علماء سے علوم متداولہ میں تکمیل کی۔ سل[سلۂ] عالیہ، قادریہ میں اپنے والدِ بزرگوار سے بیعت اور تربیت پائی۔ دینی و ملی و قو[می] خدمات انجام دیں۔ قادیانیوں کے خلاف بہت کام کیا۔ آپ ہی کی کوشش او[ر] ہمت سے شریعت بل پاس ہوا تھا۔ آپ نے بعمر ۸۵ سال ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۵۴ھ انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا سعید اللہ جان مدظلہٗ جانشین ہیں۔

حضرت مولانا سعید اللہ جان

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولینا فضلِ ربانی متھرانو حضرت مولانا محمد شریف کوچیان حضرت مولانا صفی الدین صاحب رجڑ اور منطقی مولانا عمرزئی رحمۃ اللہ علیہم [جیسے] جید علماء سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۶ء سے درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

نے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
ے مرید و خلیفہ ہیں۔ بارک اللہ تعالیٰ۔

تذکرہ علما و مشائخ سرحد جلد دوم صفہ ۱۱۱ تا ۱۱۲

حضرت مولانا مرید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۷۰ھ کو حضرت حافظ سلطان محمد بن میاں صالح محمد بن
بدالرحمٰن بن محمد موسیٰ بن محمد عیسیٰ بن محمد عبداللہ بن حضرت شیخ یونس بن حضرت شیخ
ند از اولاد حضرت شیخ عبدالعزیز یمنی رحمۃ اللہ علیہم۔

آپ کے اجداد سے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار۔ سلطان صدرالدین رحمۃ اللہ
لیہ کی مزار کے پاس ہے۔ آپ کے دادا حضرت میاں صالح محمد کا مزار۔ حضرت شاہ رسول
رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں ہے۔ جو ہشتنگری پشاور میں واقع ہے۔ آپ نے قرآن مجید
رف، نحو اور منطق اپنے والد سے پڑھ کر حضرت بحرالعلوم حافظ محمد عظیم المعروف گنج والے
حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث و تفسیر اور بقایا درس
نظامی کی تکمیل کی۔ مزید تعلیم کے لئے بخارا ملک ترکستان تشریف لے گئے وہاں دوبارہ
حدیث و فقہ کا دورہ کیا اور بخارا اور سمرقند میں کچھ عرصہ درس و تدریس پہ جلوہ افروز ہوئے
آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی اور شہرت تمام بخارا میں پھیل گئی۔ امیر بخارا آپ کا معتقد
تھا۔ بعض وجوہ کی بنا پر بخارا سے وطن واپس آگئے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت
مولانا حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں سیدو شریف سوات حاضر ہوئے۔
اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ کے تمام اسباق اور اذکار کی تکمیل کی اور زہد و ریاضت کی
زندگی اختیار کی۔ سلوک و معرفت کے علوم سے سرفراز ہو کر صاحب مجاز طریقت ہوئے۔ وہیں

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی درس و تدریس، فتویٰ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد بالسیف میں مصروف رہے۔ تقریباً پچیس سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ نے وفات سے پہلے آپ کو فرمایا۔ اے میرے محی الدین تم بمبئی کاٹھیاواڑ گجرات جا کر اشاعت سلسلہ، تبلیغ اسلام، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔ آپ حکم شیخ کی تعمیل میں بمبئی تشریف لے گئے وہاں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے اور قیام بمبئی کے مشہور تاجر چھٹائی مرحوم کے والد بزرگوار کے ہاں ہوا اور درس و تدریس وعظ و نصیحت کے ساتھ سلسلۂ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں دہلی، پنجاب، صوبہ سرحد، بخارا، سمرقند سے فتویٰ آتے۔ آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔

آپ بمبئی سے بغداد ملک عراق تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۲ھ کو وہیں اوائل ۱۳۲۳ھ میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ غوثِ اعظم حضرت محبوبِ سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کے متصل جنوب کی طرف۔ اس وقت عمر مبارک ۶۵ برس کے قریب تھی۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۳۰۶ھ کو ہوئی۔ ۱۵ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ کی اپنے والد سے تکمیل اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں اپنے والد سے بیعت کی اور فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالحی صاحب چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ کا فیض حاصل کیا۔ مزید برآں حضرت مولانا آقا سید عبدالستار شاہ چشتی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہو گئے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا قاری عبدالرحیم بن حضرت مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ درانیوں کے عہد حکومت میں اپنے علاقہ کے قاضی اور مفتی۔ صاحبِ درس و تدریس بزرگ تھے۔

حضرت مولانا قاری عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار اور دیگر علماء سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ خصوصاً علم قرأت میں بہت دور دور مشہور تھے۔ موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ میں مسجد سیداں کے خطیب تھے اور سلسلہ قادریہ میں صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔

حضرت مولٰینا عبدالقدیم رحمۃ اللہ علیہ

انہیں بزرگوں کے فرزند تھے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا قاضی حسن الدین المعروف بہ گل بابا رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا فضل قادر المعروف خفا ملاں صاحب اور حضرت مولانا...... اتمان زئی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جیّد علماء سے تکمیل کی اور والد بزرگوار کی جگہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ کو علم معقول و منقول کی تمام کتابیں ازبر تھیں۔ شرح جامی، عبدالغفور، میر زاہد اور شرح مواقف پر مکمل حواشی لکھے۔ ان مصروفیات کے ساتھ ساتھ امام المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ میں مجازِ طریقت ہوئے اور آپ کی معیت میں تقریباً تمام جہادوں میں انگریزوں کے خلاف شامل رہے اور دادِ شجاعت دیتے رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی

اس پہ کاربند رہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، واعظ وتبلیغ اور درس وتدریس اور سلسلہ کی ترویج میں تقریباً سترہ سال تک مصروف رہ کر بعمر ۷ سال ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ میں ہے۔

اولاد (۱) حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب اور (۲) حضرت مولانا فضل محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ دونوں والد بزرگوار کے شاگرد اور صاحب درس وتدریس تھے

حضرت مولانا فضل صمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ اپنے والد بزرگوار اور چچا حضرت مولانا فضل محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ حضرت مولینا احمد صاحب حسن خیل اور حضرت مولانا مصلح الدین صاحب رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا روضۃ اللہ ساکن پڑانگ رحمۃ اللہ علیہم سے درسِ نظامی کی تکمیل کی اور حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن شبگرام علاقہ دوآبہ تحصیل چارسدہ سے صحاح ستہ کی تکمیل کی اور حضرت نصیر الدین صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ حدیث حاصل کی اور واپس وطن ہوئے اور آبائی مدرسہ میں درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے شاگردوں کی بہت طویل فہرست ہے۔ اتنی مصروفیات کے باوجود جدِ امجد اور والدِ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہما کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شیخ الافاغنہ رئیس المجاہدین حضرت مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی ترنگزئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ میں مجازِ طریقت ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہادوں میں شامل ہوتے رہے۔ اب چھیاسٹھ سال کی عمر ہو گی۔ آپ کے دو فرزند ہیں (۱) حضرت مولانا فضل حقانی صاحب ایم۔ اے اسلامیات وعربی، ہائی سکول چارسدہ میں استاد ہیں۔ (۲) جناب عبد العلی صاحب زراعت کے ایم۔ ایس۔ سی ہیں۔ سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ موضع اکبرپورہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے اور خاندانی طور پر لودھی خیل افغان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی کتابیں والدِ بزرگوار سے پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا گل محمد صاحب بنیری رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ، اصولِ فقہ اور حدیث کی تکمیل اور علاقہ کے مختلف علمارِ کرام سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ تکمیل کے بعد مسجد وضوبیاں اکبرپورہ میں درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور فتویٰ میں مشغول ہو گئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا شعار تھا۔

حضرت حاجی ترنگزئی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر ریاضت و مجاہدہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہ کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت حاجی قدس سرہ کی تحریک جہاد میں ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں پیش کیں اور انگریزوں کے خلاف میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دیتے رہے اور جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تحریک جہاد میں شامل کیا تو آپ بھی ہمراہ ہو کر نراگئی کے جہاد میں خوب جوہر دکھائے گویا آپ نے جذبہ جہاد حضرت اخون صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ سے ورثہ میں پایا تھا۔ آپ نے بعمر ۶۰ برس ۱۲۵۶ھ ۱۹۳۵ء میں انتقال فرمایا۔ مزار شریف موضع اکبرپورہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہے۔ آپکے فرزند کلاں حضرت مولانا مطیع اللہ صاحب مدظلہٗ ہیں۔

حضرت مولانا مطیع اللہ

آپ اپنے والد بزرگوار کے صحبت یافتہ ہیں اور شاگرد ہیں نیز حضرت مولانا قاضی سیف الرحمٰن صاحب کرڈی

رحمۃ اللہ علیہ سے صرف، نحو اور منطق کی کتابیں پڑھیں اور حضرت مولانا عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت موضع تکر علاقہ تخت بائی ضلع مردان کی خدمت میں حاضر رہ کر فقہ، اصول اور دیگر فنون کی تکمیل کر کے ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۲-۳۳ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں دورہ حدیث پڑھا اور وطن واپس آکر موضع اکبر پورہ میں اپنے والد بزرگوار کی جگہ مسند نشین ہوئے۔ درس تدریس، وعظ و نصیحت و تبلیغ اور فتوے میں مشغول ہو گئے اور مجاہد اعظم حضرت مولانا حاجی ترنگزئی قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے اور اپنے شیخ کے ہمراہ نواگئی کے مقام پر انگریزوں سے جہاد کیا۔ اپنے والد بزرگوار کے نقش و قدم پر رواں دواں ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق

از علماء و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہ ص ۱۸۵-۱۸۶

حضرت مولانا مولوی عبد المجید صاحب نوشہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں گل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بمقام ارمڑ میانہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار خاندانی طور پر صاحبِ درس و تدریس بزرگ تھے۔ آپ نے والد بزرگوار کے علاوہ وقت کے مشہور علماء کرام سے علوم مروجہ کی تکمیل کی اور غور غشتی میں تفسیر، حدیث، فقہ اور معقول کی کتابیں پڑھیں اس کے علاوہ مشہور صوفی ملاں صاحبؒ کی خدمت میں موضع لالہ ۔۔۔۔۔ میں حاضر ہو کر صرف و نحو میں کمال حاصل کیا اور ہزار خانی مولاناؒ کی خدمت میں علم اصول کی تکمیل کی پچیس برس کی عمر میں اپنے آبائی گاؤں موضع ارمڑ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

اور شیخ المشائخ، شیخ الاسلام حضرت مولانا اخون حافظ عبد الغفور صاحب

قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اخون صاحب قدس سرہٗ نے اپنا خاص درّہ عنایت فرما کر اتباع سنت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا۔ غالباً اسی وجہ سے فقیر صاحب دُرّہ مشہور تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شیخ عبدالوہاب المعروف پیر صاحب مانکی شریف قدس سرہٗ سے مجاز طریقت ہوئے۔ آپ تمام زندگی عبادت و ریاضت، زہد تقویٰ، مشیت الٰہی، اخلاق حمیدہ کے ساتھ ساتھ ذکر و تلقین اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ تقریباً سو برس کی عمر مبارک ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک ارمڑ میانہ میں ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے حضرت مولانا نورالحق صاحب مدظلہٗ تھے۔ جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت باباجی مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت نشتکی ملا قدس سرہٗ کی خدمت میں علم منقول و معقول کی کتابیں پڑھیں اور سلسلہ قادریہ میں حضرت مولانا عبدالحق پیر صاحب ثانی مانکی شریف سے بیعت ہو کر فیض یاب ہوئے۔ نہایت ہی خلیق، حلیم الطبع، عابد و زاہد، صاحب درس و تدریس والد بزرگوار کے جانشین ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء سے پہلے ان کی عمر تقریباً ۸۵ برس تھی۔ سلمہٗ اللہ تعالیٰ [1]

حضرت مولانا مولوی قاضی غلام محمد صاحب چارسدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا محبوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ عالم و فاضل، فقیہہ، محدث و مفسر، مفتی و قاضی القضاء

---

[1] علماء و مشائخ سرحد ص ۸۵ تا ۸۷

تھے تحصیل علم کے ساتھیوں اور بعدہ تزکیہ نفس کے ساتھیوں میں حضرت مولانا
نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ شیخ المشائخ غوث وقت
حضرت مولانا حافظ عبدالغفور المعروف اخون صاحب سوات قدس سرہ کے مرید وخلیفہ
تھے۔ سلسلہ قادریہ کی اشاعت کا کما حقہ حق ادا کیا۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی
طرف سے آپ کو اس علاقہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔

آپ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ اس علاقہ کے تمام تنازعات
اور جھگڑے شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے فرماتے یہاں تک قصاص بھی جاری فرمایا۔
آپ کے فیض یافتہ حضرات کابل سے قندھار، ہرات، باجوڑ، آزاد قبائل اور صوبہ سرحد
پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک سو دس برس کی عمر مبارک میں ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹-۱۹۲۸
میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہے جو چارسدہ سے
شمال کی طرف سات میل پر واقع ہے۔

آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت مولانا قاضی عبدالخالق مدظلہ، (۲) حضرت مولانا
قاضی عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد بزرگوار اور حضرت مولانا قطب الدین
صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر شاگردوں میں سے تھے۔ مدرسہ عبدالرب دہلی
میں تکمیل کی۔ واپسی پر تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ درس وتدریس میں مشغول رہتے
تھے۔ عالم شباب میں جبکہ عمر ۲۵ برس کی تھی۔ انتقال فرمایا۔ مزار عمرزئی میں ہے۔

حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ والد بزرگوار حضرت مولانا
قاضی غلام محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں۔ مزید حصول تعلیم کے لئے چھچھ کے علاقہ

کے مختلف علماء و فضلاء سے فلسفہ، منطق، الٰہیات اور دیگر فنون کی تکمیل کی اور والدِ بزرگوار کی جگہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً چالیس سال تک درس نظامی خصوصاً فقہ حنفی کی خدمت کی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا نورالحق صاحب تنگی تحصیل چارسدہ، مولانا فضل رزاق تنگی تحصیل چارسدہ، منطقی مولانا صاحب عمرزئی وغیرہ اور حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب عرف ہڈہ ملاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تھی حضرت شیخ مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور صاحبِ حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی رفیق تھے۔ بیعت والدِ بزرگوار سے تھے۔ مجازِ طریقت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی مدنی قدس سرہٗ سے تھے۔ آپ کے دو فرزند حضرت مولانا قاضی فضل منان صاحب مدظلہٗ اور حضرت مولانا قاضی فضل دیان صاحب مدظلہٗ۔

حضرت مولانا قاضی فضل منان مدظلہٗ

حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحبؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ اپنے والدِ بزرگوار سے ہی تمام علوم فنون کی تکمیل کی اور ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا لیکن فسادات کی وجہ سے وطن واپس آ گئے۔ دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں کر کے سندِ حدیث حاصل کی۔ دورہ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ سے پڑھا اور طب میں طبیہ کالج لاہور سے حاذق الحکماء کی سند حاصل کی اور تخصص فی التفسیر حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہٗ سے بہاولپور میں کیا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہٗ بھی اساتذہ سے ہیں۔ اب اپنے گاؤں عمرزئی میں مدرسہ تعلیم القرآن میں پڑھاتے ہیں۔ سیاسی طور پر جمعیۃ العلماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور نائب امیر ہیں۔ اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۲ سال ہے۔

سلمہٗ اللہ تعالےٰ

حضرت مولانا قاضی فضل دیان مدظلہ

حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب مدظلہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ تمام علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے اس کے بعد حضرت قاضی کوکلی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو کی تکمیل کی اور ایلئی صاحب حق صاحب سے بنیر میں نظم پڑھی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا قاضی فضل منان مدظلہ کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند اور بعد میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے سندِ فراغت حاصل کی اور دورہ تفسیر حضرت شیخ مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ سے پڑھا۔ اپنے مدرسہ تعلیم القرآن میں درسی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ سیاسی طور پر جمیعۃ العلماء اسلام کے ناظم اعلےٰ ہیں عمر تقریباً ۴۸ سال کے لگ بھگ ہے۔ سلمہٗ اللہ تعالےٰ۔

حضرت صوفی سید اکرم علی شاہ عرف بنگالی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل وطن موضع بھویاں پاڑہ مضافات چٹاگانگ سابق مشرقی پاکستان تھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت الحاج سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم سے تاتکمیل اپنے بزرگوں سے ہی وطن میں حاصل کی۔ تیس سال کی عمر میں تعلیم باطنی کے حصول کے لئے وطن کو خیرباد فرمایا۔ اور تقریباً پانچ سال تک رنگون میں مقیم رہے۔ پھر رنگون سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور جونپور، ناگپور، اجمیر شریف، دہلی سے ہوتے ہوئے صوبہ سرحد میں مشہور قادریہ سلسلہ کی خانقاہ مانکی شریف حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں سے موضع یار حسین تحصیل صوابی ضلع مردان کے مشہور عالم اور شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالحنان صاحب عرف بابا صاحب

یار حسین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجازِ طریقت ہوئے۔ یہ سفر تقریباً تیس۔ چالیس سال میں طے ہوا۔ وہاں سے حجازِ مقدس بہ نیت حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حرمین الشریفین اور بلادِ اسلامیہ کے علماء و مشائخ سے استفادہ فرماتے رہے۔ اور تقریباً دس سال کے بعد براستہ ایران، آزادیٔ ہند کے چار ماہ قبل قریباً اپریل ۱۹۴۷ء میں کراچی تشریف لائے۔ ابتدا میں رنچھوڑ لائن (جونہ پٹی) لارنس روڈ پر ایک مسجد اللہ والی میں قیام فرمایا۔ دو سال کے بعد ایک عقیدت مند بلور خان ہزاروی مرحوم کے اصرار سے سیکریٹریٹ میں موجودہ قیام گاہ پر تشریف لائے۔ آپ نے مسجد اللہ والی کی بنیاد رکھی اور حکومت کے کارندوں نے سخت مخالفت کی لیکن آپ اللہ کے بھروسہ پر خوب ڈٹے رہے اور وہاں سلسلہ قادریہ کی تعلیم اور فیض جاری فرمایا۔ چوبیس گھنٹے اسی میں مصروف رہتے تھے۔ اکیس سال تک آپ نے لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے ۱۵ ر رمضان المبارک بوقت شب ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۶۸ء کو داعیٔ اجل کو لبیک فرمایا۔ مزارِ مبارک متصل مسجد اللہ والی سیکریٹریٹ صدر کراچی میں ہے۔ آپ کی عقیدت کی بناء پر پیر محمد شارق صاحب نے اولیاء اکیڈمی عزیز آباد نمبر ۳ کراچی نمبر ۱۹ میں قائم کی۔

حضرت علامہ مولانا محمد اسرائیل صاحب شہید قدس سرہٗ

ولادت سعادت حضرت مولانا سید حفیظ اللہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طورو ضلع مردان میں ہوئی۔ آپ سادات گیلانیہ کے ایک نہایت اعلیٰ و ارفع خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا سید حفیظ اللہ بن حضرت سید معظم بن سید محمد سعید بن محمد مسعود بن حافظ ولی محمد بن حافظ اخوند سید محمد یوسف بن حضرت سید محمد یونس الملقب سید نور محمد گیلانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہم۔ حضرت سید حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت اخون صاحب

سوات علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ انہوں نے تذکرہ غفوریہ لکھا ہے کہ آپ نے علو
مروجہ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے شروع فرمائی۔ مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا
حمید اللہ۔ حضرت مولانا فیض اللہ۔ حضرت مولانا محمد غلام صاحب کرڈی اکبرپورہ اور اپ
چچا حضرت مولانا سید بہاؤ الدین۔ حضرت حافظ مدد صاحب بنیری مقیم طورو۔ حضرت میاں حا
غلہ ڈھیر۔ حضرت میاں جی عبدالرشید صاحب طورو حضرت علامہ وبر میر عالم خان طور
حضرت قاضی نور سید صاحب طورو حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب معیار ضلع مردان حضر
مولانا صاحب ساکن دھوبیاں ضلع مردان۔ حضرت مولانا سید اکبر شاہ صاحب گیلانی کوہاٹی رحم
اللہ علیہم جیسے علما و صلحاء سے تکمیل کی۔ بعد ازاں وقت کے شیخ اور پیر طریقت اور مجاہد اعظ
اسلام حضرت شیخ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سیدوی قدس سرہٗ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر
علوم ظاہری و باطنی سے مالامال ہوئے۔ اور طریقہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اسباق طریقت
کے ساتھ ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ فرنگیوں اسلام دشمن کے ساتھ جہاد میں شا
ہو کر جہاد کرتے رہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا خواجہ نجم الدین صاحب المعروف
ھڈہ ملاں قدس سرہٗ اور بعد ازاں حضرت شیخ مولانا ولی اللہ صاحب ماموزائی تیراہ اور حضرت
مولانا محمد عمر شاہ صاحب کرلوغہ ضلع کوہاٹ قدس سرہما کی خدمت میں حاضر رہ کر تعلیم باطنی
میں فیض یاب ہوتے رہے اور اپنے شیخ حضرت سوات علیہ الرحمۃ کے معمول کے مطابق
فرنگیوں کے ساتھ مختلف محاذوں پہ داد شجاعت دیتے رہے اور عمرا خان کی معیت میں
دیر و باجوڑ کے محاذوں پہ جہاد میں مصروف رہے۔ آپ بہت عظیم مبلغ اور مجاہد کبیر تھے۔

آپ تمام زندگی بدعات و رسم و رواج کے خلاف ہر وقت مصروف جہاد رہے اور اعلا
کلمۃ اللہ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ تشہیر و ترویج عیسائیت کے
خلاف ہر وقت برسر پیکار رہے۔

انگریز نے بھی آپ کے شہید کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آخر چند خود غرض الالچیوں آپ کو شہید کروا دیا۔ چنانچہ آپ حسبِ معمول ایک رات تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے ایک شقی القلب غدارِ قوم نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ مزار مبارک موضع خوگیاں افغانستان میں ہے۔

اولاد آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) حضرت الحاج محمد امین خان خوگیانی رئیس تمیز افغانستان (۲) جناب محمد انس جان صاحب مدظلہ

تلامذہ (۱) حضرت مولانا قاضی عبد الرب زیارت کاکا صاحب نوشہرہ
حضرت مولانا محمد کفیل صاحب رئیس جمیعۃ العلماء افغانستان
(۳) حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب صدر مدرس دار العلوم اسلامیہ چارسدہ
(۴) حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب صدر العلماء ترنگزئی چارسدہ
(۵) حضرت مولانا قاضی صاحب کڑوی ضلع پشاور
(۶) حضرت مولانا قاضی سید عبد الحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ ساکن تخت بائی ضلع مردان وغیرہ وغیرہ جیسے علماء و فضلاء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق

از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صہ ۲۵۹ بحوالہ روحانی رابطہ از حضرت مولانا قاضی عبد الحلیم صاحب اثر صہ ۱۰۱۳

شیخ العلماء حضرت مولانا میاں نصیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۲۶ھ کو حضرت مولانا میاں صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ حضرت مولانا میاں غلام محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ عالم و فاضل اور بہترین شاعر تھے اور خاندانی طور پر قطب شاہی اعوان تھے۔ آپ نے والدِ بزرگوار کے علاوہ سرحد کے مشہور علماء سے اور خصوصاً حضرت مولانا محمد احسن پشاوری[1] متوفی بروز ہفتہ ۸ شعبان ۱۲۸۳ھ سے تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی اور مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور محلہ قصہ خوانی میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی جس کو مسجد میاں صاحب قصہ خوانی کہتے ہیں۔ آپ کے درس میں سرحد کے علاوہ، کابل، بلخ اور بخارا تک کے طالبان علم فیض یاب ہوئے۔ آپ خاندانی نسبت تصوف میں خاندانِ قادریہ، نوشاہیہ سے سرفراز تھے۔ آپ تزکیہ نفس کیلئے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت اخون عبد الغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں سیدو شریف حاضر ہو کر تصوف و سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے[2] آپ صاحب تصانیف کثیرہ تھے مثلاً مخ الباری شرح صحیح البخاری، اسماء الحسنی کی شرح فارسی میں، کافیہ کی مکمل ترکیب، شاطبی پر حواشی لکھے اور کئی دیگر تصانیف ہیں۔

غرض کہ آپکی ذات ستودہ صفات ایک مکمل و اکمل، عالم اجل، عارفِ کامل، صاحب تصوف و طریقت اور بے نظیر شاعر تھے۔ آپ نے بعمر اسی سال بروز جمعہ بوقت عصر ۱۸ رجب ۱۳۰۶ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کے تین فرزند تھے (۱) قاضی و مفتی حضرت مولانا میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] حضرت مفتی محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ علاقہ گنج کے کوٹلہ رشید خاں میں رہتے تھے

[2] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول ص ۱۷۰

آپ نے پچاس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (۲) حضرت مولانا گل فقیر احمد رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت حافظ میاں گل نظیر احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب مدظلہ آپ کی ولادت ۱۳۰۱ھ کو قصہ خوانی پشاور میں ہوئی والد بزرگوار الحاج العلامہ حضرت مولانا نصیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت حافظ فضل احمد، حضرت حافظ غلام رسول اور حضرت حافظ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ دیگر اساتذہ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب، حضرت مولانا اللہ دین صاحب اور حضرت مولانا قاضی سراج الدین صاحب، حضرت مولانا قاضی صاحب بڈھینی اور حضرت مولانا پیر علی شاہ ساکن ڈھکی نعلبندی اور حضرت مولانا محمد ایوب صاحب محدث م ۱۳۳۵ھ رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء سے تکمیل کی۔ آپکی یہ سند سند کی یعنی ثبت امیری ہے

آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے، مزید شیخ المشائخ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ سے مجاز طریقت تھے۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مدظلہ (۲) حضرت مولانا غلام احمد صاحب مدظلہ، شیر سرحد اور ڈپٹی صاحب کے القاب سے ملقب ہیں [۱]

حضرت مولانا محمد ایوب صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۰ھ کو حضرت مولانا لطیف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع زخی چار باغ میں ہوئی۔ آپ خاندانی طور پر قبیلہ بے سود سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ نے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا صاحبزادہ اتمان زئی اور مولانا سعید احمد

---

[۱] حاشیہ صفحہ ہذا تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول

المشہور کا فور ڈھیری مولینا صاحب، حضرت مولانا ڈاگی یار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے مختلف علوم وفنون کی تکمیل کر کے سند حاصل کی اور جب حرمین الشریفین حاضر ہوئے، وہاں کے محدثین سے سند حاصل کی جو سند مکی یا ثبت امیری کے نام سے مشہور ہے۔

آپ چار بار حاضر حرمین الشریفین ہوئے اور علم ظاہری وباطنی سے بہرہ ور ہوئے ۱۲۹۰ھ سے ۱۳۳۵ھ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف اور تفسیر قرآن کا درس دیتے رہے۔ صوبہ سرحد، وزیرستان، قندھار، بخارا، غزنی، ہرات، سوات، باجوڑ کے تمام علاقوں میں آپ کے تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ بھی ہیں۔

ان اوصاف کے علاوہ، آپ غوث وقت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں سوات حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور طریقت کے اسباق مکمل کر کے مجاز طریقت ہوئے۔ آپ نے اپنی تصنیف میں خود تحریر فرمایا ہے۔

آپ نے تقریباً ۴۵ سال درس وتدریس کے ذریعہ شائقین علوم اسلامیہ چشمۂ علم سے سیراب فرما کر بروز چہارشنبہ ۷، ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو بعمر ۸۵ برس وصال فرمایا۔ مزار مبارک موضع زخی چار باغ میں ہے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک کا نام نہیں ملا (۲) حضرت مولانا محمد نعمان صاحب (۳) حضرت مولانا حکیم عبداللہ جان صاحب ساکن اتمان زئی جو مطب میں کام کرتے ہیں۔ آپ کے فرزند جناب مولوی حکیم عبدالباری صاحب مدرس اور طبیب ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب بن حضرت حافظ محمد امین رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق حضرت مولانا سید امیر شاہ صاحب مدظلہٗ تحریر فرماتے

ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔ اپنے والدِ بزرگوار سے حفظ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سند حدیث دارالعلوم دیوبند میں تکمیل کر کے حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ رام پور کے جیدّ علماء سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں صدر مدرس رہے، اس کے بعد وطن واپس آکر مدرسہ جٹّاں، دارالعلوم تعلیم القرآن میں صدر مدرس رہے۔ قرآن و حدیث، فقہ اور معقول وغیرہ فنون کی کتابیں پڑھاتے رہے، آپ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔ اخلاق حمیدہ و کریمانہ کے مالک تھے۔ بزرگوں سے ...... بڑی عقیدت سے پیش آتے۔ حضرت آقا سید پیرجان صاحب قادری حضرت آقا سید سعید احمد شاہ قادری حضرت مولانا فقیر احمد صاحب میروی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے جیسے حضرات کے عقیدتمند تھے۔ آپ نے تحریک خلافت میں عملی طور پر حصہ لیا اور صوبہ سرحد کی خلافت کمیٹی کے صدر تھے اور تحریک آزادی شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب خلیفہ حضرت شیخ مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی، قدس سرہما کے خاص کارکن تھے۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ میں وصال فرمایا[1]

اولاد | حضرت میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مدظلہٗ (۴) حضرت میاں عبدالبصیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت میاں عبدالنصیر رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا مفتی سرحد عبدالحکیم بن حضرت حافظ محمد امین رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ آپ کے نانا حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا تذکرہ پہلے اوراق میں گذر چکا ہے۔

آپ کی "بسم اللہ خوانی" حضرت مولانا فقیر احمد صاحب میروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے

---

[1] علماء و مشائخ سرحد جلد اول صـ ۲۳۴ تا صـ ۲۳۸

کرائی تھی۔ آپ نے والد بزرگوار اور علاقہ کے جیّد علماء سے تعلیم حاصل کی ۱۹۰۸ء میں رامپور کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں سے دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہو کر تقریباً چار سال تعلیم حاصل کرتے رہے ۱۹۱۲ء میں سندِ حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے فخر ہے کہ شیخ الہند جیسے مجاہد میرے استاذ ہیں۔

آپ نے شیخ المشائخ مجاہد اعظم حضرت مولانا نجم الدین صاحب عرف ہڈے ملاں صاحب قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اسباق تصوف کے ساتھ عملی جہاد میں شامل ہوتے رہے۔ ان کے بعد حضرت حاجی فضل واحد ترنگزئی قدس سرہٗ سے وابستہ رہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے تقریباً سات سال قید بامشقت پائی تھی۔ حضرت مولانا محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ نے اگر سیاست کے میدان میں ظلم واستبداد کے خلاف ایک بہادر نڈر اور انقلابی مجاہد کی طرح سینہ سپر کھڑے ہو کر جہاد فرمایا تو اس کے ساتھ ساتھ علم وادب اور عرفان کے دریا بھی بہاتے رہے۔ اپنے مکان واقع محلہ گاڑیخان میں تمام دن درس وتدریس جاری رہتا۔ تفسیر وحدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف ہر فن کی کتابیں پڑھاتے تھے منطق، فلسفہ کے ساتھ قاضی اور مفتی بھی تھے۔ اس لئے علاقہ کے علماء کرام نے آپ کو مفتی اعظم تسلیم کر لیا تھا۔ آپ نے ۷۵ برس کی عمر میں بروز بدھ ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مدظلہٗ آپ اپنے والد اور بھائی کے شاگرد ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور بڑے بھائی حضرت علامہ مفتی اعظم سرحد مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین ہوئے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ سیاست میں عملاً مصروف رہے اور مجلس احرار اسلام کے خصوصی ورکر تھے اور مجلس احرار اسلام کی پوری تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا بعدہٗ جمیعۃ العلماء اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ غرض کہ انگریز سے جہاد آزادی کی جنگ لڑی اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پاکستان کے دور ملحدین بے دین لوگوں کے خلاف اور خصوصاً قادیانیوں کے خلاف خوب زور سے نبرد آزما رہے۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیرا

حضرت شیخ مولانا شاہ فضل اللہ الہ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۴۰ھ کو بمقام فتحپور ہنسوہ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار، بزرگان، مشائخ کے خاندان سے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا محمد یاران صاحب خلیفہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ سے سنا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ اکثر مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ میں سے کسی کو غوث زمانہ دیکھنا مطلوب ہو تو سوات بنیر جانا چاہیئے وہاں حضرت اخوند عبدالغفور صاحب قدس سرہ غوث زمانہ ہیں، حضرت، آفتاب درخشاں کی طرح بلاد افغانستان میں مشہور ہیں۔ آپ کے کرامات، و خرق عادات کے تذکرے کوچہ و بازار میں ہو رہے ہیں۔ اطراف واکناف کے طالبین حسن ارادت سے، آپ کے دائرۂ بیعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ کی بیعت کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ باشندگان افغانستان آپ کو دارین کا بادشاہ مانتے ہیں۔ مساجد میں بروز جمعہ آپ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے افاغنہ آپ کو ملقب بہ خلیفہ کرتے ہیں۔ دیہات وقصبات و بلاد میں قاضی و مفتی و محتسب آپ کی جانب سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ شرع کا لحاظ مدنظر رکھتے اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم واجب جانتے ہیں۔

آپ نے خواب میں گھوڑے پر سوار ہو کر دریا ذخار عبور کیا۔ اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۸۸ھ خلیفہ حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہ نے تعبیر، فرمائی کہ گھوڑے سے مراد سفر ہے اور دریا سے مراد بہت بڑے بزرگ ہیں۔ بہرحال آپ سوات حاضر ہو کر حضرت اخوند صاحب قدس سرہ سے مجاز طریقت ہوئے۔

اس کے بعد ریاست باندہ پہنچے وہاں کا رئیس نواب علی بہادر والئ باندہ آپ کا عقیدت مند تھا لیکن اس کے خلاف شرع کاموں کی وجہ سے دکن تشریف لے گئے۔ نظام الملک پنجم جناب افضل الدولہ کے عہد حکومت میں کچھ عرصہ کے بعد واپس وطن ہوئے۔ دوبارہ دکن ۱۲۹۱ھ میں کچھ عرصہ کے بعد، واپس وطن تشریف لے گئے۔ پھر سہ بارہ آپ ۱۳۰۶ھ میں دکن تشریف لے گئے۔ اعلٰحضرت میر محبوب

علی خاں نظام الملک آصف جاہ ششم کے عہد میں اس زمانہ میں مولوی عبدالقادر صاحب وکیل رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت ہوئے اور ان ہی کے مکان میں قیام فرما ہوئے۔ پھر اعلیٰ حضرت کی استدعا سے ان کے شاہی مکان میں واقع پرانی حویلی میں قیام فرمایا۔ آپ سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے۔ نواب کے اکثر و بیشتر گھرانے کے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

آپ نے ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو حیدرآباد، دکن میں وصال فرمایا۔ **اولاد** حضرت سید آل حسن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۲۲ھ (۲) حضرت سید آل احمد سجادہ نشین (۳) حضرت سید آل محمد عرف عبدالہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔ تھے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا شاہ محمد عبدالوحید صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ جو فنافی الشیخ اور تارک الدنیا تھے انہوں نے آپ کے حالات وکمالات وملفوظات پر ایک کتاب لکھی۔ (۲) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب وکیل شاہی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کڑہ مانکپور ضلع الہ آباد کے سادات گھرانہ سے تھے۔ آپ اور آپ کے دوسرے بھائی تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں حضرت شیخ خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں بھائیوں کو حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی صاحب قدس سرہٗ کی طرف رہنمائی فرمائی، آپ اور آپ کے برادر سیدو شریف سوات۔ حضرت مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ تمام سفر پیدل ہی طے فرمایا۔ بیعت ہوئے۔ سلسلہ قادریہ کے اسباق حاصل کئے۔ آٹھ ماہ کے بعد آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرما کر حیدرآباد دکن روانہ فرمایا۔ دوسرا بھائی واپس وطن ہوگیا۔ یعنی کڑہ مانکپورہ۔ آپ کے وجود باجود سے سلسلہ کو بہت ترقی ہوئی۔ دور دور تک سلسلہ پھیلا اور پھولا۔ مقامات محمود میں تحریر ہے کہ دکن میں صاحب سوات حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ شاہ فضل اللہ

سلہ از حضرت صاحبزادہ محمد ولی النبی صاحب بیگی و حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب تورڈھیر

رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔ اور وہیں انتقال ہوا۔ شاہ صاحب موصوف کے ایک خلیفہ حضرت شاہ
بدصاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ جو ایک کامل درویش تھے بحضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کی زیارت سے
ئے تھے۔ اپنے پیر کے مزار کی مجاورت میں وہیں مقیم ہو گئے۔ جن سے کئی حضرات نے فیض حاصل کیا اور
سے لوگوں کے دلوں میں آپ کے فیض صحبت سے اہل اللہ کی محبت پیدا ہوئی۔ اور کتب تصوف کے مطالعہ کا
یدا ہوا۔ انہوں نے ایک شجرۂ طریقت فارسی زبان میں منظوم تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ مولانا سعد اللہ صاحب المعروف گلاستان قدس سرہٗ

ولادت باسعادت جناب حمید اللہ خان مرحوم کے ہاں موضع رنگیا علاقہ بنیر میں ہوئی۔ آپ یوسفزئی
یلی شاخ نوری زئی۔ ابائی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپکے دو بھائی زرداد خان پہلوان اور بہت
ا۔ آپ نے تحصیل علوم کے بعد یا دورانِ تحصیل علوم حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہٗ
یعت ہوئے۔ بسلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اسباق طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف
۔ آپ عالم باعمل، متقی، پرہیزگار، صاحب درس و تدریس۔ صاحب ارشاد و تلقین۔ صاحب عبادت و
ت مجاہدہ۔ اپنے شیخ کی زیر کمان اور ان کے وصال کے بعد انگریزوں سے جہاد میں مشغول رہتے تھے۔
۲۲ رجولائی ۱۸۹۷ء میں آپ اور آپ کے پیر بھائی مخصوصاً حضرت شیخ مولانا یالام ملاں صاحب قدس سرہٗ نے
لاکنڈ پر حملہ کیا تھا۔ جس میں آپ نے داد شجاعت دیا تھا۔ ۱۲ راکتوبر تک انگریز ظلم اور بربریت کرتے
ء اور ۲ ستمبر کے بعد حضرت شیخ اڈے ملاں صاحب قدس سرہٗ۔ درہ ربت کے قریب انگریزوں پر حملہ
ہوئے۔ آپ نے اپنے شیخ زادہ حضرت مولانا عبدالودود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہر قسم کی مدد دی تھی
واللہ اعلم۔ نوٹ: یہ تور فقیر کے لقب سے بھی ملقب تھے۔ یعنی دوسرا فقیر ہے۔

مقامات محمود صفحہ ۲۵-۲۶ و صفحہ ۲۷۷ و شجرہ منظوم صفحہ ۳۹۵ ہے تواریخ رحمت خانی صفحہ ۲ ہے

باب ہشتم

سلسلہ عالیہ، قادریہ، جنیدیہ، غوثیہ، رحیمیہ قدس اللہ سرہم[1]

یہ سلسلہ اویسیہ طور پر حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی پنجابی قدس سرہٗ متوفی ...
کو حضرت شیخ سید السادات سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے اویسی طور پر
ہوا۔ اویسیہ یعنی حضرت سیدنا اویس قرنی تابعی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کی نسبت
ہے جیسے انہوں نے غائبانہ طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور تمام زندگی
اور زیارت نصیب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وصال مبارک
اور صحابی کے مبارک درجہ پر نہ پہنچ سکے۔ اور محروم رہے اور یہ نسبت ایسی قوی تھی
حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ اور دوسرے صحابہ کو فرمایا کہ اُن کی زیارت کریں۔ اور ان سے اپنے حق میں اور
امت کے لیے دُعا کرائیں۔

ایسے ہی حضرت شیخ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کو یہ نسبت حاصل تھی جو سلسلہ نقشبندیہ
میں مشہور و معروف شیخ طریقت ہیں اور ایسے ہی حضرت شیخ ابوالحسن علی خرقانی قدس سرہٗ کو
شیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے تھی اور بہت سے مشائخ کو یہ نسبت حاصل ہوتی رہی۔

حضرت شیخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۷۶ھ مطابق ...[2]
نے انفاس العارفین میں جو کہ اپنے والد بزرگوار کے ملفوظات میں تصنیف فرمائی ہے
اپنے والد حضرت شیخ مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہٗ متوفی ۱۱۳۱ھ کی نسبت اویسیہ
اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور د...

---

[1] رہنمائے طریقت صفحہ ۱۱۷ و رسالہ التوحید صفحہ

ت کی روحانیت سے حاصل ہوئی مفصل تحریر فرمائی۔[1]

ایسے ہی ہمارے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت شیخ مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری
سرہٗ متوفی بروز پنجشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ اپنے اُستاذ صاحب حضرت مولانا محمد خلیل
ب بہر بھقوی بن حضرت مولانا قائم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۳۲۹ھ
۱۹ اء کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے پیدل جارہے
لہ قافلہ سے بچھڑ گئے اور پیاس کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر گئے۔ اسی حالت میں[2] حضور صلی
علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر المومنین علی
اللہ عنہ سے فرمایا ان کو بیعت کر لو اور سلسلہ قادریہ کا ذکر تلقین کرو۔ اُنہوں نے تعمیل
کی اور اس حالت میں سن رسیدہ بدوی عورت نے تربوز کا پانی یا پینے کا پانی قطرہ قطرہ
میں ڈالا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ان کا سر ایک بوڑھی عورت کے زانوں پر ہے۔ پہلا
یہ فرمایا کہ تم نامحرم ہو اپنے زانوں کو میرے سر سے ہٹالو۔ آپ نے ذکر شروع کر دیا۔ واپسی پر
ب اور استغراق کا غلبہ ہوا۔ چھ ماہ تک یہ حالت رہی اس کے بعد جذب و استغراق سے
ہر آئے۔ پھر رجوع خلائق ہوا۔ غرض کہ یہ نسبت اکابر اولیاء عظام اور مشائخ کرام میں رائج ہے[3]

---

[1] النفائس العارفین ص ۳۷ تا ص ۴۴ [2] [3] ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اقدس سرہٗ حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگر رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب مدظلہٗ ڈونگہ بونگہ

شیخ المشائخ حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ قادری سہروردی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت قریباً ۹۸۹ھ مطابق ۱۵۸۱ء میں جناب عبدالرحیم خان لودھی کے ہاں ہوئی۔ جو شہنشاہ ہند سلطان بہلول خاں لودھی مرحوم کے خاندان سے تھے۔ سلطان ابراہیم لودھی مرحوم کے پوتے تھے۔ اور والدہ ماجدہ بی بی نعمت خاتون مرحومہ جناب غازی خان بن سلطان سارنگ گکھڑ مرحوم بیٹی تھیں۔ سلطان سارنگ مرحوم نے خواص خان باغی کو پناہ دی تھی۔ سلطان سلیم خان بن سلطان شیر شاہ سوری متوفی ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء نے حملہ کیا۔ رہتاس کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جس میں سلطان سارنگ مارا گیا اور آپ کے نانا اور والدہ کو قیدی بنا کر دہلی لایا گیا۔

جب شاہنشاہ ہند ہمایوں دوبارہ تخت دہلی پر قابض ہوا ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۵ء تو اس نے اس پاکدامن کا نکاح اپنے ایک سپاہی یا داروغہ شاہی جناب عبدالرحیم خان لودھی مرحوم سے کر دیا جو مرور زمانہ کی وجہ سے شاہی ملازمت میں تھے۔ جس کے بطن سے حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے بعد اسی سال والد بزرگوار انتقال کر گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ واپس رہتاس تشریف لے گئیں۔ چونکہ قید کے زمانہ میں وہ بالکل نوعمر تھیں۔ اس لیے وطن کے لوگوں نے انہیں نہ پہچانا۔ وہ انتہائی کس مپرسی کی حالت میں تھیں۔ کہ کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ ایک نزدیکی گاؤں سیلہ اور کالا نامی میں چلی گئیں کر اور لوگوں کی خدمت گذاری کر کے اپنا اور بچے کا پیٹ پالتی رہیں

انہیں مصائب و آلام میں پانچ سے نو سال اس عارفہ نے گذار کر اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ کا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ راہ گیروں اور دوسرے لوگوں سے بھیک مانگ کر گذارہ کرنے لگے۔

اسی حالت میں سیالکوٹ شہر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ہندو مہتہ کھیم چند ڈ... سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کی ذہانت اور خوش خلقی۔ امانت و دیانت دیکھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ چونکہ وہ لاولد تھا۔ اس نے آپ کو اپنا بھتیجا بنا لیا۔ ضروری تعلیم

حساب کتاب کی تعلیم دلوائی ۔ دوسری روایت کی بنا پر آپ کو کسی شقی القلب نے کسی ہندو کے ہاتھ فروخت کر دیا ۔ بہر حال اس ہندو نے جوانی کے زمانہ میں قانون گوئی کے توشہ خانہ کا داروغہ بنا دیا گیا ۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ سید اسر مست سہروردیؒ کی خدمت میں موضع سنگھوئی حاضر ہوئے ۔

دوسری روایت میں آتا ہے ۔ کہ انہی دنوں حضرت شیخ سید اسر مست سہروردی قدس سرہٗ سیالکوٹ تشریف لائے اور ہندوؤں کے طویلہ میں قیام فرما ہوئے جہاں آپ کا مزار ہے ۔ اور آج کل مشن سکول کا ہوسٹل ہے ۔ اس کے مغرب میں ہے ۔ وہیں آپ کی پہلی حاضری ہوئی ۔ اور وہیں کے ہو رہے ۔ اور قریباً بارہ برس تک عبادت و ریاضت اور مجاہدات اور ذکر و شغل سہروردیہ میں مشغول رہے اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ کی خدمت اور محنت و مزدوری اور گدائی جیسے سخت مجاہدے کرائے اور علمی تربیت فرمائی ۔ بازید سیالکوٹی کی حویلی میں کام پر لگوایا ۔ ساری مسجدوں میں پانی بھرنے اور کھاری پانی والے کنویں کو خس و خار سے خالی کر کے میٹھا پانی نکالنے کو فرمایا ۔ غرض کہ محنت و مشقت اور مجاہدات و ریاضات کے ساتھ ساتھ کرائے اور آپ سے تلاوت کلام اللہ سنتے تھے ۔

جب حضرت سید اسر مست سہروردی قدس سرہٗ کے وصال کے وقت قریب آیا ۔ تو اپنے خاص مقرب مرید و خادم حضرت موکھو یا منگھو پیر رحمۃ اللہ علیہ کو تین مرتبہ طلب فرمایا ۔ جو کسی خاص مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے ۔ آپ ہی دو مرتبہ حاضر ہوئے ۔ آخر تیسری بار فرمایا ہر کرا مولا دہد ۔ شاہ دولہ گردد ۔ یعنی جسے دے اور دلائے مولا ۔ ہو جاوے شاہ دولہ ۔

بس سب کچھ آپ کے سپرد فرما کر اپنا نائب بنایا اور دعا فرمائی اور واصل بحق ہوئے بالعمر ۸۰ یا ۹۰ سال ۱۰۱۵ھ میں مزار مبارک مشن سکول کے ہوسٹل کے مغرب میں ہے اس کے بعد آپ پر جذب کا غلبہ ہوا ۔ جو ایک عرصہ تک رہا ۔ آپ اکثر وقت ویرانوں اور جنگلوں میں گذارتے دنیا اور دنیا و مافیہا سے علیحدہ رہتے ، اہل حاجت ، آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دینی اور دنیاوی مقاصد میں کامیاب ہوتے ۔ یہ تقریباً دس سال تک حالت رہی ۔

اس کے بعد مرشد کے ارشاد کے مطابق ۱۰۲۲ھ کے بعد گجرات کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے اور قریباً ۱۰۲۵ھ میں مستقل قیام فرمایا۔[1]

آپ کو شیخ المشائخ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ جس کی وجہ سے روحانی طور پر اویسی نسبت نصیب ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں ذکر اذکار کی تلقین کا حکم ہوا اور یہی آپ کے سلسلہ میں رائج ہے۔

سبق اوّل نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک سے گیارہ تسبیح اور حسب استعداد اور ہر سو کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ دوسرا اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اِلَّا اللّٰہُ۔ اِلَّا اللّٰہُ۔ اِلَّا اللّٰہُ ایک سے پانچ سو اور گیارہ سو تک ہر سو کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ سبق سوم مراقبہ۔ اسم ذات آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر جو کہ حرکت بالکل نہ کرے، منہ قبلہ کی طرف کر کے دوزانوں بیٹھے۔ صرف تصور سے اور خیال کرے کہ میرے دل سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے اور میں سُن رہا ہوں۔

سبق چہارم۔ اسم ذات اللہ۔ ہر سو کے بعد جل جلالہٗ و عم نوالہٗ۔ پانچ سو بار سے چار ہزار تک۔ سبق پانچواں۔ ھُوْ ہر سو کے بعد جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ

چھٹا سبق۔ اللہ ھُوْ ہر سو کے بعد جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ۔ ساتواں سبق۔ ھُوْ اَللّٰہ اَللّٰہ کی ھ پر وقف ضروری کریں۔ آٹھواں سبق۔ اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ۔ نواں سبق۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ

---

[1] سوانح حیات حضرت شاہ دولہ گجراتی قدس سرہٗ۔ [2] سلسلہ طریقہ قادریہ صفحہ ۵۔۶ مصنفہ حضرت حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجاہد آباد۔

وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

نفی اثبات کو ناسوت بھی کہتے ہیں لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (۲) اثبات ذکر ملکوتی بھی کہتے اور قبلہ شریف کی حاضری کا تصور اور لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (۳) اسم ذات کو ذکر لَاھُوْت۔ بھی کہتے ہیں (۴) اَللّٰہُ ھُوْ ذکر عروجی (۵) ھُوَ اللّٰہُ کو ذکر نزولی کہتے ہیں (۶) اَنْتَ الْھَادِیْ تمام کو ذکر عجز و نیاز کہتے ہیں۔ (۷) درود شریف روضہ مبارکہ حضور ﷺ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ کا تصور کر کے پڑھے کہ میں روضہ مبارک پہ حاضر ہوں اور میرے شیخ بھی حاضر ہیں اس تصور سے ایک سے گیارہ سو تک پڑھے۔

وغیرہ طریقہ قادریہ کے اسباق کی تعلیم فرماتے جو کہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ وغیرہ سلاسل میں جاری ہے۔

آپ مشرباً حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ حنفیہ پر تھے۔ غرض کہ اُن روشن ضمیر بزرگوں اور مشائخ میں سے تھے جن کے نفوس قدسیہ نے برصغیر پاک و ہند کے کروڑوں انسانوں کے قلوب کو معاصی کے زنگ سے صاف کر کے وہ جلا بخشی کہ وہ ذرہ سے آفتاب بن کر کائنات کو منور فرمایا۔ اور ہر قسم کے شان و شوکت سے بے نیاز ہو کر ہند و پاک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر کفر و الحاد۔ شرک و بدعت اور رسوم بد کو مٹاتے ہوئے۔ اسلام کے نور سے منور کر دیا۔

لہ تعلیمات رحیمیہ صفحہ ۴۲ و سلسلہ طریقت قادریہ صفحہ ۶

آپ کے مقام تصوف سلوک، شریعت و طریقت کے متعلق، صاحب معارج الولایت اور معجزہ الواصلین - خزینۃ الاصفیا اور سکینۃ الاولیاء وغیرہ کتابوں کے مؤلفین حضرات اس بات کی تائید فرماتے ہیں۔ کہ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر عارف، کامل اور ممتاز تاریخی شخصیت تھے۔ آپ کا گھرانہ اور خانقاہ، علم و عمل اور علم و فضل کا مرکز تھا، عربی، فارسی پر بڑا عبور تھا - اور مطالعہ وسیع تھا اور آپ کا فلسفہ حیات صوفیانہ اور بصیرت عارفانہ تھی۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا سے انسان کا جذباتی رابطہ ہے اور یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو اپنی خودی کو محبوب حقیقی کی ذات میں مدغم کرکے اس سے مکمل وصال حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ عرفا اس وصال حقیقی کے ذریعہ ہی، حقیقت کے ذریعہ ہی حقیقت الحقائق تک پہنچے ہیں اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس ازلی، ابدی حقیقت کا ادراک محض عقل کے ذریعہ ممکن نہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک دفعہ سید حسن گیلانی پشاوری قدس سرہٗ متوفی ۱۱۱۵ھ فرزند ارجمند حضرت سید عبد اللہ شاہ گیلانی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۸۴ھ - اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد۔ جب ملاقات کے بعد اجازت چاہی۔ تو فرمایا اے سید صحبت بس غنیمت است کہ بازمیسر نیست۔ شمارا ایں جہاں بخشیدہ و مارا آں جہاں طلبیدند۔ یعنی اے سید صحبت یہی غنیمت ہے۔ کہ دوبارہ میسر نہیں ہوگی۔ تم کو یہ جہاں بخشا اور مجھے اس جہان میں طلب فرما رہے ہیں۔

آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ مسلمانوں کے سوا غیر مسلم بھی حاضر ہوتے اسلام سے مشرف ہوتے۔ مریدین، متوسلین دور۔ دور پھیلے ہوئے تھے۔ جموں، کشمیر، پونچھ صوبہ سرحد۔ سوات۔ مالاکنڈ ایجنسی۔ کافرستان اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک کے لوگ پروانہ وار حاضر ہوتے۔

آپ کی فیاضی وسخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ خزانہ غیب سے آتا۔ بے حساب غریبوں

اور مسکینوں، بیواؤں، محتاجوں، فقراء، اپاہج، اندھوں، لولے لنگڑے، بیمار معذور، وغیرہ حضرات کو دو وقت کا کھانا کھلاتے۔ بے سہاروں کا سہارا تھے۔ خاص طور پر ان اپاہج بچوں سے پیار فرماتے جو اپنے والدین کی شفقتوں سے محروم ہوتے۔ وہ آپ کے پیار و محبت و شفقت سے ایسے مانوس ہوتے کہ ماں باپ کی شفقتوں کو بھول جاتے اور ایسے ہی رفاہِ عامہ کے کام بڑے شوق سے سرانجام فرماتے۔ مسجدیں آباد فرماتے، کنویں، تالاب، پل، راستہ اور سڑکیں تعمیر کرائے جو آج تک موجود ہیں اور لوگ دیکھ کر شاہی عمارتیں سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

صاحب عبادت و ریاضت، مجاہدہ، صاحب حال و قال اور صاحب شریعت و طریقت صاحب کرامات و مکشوفات و تصرفات بزرگ تھے۔

آپ نے پیر و مرشد کے وصال کے بعد تقریباً ستر سال تک تبلیغ و اشاعت سلسلہ میں مصروف رہ کر ۱۰۸۵ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شہر گجرات میں مشہور ہے۔ آپ کے اسم گرامی کے نام سے دروازہ شاہد ولہ بھی مشہور ہے۔ کسی نے تاریخ وصال کہی ہے ؎

بتوحید آں عارف حق گزیدہ　　　بگو شاہد ولہ بجنت رسیدہ

۱۰۸۵ھ و ۱۶۷۶ء

صاحب خزینۃ الاصفیاء میں قطعہ تاریخ ہے ؎

چوں شاہد ولہ باعزت وجاہ　　　ز دنیا رفت در فردوس شاداں
بسرور شد اند تاریخ وصالش　　　کہ شاہنشاہ دولہ قطب دوراں
ایضاً ولی اللہ دولہ کہ از او ست بود　　　بذکرش شب و روز ہم او ست بود
خرد خواست از وصالش خبر　　　سروشش بگفتہ، خدا دوست بود

۱۰۸۵ھ و ۱۶۷۶ء

خلفاء
(۱) حضرت شیخ شاہ بہاؤالدین عرف بہادن قدس سرہٗ
(۲) حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی قدس سرہٗ از مشائخ سلسلہ ہندی

(۳) حضرت شیخ شاہ امان اللہ قدس سرہٗ مصنف کرامت نامہ

(۴) حضرت شیخ شاہ امان اللہ ثانی قدس سرہٗ

حضرت شیخ شاہ بہاؤ الدین عرف شاہ بہادن گجراتی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ شاہ دولہ گجراتی قدس سرہٗ کے خادم خاص اور خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کافی عرصہ حاضر خدمت رہے آخری وقت بڑی عنایت و شفقت سے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا آغوش میں لے کر توجہ دے کر نسبت خاصہ سے مشرف فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر گامزن ہوئے۔ شریعت و طریقت، تزکیہ نفس و قلب میں مشغول ہوئے۔ ہزارہا انسان آپ کی تعلیم و تربیت اور توجہ کاملہ سے وصول الی اللہ تک پہنچے۔ آپ نے ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک پیر و مرشد کے جوار میں ہے۔ قطعہ تاریخ وصال شہ

ز جام عشق مست آں شاہ بہادن	کہ رنداں در رجابش در سجودے
بدیدارم چوں گشت مشتاق حق	دخارش از چمن رضوان ودیدے
چوں رحلت کرد از دنیا بعقبیٰ!	نمودم باخبر دگفت و شنیدے
کہ تاریخش بگو گفتار کہ ایں است	وصالش شد بحق دل دیدے

اولاد (۱) حضرت شیخ قائم شاہ (۲) حضرت شیخ ایزد بخش (۳) حضرت شیخ احمد بخش (۴) حضرت شیخ کرم شاہ (۵) حضرت شیخ حیات شاہ بروایت (۶) مراد بخش رحمۃ اللہ علیہم اور چھٹا نام حضرت شیخ عزت شاہ ملتا ہے۔ جیسے جناب فرزند علی خلف الرشید پیر سردار شاہ خلف الرشید عزت شاہ خلف الرشید حضرت شیخ پیر بہادن شاہ رحمۃ اللہ علیہم، انہوں نے کرامت نامہ کا نسخہ ۲۲ رمئی ۱۹۲۲ء میں نقل فرمایا تھا۔

اور سجادہ نشینوں میں حضرت پیر نجف شاہ نے بھی ایک کرامت نامہ کا ترجمہ لکھا ہے

۱۳۰۹ھ میں اور درج ذیل اپنا شجرۂ طریقت لکھا ہے سلہ

میں مسکین غریب بے چارہ	نام نجف شاہ اوگن ہارا
مرشد راہ دکھایا سارا	ہویا فضل الٰہی دا
مرشد میرا ولی مکمل	ولی فضل شاہ درجہ افضل
پورا سارا کامل اکمل	پر ہے نور الٰہی دا
جس دا مرشد شاہ ہدایت	ہر دم اُس تے کرے عنایت
مالک ہے جو کل ولایت	افضل نام بلائی دا
حضرت میراں افضل اعلیٰ	جیندا درجہ سب تھیں بالا
پہلا خادم قسمت والا	شاہ دولہ دریائی دا
سینہ روشن صدر صفائی	مرشد کل لوکائی دا
حضرت شاہ سیدا نورانی	دسیا جس نے راہ حقانی
حضرت دولہ دا دل جانی	لقب دتا دریائی دا

سلسلہ سہروردیہ

آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ سیدنا شاہ سیدا سرمست مرید شاہ مونگا۔ مرید شاہ کبیر۔ مرید شہر اللہ۔ مرید شیخ یوسف مرید شیخ برہان الدین۔ مرید شیخ صدر الدین۔ مرید شیخ بدر الدین۔ مرید شیخ اسماعیل قریشی۔ مرید شیخ صدر الدین راجن قتال۔ مرید شیخ رکن العالم رکن الدین ابوالفتح ملتانی مرید شیخ صدر الدین محمد عارف مرید شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی، مرید شیخ شہاب الدین سہروردی مرید شیخ ابو نجیب..... سہروردی۔ مرید شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاالدین عبد القاہر سہروردی قدس اللہ سرہم۔ آگے سلسلہ کبرویہ۔ جنیدیہ مشہور ہے سلہ

سلہ تذکرہ شاہ دولہ ۹۲ تا ۹۴

حضرت شیخ شاہ منور قادری الہ آبادی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ دریائی گنج گجراتی قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ اور مجاز طریقت و حقیقت اور سجادہ نشین تھے۔ اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ تقریباً سولہ سال حاضر خدمت رہے۔ آپ نے الٰہ آباد اور اس کے گرد و نواح میں سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ وارشاد و تلقین میں بے حد کوشش فرمائی۔ متبع سنت۔ متقی پرہیزگار تجرید و تفرید میں یگانہ بزرگ تھے۔ آپ نے عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ارشاد و تلقین میں تمام زندگی گذارتے ہوئے قریباً ۱۱۹۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک قریب باغ رانی والا الہ آباد میں ہے۔

خلفاء (۱) حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہٗ (۲) حضرت شیخ شاہ عبدالکریم قدس سرہٗ قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون المولد[۱] ۱۱۴۲ھ شہر گجرات، بیعت ۱۱۶۵ھ ماہ ذی قعدہ میں ہوئے۔ خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے مصطفیٰ آباد رامپور میں خانقاہ قائم فرمائی۔ آپ کے مریدین و متوسلین اب بھی نگینہ ضلع بجنور صوبہ آگرہ، روہیل کھنڈ بھارت میں ہیں اور نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ میں منسلک ہے۔ آپ نے ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک رام پور میں ہے۔

---

[۱] مقامات محمود صفحہ ۳۷۳ و صفحہ ۳۷۴

شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی خلیفہ حضرت شیخ شاہ دولہ دریائی گجراتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اسباق سلسلہ قادریہ حاصل کر کے ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ جب منازل سلوک طے ہو گئیں تو خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے دہلی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جس کا سلسلہ آج تک برابر جاری ہے۔ آپ کے خلفا میں حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہٗ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہٗ

آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ ملتان سے وارد پشاور ہوئے تھے۔ آپ دہلی حاضر ہو کر حضرت شیخ شاہ عالم قادری دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت سے مشرف ہوئے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ جب تصوف و سلوک کی منازل طے ہو گئیں۔ تو حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہٗ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ غالباً ۱۱۱۸ھ میں، چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی اور طلب حق اور عشق نے اور بھی بڑھایا۔ لاہور حاضر ہو کر حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ اور مزید طلب باقی تھی حضرت شیخ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ

میں مجاز ہوئے۔ گویا آپ بہت سے مشائخ سے فیض یاب ہوتے۔

صاحب عبادت وریاضت ومجاہدہ اور صاحب کشف وکرامات وتصرفات بزرگ تھے آپ کے سلسلہ میں مشہور ومعروف شیخ طریقت حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ ہوتے ہیں [1]

حضرت شیخ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب المعروف سید و بابا قدس سرہٗ اس سلسلہ قادریہ کو نقل کرا کے طالبین کو عنایت فرماتے تھے اور دہ شیخ الاسلام حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ کے تذکرہ میں درج کیا جائے گا۔

سلسلہ عالیہ، قادریہ، معصومیہ، جنیدیہ نمبر ۳

شیخ الاسلام الحافظ القاری حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ نے شیخ المشائخ حضرت شیخ سید محمد معصوم شاہ صاحب قادری قدس سرہ سے نسبت خاصہ حاصل کی۔ اس کو ہمارے مشائخ کے سلاسل میں رسالہ التوحید کے اضافہ میں اور رہنمائے طریقت میں حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب۔ دیوبندیؒ نے درج فرمایا ہے۔ اور سلسلہ قادریہ میں حضرت مولانا الحاج محمد امین صاحب خلیفہ اکبر حضرت شیخ حاجی ترنگزئی قدس سرہ نے تیسرے نمبر ۳ پر تحریر فرمایا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ کو بواسطہ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب عرف لشناوُنی بابا قدس سرہٗ یہ نسبت حاصل ہوئی [2]

---

[1] جناب قاضی عبدالحلیم صاحب اثر افغانی وحضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ کربوغہ اور حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب پرمولی تحصیل صوابی، [2] رسالہ التوحید صفحہ ۸ رہنمائے طریقت (بقیہ اگلے صفحے پر)

یہ سلسلہ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے ایک اور خلیفہ حضرت شیخ سید احمد مستان قدس سرہٗ سے جاری ہوا۔ ان مشائخ کرام کا تذکرہ کسی تذکرہ اور کسی تاریخی دستاویزات میں نہیں پایا گیا۔

جناب حضرت مولانا قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ نے حضرت شیخ سید عبدالرزاق داواز سید زین داوا ز سید میر میران قدس سرہم سے مراد لیتے ہیں حضرت شیخ عبدالرزاق گیلانی اچوی بن حضرت سید زین الدین اچوی بن سید عبدالقادر ثانی اچوی بن حضرت شیخ میر میراں شاہ محمد غوث گیلانی حلبی اچوی قدس سرہٗ اور نیچے حضرت شیخ سید غیاث الدین قدس سرہٗ کو حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی اچوی قدس سرہٗ کا خلیفہ لکھتے ہیں اور حضرت سید بہاؤ الدین قدس سرہٗ متوفی ۹۲۱ھ خلیفہ حضرت شیخ ابوالعباس سید احمد شریف شافعی گیلانی قدس سرہٗ خلیفہ و فرزند حضرت شیخ سید ابی احمد جیلی و مغربی قدس سرہٗ وغیرہ کو مراد لیتے ہوئے لکھتے ہیں جس کی کوئی سند آج تک ہمیں نہیں ملی۔ یہ حضرات دو علیحدہ علیحدہ سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ خیر اللہ صاحب قادری قدس سرہٗ

آپ سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے ہیں۔ حضرت شیخ سید غیاث الدین قادری قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ نے موضع خیر دخیل تحصیل و ضلع کیمبل پور

صفحۂ سلسلہ طریقۂ قادریہ نمبر ۵ و جناب محراب شاہ ولد حبیب شاہ صاحب مدظلہ مہتمم اعلیٰ مدرس درسگاہ مسجد شاہ معصوم محلہ شاہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ پشاور شہر۔ و مرآۃ الاولیاء از حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہٗ تورڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان

برلب سڑک راولپنڈی۔ پشاور روڈ جس کو آج کل گوندل کہتے ہیں، خانقاہ قائم فرمائی جہاں آپ نے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تصوف و سلوک، ذکر و اذکار کی مجالس اور ارشاد و تلقین اور تعلیم و تدریس دیتے ہوئے وہیں وصال فرمایا۔ مزار مبارک وہیں موضع گوندل میں ہے جو راولپنڈی سے پشاور جانے والی سڑک کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت سید حاجی سید عبدالشکور جی صاحب قدس سرہٗ آپ کے بعد مسند نشین حقیقی ہوئے۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ حاجی سید عبدالشکور صاحب قادری قدس سرہٗ

آپ حضرت سید زین الدین بن سید فرید الدین نور محمد سہروردی و چشتی بن سید ناصر الدین محمود المعروف پیر سباک بن سید ابوبکر بن سید اسماعیل بن سید میر علی المعروف سرمست گدائی بن سید میر کلاں بن سید قلندر شاہ بن سید میر ولی اللہ بن سید میر سلطان بن میر قطب الدین بن میر علی کبیر بن میر طاہر بن میر یعقوب الحسینی الکاظمی قدس سرہم از اولاد حضرت سید اسحاق الموفق بن حضرت سید السادات امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما .... کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے اجداد سے حضرت سید اسماعیل بن محمد عمر بن میر علی سرمست گدائی قدس سرہم اورگزئی علاقہ تیراہ کے رہنے والے تھے۔ ملتان جا کر سہروردیہ سلسلہ کے کسی بزرگ سے بیعت ہوئے جو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے بمقام پوست علاقہ سمت جنوبی افغانستان میں مجاہدے اور ریاضت میں مصروف رہے اور وہیں دسویں صدی ہجری میں وصال ہوا۔ وہیں مزار ہے۔

حضرت سید ابوبکر بن حضرت سید اسماعیل قدس سرہما

اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔ اور والد بزرگوار کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت

شیخ سید بہادر خان المعروف ابک خان قدس سرہٗ متوفی ۱۰۱۱ھ یا ۱۰۱۰ھ۔ والد بزرگوار حضرت شیخ رحمکار المعروف کاکا صاحب قدس سرہٗ۔ آپ کا مزار خوست میں ہے۔

حضرت شیخ سید ناصر الدین محمود المعروف پیر سیاک قدس سرہٗ

آپ سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد بزرگوار سے مجاز طریقت اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت سید عمر شیر رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید عبداللہ الباہر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے اور سلسلہ طریقت میں سلسلہ سہروردیہ منسلک تھے۔ اور آپ کے ننھیال کے دیگر افراد بھی سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے۔ آپ نے ۹۷۶ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شمالی وزیرستان میں ہے۔

حضرت سید فرید الدین نور محمد قدس سرہٗ

اپنے والد بزرگوار حضرت سید ناصر الدین محمود قدس سرہٗ سے سلسلہ سہروردیہ میں اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہٗ سے سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں اور حضرت شیخ سید عبدالوہاب اخون پنجو بابا قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ میں اور حضرت سید سلیمان گیلانی اور ان کے فرزند حضرت سید یونس گیلانی قدس سرہما، (ان ہر دو بزرگوں کے مزارات خادہ تحصیل و ضلع مردان میں ہے) ان حضرات سے سلسلہ قادریہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ غرض کہ آپ سلاسل طریقت۔ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اور چشتیہ، صابریہ اور سہروردیہ کے مجمع البحرین تھے۔ آپ کا وصال ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء میں ہوا۔ مزار مبارک ضلع پشاور میں ہے۔

حضرت سید زین الدین قدس سرہٗ

آپ کا پورا اسم گرامی حضرت سید زین الدین عبدالقادر فرزند ارجمند حضرت سید فرید الدین نور محمد قدس سرہٗ۔ آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردیہ، قادریہ نقشبندیہ

مجددیہ، چشتیہ وغیرہ سلاسل میں مجاز طریقت سے

اور ان تمام سلاسل میں آپ کے مجاز طریقت اور سجادہ نشین آپ کے فرزند حضرت شیخ حاجی سید سید عبدالشکور صاحب قدس سرہٗ آپ کی استعداد بہت بلند تھی اور طلب حقیقی اور عشق الٰہی کے جذبہ میں سرشار تھے۔ مزید طلب حق کی غرض سے حضرت شیخ سید شاہ خیر اللہ قادری قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ سید شاہ غیاث الدین قادری قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو کر اس سلسلہ کے منازل سلوک طے کئے اور مجاز طریقت ہوئے اور اسی سلسلہ قادریہ میں لوگوں کی تربیت فرماتے رہے، صاحب درس وتدریس اور تعلیم علوم باطنی میں کامل اکمل تھے آپ نے موضع ملا منصور میں خانقاہ فرمائی۔ جہاں ہزار ہا مخلوق آپ سے علوم ظاہری وباطنی میں فیض یاب ہوئی۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد معصوم شاہجہان آبادی پشاوری قدس سرہٗ ظاہری وباطنی علوم میں مسند نشین اور سجادہ نشین ہوئے۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب کا ایک نسخہ درملکیت صاحبزدگان موضع ملاں منصور، مضافات اٹک ضلع کیمبل پور میں ہے۔ جو شہر اٹک سے بجانب مشرق دو تین میل کے فاصلہ پر برلب سڑک بجانب جنوب ایک گاؤں ہے اس گاؤں کے مشرق میں آپ کے شیخ کا گاؤں گوندل واقع ہے۔

آپ نے وہیں وصال فرمایا، وہیں مزار مبارک ہے۔

اولاد آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت شیخ سید محمد معصوم (۲) حضرت شیخ سید میر محمد

(۳) حضرت شیخ سید میر محمد شاکر، شاکر قدس سرہم۔ ان کی تصنیف میں دیوان شاکر ہے۔

حضرت شیخ سید حافظ محمد معصوم شاہ قادری شاہجہانپوری ثم پشاوری قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ حاجی سید، سید عبدالشکور بن سید زین الدین بن حضرت سید فریدالدین نور محمد قدس سرہم کے فرزند اور مرید اور مرید و خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ فارسی، صرف و نحو، اصول، منقول و معقول فقہ حدیث و تفسیر پر بڑا عبور تھا۔ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ سے علمی استفادہ کرتے اور مشکل سے مشکل مسائل حل کراتے۔ آپ کا علمی تحقیق میں پایہ بہت بلند تھا۔ اپنے والد بزرگوار سے، سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، سہروردیہ، چشتیہ میں مجاز طریقت تھے۔ اور ان کے وصال کے بعد ان کے حقیقی جانشین ہوئے۔ مزید طلب حقیقی اور عشق الٰہی کے لیے شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو اسماعیل محمد یحییٰ المعروف حضرت جی صاحب اٹکی قدس سرہٗ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، آدمیہ سعدیہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے

آپ کچھ عرصہ شاہجہان آباد قیام فرما رہے۔ اسی واسطے شاہجہان آبادی مشہور ہو گئے۔ اس کے بعد پشاور میں قیام فرمایا اور تحصیل گور گھٹری محلہ شاہ معصوم میں خانقاہ آباد فرمائی۔ محلہ شاہ معصوم آپ ہی کے اسم گرامی پر مشہور ہے۔

آپ کے ایک مرید حضرت شیخ خواجہ محمد زاہد بن خواجہ عزیز اللہ بن خواجہ محمد عارف بن خواجہ محمد قاسم ابن خواجہ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے ۱۱۴۶ھ مطابق ۱۷۳۳ء میں آپ کی سوانح اور حالات ۔ آپ کی زندگی میں لکھے تھے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں ۔

حافظ قرآں بدہ ہم دستگیر بیکساں	اسم او معصوم پیر تاج ہمہ خورد و کلاں
خلاصہ اولاد نقادہ احفاد بتول زہرہ	خاندانِ بتول رض کی پاکیزہ اولاد کا خلاصہ۔ بڑے
اعاظم نجبار۔ قدوہ اکارم نقبار	بڑے بزرگوں میں سے منتخب، پاکیزہ بزرگوں کی چوٹی۔

از مرأۃ الاولیاء صد ۱۲۲

ماہ آسمان عزت وجلالت ۔ مہر سپہر نقابت ونجابت وایالت ۔ علم کاشف نعم مفتاح مفاتیح غیب ۔ فاتح خزائن لاریب ۔ منتج آثار الہامات ۔ مرکز دائرہ صدق ویقین، محیط نقطہ توکل وتمکین نتیجہ اولیائے کرام بقیہ اصفیاء عظام رافع اعلام ملت بیضاء ناصب رایات شریعت غرا ۔ معاذ اکابر دعظمائے مدقق ۔ عذو اعاظم علماء محقق مولانا حافظ محمد معصوم کان ظلہ، ممداً ابداً علی رؤس الطالبین سہ

عزت اور بزرگی کے آسمان کے چاند، جوانمردی، پاکیزگی اور بزرگی کے آسمان کے سورج، علم کے کھولنے والے نعمتوں کی چابی اور غیب کے خزانوں کو کھولنے والے لاریب کے خزانوں کے فاتح اور الہامی نشانات کے سرچشمے، یقین اور سچائی کے دائرہ کے مرکز۔ توکل اور حوصلہ کے نقطہ کو پوری طرح گھیرنے والے ۔ اولیائے کرام کا نتیجہ اور صوفیائے عظام کی نشانی ۔ ملت بیضا کے جھنڈوں کو بلند کرنے والے اور روشن شریعت کے جھنڈوں کو گاڑنے والے ۔ بزرگوں اور بلند مرتبہ انسانوں کی جائے پناہ، محقق علمائے کرام اور مدقق صوفیائے عظام میں سے مولانا حافظ محمد معصوم صاحب جن کا سایہ طالبین کے سروں پر ہمیشہ رہے ۔ سہ

طالبان فضل را تا روز حشر بارگاہت مقصد ومقصود باد

غرض کہ ایسے ہی بلند پایہ مشائخ سے تھے ۔ تاریخ وصال آپ کی تاحال میسر نہیں ہوئی آپ کے بعد شیخ المشائخ شیخ الاسلام حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ وارث علوم ظاہری وباطنی صاحب سجادہ اور مسند نشین ہوئے ۔

اور اُن کے بعد اس سلسلہ کے مشہور شیخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بنشاوٹی بنیری قدس سرہٗ ۔ وارث علوم ظاہری وباطنی ہوئے ۔ جن کا تذکرہ صفحات میں کیا گیا ہے ۔ یہ تمام مضمون از اولیاء پشاور اردو از سید عبدالحلیم صاحب اثرؔ افغانی ۔

سہ جناب سید عبید اللہ شاہ صاحب مدظلہٗ ساکن گھگھوال ضلع سرگودہا

شیخ المشائخ شیخ الاسلام حافظ و قاری حضرت شیخ جنید پشاوری قدس سرہٗ

ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ ۲۷ رجب ۱۰۶۹ھ کو حیدر آباد سندھ میں ہوئی[۱]
اور میاں گان اضاخیل اور کاکاخیل علاقہ مہمند کی روائت کے مطابق آپ کے والد بزرگوار
حضرت سید فخر الدین عرف سید افضل بابا رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالحلیم عرف حلیم گل بن شیخ المشائخ
حضرت شیخ رحمکار عرف کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہم ۔ واللہ اعلم[۲]
آپ حضرت شیخ قاری حامد قادری لاہوری متوفی ۱۱۶۶ھ کے شاگرد حضرت شیخ
تیمور سہروردی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ مخدوم عبدالکریم صاحب سہروردی قدس سرہٗ کے
ہاں حفظ کلام اللہ کرتے رہے ۔ آپ حافظ و قاری اور عالم و فاضل تھے حضرت شیخ میاں عبدالحی
صاحب سندھی قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ ، نقشبندیہ ، قادریہ ، مجددیہ میں بیعت ہوکر اسباق طریقت
میں مشغول ہوگئے ۔ جب تصوف و سلوک کی منازل طے ہوگئیں تو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے
چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی ۔ غالباً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد
قطب الاقطاب حضرت شیخ احمد قادری ملتانی قدس سرہٗ جو سلسلہ قادریہ شاہ دولیہ کے
مشہور بزرگ تھے ۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ میں بہت کوشش فرمائی
اور شیخ المشائخ حضرت شیخ حبیب پشاوری قدس سرہٗ متوفی ۱۰۹۳ھ سے بھی مجاز طریقت
تھے ۔ آپ بلوچستان ، قندھار ، غزنی ، کابل سے ہوتے ہوئے ۱۱۲۴ھ یا ۱۱۲۱ھ میں وارد پشاور ہوئے
اور غالباً قندھار میں شیخ المشائخ حافظ شاہ محمد مومن گگردی قدس سرہٗ سے مستفیض ہوئے

---

[۱] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۵ و روحانی رابطہ صفحہ ۲۷
[۲] از جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے ۔ اُن کے علاوہ حضرت شیخ شہباز قلندر اور حضرت شیخ شاہ عبداللطیف صاحب قدس سرہما اور حضرت شیخ محمد نعیم کاموی ننگرہاری قدس سرہ اور حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب المعروف[1] حضرت جی صاحب اٹکی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۳۱ھ خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ متوفی ۱۱۰۸ھ سے بھی مجاز طریقت ہوئے اور حضرت شیخ احمد داؤدزئی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۱۸ھ خلیفہ حضرت شیخ حاجی حافظ سعداللہ وزیر آبادی قدس سرہٗ سے بھی مجاز طریقت ہوئے اور حضرت شیخ سید شاہ محمد معصوم قادری بن حضرت شیخ سید عبدالشکور بن سید زین الدین قدس سرہم پشاوری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے ۔جس کا تذکرہ پہلے صفحات میں گزر گیا ہے اور آپ روحانی اور اویسی طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے ۔ گویا آپ سلاسل طریقت نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ کے مجمع البحرین ہیں ۔آپ صاحب عبادت وریاضت اور مجاہدہ ۔متبع سنت، زاہد مرتاض، صائم الدھر، قائم اللیل، شریعت وحقیقت وطریقت میں کمال حاصل تھا ۔آپ نے پشاور اور گردونواح اور مختلف ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام میں مصروف رہتے ہوئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے ۔

آپ کی خانقاہ اور ذاتی مکان محلہ بھمن پٹی اندرون یکہ توت دروازہ پشاور میں اپنے وقت کی سب سے آباد اور مشہور خانقاہ تھی ۔ آپ کی لڑکی کی طرف سے پوتے خلیفہ جناب عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے[2] اندر آپکا تکیہ اب تک موجود ہے[3] آپ صاحب کرامات وکشف، صاحب تصرفات بزرگ تھے ۔ پشاور شہر میں آپ کی

---

[1] از جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

[2] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۵ روحانی رابطہ از جناب اثر صاحب افغانی

[3] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۵ روحانی رابطہ از جناب اثر صاحب افغانی

مزار بڑی پر رونق اور بڑی آباد ہے ۔ زائرین کا ہر وقت مجمع لگا رہتا ہے ۔ آپ نے قریباً ۔۔۔ سال علوم ظاہری و باطنی میں لوگوں کو سیراب فرماکر بروز جمعہ بعد از جمعہ ۲۸ شوال ۱۱۹۸ھ میں وصال فرمایا ۔ نماز جنازہ حضرت شیخ محمد عمر صاحب نقشبندی چمکنی قدس سرہٗ نے پڑھائی مزار مبارک بیرون گنج دروازہ اور لاہوری دروازہ محلہ شیخ آباد میں ہے [1]

دروازہ گنج سے شمال کی طرف ٹوڈیل اور پانی والی ٹینکی سے سیدھا راستہ پیدل کا ہے

خلفاء

(۱) شیخ المشائخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب عرف لبشونی بابا قدس سرہٗ مزار لبشونی متصل بابا قدس سرہٗ علاقہ بنیر پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت شیخ مولانا حافظ محمد صاحب قادری سرا بنی بنی اسرائیلی قدس سرہٗ مزار عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور جو ہمارے مشائخ کے سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، غفوریہ کے نامور شخصیتوں میں سے ہیں جن کا تذکرہ و تعارف پہلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

(۲) حضرت شیخ شاہ عبدالکریم صاحب رامپوری قدس سرہٗ متوفی ۱۲۰۶ھ جنہوں نے رام پور میں سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کی خانقاہ قائم فرمائی اور ہندوستان کے جنوبی حصہ کو منور فرمایا ۔ میرے ناقص خیال میں انہوں نے حضرت شیخ سید شاہ محمد سدی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ محمد نعیم صاحب کاموی قدس سرہٗ اور حضرت شیخ شاہ منور قادری الہ آبادی قدس سرہٗ متوفی ۱۱۹۹ھ خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ کبیرالدین شاہ دولہ گجراتی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۸۵ھ سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور مصطفیٰ آباد عرف رام پور میں قیام فرمایا ۔

قطب الدارین اور ملاں فقیر اخون قدس سرہٗ کے القاب سے مشہور تھے ۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۲ھ میں اور وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی ۔ مزار مبارک رد ہیل کھنڈ بھارت میں ہے آپ

---

[1] تذکرہ علماء تاریخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۷ و روحانی رابطہ از جناب اثر صاحب افغانی

کے مریدین، متوسلین اب بھی نگینہ ضلع بجنور صوبہ آگرہ، روہیل کھنڈ بھارت میں بعض بزرگوار ہیں نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ میں منسلک ہے۔

(۳) حضرت شیخ احمد داؤد زئی قدس سرہ متوفی ۱۱۸۰ھ جیسے بیسیوں حضرات فیض یافتہ تھے۔

(۴) حضرت مولانا میاں گل سعادت احمد بن مولانا شیخ محمد نعیم احمد داؤد زئی قدس سرہٗ متوفی ۱۲۴۵ھ جیسے بزرگ فیض یافتہ تھے [1]۔

خاتمہ

یہ تذکرہ مشائخ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، عفوریہ، رحیمیہ، صاحبِ شریعت متبع کتاب و سنت۔ جامع تصوف وسلوک وطریقت وحقیقت بزرگوں کے حالات وکمالات پر مشتمل ہے۔

ایسے حضرات کے حالات وکمالات مرتب اور جمع کرنے کا کام کسی اہل علم وعمل اور صاحب حال وکیف کا کام تھا۔ میرے جیسے نااہل علم وعمل سے کورے کا کام نہیں تھا۔

میں نے ایک ذوق وشوق اور جذبہ سے اپنے شیخ ومربی قطب الاقطاب قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کے سلاسل طریقت مختلف کتابوں سے نقل کئے ہیں میں اپنے بزرگوں۔ پیر بھائیوں اور صاحب علم وعمل اور صاحب حال بزرگوں کی خدمت میں ایک نقشہ یا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اس سے بہترین صورت میں علمی وادبی لحاظ سے ایک بے مثال کتاب تصنیف کی جائے۔

آخر میں اپنے بزرگوں اور پیر بھائیوں اور بزرگان سلسلہ سے نہایت ادب اور نہایت لجاجت سے عرض ہے کہ میری غلطیوں، کوتاہیوں اور کمی وبیشی وغیرہ کو اصلاح کی نظر سے مطالعہ فرماکر۔ نہایت شفقت و

---

[1] سے تذکرہ علماؤ مشائخ سرحد وصوفیائے سرحد حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب مدظلہٗ ساکن تورڈھیر وتحریک ریشمی رومال

محبت سے اس کی اصلاح کی کوشش فرمادیں ہیں خود اپنی کم علمی کی وجہ سے حجاب محسوس کر رہا ہوں۔ آپ حضرات میرے لیے ایمان کی سلامتی کی دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت تنگی و تلخی سے اور قبر و قیامت کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

اس کے بعد ان حضرات کا بہت بہت ممنون ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں میری ہر قسم کی مدد اور معاونت فرمائی خصوصاً حضرت صوفی برکت علی صاحب لدھیانوی المعروف باباجی صاحب سالار والے مدظلہ جنہوں نے چار صد روپے ارسال فرمائے اور جناب مکرم و محترم حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ سہگل چنیوٹی نے ساڑھے چار صد روپے عنایت فرمائے اور حضرت صوفی حاجی نظام الدین کرنالوی مدظلہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہ نے تین صد روپے ارسال فرمائے اور حضرت اقدس مولانا طفیل احمد صاحب فاروقی فریدی دیوبند مدظلہ دار التصنیف مجاہد آباد کراچی مجھ غریب پر ہمیشہ خصوصی مہربانی فرماتے ہیں اور حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ ساکن پرمولی مضافات نواں کلی تحصیل صوابی نے بیس روپے ارسال فرمائے اور حضرت سید انور حسین صاحب نفیس رقم صاحب گیسو درازی مدظلہ جو در اصل اس سلسلہ میں ہر قسم کی حوصلہ افزائی اور ہر قسم کی میری قلبی کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں اور ان کے علاوہ وہ حضرات جنہوں نے میری ہر قسم کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت میں ہر قسم کی مدد و معاونت مجھ ناچیز کو حاصل رہی ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

فقیر حافظ غلام فرید قادری غفرلہ

شب چہار شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۴۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

کتابیات

نزہتہ الخواطر جلد آٹھ۔	حضرت مولانا سید عبد الحی صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظات حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ۔	مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاول نگر رحمۃ اللہ علیہ۔

رسالہ التوحید
رہنمائے طریقت
تصنیف حضرت اقدس مولانا شاہ محمد عبداللہ شاہ صاحب کرنالوی قدس سرہ۔ مرتب حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

روحانی رابطہ مصنفہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ
تذکرہ صوفیائے سرحد مصنفہ حضرت مولانا اعجاز الحق صاحب قدوسی کراچی۔

تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری پشاوری، مدظلہ
دو جلد۔
سلسلہ قادریہ مصنفہ حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب قدس سرہ مجاہد آباد چارسدہ۔

عات رحیمیہ	مصنف	حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب کرنالی قدس سرہ
رۃ الرشید	"	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مصنف تذکرۃ الخلیل۔
ت القیومیہ	"	حضرت ابوالفیض کمال الدین صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔
مشائخ نقشبندیہ	"	حضرت صوفی نور بخش صاحب نقشبندی ایم اے رحمۃ اللہ علیہ۔
ہند کا شاندار ماضی	"	حضرت مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔
د الف ثانی رح	"	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی۔
ت سید احمد شہیدؒ	"	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی۔
ح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب ری قدس سرہ	"	" " "
ت سید احمد شہیدؒ	"	حضرت مولانا غلام رسول صاحب مہر رحمۃ اللہ علیہ۔
ن الاحرار	"	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لدھیانوی۔
ات محمود	"	حضرت صوفی نواب معشوق حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

تذکرہ اولیاء سرحد قلمی مصنفہ حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب پرمولی تحصیل صوابی

سوانح قاضیان پرمولی مصنفہ حضرت مولانا عبدالحنان مدظلہ صاحب سید آباد۔ صوابی۔

تاریخ افغان مصنفہ جناب محمد شفیع صاحب مراد آبادی۔

تاریخ حافظ رحمت خانی مصنفہ جناب میاں معظم خان۔

حواشی تاریخ حافظ رحمت خانی مصنفہ۔

تذکرۃ الصدیقین ، حضرت مولانا محمد دین صاحب مکھڈوی مدظلہ۔

کتاب الرشید ، حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب ارشد مالک مکتبہ رشیدیہ لاہور

اکسیر اکبر ، حضرت منشی عزیز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ قادریہ گلزار معرفت ، حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ چشتیہ سہروردیہ حضرت شیخ شاہ محمد شعیب صاحب تورڈھیری قدس سرہٗ } مصنفہ حضرت باباجی صاحب صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہ

مرآۃ الاولیاء فارسی قلمی۔ حضرت شیخ مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس سرہ

نتائج الحرمین ۔ ، حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب بدخشی مکی قدس سرہٗ

مکتوب ، حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ

، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ

شجرۂ نسب قلمی ، حضرت مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہ بیکی مردان سرحد

شجرۂ نسب قلمی ، حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب مدظلہ فاضل دیوبند ساکن تورڈھیر

ان جیسی مستند کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

تعارف

حافظ غلام فرید ولد سلطان احمد ولد غلام محمد المعروف غلام ولد پیر محمد المعروف پیرا ولد چراغ محمد المعروف چراغ ولد ہلستہ رحمۃ اللہ علیہم قوم قصاب بروائت خاندانی کھوکھر اجداد سے جناب پیر محمد صاحب مرحوم اور اُن کے دوسرے بھائی جناب میاں مراد صاحب مرحوم موضع چاچڑ ڈاکخانہ چھاوریاں تحصیل و ضلع شاہپور کے رہنے والے تھے۔ اُن کے تیسرے بھائی بیربل شریف رہتا تھا جو غیر حقیقی تھا۔ پردادا میاں پیر محمد اور دادا بزرگوار میاں غلام مرحوم موضع کوٹ بھائی خان آ گئے جو قصبہ چھاوریاں سے مغرب کی طرف چار میل کے فاصلے پر صدر شاہ پور جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ دادا بزرگوار سردار احمد خان مسکین مرحوم کے کاردار اور اُن کی زمین کاشت کرتے تھے۔ والد بزرگوار میاں سلطان احمد مرحوم بھی سردار صاحب کے ہاں رہے۔ ان کی والدہ فتحین بی مرحوم بنت مراد بخش بن چراغ محمد تھیں والد مرحوم نے صاحباں خاتون بنت سہارا[1] مرحوم سے نکاح کیا اور گوشت بیچنے کا کام شروع کیا۔ غرض کہ میری پیدائش غالباً ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۶ء[2] میں بمقام کوٹ بھائیخان مذکور میں ہوئی۔ میری عمر تقریباً چار سال کی ہوگی کہ ۱۹۲۹ء میں میرے والد مرحوم انتقال کر گئے۔ ہم تین بھائی والد بزرگوار کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ یعنی محمد شریف۔ غلام فرید۔ غلام حبیب مرحوم۔ چھوٹے چھوٹے رہ گئے۔

---

[1] جن کا پورا شجرہ نسب یہ ہے۔ سہارا بن رحمت ...... بن مہرم بن بختاور بن دریام بن اسلام بن عیسیٰ بن جان محمد بن حیت بن دھڑنگر بن رجب بن سجن بن صابانان بن گوریا بن حیت بن کھوکھر بن قطب رحمۃ اللہ علیہم از جناب بابا عبدالرحمٰن بن لعمت بن مہرم مرحوم ساکن کالرہ و جناب بابا محمد رمضان ولد راجہ ولد نورو ولد اللہ بندہ ولد مہرم ولد اسلام رحمۃ اللہ علیہم ساکن چھاوریاں۔ [2] جنوری یا فروری کو واللہ اعلم

پانچ، چھ سال کی عمر میں، مَیں والدہ کے ہمراہ قصبہ جھاوریاں آگیا۔ وہاں چچا اللہ دتہ المعروف محمد بوٹا مرحوم ولد خدا بخش ولد شرف ولد بگا اللھم اغفر لھم انکی سرپرستی میں حضرت حافظ احمد دین صاحب مدظلہٗ بن جناب شرف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد بھوناتوالی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ تقریباً دس سال میں اور حضرت مولانا محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت استاذیم صاحب مدظلہٗ کے بڑے بھائی تھے۔ مسائل کی کتاب رکن الدین وغیرہ پڑھیں اور اسی زمانہ میں حضرت استاذیم مولانا عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۶ھ[1] ۱۹۴۹ء فاضل دیوبند درسِ قرآن میں شامل ہوتا رہا اور کریما حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مولا بخش صاحب مدظلہٗ سے پڑھا اور حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب ولد محمد زمان جھاوری رحمۃ اللہ علیہ سے، سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام وغیرہ پڑھی اور ان سے اردو کی جہلہ سیکھی اور طب جناب استاذیم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب مرحوم کی خدمت میں دو سال رہ کر حاصل کی۔ بس یہی میری تعلیم ہے۔

ہمارے آباؤ اجداد حضرت مولانا فضل دین صاحب اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب چشتی ساکن چاچڑ رحمۃ اللہ علیہما از خلفاء حضرت شیخ مولانا شمس الدین صاحب چشتی نظامی سیالوی قدس سرہٗ اور حضرت شیخ شاہ سلیمان قادری۔ خلیفہ حضرت شیخ سید معروف صاحب فاروقی فریدی خوشابی قدس سرہما اور وہاں کیلا تحصیل خوشاب کے سادات شیرازی۔ از اولاد حضرت سید شمس الدین صاحب شیرازی قدس سرہٗ جن کا مزار شاہ پور شہر سے باہر ہے۔ ان سے بیعت کا تعلق تھا۔

اور بچپن ہی سے حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہٗ سے تعلق پیدا ہوا۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کے پہلے پیر حضرت صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھیوڑا اور حضرت باواجی صاحب قدس سرہٗ ساکن موہڑہ شریف کوہ مری کی بھی زیارت کی اور انہی حضرات کے واسطہ سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائےپوری قدس سرہٗ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اسی دوران خواب دیکھا کہ دارہ مہر فتح خان کے پاس لاری کھڑی...

---

[1] بروز بدھ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ ۲ فروری ۱۹۷۶ء

تشریف فرما ہیں۔ مصافحہ فرمایا اور فرمایا تیسرا کلمہ استغفار اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کر غالباً یہ ۷۵ھ کا واقعہ ہے اور ۷۶ھ ۲۴ ستمبر ۵۶ء میں راستے پور حاضری نصیب ہوئی حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ کے ذریعہ پورا ذکر کرنے کو فرمایا اور اسمِ ذات کا مراقبہ اور مراقبہ دعائیہ دو سال کے بعد فرمایا۔ ذکر کم کم دو۔ مراقبات بدستور کرتے رہو۔ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہٗ اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ خوب شفقت و محبت سے رہنمائی فرماتے رہے اور ربیع الاول ۷۶ھ ۵ نومبر ۵۶ء سے مدرسہ تعلیم القرآن رفیقیہ جامع مسجد مولوی مولابخش صاحب میں درس قرآن بچوں کو پڑھانا شروع کیا۔ اب تک بفضلہٖ تعالیٰ اسی میں تھوڑا بہت مشغول رہتا ہوں اور ربیع الثانی ۷۶ھ ۵۶ء سے شوق پیدا ہوا کہ دوسرے مشائخ کی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت معہ حالات لکھنے چاہیں تاکہ میری اس کوشش کو دیکھ کر اپنے حضرات سے اہل علم اور اہلِ قلم بزرگ کوشش فرمائیں گے۔ پہلے سلسلہ چشتیہ صابریہ لکھا۔ اس کے بعد نقشبندیہ اور قادریہ سہروردیہ وغیرہ بھی تھوڑے بہت تحریر کیے۔ جو قلمی ہیں جو کہ ایک جذبہ محبت کے تحت لکھے ہیں۔

چند فارسی اشعار از جناب قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہٗ

بیا د ہادی کامل محمد مصطفےٰ اعادل	تمنائے میشود از دل لقائے آں ہدیٰ عاجل
بجا آور خدایا این تمنایم تقاضایم	فلاح دین و دنیا را خدایا خیر کن شامل
مدد ہا از توی خواہم معینی ہم ترا دائم	رو ابلہ درمیاں والم سیاہائے میشود کامل
کسے کو از سبب منکر شود او حق کے داند	فَاَنْتَ اَیُّھَا الْقَاضِیْ مشو چوں دیگراں جاہل
رو ابلہ طرح کے گردد زدانشور نہ مے زیبد	فَاَنْتَ اَیُّھَا الْحَاکِیْ مشو چوں دیگراں کاہل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ اِلَی الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ وَالْاَصْغَرِ وَالْاَکْبَرِ صَاحِبِ الْکَوْثَرِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ضمیمہ

شیخ المشائخ حضرت مولانا حسن الدین المعروف بہ گل بابا قدس سرہٗ

ولادت باسعادت موضع رزڑ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی ۔ والد بزرگوار مولانا قاضی عبدالعظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن لنڈی پرنجو قاضی خیل ضلع پشاور تھا۔ حصول علم کی جستجو میں حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رزڑ (رجڑ) مضافات چارسدہ حاضر ہوکر تکمیل علم کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے علمی شغف اور خداداد قابلیت سے حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ آپ کی ایک ہی لڑکی تھی جس کا، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقد کر دیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل رزڑ کو وطن بنالیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو چھ فرزند عطا فرمائے۔ ۱ : حضرت مولانا حسن الدین عرف گل بابا ۔ ۲ : رفیع الدین ۔ ۳ : معزالدین ۔ ۴ : قطب الدین ۔ ۵ : فخرالدین ۔ ۶ : زین الدین رحمۃ اللہ علیہم ۔ جو علم وعمل کی دولت سے مالا مال تھے اور صاحب درس وتدریس تھے ۔

حضرت مولانا حسن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے والد بزرگوار سے قرآن مجید ابتدائی تعلیم فارسی ۔ صرف ونحو ۔ منطق ۔ فقہ ۔ حدیث وتفسیر۔ غرض کہ تمام علوم متداولہ کی تکمیل والد بزرگوار سے کی ۔ فراغت کے بعد باطنی علوم وتزکیۂ نفس وقلب وروح کے حصول کے لئے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حافظ اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوکر ریاضات ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے ۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ انگریزوں سے جہاد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ۔ جب تصوف وسلوک کے منازل طے ہوگئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے مشرف فرماکر وطن میں درس وتدریس کیساتھ ساتھ تصوف و سلوک کے ذریعہ ارشاد وتلقین کی مجالس قائم فرمانے کا حکم فرمایا اور جہاد جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کیلئے

ہر ممکن کوشش میں مشغول رہنے کو فرمایا۔ آپ نے ان اہم ذمہ داریوں کو نبھانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں فرمائی۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا صوبہ سرحد۔ آزاد قبائل۔ افغانستان تک علماء کرام فیض یاب ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت علامہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کابلی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ صاحب عبادت وریاضت اور صاحب مجاہدہ تھے۔ صاحب کشف وکرامات کثیرہ تھے۔ آپ نے رزڑ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک برلب سڑک رزڑ میں ہے۔ آپ کی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے آپ کے بعد آپ کے برادر عزیز حضرت مولانا قاضی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے جو بہت بلند پایہ کے عالم وفاضل تھے صاحب درس وتدریس بزرگ تھے مزار مبارک رزڑ میں ہے۔

حضرت مولانا قاضی مصلح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۹۷ھ کو حضرت مولانا قاضی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع رزڑ میں ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار اور عم محترم حضرت مولانا گل بابا رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل و تکمیل علوم کی۔ حضرت گل بابا رحمۃ اللہ علیہ آپ کیلئے ہمیشہ دعا گو رہتے تھے۔ نظر شفقت بھی علوم ظاہری وباطنی سے مالا مال فرما دیا۔

والد بزرگوار اور چچا حضرت گل بابا رحمۃ اللہ علیہما کے وصال کے بعد مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا حبیب اللہ صریحی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع صریح علاقہ دوآبہ تحصیل چارسدہ حاضر ہوئے اور حضرت ملا فضل قادر المعروف بخفہ ملاں ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علوم کی تحصیل وتکمیل کی۔ اور واپس وطن آکر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور چالیس سال تک اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر یہ سلسلہ جاری رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر کمر ہمت باندھے رکھا۔ آپ کے درس میں ہمیشہ ایک سو بیس[۱۲۰] طالب علم حاضر خدمت رہتے تھے۔ آپ صاحب حق صاحب اور شیخ العجم کے القاب سے ملقب تھے۔ آپ تین بار حج بیت اللہ الحرام اور زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ احمد سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، ان سے دلائل الخیرات اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا عبد الفتاح بن

حضرت مولانا محمد رضوان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل الخیرات کی اجازت فرمائی سنہ ۱۹۳۰ء میں جنگ آزادی میں پیش پیش تھے۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں اپنے درس کو مزید ترقی فرمائی اور دارالعلوم عربیہ رزڑ کے نام سے قائم فرمایا جو ابتک قائم ہے۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب گڑھی کپورہ مردان۔ ۲۔ حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب۔ ۳۔ حضرت مولانا فضل صمدانی عرف باباجی ملاں تحصیل چارسدہ۔ ۴۔ حضرت مولانا مسرت شاہ صاحب کاکا خیل۔ ۵۔ حضرت مولانا محمد جان صاحب غلجی کنڈر خیل مہتمم حمایت الاسلام۔ ۶۔ حضرت مولانا رحمان الدین پڑانگ چارشدہ۔ ۷۔ حضرت مولانا علی اکبر صاحب پڑانگ صدر مدرسہ پارہوتی مردان۔ ۸۔ شہزادہ صاحب ترنگزئی چارسدہ۔

۹۔ حضرت مولانا عبدالدیان صاحب رحمۃ اللہ علیہ دامانی۔

آپ نے تین نکاح کئے پہلی شادی حضرت مولانا شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی ایک صاحبزادے حضرت مولانا ذکی الدین فاضل دیوبند تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری شادی حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی موضع صریح میں۔ ایک صاحبزادے حضرت مولانا صبیح الدین صاحب فاضل دیوبند ہیں صاحب حق کے لقب سے ملقب ہیں۔ ان کے صاحبزادے احسان الدین صاحب ایم اے ہیں اسلامیہ کالج پشاور میں سینئر لیکچرار ہیں۔ حضرت مولانا مفتی الدین رحمۃ اللہ نے بروز سہ شنبہ ۸ شعبان ۱۳۶۵ھ ۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو وصال فرمایا مزار مبارک رزڑ میں ہے۔

حضرت مولانا میر حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں آپ کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھا ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کرنے کے بعد حصول علم کے لئے ہندوستان جاکر تحصیل علوم کرتے رہے۔ وہاں سے بنگال میں جاکر تحصیل و تکمیل کرکے وطن واپس آکر درس و تدریس میں مشغول ہوگئے پینتالیس سال تک علمی و ملی مشاغل میں مصروف رہے۔ علمی کمالات کیساتھ ساتھ امام المجاہدین حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی قدس سرہٗ سے بیعت ہوکر زہد و ریاضت۔ مجاہدات اور سلوک و تصوف میں پوری توجہ سے مصروف رہے آخر انہی مشاغل میں مشغول رہتے ہوئے ستر برس کی عمر میں بمقام مردان بروز دوشنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو انتقال فرمایا اور مزار مبارک

شہر مردان میں ہے۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہٗ۔

حضرت مولانا عبدالدیان صاحب کیملپوریؒ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد عبداللہ سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ میں ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء کو موضع داماں ضلع اٹک میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن موضع کاناغو بند ریاست سوات کے رہنے والے تھے تحصیل علم کے سلسلہ میں موضع داماں تحصیل وضلع اٹک (کیملپور) علاقہ چھچھ میں مشہور ماہر فنون متبحر عالم حضرت مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار حضرت مولانا کریم اللہ صاحب مدظلہٗ مدرس اعلیٰ جامعہ مدنیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خداداد لیاقت علمی شغف اور ذہنی صلاحیتوں کے پیش نظر حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ایسے گھر کر گئے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دامادی کا شرف بخشا اور اپنے دولت خانہ کا فرد بنالیا مستقلاً وطن ثانی ہو گیا حضرت مولانا محمد موسیٰ رح کے وصال کے بعد درس و تدریس۔ فتویٰ نویسی وغیرہ کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ غرضیکہ آپ نے دینی وملی ہر قسم کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

حضرت مولانا عبدالدیان صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگوں کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور نحوی عالم ساکن ولیہ (چھچھ) حضرت مولانا محمد صدیق صاحبؒ ضلع مردان کے مشہور صاحب علم وقلم۔ اور حضرت مولانا صاحب حق صاحبؒ رزڑ تحصیل چارسدہ۔ اور حضرت مولانا محمد دین صاحبؒ بدھوپری مشہور منطقی عالم وغیرہ حضرات سے تحصیل علوم کرتے رہے اسکے بعد دہلی حاضر ہو کر مشہور درسگاہ مدرسہ عبدالرب میں حضرت محدث کبیر عبدالعلی صاحبؒ شاگرد رشید امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رح سے سند حدیث حاصل کی۔ اس کے علاوہ دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہو کر کچھ دن حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔

فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک گھر میں اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول رہے اس کے بعد شاہجہانپور میں سات سال درس و تدریس کے ذریعہ حدیث وتفسیر پڑھاتے رہے۔ فیوض باطنی کیلئے مشہور مجاہد فی سبیل اللہ وغازی شیخ طریقت حضرت مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی ترنگزئی قدس سرہ جو دو واسطے سے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حافظ اخوند عبدالغفور عرف سوات قدس سرہ کے سلسلہ سے وابستہ تھے۔

اس کے علاوہ حضرت حاجی صاحبؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب عثمانی دیوبندی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہما کی مشہور عالم تحریک، تحریک ریشمی رومال، کیساتھی اور تمام زندگی انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے، انکی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کے منازل طے ہونے کے بعد اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ چونکہ حضرت حاجی صاحب رح کی آپ پر خاص نظر شفقت تھی آپکی موجودگی میں کسی دوسرے عالم کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف حضرت مولانا عبدالدیان صاحبؒ جہاد کے موضوع پر تقریر فرماتے حضرت حاجی صاحبؒ بہت پسند فرماتے اور خوش ہوتے رہتے۔

آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا خاص طور پر بنگلہ دیش خصوصاً ڈھاکہ، نرائن گنج ومنشی گنج وغیرہ میں اصلاح ظاہری وباطنی کے لئے وہ علاقے مرہون منت ہیں۔ آپنے کم وبیش ۲۵ سال محض لوجہ اللہ درس وتدریس اور فتوی جیسے ضروریات دینی وملی خدمت انجام فرماتے رہے۔ حضرت مولانا نصیر الدین محدث غورغشتی رح فرماتے تھے کہ جب تک مولانا عبدالدیان گھر پر ہوتے ہیں میں بالکل بے فکر ہوتا ہوں کیوں کہ آپ کے فتووں پر مجھے پورا اعتماد ہے۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب جامعہ انوریہ اوکاڑہ کے مہتمم اور حضرت امام المحدثین علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رح کے فخر روزگار شاگرد ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال پر اگر کہوں کہ علاقہ یتیم ہوگیا ہے تو یہ کوئی مبالغہ نہیں۔ کہ ایسی جامع الصفات شخصیت علماً عملاً خلقاً علاقہ میں مجھے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ مدت العمر مجاہدین آزادی کے دوش بدوش مصروف جہاد رہے جمعیۃ علماء اسلام سے والہانہ تعلق تھا۔ غرضیکہ آپ جامع کمالات تھے ساری زندگی اتباع سنت میں گزارتے ہوئے آخر بروز پیر ۹ صفر ۱۳۹۱ھ ۵ اپریل ۱۹۷۱ء کو بعمر ۰ سال وصال فرمایا۔ مزار مبارک قبرستان میں ہے۔ بوضع داماں ضلع اٹک (کیمبلپور)

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ظہور الحق صاحب مدظلہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے مدرس ہیں۔ ۲۔ حضرت مولانا حافظ نور الحق صاحب مدظلہ فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ گھر میں ہی مطلب فرماتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مولانا قاضی نصر اللہ جان پشاوریؒ آپ دمی خیل یوسف قبیلے کے چشم وچراغ ہیں شجرہ نسب یہ ہے۔ قاضی نصر اللہ جان بن قادر غلام قادر بن قاضی محمد حسن بن قاضی محمد اکبر بن قاضی محمد غوث بن ترکمان اخوند بن تاج خان مت دمی خیل یوسف زئی۔

آپ پشاور کے مشہور خاندان سے ہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا اخوند عبدالغفور صاحب عرف سید و بابا قدس سرہ کے فیضیافتہ اور خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ ولادت باسعادت سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کیلئے موضع گٹ پیچار۔ سوات کے ایک بڑے عالم باعمل کی خدمت میں حاضر رہ کر استفادہ فرمایا۔ پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتیؒ سے سند حدیث حاصل کی اور مزید استفادہ کیلئے حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ کی خدمت میں کوئٹہ اکیڈمی میں حاضر ہوئے۔ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں وطن واپس آکر گھر ہی میں والد بزرگوار کیساتھ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اسکے بعد لونڈ خوڑ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء میں مصروف درس رہے ۱۳۴۹ھ ۱۹۲۹ء میں مجاہدانہ زندگی اختیار فرمائی۔ تحریک آزادیٔ ہند اور بعدہٗ کانگریس میں ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء تک ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں جمعیۃ علماء ہند شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کی تحریک میں شامل ہوئے۔ آپ حضرت حاجی ترنگ زئی قدس سرہ کے خاص لوگوں میں سے تھے اور ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۸ء میں تحریک پاکستان میں شامل ہو گئے اور کارہائے نمایاں ادا کئے۔

۱۳۹۲ھ اگست ۱۹۷۲ء میں آپکی عمر ۶۵ سال تھی۔ آپکے ایک بھائی حضرت مولانا امداد اللہ صاحب ہیں اپنے والد بزرگوار اور برادر حضرت مولانا محمد شعیب مدظلہ کے تلامذہ سے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کیا ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۸ء سے ابتک برادر کی معیت میں ملک و ملت اور دینی و سماجی تحریکوں میں شامل رہ کر خدمت کرتے رہے ہیں۔ تحریک احرار شہید گنج لاہور۔ اور تحریک قادیانی میں بھرپور حصہ لیا اور جیل کی صعوبتیں اٹھائیں آپ ہفت روزہ قیامت میں بصیرت افروز مقالے لکھ کر مسلمانان سرحد کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس وقت ۵۰ سال کی عمر ہوگی۔ بارک اللہ تعالیٰ۔

حضرت علامہ مولانا مفتی عظیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ ولد حضرت حافظ کریم ولد حافظ معز اللہ رحمہم اللہ کے ہاں موضع اٹرمیانہ تحصیل نوشہرہ میں ہوئی۔ آپ قریشی الاصل ہیں آپکا خاندان مفتیوں کے نام سے مشہور ہے والد بزرگوار جد امجد پرداداسب صاحب درس وتدریس بزرگ تھے آپکے اساتذہ میں والد بزرگوار کے علاوہ حضرت سربند مولانا صاحب حضرت مولانا لالہ صاحب المعروف صرفی مولانا۔ اصولی مولانا ہزارخوانی شیخ المحدثین مولانا نصیر احمد صاحب قصہ خوانی پشاور رحمہم اللہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ پچیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور پچاس سال تک درس تدریس میں مصروف رہے جامع مسجد پل پختہ (مسجد قاضی بڑھنی) میں خطیب امام رہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت اخوند مولانا عبدالغفور صاحب سواتؒ سے بیعت ہوکر علوم ظاہری وباطنی سے فیضیاب ہوئے حضرت پیر مانکی شریفؒ کی بڑی نظر شفقت بھی پچاسی سال کی عمر ۱۳ھ ۱۹۳۰ء کو وصال فرمایا۔ آپکے دو فرزند تھے حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب درس وخطیب مسجد قاضی بڑھنی پختہ پل پشاور۔ ۲ حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب درس وتدریس اپنی زمینداری میں مشغول رہتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلویؒ

آپ حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب میواتیؒ کے فرزند ارجمند تھے مولانا عبدالسبحان صاحبؒ میوات کے رہنے والے تھے جو دہلی سے جنوب کیطرف ایک بہت بڑا وسیع علاقہ ہے وہاں میو قوم بستی ہے جو راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی ہے مولانا عبدالسبحان صاحبؒ حضرت مولانا محمد صاحبؒ (م ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ شب جمعہ) فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحبؒ بن حضرت مولانا شیخ غلام حسین جھنجھانوی ثم کاندھلوی کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ ومعتمد علیہ تھے۔ مولانا عبدالسبحان صاحبؒ شیخ الوقت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔ مولانا محمد یحیٰی صاحب کاندھلویؒ اور مولانا محمد الیاس صاحبؒ بانی تحریک عالمگیر تبلیغی جماعت وغیرہ حضرات کیساتھ بہت گہرے تعلقات تھے۔ مولانا عبدالسبحان صاحبؒ نے قرول باغ دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس سے بکثرت میواتی طلبہ عالم اور فارغ التحصیل ہوکر نکلے میوات میں علم کی اشاعت میں اور تبلیغی جماعتوں کی نقل وحرکت میں آپکا بڑا دخل ہے بعد میں محلہ قصاب پورہ میں منتقل ہوگئے تھے ــــــ حضرت مولانا عبدالمنانؒ کی ولادت ۴۰ یا ۴۱ ۱۳ھ ۲۰ یا ۱۹۲۱ء کو ہوئی حفظ

قرآن اور ابتدائی تعلیم فارسی، عربی والد بزرگوار سے ہی پڑھی اسکے بعد مختلف مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔
تعلیم ہی کے سلسلہ میں ۵۲ یا ۵۳ھ ۲۴ یا ۱۹۴۳ء میں مدرسہ عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ میں رہے اور میانوالی شہر میں
تعلیمی سلسلہ میں حاضر ہوئے۔ بہرحال آپ مدرسہ امینیہ دہلی سے فارغ التحصیل تھے اللہ تعالیٰ نے ذہن وحافظہ بہت
اچھا عنایت فرمایا تھا علم میں کمال حاصل کیا جب سے ہوش سنبھالا تو جھنجھانہ اور کاندھلہ کے مشہور عالم باعمل
اور مشائخ وقت کے گھرانہ سے گہرے تعلقات تھے۔ روحانی وباطنی تعلیم کیلئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
صاحب مدظلہ سے بیعت ہوئے۔ اور انہی کی وساطت سے قطب الارشاد، قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر
رائپوری قدس سرہٗ کیخدمت اقدس میں حاضری نصیب ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں کئی کئی ماہ حاضر رہتے ذکر واذکار عبادت
وریاضت میں مشغول رہتے یہ تعلق عشق میں تبدیل ہوگیا، حضرت رحمہ نے کمال شفقت سے اجازت وخلافت سے
نوازا۔ آپکی وفات حسرت آیات پر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری خلیفہ حضرت تھانوی علیہما الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں
"حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سراپا اخلاص اور سراپا سوز وگداز تھے جید عالم اور عربی اور اردو کے
بیمثل فطری شاعر تھے عربی شعر گوئی میں اس دور میں متحدہ ہندوستان میں انکی نظیر نہیں تھی۔ اشعار میں روانی زبان دانی
اسلامی قدیم دور کے شعراء کی یاد تازہ کرتی تھی حافظہ بیعدیل تھا جو قصیدہ لکھا سالہا سال تک یاد رہتا تھا سنانے کا
طرز بھی بیعدیل تھا جس وقت شعر سنانے بیٹھتے ایک ایسا وجد وبے خودی طاری ہوتی تھی کہ سراپا جذب وسراپا وجد
بن جاتے تھے سوز وگداز کے باوجود باغ وبہار تھے انکی مجلس عجیب پرلطف ہوتی تھی بزرگوں سے عقیدت بزرگوں کی
خدمت اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت نے انکی ساخت کو عجیب بنا دیا تھا۔ آگے تحریر فرماتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر رویا کرتے
تھے آخر عمر تک ذکر بالجہر کا ورد پابندی سے کیا کرتے تھے ذکر کرتے وقت انکی دردناک آواز اندرونی سوز وگداز کی غمازی
کرتی تھی۔" آپکے فرزند مولانا فضل الرحمٰن سلمہ الرحمٰن دہلی سے لکھتے ہیں "وفات سے کچھ ماہ قبل اپنی وفات کا احساس ہوگیا تھا
باربار اظہار فرماتے کہ تین حج کی دعا کی تھی وہ قبول ہوگئی اب سفر آخرت قریب ہے آپ بوقت نماز مغرب شب بدھ ۲۷،
ذی الحجہ ۹۳ھ ۱۲، ۲۲ جنوری ۷۴ء، ۱۹۷ء کو واصل بحق ہوتے مزار دہلی میں ہے۔ از ماہنامہ بینات صفر ۹۴ھ مارچ ۷۴ء ۶، وازمراسلہ
مولانا فضل الرحمٰن دہلوی سلمہ ــــــ باقی خلفاء حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نزد احمد پور شرقیہ۔ ۲
حضرت مولانا عبدالستار صاحب چھٹمل پور ضلع سہارنپور۔ ۳ حضرت مولانا زاہد حسن صاحب ضلع سہارنپور"

تمت بالخیر

تذکرہ قادریہ مجددیہ غفوریہ

احوال العارفین

قطب الاولیاء، غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ (۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء)
اُن کے مشائخ عظام اور خلفاء کرام کا ایمان افروز تذکرہ
ڈیڑھ سو سے زائد بزرگانِ دین کے حالات و کمالات کا مجموعہ

مؤلفہ
جناب حافظ غلام فرید صاحب

نذیر سنز پبلشرز
۴۰ ۔ اے، اردو بازار ○ لاہور